مکاشفۃ القلوب

تزکیۂ نفس اور حسنِ معاشرت پر ایک عظیم اصلاحی شاہکار

تالیف

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت مفتی تقدس علی خاں رحمۃ اللہ علیہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

www.waseemziyai.com

March 2019

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلبہ:

شعبہ حفظ :145 شعبہ ناظرہ :240

شعبہ درس نظامی :105 شعبہ تجوید :10

اور انہیں شعبہ جات میں 400 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم وبیش 100 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی وتجوید 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول 11 اساتذہ باورچی 2 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلبہ کم وبیش پانچ سو اور پورہ اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 00500025657003 - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

مکاشفۃ القلوب

تزکیۂ نفس اور حسنِ معاشرت پر ایک عظیم اصلاحی شاہکار

تالیف:

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

حضرت مفتی تقدس علی خاں رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

Ph.Shop:042-37248657/042-37249558 off:042-37112954
Mob:0300-9467047 - 0321-4771504 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

مرکز العلوم الاسلامیہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2014ء

بار اول 1100

ہدیہ .... [redacted]

ناشر .... نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز

شوروم

نمبور ہوٹل، دکان نمبر 2 داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37248657

042-37249558

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5551519
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بھاول پور	0301-7728754
نورانی ورانٹی ھاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
اقرا بک سیلرز، فیصل آباد	041-2626250
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد	0321-3025510

www.waseemziyai.com

فہرست

1	حضرتِ مترجم کی شخصیت	23
2	**مقدمہ**	25
3	مفکرِ اسلام امام حجۃ الاسلام علامہ محمد الغزالی قدس سرہ کی مختصر سوانح حیات	25
4	مسافرتِ دہ سالہ از ۴۸۸ھ تا ۴۹۸ھ	28
5	امامِ غزالی دمشق میں	29
6	حجۃ الاسلام امامِ غزالی بیت المقدس میں	30
7	مہدِ عیسیٰ علیہ السلام اور حجۃ الاسلام امام غزالی	31
8	امام صاحب کا مسلک اور عقیدہ	34
9	حجۃ الاسلام امامِ غزالی اور تصوف	35
10	حجۃ الاسلام امامِ غزالی قدس سرہ العزیز کی تصانیف	36
11	طرزِ نگارش	39
12	**باب: ۱**	40
13	خوف و خشیت	40
14	**باب: ۲**	42
15	خوفِ الٰہی	42
16	حضرت عمر اور خشیتِ الٰہی	44
17	**باب: ۳**	47
18	صبر و مرض	47
19	صبر کی قسمیں	47
20	حضرتِ زکریا علیہ السلام کو اُف کرنے کی ممانعت	48
21	صوفیاء کی نظر میں مصائب کی حقیقت	48
22	مریض بندۂ مومن کے گناہ نہیں لکھے جاتے	48

www.waseemziyai.com

23	ایک عبرت انگیز حکایت	49
24	جب مسافر مسافرت میں انتقال کرتا ہے	50
25	**باب: ۴**	51
26	ریاضت وخواہشاتِ نفسانی	51
27	موسیٰ علیہ السلام کو درود پڑھنے کا حکم	51
28	حضرتِ مالک بن دینار نے انجیر کھانا چاہا	52
29	زندگی کی آخری گھڑی میں صبر	52
30	**باب: ۵**	54
31	غلبۂ نفس وعداوتِ شیطان	54
32	حکیمانہ اقوال	55
33	حضرتِ ابوالحسن رازی نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا	56
34	عارفانہ نکتہ	56
35	**باب: ۶**	57
36	غفلت	57
37	سب سے بڑی مسرت	57
38	موت کے پیامبر	58
39	محض دعویٰ بے کار ہے	59
40	اطاعتِ الٰہی کا ثمرہ	59
41	حضرتِ حسن بصری کا ایک دلنشیں جواب	60
42	اللہ کی عبادت یا مخلوق کی عبادت	60
43	نصیحت پر غلام آزاد کر دیا	60
44	**باب: ۷**	61
45	فسق، نفاق اور خدا فراموشی	61
46	مومن اور منافق کا فرق	62
47	جہنم کے سات دروازے	63

www.waseemziyai.com

48	مرنے کے بعد تأسف	64
49	**باب: ۸**	65
50	توبہ	65
51	فاسق کی قسمیں	65
52	ایک جوان کی شرمندگی	66
53	عتبہ کا عجیب واقعہ	67
54	**باب: ۹**	68
55	محبت	68
56	درود نہ بھیجنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اعراض	69
57	جنابِ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کا دعویٰ	70
58	**باب: ۱۰**	71
59	عشق ومحبت	71
60	محبت کی تعریف	71
61	مجنوں نے اپنا نام لیلیٰ بتلایا	72
62	محبت کی ابتداء اور انتہا	72
63	عاشق کی پہچان	73
64	ایک بخیل منافق	75
65	حضرتِ آسیہ کا ایمان	76
66	**باب: ۱۱**	77
67	اطاعتِ الٰہی ومحبتِ الٰہی ومحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	77
68	حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو بلند مقام کیسے عطا ہوا؟	77
69	اللہ کا دیوانہ عاشق	78
70	حضرت فضیل بن عیاض سے ایک سوال	80
71	دلِ بیمار کا علاج	81
72	دو آقاؤں کی خدمت	81

www.waseemziyai.com

73	حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوست کی فرمائش	82
74	**باب: ۱۲**	82
75	شیطان اور اس کا عذاب	82
76	مختلف آسمانوں پر شیطان کے نام	84
77	اولادِ آدم پر شیطان کا غلبہ	85
78	**باب: ۱۳**	86
79	امانت	86
80	امانت کے معنی	87
81	قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے	89
82	**باب: ۱۴**	89
83	نماز میں خضوع وخشوع	89
84	حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی نماز	91
85	نماز میں چوری	91
86	**باب: ۱۵**	92
87	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	92
88	اخیر زمانے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد	94
89	مومن کیلئے ضروری ہے کہ دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے وقت خود بھی عمل کرے	95
90	زمین پر شہداء سے بلند مرتبہ مجاہدین	96
91	**باب: ۱۶**	97
92	عداوتِ شیطان	97
93	شیطان کے وسوسے کا انجام	98
94	شیطان کا گمراہ کن سوال	99
95	انسانی قلب ایک قلعہ ہے	99
96	کشتی نوح میں شیطان کی سواری	100
97	پیٹ بھر کر کھانا بھی انسان کو شیطان کے پھندے میں پھنسا تا ہے	100

www.waseemziyai.com

98	دارالندوہ میں شیطان کا قریش کو مشورہ	102
99	بیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلافِ معمول تشریف لانا	105
100	سفرِ ہجرت میں زادِ راہ	106
101	حضور پر قربان ہونا صدیق اکبر کی دِلی آرزو تھی	107
102	**باب: ۱۷**	109
103	امانت اور توبہ	109
104	فضیلتِ درود پاک	109
105	امانت کی تعریف	109
106	امانت کے بارے میں ارشاداتِ نبوی	109
107	توبہ کا وجوب	110
108	توبہ کے بارے میں ارشاداتِ نبویہ	111
109	زندگی کے آخری سانس تک توبہ قبول ہوگی	112
110	گناہوں سے بچانے والا صرف ربِ ذوالجلال ہے	112
111	باب: توبہ کبھی بند نہیں ہوتا	112
112	توبہ کے بارے میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی	113
113	ایک دردانگیز توبہ	115
114	**باب: ۱۸**	116
115	فضیلت رحم	116
116	رحم کی حقیقت	116
117	رحم کے بارے میں ارشاداتِ نبویہ	118
118	سخی، اللہ کے قریب اور جہنم سے دور ہوتا ہے	119
119	**باب: ۱۹**	120
120	درود شریف کی فضیلت	120
121	قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا	120
122	بدترین شخص نماز کا چور ہے	121

www.waseemziyai.com

123	نماز کس طرح ادا کی جائے	121
124	خضوع وخشوع سے نماز ادا کرنے والوں کی صفات	122
125	نماز صحیح	122
126	نماز اندھیرے میں پڑھی جائے	123
127	اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے	123
128	**باب: ۲۰**	124
129	غیبت و چغلی	124
130	چغل خور کا انجام	125
131	چغل خور کی سزا	125
132	جناب ابواللیث کا ایک واقعہ	126
133	غیبت کی بدبو کیوں محسوس نہیں ہوتی	127
134	غیبت زنا سے بھی بدتر ہے	127
135	**باب: ۲۱**	128
136	زکوٰۃ	128
137	زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے پر عذاب	128
138	قیامت کے دن فقرائ، اغنیاء کیلئے باعثِ ہلاکت ہوں گے	129
139	عجیب وغریب حکایت	129
140	**باب: ۲۲**	130
141	زنا	130
142	زنا میں چھ مصیبتیں ہیں	131
143	امرد ایک فتنہ ہے	132
144	قومِ لوط علیہ السلام کے ایک تاجر کا واقعہ	132
145	**باب: ۲۳**	133
146	حقوقِ والدین اور صلہ رحمی	133
147	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات	133

www.waseemziyai.com

148	صلہ رحمی کے بارے میں چند احادیث مبارکہ	137
149	**باب: ۲۴**	139
150	والدین سے حسنِ سلوک	139
151	تین نوجوان اور نیک اعمال	142
152	**باب: ۲۵**	143
153	زکوٰۃ اور بخل	143
154	حضور ﷺ نے پانچ باتوں سے اللہ کی پناہ مانگی	144
155	ابلیس لعین بخل کو پسند کرتا ہے	146
156	**باب: ۲۶**	146
157	طولِ اَمل	146
158	اُمیدوں کا سہارا اور فرمانِ نبوی	146
159	اللہ تعالیٰ سے کما حقہ شرم کرو	147
160	ارشاداتِ صحابہ	148
161	حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ	148
162	**باب: ۲۷**	149
163	عبادت گزاری و ترک حرام	149
164	طاعت کی حقیقت	149
165	باطنی علم کیا ہے	149
166	حضرت عبداللہ بن مبارک کی نصائح	153
167	حضرت داؤد علیہ السلام کی حضرت سلیمان علیہ السلام کو نصائح	154
168	**باب: ۲۸**	155
169	ذکرِ مرگ	155
170	موت کو یاد کرنے والا شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا	156
171	بزرگانِ دین کے ارشادات	157
172	موت کے ذکر پر عیسیٰ علیہ السلام کی حالت	157

www.waseemziyai.com

173	قبور کے حسرت آگیں کتبات	159
174	**باب: ۲۹**	161
175	آسمانوں کا ذکر اور دوسرے مباحث	161
176	تخلیق کائنات	162
177	آسمانوں کے نام اور ان کے رنگ	162
178	سات ستارے اور ہر ستارہ کا آسمان	163
179	**باب: ۳۰**	163
180	عرش، کرسی، فرشتگان مقرب، رزق و توکل	163
181	عرشِ الٰہی کی ساخت	164
182	توکل کی حقیقت	164
183	حضرت ابراہیم ادھم اور حضرت شیخ بلخی کے درمیان سوال و جواب	165
184	توکل حقیقی کیا ہے	165
185	توکل حقیقی کی ایک مثال	165
186	لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی ایک قوت	166
187	**باب: ۳۱**	167
188	ترک دنیا و مذمت دنیا	167
189	مذمت دنیا میں چند احادیث	167
190	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اشکباری	167
191	دنیا کی ایک تمثیل	168
192	حضرت آدم علیہ السلام کی حیرانی و سرگردانی	170
193	سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے خطاب	172
194	بے گور و کفن نعشیں	172
195	حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں سے خطاب	173
196	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ناصحانہ ارشاد	174
197	دنیا کی محبت سب سے بڑا گناہ ہے	175

www.waseemziyai.com

198	دنیا ایک گہرا سمندر ہے	175
199	خالص سونے پر خزف ریزے کو ترجیح کس طرح ہو سکتی ہے	177
200	دنیا کس صورت میں مزاحمت کرتی ہے	180
201	دنیا کا غم بڑھتا ہے تو آخرت کا غم کم ہو جاتا ہے	180
202	دنیا سے محبت رکھنے والے کو آخرت نفع نہیں دیتی	183
203	ترک دنیا و طالب دنیا	184
204	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بھائی کو نصائح	184
205	**باب: ۳۲**	185
206	مذمتِ دنیا	185
207	ایک زاہد کی ایک بادشاہ کو نصیحتیں	186
208	حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ارشادات	186
209	مذمت دنیا میں ایک اور حدیثِ قدسی	188
210	ارباب طریقت کا دنیا کے حصول میں طریق کار	191
211	**باب: ۳۳**	191
212	فضیلت قناعت	191
213	انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے	191
214	دنیا کی بہت جستجو مت کرو	192
215	بہترین دولت	194
216	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد	195
217	ایک حریص کو سبق	196
218	حرص کی مذمت	196
219	علم انسان کو حرص اور گدایانہ حرکات سے محفوظ رکھتا ہے	197
220	**باب: ۳۴**	197
221	فقراء کی فضیلت	197
222	اللہ اپنے محبوب بندے کے دل سے دنیا کی محبت نکال دیتا ہے	196

www.waseemziyai.com

223	دیندار شکار نہ کرسکا اور دنیادار کو خوب شکار ہوا	199
224	دنیا کے نامراد بندے کا قیامت میں اعزاز	201
225	فقراء کے پاس دولت ہے	201
226	جنت کے بادشاہ	202
227	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا علمِ غربت	202
228	روپیہ جمع کرنے والے پر چار مصیبتوں کا نزول	202
229	حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی گریہ وزاری کا باعث	203
230	حضرت سفیان ثوری کو فقراء سے بے پایاں محبت تھی	203
231	حضرت عائشہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیت	204
232	قناعت اور رضائے الٰہی	205
233	غنا کیا ہے؟	205
234	**باب: ۳۵**	207
235	اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا ولی بنانا اور قیامت کا میدان	207
236	کفار سے میل ملاپ نہ رکھو	207
237	اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا ولی بنانا	208
238	**باب: ۳۶**	210
239	نفع صور، حشر اجساد و بعث بعد الموت	210
240	نفخ صور	210
241	احوالِ قیامت کے بارے میں ارشاداتِ نبویہ	212
242	قیامت کے دن کی تین حالتیں	212
243	عرصہ محشر کی کیفیت	213
244	**باب: ۳۷**	214
245	مخلوق کے فیصلے	214
246	مفلس کون ہے؟	214
247	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قرآنِ کریم کی آیت	215

www.waseemziyai.com

248	معافی کا انعام	216
249	نامۂ اعمال کا برائیوں سے بھرا ہونا اور اس کا انجام	217
250	**باب: ۳۸**	217
251	مذمت مال و منال	217
252	اموال و اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں	217
253	راہ خدا میں خرچ ہونے والا مال باقی رہتا ہے	219
254	گناہ گار دولت مند پل صراط سے نہیں گزر سکے گا	220
255	حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا وقت مرگ	222
256	**باب: ۳۹**	222
257	اعمال، میزان اور نارِ جہنم	222
258	آخرت کی یاد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اشکباری	223
259	صحابہ کرام نے ذکرِ قیامت پر خوف سے ہنسنا بند کر دیا	224
260	جہنم کے چند عذاب	225
261	ریاکار کو عذاب	226
262	درجاتِ جہنم	226
263	آتش دوزخ اور دنیاوی آگ	227
264	دوزخیوں کی غذا	227
265	دوزخیوں کی التجائیں رد کر دی جائیں گی	231
266	حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں التجا	233
267	**باب: ۴۰**	233
268	فضیلتِ اطاعت	233
269	دنیا والوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی پیغام الٰہی	235
270	ایک صدیق پر الہام کا نزول اور صدیقین کی صفات	235
271	مشتاقانِ خداوندی کی صفات	236
272	مشتاقانِ خداوندی نقصان سے مامون ہیں	238

www.waseemziyai.com

273	اللہ اور دنیا کی محبت دل میں یکجا نہیں ہو سکتیں	239
274	**باب: ۴۱**	240
275	شکر	240
276	حضور کی شکر گزاری	242
277	ایک پتھر کی گریہ وزاری	242
278	ادائے شکر کے طریقے	243
279	بزرگانِ سلف کا طریقہ شکر گزاری	244
280	**باب: ۴۲**	245
281	مذمت عجب وتکبر	245
282	تین شخصوں پر جہنم کا مخصوص عذاب	246
283	بہت ہی برا بندہ	247
284	جوانی پر فخر نہیں کرنا چاہیے	250
285	**باب: ۴۳**	251
286	زندگی کے بارے میں غور وفکر	251
287	ذاتِ باری میں غور وفکر کی ممانعت	253
288	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواریوں کو جواب	254
289	**باب: ۴۴**	257
290	شدائدِ مرگ	257
291	بعض شدائد مرگ کی تفصیل	257
292	انبیاء علیہم السلام پر موت بہت آسان کردی جاتی ہے	258
293	ایک کاسہ سر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو	259
294	محافظ فرشتوں کا مشاہدہ	260
295	**باب: ۴۵**	261
296	حالات وسوالاتِ قبر	261
297	مدفن کی نداء	261

www.waseemziyai.com

298	اعمال بھی میت سے سوال کرتے ہیں	262
299	مومن کی وفات پر فرشتوں کی آمد	263
300	کافر پر عذاب	265
301	**باب: ۴۶**	266
302	علم الیقین، عین الیقین اور سوالات قیامت	266
303	مراتب یقین کا فرق	267
304	ٹھنڈا پانی بھی ایک نعمت ہے	268
305	گوشت، کھجور اور سرد پانی کے متعلق قیامت میں سوال ہوگا	268
306	**باب: ۴۷**	269
307	فضیلتِ ذکرِ الٰہی	269
308	ذکرِ خدا سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں	270
309	بہترین عمل	271
310	ذکرِ خدا کیلئے جمع ہونے والوں پر انعامِ الٰہی	272
311	ذکر کرنیوالوں پر رحمت الٰہیہ	273
312	**باب: ۴۸**	274
313	فضائل صلوٰۃ	274
314	نماز کی تاکید میں ارشاداتِ نبویہ	274
315	نماز کے بارے میں ارشاداتِ بزرگانِ دین	277
316	**باب: ۴۹**	277
317	تارکِ نماز پر عذاب	277
318	ترکِ صلوٰۃ پر وعیدیں	277
319	صحاح ستہ کی چند احادیث	277
320	ضیاعِ صلوٰۃ کا کیا معنی ہے	281
321	قضاءِ صلوٰۃ پر وعیدیں	282
322	مردِ مومن کی نماز	285

www.waseemziyai.com

323	صحیح وقت پر نماز کی ادائیگی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے	287
324	نماز میں سستی پر مصائب	288
325	عمداً نماز ترک کرنے والا زانی سے بھی بدتر ہے	289
326	**باب: ۵۰**	290
327	طبقاتِ جہنم اور ان کے عذاب	290
328	جہنم کا ہر طبقہ ایک گروہ کیلئے مخصوص ہے	290
329	آتش جہنم کی ہولناکیاں	291
330	**باب: ۵۱**	292
331	عذابِ جہنم	292
332	حبّ الحزن کا عذاب	293
333	جہنم کا بدبودار پانی	296
334	**باب: ۵۲**	298
335	گناہوں سے خوفزدہ ہونے کی فضیلت	298
336	فاروقِ اعظم اور خشیتِ الٰہی	300
337	عذابِ جہنم سے محفوظ دو آنکھیں	300
338	خوفِ الٰہی سے رونے والا جہنم سے آزاد ہے	301
339	ابن سماک کی اپنے نفس کو سرزنش	301
340	حضرت جعفر کی نصیحتیں	301
341	**باب: ۵۳**	303
342	فضائل توبہ	303
343	ایک خطا کار اور اس کی معافی	305
344	رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرتِ معاذ کو نصیحتیں	306
345	تائب کا گناہ ہر جگہ سے مٹا دیا جاتا ہے	306
346	ایک زانیہ کی توبہ	307
347	قاتل، ارادہ توبہ کی بدولت نجات پا گیا	308
348	**باب: ۵۴**	310

www.waseemziyai.com

349	ممانعت ظلم	310
350	ایک بڑھیا پر ظلم کے باعث ہلاکت	312
351	**باب: ۵۵**	313
352	یتیموں پر ظلم سے ممانعت	313
353	یتیموں کے مال ناحق کھانا اور اس کا بدلہ	315
354	**باب: ۵۶**	316
355	مذمتِ تکبّر	316
356	ارشادات صحابہ	319
357	**باب: ۵۷**	320
358	فضیلتِ تواضع وقناعت	320
359	فضائل قناعت	322
360	**باب: ۵۸**	324
361	فریب ہائے دنیا	324
362	دانشمند کون ہے؟	325
363	**باب: ۵۹**	327
364	مذمت وتخویفِ دنیا	327
365	ایک عبرت انگیز واقعہ	330
366	**باب: ۶۰**	333
367	فضیلتِ صدقہ	333
368	فضائل صدقات	334
369	**باب: ۶۱**	337
370	مسلمان کی حاجت برآری	337
371	**باب: ۶۲**	339
372	فضائل وضو	339
373	**باب: ۶۳**	341
374	فضیلتِ نماز	341

www.waseemziyai.com

375	**باب: ۶۴**	346
376	آفاتِ قیامت	346
377	صورِ اسرافیل کی حقیقت	346
378	**باب: ۶۵**	348
379	جہنم و میزان	348
380	**باب: ۶۶**	351
381	مذمتِ تکبر و خود بینی	351
382	**باب: ۶۷**	354
383	یتیم سے بھلائی اور اس پر ظلم سے احتراز	354
384	**باب: ۶۸**	357
385	مذمتِ اکلِ حرام	357
386	**باب: ۶۹**	360
387	ممانعتِ سود خوری	360
388	زنا اور سود کا عام ہو جانا عذابِ الٰہی کو دعوت دیتا ہے	362
389	**باب: ۷۰**	364
390	حقوق العباد	364
391	**باب: ۷۱**	367
392	مذمت ہوائے نفس و وصفِ زُہد	367
393	**باب: ۷۲**	373
394	جنت اور مراتبِ اہلِ جنت	373
395	**باب: ۷۳**	379
396	صبر، رضا اور قناعت	379
397	**باب: ۷۴**	384
398	فضیلتِ توکل	384
399	**باب: ۷۵**	386
400	فضیلتِ مسجد	386

www.waseemziyai.com

401	**باب: ۷۶**	388
402	ریاضت و فضیلت اصحابِ کرامت	388
403	**باب: ۷۷**	394
404	تعریفِ ایمان و ذمِ منافقت	394
405	**باب: ۷۸**	397
406	مذمت غیبت و چغلخوری	397
407	چغلخوری	399
408	**باب: ۷۹**	402
409	عداوتِ شیطان	402
410	**باب: ۸۰**	405
411	محبت و محاسبۂ نفس	405
412	محاسبۂ نفس	406
413	**باب: ۸۱**	409
414	آمیزشِ حق و باطل	409
415	**باب: ۸۲**	411
416	نماز باجماعت کی فضیلت	411
417	چالیس نمازیں باجماعت ادا کرنے پر انعامِ الٰہی	412
418	**باب: ۸۳**	413
419	فضیلتِ نمازِ تہجد	413
420	**باب: ۸۴**	417
421	عقوبتِ علمائے سُوء	417
422	بے عمل عالم کا انجام	419
423	**باب: ۸۵**	420
424	فضیلتِ حسنِ خلق	420
425	**باب: ۸۶**	423
426	خندہ و گریہ زاری	423

www.waseemziyai.com

427	**باب: ۸۷**	425
428	قرآن، علم اور علماء	425
429	علم اور علماء کی فضیلت	425
430	**باب: ۸۸**	427
431	فضیلتِ زکوٰۃ وصلوٰۃ	427
432	صدقہ کسے دیا جائے؟	427
433	حضرتِ ابن المبارک اپنے عطیات صرف علماء کو دیتے	428
434	**باب: ۸۹**	429
435	حقوق اولاد ووالدین	429
436	**باب: ۹۰**	432
437	حقوق ہمسایہ اور مساکین پر احسان	432
438	ہمسائے کے حقوق	434
439	**باب: ۹۱**	435
440	شرابی پر عذاب	435
441	قصۂ ہاروت وماروت	438
442	**باب: ۹۲**	439
443	معراج شریف	439
444	سدرۃ المنتہیٰ کی کیفیت	441
445	**باب: ۹۳**	441
446	فضائل جمعہ	441
447	جمعہ کے دن جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے	443
448	**باب: ۹۴**	443
449	خاوند پر بیوی کے حقوق	443
450	**باب: ۹۵**	447
451	حقوق شوہر بذمہ زن	447
452	شوہر کا مرتبہ	449

www.waseemziyai.com

453	**باب: ۹۶**	451
454	فضیلتِ جہاد	451
455	**باب: ۹۷**	453
456	فریب کاری شیطان	453
457	**باب: ۹۸**	455
458	سماع	455
459	جوازِ سماع کے دلائل	456
460	ابن مجاہد کا سماع پر زور	457
461	حضرت امام عسقلانی کو سماع کا شوق	457
462	**باب: ۹۹**	459
463	اتباع خواہشات و بدعت	459
464	آلات لہو و لعب کی مذمت	461
465	**باب: ۱۰۰**	462
466	فضائل ماہِ رجب	462
467	**باب: ۱۰۱**	463
468	فضائل شعبان المبارک	463
469	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول	464
470	**باب: ۱۰۲**	466
471	فضائل رمضان المعظم	466
472	فرضیتِ روزہ	467
473	روزہ دار کی منہ کی بو مشک سے برتر ہے	468
474	**باب: ۱۰۳**	469
475	فضائل لیلۃ القدر	469
476	لیلۃ القدر میں بیشمار رحمتوں کا نزول	470
477	**باب: ۱۰۴**	471
478	فضائل عید الفطر	471

www.waseemziyai.com

479	پہلی نمازِ عید	471
480	**باب:۱۰۵**	473
481	فضائل عشرۂ ذی الحجہ	473
482	چار پسندیدہ مہینے	474
483	سب سے سبقت لے جانے والے	474
484	**باب:۱۰۶**	475
485	فضیلتِ عاشوراء	475
486	خصوصیاتِ یومِ عاشوراء	475
487	**باب:۱۰۷**	477
488	فضیلتِ مہمانیٔ فقراء	477
489	دعوت قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے	479
490	**باب:۱۰۸**	479
491	جنازہ اور قبر	479
492	جنازے کے آداب	481
493	ایک گنہگار کا عجیب وغریب واقعہ	481
494	**باب:۱۰۹**	483
495	عذابِ جہنم کا خوف	483
496	**باب:۱۱۰**	486
497	میزان اور صراط	486
498	پل صراط جہنم کے اوپر رکھا جائے گا	487
499	**باب:۱۱۱**	488
500	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ مبارک	488
501	حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد بھی اللہ تعالیٰ امتِ حبیب کا والی ہے	488
502	انصار کا اجتماع	489
503	انصار کے بارے میں وصیت	490

www.waseemziyai.com

حضرتِ مترجم کی شخصیت

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہٗ پانچویں صدی ہجری کے وہ مایہ ناز مسلمان سپوت ہیں جن کا علمی میدان میں کوئی ثانی نہ تھا اور جن کی علمی کاوشوں سے تمام دنیا ہمیشہ سے بہرہ ور ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

امام حجۃ الاسلام کے علمی جواہر پاروں میں سے ایک آپ کی عظیم تصنیف مکاشفۃ القلوب بھی ہے جس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے عربی سے اردو کے سانچے میں ڈھالنے کی عمدہ کوشش کی گئی ہے۔

اردو میں منتقل کرنے والے، اہلِ سنت و جماعت کے عظیم سرمایہ حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب رضوی بریلوی ہیں (مدظلہ العالی) شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ درگاہ شریف پیر صاحب پاگارہ۔

حضرت مترجم مدظلہ العالی کی علمی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ برصغیر پاک و ہند کے عظیم علمی خانوادہ خانقاہ عالیہ بریلی شریف کے چشم و چراغ ہیں، آپ کی علمی شخصیت کیلئے یہی ایک امر کافی ہے کہ آپ گزشتہ اور موجودہ صدی کے نامور مجدد اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ کے تلمیذ رشید اور خلیفہ اجل ہونے کے ساتھ ساتھ نسبی لحاظ سے بھی مجدد مائتین کے نواسے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی علمی بزرگی اس سے بھی واضح ہے کہ امام حجۃ الاسلام حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ سے بھی آپ کو خلافت و سند حاصل ہے اور حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ سے شرف دامادی بھی آپ کو حاصل ہے۔

حضرتِ مترجم مدظلہ العالی کی علمی خدمات اظہر من الشمس اور اجلیٰ من القمر ہیں۔ علمی خدمات کے نتائج آپ کے حسبِ ذیل نابغہ روزگار شاگردوں کے وجود سے اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ وہ بزرگانِ دین جنہوں نے آپ کے علمی جواہر پاروں سے اپنے دامن بھرے۔

چند مشاہیر تلامذہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1- شیخ الحدیث حضرتِ مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ محدثِ اعظم لائلپور۔

2- حضرت سید شاہ مردان شاہ پیر سائیں پاگارہ سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت پیر صاحب پاگارہ پیر جو گوٹھ۔

3- (آپ کے برادرِ اصغر) فقیہِ عصر حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں قدس سرہٗ لاہور۔

4- مفتیٔ اعظم حر جماعت استاذ العلماء مولانا محمد صالح صاحب ناظمِ اعلیٰ اوّل جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ۔

5- حضرت سید افضل حسین صاحب جامعہ قادریہ فیصل آباد۔

www.waseemziyai.com

6- حضرت مفتی غلام قادر صاحب آزاد کشمیر۔

7- حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر خطیب مانچسٹر (انگلینڈ)

8- حضرت اشفاق حسین نعیمی مفتیٔ اعظم جوت پور (بھارت)

9- رئیس التحریر مبلغ اسلام حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی (بھارت)۔

10- حضرتِ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی، شیخ الحدیث براؤں شریف (بھارت)

نیاز کیش

محفوظ احمد قادری رضوی مصطفوی

www.waseemziyai.com
مرکز العلوم الاسلامیہ (ز۔حسن ط)

مقدمہ

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

نابغہ دَوراں، مفکّرِ اسلام امام حجۃ الاسلام
علامہ محمد الغزالی قدس سرہ کے مختصر سوانحِ حیات

چوتھی صدی ہجری میں خلافت عباسیہ اس قدر کمزور ہوگئی تھی کہ ایران کی وسیع سلطنت پر اس کی گرفت روز بروز کمزور ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ ایران کی وسیع سلطنت طوائف الملوکی کا شکار ہو کر رہ گئی، صوبے خودمختار ہو گئے اور ہر ایک ایران پر اپنی جگہ بادشاہ بن کر بیٹھ گیا۔

سلطان غزنوی (۳۸۷ھ تا ۴۲۱ھ) نے ایران پر اجتماعی حیثیت سے حکومت کیلئے بہت کچھ کوشش کی تھی لیکن ایک طرف تو ہندوستان پر لشکر کشی کے مخمصوں نے اور دوسری طرف ترکانِ ماوراء النہر نے اور خوارزم شاہی سے جنگ وجدال کے باعث اس کو اتنا موقع نہ مل سکا کہ وہ تمام ایران پر ایک حکومت کے تار و پود کو مضبوط کر کے اس سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیتا تاہم یہ ضرور ہوا کہ طوائف الملوکی کا وہ رنگ بہت پھیکا پڑ گیا جو سلطان غزنوی کے عہد سے قبل تہ بہ تہ ایران کے تمام منطقوں پر چڑھا ہوا تھا۔

یہ شرف قدرت نے سلاطین سلاجقہ کیلئے مخصوص کر دیا تھا کہ انہوں نے غزنویوں کے بعد بہت جلد تمام ایران کو طوائف الملوکی کی لعنت سے نجات دلا دی، اس سلسلہ میں طغرل رکن الدین ابو طالب (۴۲۹ھ/۴۵۹ھ) کی مساعی قابل ذکر ہیں چنانچہ ایران کے خودمختار صوبوں کے علاوہ خوارزم شاہی سلاطین نے بہت سا ملک واگذار کرا دیا، ادھر ماوراء النہری سلاطین نے بھی ایران کا ایک وسیع حصہ چھین کر ایک وسیع سلطنتِ سلجوقیہ کی بنیاد ڈالی، صرف یہی نہیں بلکہ اپنے خلوص کے ثبوت کیلئے اپنے خاندان کی ایک بیٹی دولت عباسیہ میں بیاہ دی اور خلیفہ قائم بامر اللہ نے خود عقد کر کے بغداد کی گرتی ہوئی عظمت اور سلطنت کو بچا لیا، طغرل کے بعد الپ ارسلان نے اس کمی کو پورا کر دیا جو طغرل کی عین آرزو تھی

www.waseemziyai.com

یعنی تمام ماوراء النہر پر قبضہ کرلیا۔ والی گرجستان کو اپنا مطیع و منقاد بنالیا اور انتہائی جوانمردی اور شجاعت سے کام لیتے ہوئے سلطنتِ روما پر حملہ کر کے والیٔ روما کو بھی گرفتار کرلیا۔

یہ تھا وہ دور اور سیاسی ماحول جس میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی نے طوس کے قصبہ غزال میں (۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء) اپنی آنکھ کھولی۔ یہ طغرل سلجوقی کا آخری دور تھا۔ آپ کے والد امام محمد بن محمد ایک درویش صفت انسان تھے اور ان کی تنگدستی کے باعث خود نوشت و خواند سے کچھ نہیں ملا تھا لیکن درویشی اور عبادت گذاری نے ان کے دل میں علم کی مشعل فروزاں کر رکھی تھی۔ وہ چاہتے کہ "اگر پدر نتواند پسر تمام کند" ان کے دو بیٹے محمد غزالی اور احمد غزالی علم دینی و دنیوی سے اپنی جھولیاں بھر چکے تھے۔ ان کو کیا خبر تھی کہ ان کی اس آرزو کو اللہ تعالیٰ نے ایسا شرف بخشا ہے کہ ان کے دونوں فرزند علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب بن کر دنیا میں چمکیں گے۔ ایک کے قدموں سے شہرت اور دنیاوی جاہ و جلال پامال ہوں گے اور علم دین و دنیا کا آفتاب بن کر درخشاں ہوگا اور مسندِ فقر و ارشاد پر متمکن ہو کر طریقت و ہدایت کی وہ شمع روشن کریں گے جو دنیا کی ظلمتوں میں معرفت کا اجالا پھیلائے گی۔

امام صاحب کے والد محمد بن محمد کا ۴۶۵ھ میں انتقال ہوگیا، اس وقت امام صاحب کی عمر ۱۵ سال تھی اور شیخ احمد غزالی ۱۲، ۱۳ سال کے تھے، امام صاحب کے والد نے اپنے ایک صوفی مشرب دوست ابو حامد احمد بن محمد زازکانی کے ہاتھ میں ان دونوں کا ہاتھ دے کر وصیت کی تھی کہ میرا جو کچھ اثاثہ ہے اس کو ان دونوں کی پرورش اور تعلیم پر خرچ کردیں چنانچہ امام صاحب کے والد کا معمولی سا سرمایہ اور خود حضرتِ احمد نے اپنا سرمایہ ان دونوں بھائیوں کی پرورش اور تعلیم پر صرف کردیا، جب تمام سرمایہ صرف ہوگیا اور امام صاحب علومِ متداولہ کی ابتدائی منزل سے گذر گئے تو جنابِ زازکانی نے ان کو طوس کے مدرسہ میں داخل کرادیا تاکہ وہاں اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کریں اور وہاں کے وظیفہ سے بھی بہرہ یاب ہوں لیکن امام غزالی طوس کے مدرسہ میں داخل ہونے کی بجائے جرجان چلے گئے جو طوس سے مسافت پر تبہ واقع تھا اور یہاں مشہورِ زمانہ استاد امام ابونصر اسمٰعیلی کی خدمت میں رہ کر تشنگیٔ علم کو دور کیا، اس وقت امام صاحب علومِ متداولہ کی تحصیل کے بہت سے مدارج طے کر چکے تھے چنانچہ امام ابونصر اسمٰعیلی کی خدمت میں رہ کر آپ جو کچھ علمی مباحث سنتے ان کو ضبطِ تحریر میں لے آتے تھے۔ امام غزالی کچھ مدت امام ابونصر کی خدمت میں رہے اور پھر واپس طوس آگئے لیکن علم کی پیاس ابھی نہیں بجھی تھی، اس تشنگی کو دور کرنے کے لئے آپ طوس سے نیشاپور روانہ ہو گئے، نیشاپور میں اس وقت امام الحرمین ابوالمعالی جوینی سے بڑھ کر اور کوئی عالم نہیں تھا اور اس وقت وہ مدرسہ نظامیہ نیشاپور کے مدرسِ اعلیٰ تھے (جو اس وقت دنیائے علم و ادب کا سب سے بڑا منصب تھا۔)

www.waseemziyai.com

علامہ جوینی کی خدمت میں پہنچ کر امام صاحب نے دوسرے علوم کے علاوہ جدل وخلاف (علم مناظرہ) علم الکلام اور مبادیاتِ فلسفہ کی تکمیل کی اور ان علوم میں ایسا کمال حاصل کیا کہ امام الحرمین کے تین سو تلامذہ میں سب سے سبقت لے گئے. آپ کی قابلیت اور فضل وکمال کا یہ عالم تھا کہ امام الحرمین علامہ جوینی آپ کی شاگردی پر فخر کرتے تھے. امام صاحب کی عمر ابھی اٹھائیس برس کی ہوئی تھی کہ تمام علوم و فنونِ متداولہ یعنی ادبیات فارسی وعربی، فقہ وحدیث، تفسیر، درایت، کلام اور جدل وخلاف وغیرہ میں کمال کی منزل پر پہنچ گئے اور ان علوم میں حقیقی تبحر آپ کو حاصل ہو گیا۔ ۴۷۸ھ میں امام الحرمین کا انتقال ہو گیا. علم دوست وزیر خواجہ نظام الملک (متوفی ۴۸۵ھ) کو امام الحرمین کے حقیقی جانشین کی تلاش تھی۔ نظام الملک امامِ غزالی کے فضل وکمال کا شہرہ سن چکے تھے. ان کو مدرسہ نظامیہ بغداد کی مسندِ صدارت کیلئے ایک جوہرِ قابل درکار تھا چنانچہ خواجہ نظام الملک نے بڑے عزت واکرام کے ساتھ امام غزالی کی دربار میں پذیرائی کرائی لیکن اپنے تبحرِ علمی کے ثبوت کیلئے امام صاحب کو ایک کٹھن امتحان سے گزرنا پڑا یعنی دربار سلجوقی سے وابستہ علمائے کرام کے ساتھ مناظرہ کرنا ضروری قرار پایا، بغیر اس مناظرہ کے دربار میں جگہ پانا ناممکن تھا، چونکہ امام ہمام علم وفضل کے بحرِ ناپیدا کنار تھے، جدل وخلاف پر بہت کچھ لکھ چکے تھے چنانچہ دربارِ سلجوقی کے علمائے کرام سے مناظرہ (مباحثہ) شروع ہوا اور امام صاحب سب پر غالب آئے اور سب نے امام صاحب کے تبحرِ علمی کا اعتراف کیا، نظام الملک کی دلی مراد برآئی اور خواجہ طوسی نے تمام علماء وفقہاء پر تقدم وفضیلت کے اظہار کیلئے زین الدین شرف الائمہ کا لقب دیا۔ اب دربار میں امام صاحب کی پذیرائی بھی اسی طرح ہوتی تھی جس طرح علامہ ابو اسحق شیرازی اور امام الحرمین جوینی قدس اللہ سرہما کی ہوتی رہی۔ امام صاحب اب خواجہ نظام الملک کی مرحمتوں اور نوازشوں سے کامیاب زندگی بسر فرما رہے تھے، ۴۷۸ھ سے ۴۸۴ھ تک پوری دل جمعی کے ساتھ تصنیف وتالیف میں مشغول رہے، ۴۸۴ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کے مدرسِ اعلیٰ علامہ حسین بن علی طبری (تلمیذ علامہ ابو اسحق شیرازی) تھے، ان کے انتقال کے بعد منصب جلیلہ کیلئے خواجہ نظام الملک طوسی نے امام صاحب کو منتخب کیا چنانچہ خواجہ نظام الملک کی استدعاء اور خود اپنی دیرینہ خواہش برآنے کی بنا پر آپ نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں اس منصب اعلیٰ کو قبول کرلیا اور ۴۸۴ھ ماہِ ذیقعدہ میں اس درس گاہ میں تدریس کا آغاز کیا۔

۴۸۷ھ میں امیر المسلمین المقتدی بامر اللہ کا انتقال ہو گیا۔ امام صاحب کو مسند تدریس پر متمکن ہوئے ابھی صرف تین سال گزرے تھے۔ المقتدی بامر اللہ کے بعد المستظہر بامر اللہ تخت نشین ہوئے. انہی کی فرمائش پر امام صاحب نے "رد باطنیہ" میں جو اس وقت تمام اصفہان پر قابض تھے اور مصر وعراق میں بھی ان کا پورا زور تھا، کتاب المستظہری تصنیف کی تاکہ "باطنیہ" تحریک کو جو عملی طریقہ سے قابو میں نہ آسکتی

www.waseemziyai.com

تھی علمی طریقہ سے دبایا جائے۔ یہ وہ دور تھا کہ علماء کی باہمی چپقلش (حنابلہ و شوافع کے اختلافات اور فتنہ و فساد) ان کے مناظرے اور مجادلے، خانہ جنگیاں، یورشیں اور سازشیں برپا تھیں، ماحول کی اس طرفگی اور پریشان حالی نے امام صاحب کی زندگی پر بڑا اثر ڈالا۔ اس سے نیشاپور میں ان کی زندگی پوری طمانیت اور سکون کے ساتھ بسر ہو رہی تھی۔ بہر حال کسی نہ کسی صورت ۴۸۴ھ وسط ۴۸۸ھ تک آپ نے منصب تدریس کی ذمہ داریاں پوری کیں، اس اثناء میں امام حجۃ الاسلام قدس اللہ سرہ فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے کام میں بھی مشغول رہے اور فلسفۂ یونان کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے رہے اور حکماء و فلاسفہ کے عقائد کی چھان بین کرتے رہے، حقائق مذاہب کی دریافت و آگہی میں آپ اکثر مشغول رہتے لیکن جیسے جیسے آپ کا یہ مطالعہ بڑھتا گیا طبیعت میں انتشار و اضطراب پروان چڑھتا رہا۔

مسافرتِ دہ سالہ از ۴۸۸ھ تا ۴۹۸ھ

۴۸۸ھ جو حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی کی زندگی ایک عظیم انقلاب سے دوچار ہوتی ہے، گویا اسی سال سے ان کی روحانی زندگی کا آغاز ہوتا ہے، شان و شوکت سے دستبردار ہو کر روحانیت کی تسکین کیلئے بغداد سے نکلتے ہیں اور ایک بے سروسامان زندگی کو اپناتے ہیں۔ امام صاحب کی زندگی کا یہ انقلاب اپنی نوعیت کا ایک عجیب و غریب انقلاب ہے اور ایسا عجیب کہ علمائے اسلام میں اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے، امام صاحب جس روحانی اور عقلی سکون کے خواہاں تھے وہ ان کو مدرسہ نظامیہ کے مدرسِ اعلیٰ کے منصب پر فائز رہ کر بھی حاصل نہ ہو سکا۔ ہر چند کہ سلاطین سلجوقیہ اور امراء المسلمین عباسیہ (خلفائے عباسیہ) ان کیلئے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے رہتے تھے، نظام الملک ان کا حاشیہ بردار تھا، بڑے بڑے اصحابِ فکر و دانش اور علمائے وقت آپ کے درس میں شریک ہو کر استفادہ کر رہے تھے لیکن روحانی اضطراب نے نگاہوں میں اس اقتدارِ اعلیٰ کو ہیچ بنا دیا، چنانچہ اس تمام جاہ و جلال سے کنارہ کش ہو کر امام صاحب نے ہجرت کا پختہ ارادہ کر لیا۔ بغداد سے ہجرت کرنے کے سلسلے میں آپ نے اپنی تصنیف جس کے بعض حصے ان کی خود نوشت سوانح پر مشتمل ہیں یعنی "المنقذ من الضلال" میں اپنی روحانی تشویش، اضطراب و انتشارِ طبع اور طویل علالت کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

"میں بغداد میں جو دنیا بھر کے عقائد اور خیالات کا دنگل تھا، شیعہ، سنی، معتزلی، زندیق، ملحد، مجوسی اور عیسائی بغداد میں ایک دوسرے سے مناظرے کرتے اور دست بگریباں رہتے، میں ہر ایک باطنی، ظاہری، فلسفی، متکلم اور زندیق سے ملتا تھا اور ہر ایک کے خیالات معلوم کرتا تھا، میری طبیعت ابتداء ہی سے چونکہ مائل بہ تحقیق تھی، ان ملاقاتوں سے رفتہ رفتہ

www.waseemziyai.com

میری "تقلید" کی بندش ٹوٹ گئی (امام صاحب مسلکِ شافعیہ کے مقلد اور پیرو تھے) اور جن عقائد پر میں پہلے گامزن تھا ان کی وقعت میرے دل سے جاتی رہی۔

میں نے غور کرنا شروع کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ مجھے حسیات اور بدیہیات کا علمِ یقینی حاصل ہے اور بس مختلف مذاہب کے بارے میں میرے شکوک جوں کے توں باقی رہے، اس وقت چار فرقے موجود تھے، متکلمین، باطنیہ، فلاسفہ اور صوفیہ، میں نے ان چاروں فرقوں کے علوم و عقائد کی تحقیق شروع کی، اس تحقیق سے اضطراب اور بڑھا، فرقہ تصوف پر جو کتب موجود تھیں ان کا مطالعہ کیا، مجھے پتہ چلا کہ اس کیلئے صرف علم کافی نہیں ہے بلکہ عمل کی ضرورت ہے۔

ان واقعات سے تحریک پیدا ہوئی کہ تمام تعلقات کو ترک کر کے بغداد سے نکل جاؤں، نفس کسی طرح بھی ترکِ تعلقات پر آمادہ نہیں ہوتا تھا کہ اس کو شہرتِ عامہ اور شان و شوکت حاصل تھی۔ رجب ۴۸۸ھ میں یہ خیال پیدا ہوا تھا لیکن نفس کے لیت و لعل کے باعث اس پر عمل نہ کر سکا۔ اس ذہنی اور نفسانی کشمکش نے مجھے سخت بیمار کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ زبان کو یارائے گویائی نہ رہا، قوتِ ہضم بالکل ختم ہو گئی، طبیبوں نے بھی صاف جواب دے دیا اور کہا کہ ایسی حالت میں علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا، آخر کار میں نے سفر کا قطعی ارادہ کر لیا، امرائے وقت، ارکانِ سلطنت اور علمائے عصر کو جب میرے اس ارادے کی خبر ہوئی تو انہوں نے نہایت خوشامد اور اکرام کے ساتھ مجھے روکنا چاہا لیکن میں اصل حقیقت سے خوب واقف ہو چکا تھا اس لیے سب کو چھوڑ چھاڑ کر سفر کیلئے تیار ہو گیا"۔

(تلخیص از منقذ من الضلال)

حجۃ الاسلام نے ۴۸۸ھ سے ۴۹۸ھ تک دس سال کی مدت مملکت شام و جزیرہ بیت المقدس اور حجاز میں بسر کی جس کی صراحت آئندہ کی جائے گی، اس سیاحت میں امام حجۃ الاسلام کے جسم پر درویشوں کا لباس تھا، ان ملکوں میں سکون کو تلاش کرتے رہے، ان کے جسم پر صرف ایک گدڑی تھی، اب ان کا ہر وقت کا مشغلہ زہد و فکر عبادت، فکر و خلوت اور تصنیف و تالیف رہ گیا تھا۔

امامِ غزالی دمشق میں

بغداد سے ہجرت کر کے امام غزالی سب سے پہلے ۴۸۱ھ میں دمشق پہنچے اور دمشق میں جامع اموی کے مغربی کنارہ کو اپنی خلوت گاہ کے طور پر منتخب کیا اور یہاں آپ روحانی اور باطنی ریاضتوں میں

www.waseemziyai.com

مشغول ہو گئے۔ ریاضت اور عبادت کے علاوہ آپ کا معمول تھا کہ آپ مسجد اموی میں جاروب کشی کرتے اور شکستِ نفس کیلئے غسل خانوں میں صفائی کرتے اور وہاں کی غلاظت فوراً اٹھا کر باہر پھینکتے۔ صاحب طبقات الشافعیہ (جلد چہارم ص ۱۰۴) رقمطراز ہیں:

"آپ خانقاہ میحاطیہ کے غسل خانوں کی زبارکشی کیا کرتے تھے"۔

بہرحال نفس کشی کیلئے آپ ادنیٰ سے ادنیٰ کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ جامع دمشق کی اقامت کے زمانہ میں آپ کا زیادہ تر وقت شیخ نصر مقدی کے زاویہ میں گزرتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کو آپ کے علم وفضل اور آپ کے تبحرِ علمی سے آگاہی ہوگئی اور علمائے وقت نے آپ کے پاس آنا جانا شروع کر دیا اور آپ کے سکون وریاضت میں خلل پڑنے لگا اور اس ہنگامہ سے بچنے کیلئے ایک رات خاموشی کے ساتھ دمشق سے روانہ ہو گئے، دمشق میں امام صاحب کی مدتِ اقامت دو سال ہے۔

حجۃ الاسلام امامِ غزالی بیت المقدس میں

اپنے سفر بیت المقدس کے سلسلہ میں علامہ غزالی نے "المنقذ من الضّلال" میں صراحت کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی اس مسافرت کا بیشتر حصہ بیت المقدس میں بسر ہوا اور اس سفر کا بہترین علمی سرمایہ اور آپ کی تصانیف میں سب سے بلند پایہ تصنیف "احیاء العلوم" اس دور کی تصنیف ہے جس کی مثال دنیا کی اخلاقی کتابوں میں ملنا مشکل ہے، اخلاقیات کے موضوع پر ایک بے نظیر و بے مثال کتاب ہے، بعد کے مصنفین نے اخلاقیات پر جو کچھ لکھا ہے اس کا ماخذ احیاء العلوم ہے۔ احیاء العلوم کے علاوہ کتاب اربعین اور بعض دوسرے رسائل بھی اسی قیامِ دمشق میں تصنیف کئے گئے۔ یہ بات بہت مشہور ہے کہ حجۃ الاسلام نے احیاء العلوم کی تصنیف کیلئے بیت المقدس میں جو جگہ انتخاب کی تھی وہ قبۃ الصخرہ کا مشرقی گوشہ تھا اور امام صاحب اس گوشہ میں معتکف تھے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ احیاء العلوم جیسی بلند پایہ اور مبسوط وضخیم کتاب کی تصنیف اس بے سر وسامانی اور پریشان حالی میں ناممکن ہے لیکن مؤرخین کے اقوال اور دوسرے شواہد کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ احیاء العلوم کا زمانۂ تصنیف یہی وہ دہ سالہ بے سروسامانی اور زمانۂ مسافرت ہے۔ اس تصنیف سے امام صاحب کے تبحرِ علمی کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے پاس اس بے سروسامانی میں کوئی ذخیرۂ کتب موجود نہ تھا جو آپ کیلئے اس تصنیف میں ماخذ کا کام دیتا۔

شبلی نعمانی نے اپنی مختصر کتاب الغزالی میں احیاء العلوم کا شیخ ابوطالب مکی قدس سرہ کی کتاب قوت القلوب، استاذِ اعظم ومفسرِ عظیم شیخ طریقت ابوالقاسم قشیری کے رسالہ قشیریہ اور علامہ راغب اصفہانی کی کتاب

www.waseemziyai.com

ذریعۃ العلوم الشریفہ کے مضامین کی یک رنگی بعض عنوانات کی مطابقت ومماثلت کو ظاہر کیا ہے اور ان کتب کو احیاء العلوم کا ماخذ ہی نہیں بلکہ اصل قرار دیا ہے۔ اس میں شبلی نعمانی کی تحقیق کو کوئی دخل نہیں ہے اور انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کہی ہے بلکہ علامہ ابن جوزی نے جو عقائد کے اعتبار سے حجۃ الاسلام سے مختلف تھے اور صوفیاءِ کرام کے دشمن انہوں نے احیاء العلوم پر کڑی تنقید کی ہے اور اس تنقید کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے قوت القلوب رسالہ قشیریہ اور راغب اصفہانی کی کتاب سامنے رکھ کر یہ کتاب تصنیف کی ہے لیکن تاریخ یہ ہرگز نہیں بتاتی کہ امام صاحب اس سفر میں جو ان کے روحانی انقلاب کا باعث تھا بایں بے سروسامانی کتابوں کا پشتہ ساتھ لے کر نکلے تھے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ امام صاحب نے ان بلند پایہ کتابوں کا مطالعہ ضرور کیا تھا۔ ان کے مضامین آپ کو مستحضر تھے۔ بہر حال علامہ ابن جوزی اور شبلی نعمانی کا خیال غلط ہے، یہ ایک طویل تنقیدی بحث ہے۔ میں اس کو اس مختصر مقدمہ میں نہیں چھیڑنا چاہتا، میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دس سالہ مسافرت کا عظیم الشان تحفہ اپنے اخلاف کیلئے امام صاحب نے احیاء العلوم کی صورت میں یادگار چھوڑا ہے۔

مہدِ عیسیٰ علیہ السلام اور حجۃ الاسلام امام غزالی

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ طبقات الشافعیہ میں لکھتے ہیں کہ امام غزالی کے ساتھ شیخ اسماعیلی مائلی، شیخ ابوالحسن بصری، شیخ ابراہیم شباک جرجانی اور چند دوسرے درویش مہدِ عیسیٰ علیہ السلام میں جمع رہتے تھے اور تصوف کے حقائق و دقائق زیرِ بحث رہتے تھے اور اس طرح امام صاحب روحانی سکون سے بہرہ ور ہوتے رہتے، مہدِ عیسیٰ علیہ السلام اور بیت المقدس میں کچھ مدت تک مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہنے کے بعد امام حجۃ الاسلام حج کے ارادے سے وہاں سے روانہ ہوئے اور ۴۸۹ھ میں مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد زیارتِ روضۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مدینہ منورہ آئے، یہاں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے مقاماتِ مقدسہ کے مشاہدہ سے فراغت کے بعد معرو اسکندریہ سے ہوتے ہوئے اپنے وطن مالوف طوس واپس آئے اگرچہ ابتداً امام صاحب کی یہ نیت تھی کہ وطن واپس نہ ہوں گے اور تمام عمر ہجرت کی نیت کر کے نکلے تھے لیکن جیسا کہ خود آپ نے ایک مکتوب میں اظہار کیا ہے۔ اہلِ وعیال کی محبت نے پھر وطن کی جانب کھینچ لیا چنانچہ المنقذ من الضلال میں لکھتے ہیں:

فسرت الی الحجاز ثم جذبتنی الهم ودعوات الاطفال الی الوطن فعاودته بعد ان کنت ابعد الخلق عن الرجوع الیه واٰثرت العزلة وتصفیة القلب لذکره.

چنانچہ امام صاحب وطن واپس پہنچ گئے اور اہل وعیال کے ساتھ رہنے لگے مگر اس طرح کہ لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا اور خلوت وعزلت میں زیادہ وقت صرف کرنے لگے اس طرح عزلت نشینی میں ایک سال گزار دیا لیکن ۴۹۹ھ میں حکومت وقت اور امرائے سلطنت کے اصرارِ بے حد سے مجبور ہو کر ذیقعد ۴۹۹ھ میں طوس سے نیشا پور آ گئے اور مدرسہ نظامیہ نیشا پور کی خدمات تدریس کو قبول کر لیا۔ اس وقت سلطان سنجر پسر ملک شاہ سلجوقی سلطنتِ سلجوق پر متمکن تھا اور خواجہ نظام الملک کا فرزند فخر الملک اس کا وزیرِ اعلیٰ تھا۔ مدرسہ نظامیہ نیشا پور میں ایک سال تک علمی خدمات انجام دیتے رہے اور اس اثناء میں اپنی مشہور کتاب "المنقذ من الضلال" تصنیف کی جو ایک گونہ امام صاحب کی خود نوشت سوانح حیات ہے۔ اس خود نوشت سوانح حیات میں امام صاحب نے اپنی زندگی کے اہم واقعات ذکر کئے ہیں اور علماء وفقہاء پر کڑی تنقید کی ہے اور بعض علومِ متداولہ پر بھی تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اس وقت امام صاحب کی عمر پچاس سال سے گزر چکی تھی۔ اس بار نیشا پور میں قیام کی مدت صرف ایک سال ہے یعنی ذیقعد ۴۹۹ھ سے ۵۰۰ھ تک۔

ابن جوزی جو امام صاحب پر تنقید کرنے میں مشہور ہیں، لکھتے ہیں:

"اس کے بعد امام صاحب اپنے وطن طوس واپس آ گئے اور مکان کے قریب ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور ایک عظیم الشان دار القیامہ (ہوسٹل) اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت پائیں باغ بنوایا اور وہ خود قرآن اور احادیث کے درس میں مشغول رہنے لگے"۔

(المنتظم، ابن جوزی)

اس دور میں امام حجۃ الاسلام ایک زاہد اور صوفیٔ پاکباز کی صورت میں مسندِ تدریس پر متمکن تھے اس وقت ان کے حقیقی ارادت مندوں کا جمِ غفیر ان کے اردگرد رہتا تھا، یہ تعداد پہلے سے کہیں زیادہ تھی، عام و خاص کے دل آپ نے اپنے صدق وصفا سے موہ لئے تھے۔ آپ کی پاکیزہ زندگی، خدا ترسی اور زہد و اتقاء کا ہر طرف چرچا تھا، اس قبولِ عام کا نتیجہ یہ نکلا کہ دستورِ زمانہ کے مطابق آپ کے بہت سے حاسد پیدا ہو گئے۔ خواجہ نظام الملک طوسی اور ملک شاہ تو اللہ کو پیارے ہو چکے تھے، ان کی زندگی میں حاسدوں کو یہ جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ وہ امامِ ہمام کے خلاف لب کشائی کر سکیں، امام صاحب کے سامنے ان کے علم وفضل کے چراغ ٹمٹمانے لگے تھے اور ان کی گرمیٔ بازار سرد پڑ چکی تھی۔ اس سرد بازاری نے رقابت کی آگ کو اور بھڑکایا، حجۃ الاسلام امام غزالی کی تصانیف کا ہر طرف شہرہ تھا، ان تمام محرکات نے امام صاحب کے خلاف حسد وعداوت کا ایک محاذ قائم کر دیا، ان کی تحریروں میں تحریف کی گئی، ان کے پاس گوناگوں سوالات تحریر کر کے بھیجے گئے۔ چونکہ امام صاحب شافعی مسلک پر گامزن تھے اور مشرباً اشعری تھے لہٰذا عوام میں

www.waseemziyai.com

امام صاحب کے عقائد وآراء پر خوب نکتہ چینی کی گئی جو ان علماء کے عقائد سے ہم آہنگ نہ تھے، رفتہ رفتہ مخالفین کا یہ حربہ بڑھتا گیا۔ امام صاحب نے اپنے مکتوبات میں خصوصاً ان خطوط میں جو سلطان سنجر سلجوقی کے نام لکھے ہیں، اپنی بہت کچھ صفائی پیش کی، وہ بے وجہ حکومت، وقت اور والیٔ سلطنت سے ٹکراؤ نہیں چاہتے تھے۔

اس موقع پر دشمنوں نے یہ قصہ چھیڑ دیا اور امام صاحب کے خلاف اس کو دستاویز بنایا کہ امام غزالی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کیا ہے، اسی طرح 'کیمیائے سعادت' کی بعض تقاریر کو انہوں نے اپنے اقوال کی تائید میں پیش کیا حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں طعن کا جواب آپ نے سلطان سنجر سلجوقی کو اس طرح دیا:

"اما آنچہ حکایت کردہ اندکہ در امامِ ابوحنیفہ طعن کردہ ام واللہ الطالب الغالب المدرك الحق الذی لا الٰه الا ھو کہ اعتقادِ من آنست کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غواص ترین امتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود در حقائق فقہ، ہر کہ جز ایں از عقیدت من یا از خط ولفظ من حکایت کند دروغ می گوید"۔ (مقتبس از مکاتیب امام غزالی)

ترجمہ: "اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کیا ہے تو میں خداوند طالب غالب اور مدرک کو جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے حقائق میں امتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غواص ترین شخص ہیں، پس جو کوئی میرے اس اعتقاد کے سوا میرے کسی خط یا لفظ سے کچھ بیان کر رہا ہے تو وہ دروغ محض ہے"۔

اس طویل مکتوب میں امام صاحب نے سلطان سنجر سے مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی خدمات سے بھی دستبرداری کا اظہار کر دیا تھا:

"وحاجتِ دیگر آنست کہ مرا از تدریس نیشاپور وطوس معاف داری"۔

باوجودیکہ ارادت مندوں، عقیدت کیشوں اور امرائے سلطنت نے بہت کچھ اصرار کیا لیکن امام صاحب نے صاف کہہ دیا کہ اب مجھ میں کارِ تدریس انجام دینے کی سکت باقی نہیں رہی ہے، اس طرح تدریس مدرسہ نظامیہ اور دوسرے رسمی مشاغل سے الگ ہو کر اپنی خانقاہ میں خلوت گزیں ہو گئے اس وقت امام صاحب کی عمر ۵۳ سال تھی، اس زاویہ میں تادمِ آخر امام صاحب قیام پذیر رہے اور طلباء اور درویشوں کی رہنمائی کیلئے اپنا کچھ وقت صرف کر دیا کرتے تھے لیکن طلباء سے زیادہ اب طالبانِ حقیقت آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

جب حجۃ الاسلام امامِ غزالی کی عمر ۵۵ سال کی ہوئی تو ان کی پیش گوئی پوری ہونے کا وقت آ گیا اور

www.waseemziyai.com

آپ دوشنبہ ۱۴/ جمادی الاخریٰ ۵۰۵ھ کی صبح کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے اور طوس ہی میں شاعرِ ایران فردوسی کے مزار کے قریب آپ کو دفن کیا گیا۔

علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب "الثبات عند الممات" میں امام صاحب کی وفات کے سلسلہ میں شیخ احمد غزالی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"برادرم ابو حامد محمد غزالی نے دوشنبہ کے دن صبح کے وقت وضو کر کے نمازِ فجر ادا کی، پھر انہوں نے اپنا کفن منگایا اور اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور کہا سمعاً وطاعۃً"۔

یہ کہہ کر قبلہ رخ ہو کر پاؤں پھیلا دیئے اور جاں جہاں آفریں کے سپرد کر دی"۔

ابن جوزی کے مطابق امام صاحب نے جو آخری بات کہی وہ اپنے دوستوں اور اعزہ کو اخلاصِ عمل کی دعوت دی تھی اور یہی ان کی آخری وصیت تھی۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

ابن جوزی نے امام صاحب کی تاریخِ وفات بجائے ماہ جمادی الاخریٰ کے ۱۴/ جمادی الاولیٰ بیان کی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں:

توفّی ابو الحامد یوم الاثنین رابع عشر جمادی الاولیٰ من ھٰذا السنۃ یعنی سنۃ خمس وخمسمائۃ بطوس ودفن بہا۔

حضرتِ امام غزالی کی عمر اور سالِ وفات کے سلسلہ میں یہ شعر بہت مشہور ہے ؎

نصیب حجۃ الاسلام زیں سرائے سپنج
حیات پنجہ و پنج و وفات پانصد و پنج

ساتویں صدی ہجری تک امام صاحب کا مزار زیارت گاہِ عوام وخواص رہا لیکن فتنۂ تاتار میں آپ کا مزار بھی تباہی کے ہاتھوں محفوظ نہیں رہا اور اب اس کے صرف کچھ آثار باقی ہیں۔

امام صاحب کا مسلک اور عقیدہ

امامِ غزالی اپنے خاندان، ماحول اور علمائے نیشاپور وطوس اور بلادِ خراسان کے دوسرے مشاہیر مثلاً امامِ قشیری، شیخ ابو اسحاق شیرازی، شیخ ابن سبّاغ اور اپنے استاد امام الحرمین علامہ جوینی رحمہم اللہ تعالیٰ کے عقائد سے متاثر تھے اور اہلسنت وجماعت، اصول میں اشعری اور فروع میں شافعی مسلک کے تابع تھے اور اسی طریقہ پر گامزن رہتے ہوئے، شافعی مسلک کے فقہ واصول کی کتابوں کا درس بھی حاصل کیا تھا اور مطالعہ بھی۔ جب خود صاحب تصنیف بنے تو شافعی عقیدے کی پختگی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ فقہ اور اصولِ فقہ شافعیہ پر ایسی مدلل، جامع اور مبسوط کتابیں تصنیف کیں جن کو فقہ شافعی کا گراں قدر سرمایہ کہا جا سکتا ہے یعنی

www.waseemziyai.com

بسیط، وسیط اور وجیز وغیرہ۔

امامِ شافعی کے اس قول سے بھی امام صاحب کے مسلک اور عقیدے کی تائید ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں:

فمن کان فی الفروع علی مذھب الشّافعی وفی الاصول علی اعتقاد الاشعریۃ۔

"وہ فروع میں شافعی مذہب اور اصول میں اشعری تھے"۔

معتقدات میں مبہم ترین مسائل یا عقائد یعنی رویتِ باری تعالیٰ، علمِ واجب الوجود، کلامِ الٰہی کا ازلی ہونا، صفاتِ الٰہیہ کا قدم، خلق الافعال میں امام حجۃ الاسلام غزالی اشاعرہ کے معتقد تھے، بایں ہمہ ان کی قوتِ اجتہادی نے ان میں یہ قوت اور بے باکی پیدا کر دی تھی کہ اگر مذہبِ شافعیہ یا حنفیہ میں وہ کوئی ایسا مسئلہ پاتے جو عقلِ صریح کے خلاف ہوتا یا تو وہ اس کی تاویل کرتے یا صریحاً اس کا رد کرتے، اس اعتبار سے مقلد ہونے کے باوجود ان میں حقیقی اجتہادی قوت موجود تھی اور اس کے اظہار میں ان کو جب ضرورت اور موقع ملتا کسی قسم کا تذبذب نہیں ہوتا تھا۔ امام صاحب کی یہ اجتہادی قوت اور اس کے اظہار کا رنگ دس سالہ مسافرت کے بعد اور نکھر آیا تھا چنانچہ مشہور عالم نے جب ایک موقع پر امام صاحب سے سوال کیا کہ آپ مذہبِ ابوحنیفہ کے پیرو ہیں یا مذہبِ شافعی کے؟ تو امام صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ عقلیات میں میرا مذہب برہان اور دلیل ہے اور شریعت میں میرا مذہب قرآن ہے، اس صورت میں نہ میں ابوحنیفہ کا مقلد ہوں اور نہ شافعی کا پابند۔

فی الجملہ امامِ غزالی عالم ظاہر میں ایک پابندِ شرعِ شافعی تھے اور باطن میں ایک صوفی متورع، ہر حال میں اسلام پر ان کا حقیقی ایمان تھا، گویا انہوں نے شریعتِ قرآنی اور دلائل کو کشف و شہود کے ساتھ شامل کر کے اپنا آئین قرار دیا تھا جس طرح شریعت اور اس کے دلائل و براہین کشف و شہود سے خالی نہ تھے، اسی طرح ان کا تصوف زہد و ورع اور اتباعِ شریعت سے سرِمُو جدا نہ تھا، ایک ان کے عقائدِ ظاہری تھے تو دوسرے کو ان کے معتقداتِ معنویہ کہا جاتا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ چند صفحات اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے متحمل نہیں ہو سکتے اس لئے مجبور ہو کر مختصراً اتنا ہی عرض کر سکتا تھا۔

حجۃ الاسلام امامِ غزالی اور تصوّف

امام صاحب کی سوانح حیات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے عنفوانِ شباب میں مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا تھا لیکن ان کے دل کو کسی طرح تسکین حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اس روحانی کشمکش کے نتیجے میں وہ سخت بیمار پڑ گئے۔ اطباء نے جواب دے دیا، کھانا پینا چھوٹ گیا اور اس قدر لکنت پیدا ہو گئی کہ بولنا ہی دشوار تھا اور ایک دن وہ تمام طمطراق اور شان و شوکت کو خیرباد کہہ کر بالکل بے سروسامانی کے ساتھ مرقع

www.waseemziyai.com

بردوش بغداد سے نکل کھڑے ہوئے اور دمشق کی جامع امویہ کے ایک زاویہ کو اپنا مستقر اور خلوت کدہ بنایا لیکن یہاں بھی ان کا علم و فضل پوشیدہ نہ رہ سکا اور مجبوراً یہ جگہ بھی ان کو چھوڑنی پڑی اور بیت المقدس کا رُخ کیا، یہاں مہد عیسیٰ علیہ السلام ان کی خلوت گاہ اور ان کا زاویہ تھا۔ اس زاویے میں مشائخ وقت کے ساتھ ان کی صحبت رہی اور یہاں رفتہ رفتہ وہ صحت یاب ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ تصوف امامِ غزالی کی آخری منزل ہے، اس چشمہ کے سوتوں سے تو وہ اس وقت بہرہ یاب ہوئے تھے جب ان کے والد جو ایک درویش صفت انسان تھے، نے ایامِ طفلی میں آپ کی تربیت کی تھی، پھر ان کے انتقال کے بعد شیخ احمد زازکانی قدس سرہ کی نگرانی میں انہوں نے تعلیم پائی اور تصوف کی حقیقت لذت کی چاشنی دیکھی، آپ کے چھوٹے بھائی امامِ احمد غزالی نے تو آغازِ جوانی ہی سے اس دل میں قدم رکھا تھا اور تصوف کے رشتہ میں منسلک ہو گئے تھے اور امامِ غزالی کی طرح ان کو علوم متداولہ کی پُر پیچ و خم دار راہوں سے گزرنا نہیں پڑا، ان کے برعکس امامِ غزالی جوانی میں فقہ و اصول، کلام وفن، خلاف و مناظرہ میں مستغرق تھے اور مدتوں اس میں سرگرداں رہے، پچاس برس کی عمر میں آخر کار ان کو بھی اسی منزل پر آکر آسودگی نصیب ہوئی، تصوف کی دنیا میں ان کی رہنمائی کرنے والی دو ہستیاں ہیں، ایک ابوبکر نساج قدس سرہ اور دوسرے ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ، چنانچہ اپنی تصانیف میں امام صاحب نے اپنا پیرِ طریقت شیخ ابو علی فارمدی کو بیان کیا ہے چنانچہ ایک جگہ وہ کہتے ہیں:

انی اخذت الطریقۃ من ابی علی الفارمدی وانتصلت ما کان یشیر الیہ من وظآئف العبادات واستدامۃ الذکر الی ان جزت العقبات و تکاف تلك المشاق وحصلت ما کنت اطلبہ۔

"میں نے طریقۂ تصوف شیخ ابو علی فارمدی سے اخذ کیا ہے اور عبادات اور ذکر میں ان کے دستور کو اپنایا ہے، اس طرح مجھے تکالیف سے نجات ملی اور مشقتوں سے نجات حاصل ہوئی اور جو کچھ میں نے پانا تھا، وہ میں نے پالیا۔

حجۃ الاسلام امامِ غزالی قدس سرہ العزیز کی تصانیف

امام حجۃ الاسلام غزالی نے جب تصنیف و تالیف کیلئے قلم اٹھایا تو اس وقت وہ استفادہ علوم میں معروف تھے اور آپ کا عنفوانِ شباب تھا، اس وقت وہ شیخ ابونصر اسمٰعیلی کی خدمت میں تحصیل علم کر رہے تھے، اپنے استاد سے بعض توضیحات و توجیہات کو سُن کر لکھ لیا کرتے تھے، انہی اشارات اور توجیہات کی مدد سے کم عمری ہی میں آپ نے فقہ پر ایک رسالہ مرتب کیا اور اس کا نام 'تعلیقہ' رکھا، یہی امام صاحب کی پہلی

www.waseemziyai.com

تصنیف ہے، اس کے بعد سفر ہو یا حضر، خلوت نشینی ہو یا جلوت، مدرسہ نظامیہ نیشاپور ہو کہ بغداد، فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ آپ تصنیف و تالیف کی طرف ہمہ تن متوجہ رہے۔

عربی زبان میں امام صاحب نے اتنی کم مدت میں جو تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، اس کثرتِ تصانیف کے باعث اکثر علمائے اسلام نے آپ کو 'سید المصنفین' کا لقب دیا تھا۔ (مرآۃ الجنان یافعی)

کہا جاتا ہے کہ امامِ غزالی قدس سرہ کی تمام تصانیف کے اوراق کو اگر ان کی عمر پر تقسیم کیا جائے تو ہر روز چار دستوں کی تسوید حساب میں آتی ہے جو ایک حیرت انگیز بات ہے۔ امام حجۃ الاسلام کی تصانیف کی تعداد میں اختلاف ہے۔ امام صاحب نے خود اپنے ایک مکتوب میں جو انہوں نے ۵۳ سال کی عمر میں لکھا تھا، اس سلسلہ میں اس طرح بیان کیا ہے:

"میں نے علومِ دین میں تقریباً ۷۰ کتابیں لکھی ہیں"۔

اس حوالہ میں صرف علومِ دین پر لکھی جانے والی تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے، جدل و خلاف اور ردِ فلاسفہ پر، جو امام صاحب کا پسندیدہ موضوع تھا، لکھی جانیوالی کتابوں کا امام صاحب نے شمار نہیں کیا ہے۔ امام صاحب کے بعض سوانح نگار حضرات آپ کی تصنیفات تالیفات کی تعداد ۲۰۰ بتاتے ہیں، آپ اس کو مبالغہ نہ سمجھیں کہ امام صاحب کی تصانیف میں احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت جیسی ضخیم کتابیں بہت کم ہیں بلکہ بہت سے ایسے رسائل اور کتابچے بھی اس تعداد میں شامل ہیں جو چند صفحات پر مشتمل ہیں لیکن ایک مستقل نام سے موسوم ہیں، ان رسائل اور کتابوں سے بعض شائع ہو چکے ہیں، احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت کے بعد فقہ شافعیہ پر ان کی تصانیف البسیط، الوجیز اور الوسیط درمیانی درجہ کی ضخامت والی کتابیں ہیں، ان کے علاوہ ضخامت کے اعتبار سے "المنقذ من الضلال" اور "تہافۃ الفلاسفۃ" قابل ذکر ہیں۔ پیشِ نظر کتاب مکاشفۃ القلوب بھی اسی ضمن میں آتی ہے، کہا جاتا ہے کہ امام صاحب نے قرآن حکیم کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی، جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی لیکن وہ نایاب ہے، اس کا کوئی مخطوطہ بھی اب محفوظ نہیں ہے، اسی طرح امام صاحب کی اکثر و بیشتر تصانیف نایاب ہیں، صرف ان کے مخطوطے برطانیہ، جرمنی اور ایران کے قومی کتب خانوں میں موجود ہیں اور ان کے صرف نام امام صاحب کی تصانیف میں لئے جاتے ہیں۔ امام صاحب کی ان مشہور کتابوں میں جو آج بھی ہماری دسترس سے باہر نہیں ہیں، ان کتابوں کو کہا جا سکتا ہے۔

احیاء علوم الدین (احیاء العلوم)، کیمیائے سعادت، البسیط، الوجیز، الوسیط، المنقذ من الضلال، المرشد الامین، منہاج العابدین، مکاشفۃ القلوب، المستظہری، القسطاس المستقیم، تہافۃ الفلاسفۃ اور نصیحۃ الملوک۔

www.waseemziyai.com

مذکورہ بالا کتابوں میں سے بعض کتابیں متعدد بار شائع ہو چکی ہیں اور ان میں سے بہت سی کتابوں کے اردو تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں مذکورہ بالا کتابوں میں سے ہر ایک کا مختصر سا تعارف بھی مقدمہ کے ان چند صفحات میں نہیں کرا سکتا کہ ناشر کی طرف سے قدغن ہے کہ مقدمہ پندرہ سولہ صفحات سے زیادہ پر مشتمل نہ ہو، اس لئے میں صرف احیاء العلوم، کیمیائے سعادت اور مکاشفۃ القلوب کا بہت ہی مختصر تعارف آپ کے سامنے پیش کروں گا اور اس کے بعد حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کی انشاء پردازی اور شاعری پر کچھ مختصر عرض کروں گا۔

امام صاحب کی تصانیف میں جیسا کہ میں اس سے قبل عرض کر چکا ہوں، احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت، شہرت اور جامعیت کے اعتبار سے سرفہرست ہیں، ان کے بعد منہاج العابدین اور مکاشفۃ القلوب اور تہافۃ الفلاسفہ ہیں اور فقہ میں بسیط، وجیز اور وسیط کو بڑا اعتبار حاصل ہے۔

احیاء العلوم: آپ کی تصانیف میں بہت ہی ضخیم اور مبسوط کتاب ہے، یہ چار بڑی جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کا موضوع تصوف ہے، تصوف کی دنیا میں جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، ایک بلند مقام حاصل ہے، امام صاحب نے احیاء العلوم میں شریعت اور عرفان و تصوف میں تطبیق کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔ تصوف کے تمام مسائل، احوال اور مقامات کو شرعی استدلال کے ساتھ پیش کیا ہے ہر چند کہ اس تصنیف کے بعض مقامات پر ناقدین نے نکتہ چینی بھی کی ہے، علامہ ابن جوزی وغیرہ، لیکن دنیا نے ان کی تنقید کو کوئی اہمیت نہیں دی اور احیاء العلوم کو جو مقبولیت حاصل تھی، وہ کسی طرح کم نہ ہو سکی، احیاء العلوم بارہ ارکان پر مشتمل ہے اور ہر رکن ایک جلد پر محیط ہے یعنی رکن اول عبادات، رکن دوم عادات، رکن سوم مہلکات اور رکن چہارم منجیات پر مشتمل ہے۔ ہر رکن دس ابواب پر منقسم ہے، ان بارہ ارکان (چار جلدوں) میں حضرت حجۃ الاسلام نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ نصوصِ قرآنی اور احادیثِ نبوی سے استدلال کرتے ہوئے سیر حاصل بحث کی ہے اور حق یہ ہے کہ عبادات و اخلاق، مہلکات و منجیات پر جو کچھ لکھا ہے، حق ادا کر دیا ہے، کتبِ اخلاق و تصوف میں احیاء العلوم کو جو شہرت حاصل ہے، آج تک کسی کتاب کو حاصل نہ ہو سکی۔

کیمیائے سعادت: فارسی زبان میں بالکل احیاء العلوم کے ارکان و ابواب و فصول کے عنوانات کی تقسیم و ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے یعنی یہ بھی چار ارکان مقدسہ پر منقسم ہے اور ہر رکن دس ابواب پر مشتمل ہے، احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں فرق صرف اتنا ہے کہ احیاء العلوم عربی زبان میں ہے اور اس کے مباحث بہت مفصل ہیں، کیمیائے سعادت چونکہ ایک ضخیم جلد میں ہے اس لئے اس کے مباحث احیاء العلوم سے قدرے مختصر ہیں۔ کیمیائے سعادت ان چار ارکان پر مشتمل ہے، رکن اول عبادات، رکن دوم معاملات، رکن سوم مہلکات اور رکن چہارم منجیات۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ

www.waseemziyai.com

کیمیائے سعادت فارسی زبان میں احیاء العلوم کی تلخیص ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، امام صاحب نے اپنی تصانیف میں ایک مستقل تصنیف کی حیثیت سے اسے پیش کیا ہے، صرف عنوانات کی ترتیب وارکان کی تبویب میں یک رنگی ہے ورنہ احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت دو الگ کتابیں ہیں۔

مکاشفۃ القلوب: جس کا اردو ترجمہ آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، یہ بھی امام صاحب کی مشہور اور بلند پایہ تصانیف میں شمار ہوتی ہے، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس کے مباحث اور مضامین واقعی کشفِ قلوب کا کام کرتے ہیں، اس کا موضوع بھی اخلاق وتصوف ہے، اوامر ونواہی اور مسائل اخلاق اس کے چند موضوعات ہیں اور ہر موضوع پر نصِ حدیث سے استدلال کیا ہے، مناسب موقع حکایات و واقعات کو بھی پیش کیا ہے، انبیاء علیہم السلام اور بزرگانِ دین کے واقعات کے ایراد سے بیان میں اثر پیدا کیا گیا ہے، اندازِ بیان اور طرزِ موعظت میں دلکشی ہے، اب تک اس کا اردو ترجمہ نہیں ہوا تھا، اب آپ کے افادہ کیلئے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

طرزِ نگارش

امام حجۃ الاسلام قدس سرہ اگرچہ فارسی نژاد تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو عربی زبان پر جو تجر اور علوم دینی میں جو بصیرت عطا کی تھی، اس کا نتیجہ تھا کہ آپ کی سو سے زیادہ تصانیف میں گنتی کی چند کتابیں فارسی میں ہیں اور باقی تمام عربی زبان میں ہیں، آپ کی انشاء پردازی کا کمال یہ ہے کہ آپ کا اسلوبِ بیان نہایت سادہ اور دلکش ہے اور تصنع سے بالکل عاری

”ہرچہ از دل خیزد بر دل ریزد“

والی بات ہے، جو کچھ کہتے ہیں نہایت خلوص سے کہتے ہیں، اس لئے اثر آفرینی بدرجہ کمال موجود ہے جو بات کہتے ہیں دل نشیں اور دل پذیر انداز میں کہتے ہیں، خواہ وہ عربی زبان ہو یا فارسی، امام صاحب نے اپنی نگارش میں کسی اسلوبِ خاص کی پیروی نہیں کی بلکہ ہر جگہ سادگی کو اپنایا ہے۔ آپ کو موضوعات پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ جو کچھ کہتے ہیں اس میں بڑی بے ساختگی اور آمد ہے، اس لئے آپ کو پرشکوہ الفاظ، جدت، تراکیب، صنائع بدائع کا سہارا نہیں لینا پڑا کہ یہ تمام سہارے آورد میں درکار ہوتے ہیں، آمد میں ان کی ضرورت نہیں ہوتی، انہی خصوصیات کے باعث امام صاحب کا طرزِ نگارش ہر دور میں مقبول رہا اور خود امام صاحب کے موضوعات کی طرفگی اور ان کی بلندی اس بات کی متقاضی رہی کہ امام صاحب کو جو قبولیت ان کی زندگی میں حاصل تھی وہ ان کی تصانیف کی بدولت آج بھی باقی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ فقط۔ (شمس بریلوی)

❁❁❁❁

www.waseemziyai.com

باب ا:

خوف وخشیت

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا، اللہ جل وعلا نے ایک فرشتہ پیدا کیا جس کے دونوں بازوؤں کا درمیانی فاصلہ مشرق ومغرب کو گھیرے ہوئے ہے، سر اس کا زیرِ عرش ہے اور دونوں پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں، روئے زمین پر آباد خلق کے برابر اس کے پیر ہیں، میری امت میں سے جب کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس فرشتے کو اذنِ الٰہی ہوتا ہے کہ وہ عرش کے نیچے بحرِ نور میں غوطہ زن ہو تو وہ غوطہ لگاتا ہے، جب باہر نکل کر وہ اپنے بازو (پر) جھاڑتا ہے تو اس کے پروں سے قطرات ٹپکتے ہیں، ذاتِ باری تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتی ہے جو قیامت تک اس کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

ایک دانا کا قول ہے کہ "جسم کی سلامتی کم کھانے میں ہے اور روح کی بقا کم گناہوں میں ہے اور ایمان کی سلامتی حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں ہے"۔ ارشادِ خداوندی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ (پ ۲۸ الحشر ۱۸)

یعنی قلب میں خوفِ خدا پیدا کرو اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور انسان دیکھے کہ آئندہ کیلئے آگے کیا بھیجا۔

(پ ۲۸ الحشر ۱۸)

مطلب یہ ہے کہ روزِ جزاء کیلئے کیا عمل کیا، مفہوم اس کا یہ ہے کہ صدقہ کرو اور اعمالِ صالحہ کرو تا کہ رستخیز کے دن ان کا اجر پاؤ اور اپنے رب سے ڈرتے رہو، اللہ تعالیٰ تمہاری ہر اچھی اور بری بات کو جانتا ہے۔

قیامت کے دن فرشتے، زمین، فلک، روز وشب تمام گواہی دیں گے کہ آدم زاد نے یہ کام بھلائی کا کیا یا برائی کا، اطاعت وتابعداری کی یا نافرمانی حتیٰ کہ انسان کے اپنے اعضاء بھی اس کے خلاف گواہی دیں گے، ایماندار اور متقی وپرہیزگار انسان کے حق میں زمین گواہی دے گی، چنانچہ زمین یوں کہے گی "اس انسان نے میری پیٹھ پر نماز پڑھی، روزہ رکھا، حج کیا، جہاد کیا، یہ سن کر زاہد ومتقی شخص شاداں وفرحاں ہوگا، اور کافر ونافرمان کے خلاف زمین گواہی دیتے ہوئے یوں کہے گی "اس نے میری پیٹھ پر شرک کیا، زنا کیا، شراب پی اور حرام کھایا، اب اس کیلئے ہلاکت وبربادی ہے" اگر ارحم الراحمین نے اس پر کڑا محاسبہ کیا۔ صاحبِ ایمان وہ ہے جو جسم کے تمام اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھتا ہو، جیسا کہ فقیہ ابواللیث نے فرمایا: سات باتوں میں اللہ تعالیٰ کے خوف کا پتہ چل جاتا ہے۔

1- اس کی زبان غلط بیانی، غیبت، چغلی، تہمت اور فضول بولنے سے بچی ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے،

www.waseemziyai.com

تلاوت کلامِ پاک کرنے اور دینی علوم سیکھنے میں لگی ہو۔

2- اس کے دل سے عداوت، بہتان اور مسلمان بھائیوں کا حسد نکل جائے کیونکہ حسد نیکیوں کو چاٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ مصطفوی ہے:

اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ حسد نیکیوں کو کھا جاتا جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ حسد، دل کی رذیل ترین بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے اور دل کی بیماریوں کا درماں صرف علم و عمل سے ہی ہو سکتا ہے۔

3- اس کی نظر حرام کھانے پینے سے اور حرام لباس وغیرہ سے محفوظ رہے اور دنیا کی طرف لالچ کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ صرف عبرت پکڑنے کیلئے اس کی طرف دیکھے اور حرام پر تو کبھی اس کی نگاہ بھی نہ پڑے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَلَأَ عَیْنَہٗ مِنَ الْحَرَامِ مَلَأَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَیْنَہٗ مِنَ النَّارِ۔ جس نے اپنی آنکھ حرام سے بھری اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کو آگ سے بھر دیگا۔

4- اس کے پیٹ میں حرام غذا نہ جائے، یہ گناہ کبیرہ ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَۃٌ مِنَ الْحَرَامِ فِیْ بَطْنِ ابْنِ اٰدَمَ لَعَنَہٗ کُلُّ مَلَكٍ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ مَا دَامَتْ تِلْكَ اللُّقْمَۃُ فِیْ بَطْنِہٖ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰی تِلْكَ الْحَالَۃِ فَمَاْوَاہُ جَھَنَّمُ۔ بنی آدم کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑا تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کریگا جب تک کہ وہ لقمہ اس کے پیٹ میں رہے گا اور اگر اسی حالت میں مرے گا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

5- جانبِ حرام دست دراز نہ کرے بلکہ حتی المقدور اس کا ہاتھ اطاعتِ الٰہی کی طرف بڑھے۔

حضرتِ کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتی (زبرجد) کا محل پیدا فرمایا، اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں، اس میں وہی داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ صرف خوفِ الٰہی کی وجہ سے اسے چھوڑ دے۔

6- اس کا قدم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ چلے بلکہ صرف اس کی اطاعت و خوشنودی میں رہے عالموں اور نیکوں کی طرف حرکت کرے۔

7- عبادت و مجاہدہ، انسان کو چاہیئے کہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے عبادت کرے، ریاکاری و منافقت سے بچتا رہے، اگر ایسا کیا تو یہ ان لوگوں میں شامل ہوگیا جن کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے:

www.waseemziyai.com

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ۝۳۵ اور تیرے رب کے نزدیک آخرت ڈرنے والوں کیلئے ہے۔ (پ ۲۵ الزخرف ۳۵)

دوسری آیت میں یوں ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ۝۵۱ بیشک متقی امن والے مقام میں ہونگے۔

(پ ۲۵ الدخان ۵۱)

گویا خداوند تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ یہی لوگ (متقی و پرہیزگار) قیامت کے دن دوزخ سے چھٹکارا پائیں گے اور ایماندار آدمی کو چاہیے کہ وہ بیم ورجاء کے درمیان رہے، وہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوگا اور اس سے مایوس وناامید نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (پ ۲۴ الزمر ۵۳)

پس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، برائی کے کاموں سے منہ موڑ لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو۔

❁❁❁❁

باب ۲:

خوفِ الٰہی

جناب علامہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ساتویں آسمان پر اللہ کے ایسے فرشتے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے جب سے پیدا کیا ہے، برابر سجدہ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انتہائی خوفزدہ ہیں، قیامت کے دن جب وہ سجدہ سے سر اٹھائیں گے تو کہیں گے:

سُبْحٰنَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ اے اللہ تو پاک ہے، ہم تیری کما حقہ عبادت نہیں کر سکے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝۵۰ (پ ۱۴، النحل ۵۰) وہ فرشتے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور جس چیز کا انہیں حکم دیا گیا ہے وہی کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی میری نافرمانی میں نہیں گزارتے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

www.waseemziyai.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اقْشَعَرَّ جَسَدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی تَحَاتَّتْ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا یَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَۃِ وَرَقُھَا۔

جب کوئی بندہ خوفِ الٰہی سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں

حکایت: ایک نوجوان ایک عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا اور عورت کسی قافلہ کے ساتھ باہر کے سفر پر روانہ ہو گئی، جوان کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی قافلہ کے ساتھ چل پڑا۔ جب قافلہ جنگل میں پہنچا تو رات ہو گئی، رات کو انہوں نے وہیں پڑاؤ کیا، جب سب لوگ سو گئے تو وہ نوجوان چپکے سے اس عورت کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میں تجھ سے بے انتہا محبت کرتا ہوں اور اس لئے میں قافلہ کے ساتھ آ رہا ہوں۔ عورت بولی جا کر دیکھو کوئی جاگ تو نہیں رہا ہے؟ جوان نے فرطِ مسرت سے سارے قافلہ کا چکر لگایا اور واپس آ کر کہنے لگا کہ سب لوگ غافل پڑے سو رہے ہیں۔ عورت نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی سو رہا ہے؟ جوان بولا: اللہ تو نہ کبھی سوتا ہے، نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے، تب عورت بولی: لوگ سو گئے تو کیا ہوا، اللہ تو جاگ رہا ہے، ہمیں دیکھ رہا ہے، اس سے ڈرنا ہم پر فرض ہے، جوان نے جونہی یہ بات سُنی، خوفِ خدا سے لرز گیا اور بُرے ارادے سے تائب ہو کر گھر واپس چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ جوان مَرا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: سناؤ کیا گزری؟ جوان نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک گناہ کو چھوڑا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسی سبب سے میرے تمام گناہوں کو بخش دیا۔

حکایت: مجمع اللطائف میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک کثیر العیال عابد تھا، اسے تنگدستی نے گھیر لیا، جب بہت پریشان ہوا تو اپنی عورت سے کہا جاؤ کسی سے کچھ مانگ کر لاؤ۔ عورت نے ایک تاجر کے یہاں جا کر کھانے کا سوال کیا، تاجر نے کہا اگر تم میری آرزو پوری کر دو تو جو چاہو لے سکتی ہو، عورت بے چاری چپ چاپ خالی ہاتھ گھر لوٹ آئی۔ بچوں نے جب ماں کو خالی ہاتھ آتے دیکھا تو بھوک سے چلّانے لگے اور کہنے لگے: امّی! ہم بھوک سے مَر رہے ہیں ہمیں کچھ کھانے کو دو۔ عورت دوبارہ اسی تاجر کے ہاں لوٹ گئی اور کھانے کا سوال کیا، تاجر نے پھر وہی بات کی جو پہلے کہہ چکا تھا۔

عورت رضامند ہو گئی مگر جب یہ دونوں تخلیہ میں پہنچے تو عورت خوف سے کانپنے لگی، تاجر نے پوچھا کس سے ڈرتی ہو؟ اس نے کہا میں اس ربِ لم یزل کے خوف سے لرزاں ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا۔ تب تاجر بولا جب تم اتنی تنگدستی اور عسرت میں بھی خوفِ خدا رکھتی ہو تو مجھے بھی اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔ یہ کہا اور عورت کو بہت سا مال و منال دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبرِ وقت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ اور اسے میرا اسلام

www.waseemziyai.com

کہہ دو اور کہنا کہ میں نے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام حسب حکم الٰہی اس تاجر کے پاس آئے اور پوچھا کیا تم نے کوئی عظیم نیکی انجام دی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے تو جواب میں تاجر نے مذکورہ بالا سارا قصہ کہہ سنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، فرمانِ الٰہی ہے "میں اپنے کسی بندہ پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا، جو شخص دنیا میں میرے عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں بے خوف کر دوں گا لیکن جو دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف رہتا ہے، میں اسے آخرت میں خوفزدہ کروں گا"۔ (اس پر عذاب نازل کروں گا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ۔ تم لوگوں سے نہیں، مجھ سے ڈرو۔ (پ۶ المائدہ ۴۴)

ایک اور آیت میں ہے:

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ (پ۴ آل عمران ۱۷۵) اگر تم مومن ہو تو لوگوں سے نہیں مجھ سے ڈرو۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ اور خشیتِ الٰہی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب قرآنِ مجید کی کوئی آیت سنتے تو خوف سے بیہوش ہو جاتے، ایک دن ایک تنکا ہاتھ میں لے کر کہا کاش! میں ایک تنکا ہوتا، کوئی قابلِ ذکر چیز نہ ہوتا، کاش مجھے میری ماں نہ جنتی، اور خوفِ خدا سے آپ اتنا رویا کرتے تھے کہ آپ کے چہرے پر آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے دو سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الْفَرْعِ۔ جو شخص خوفِ خدا سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا اس طرح جیسے کہ دودھ دوبارہ اپنے تھنوں میں نہیں جاتا۔

دقائق الاخبار میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا، جب اس کے اعمال تولے جائیں گے تو برائیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا چنانچہ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ملے گا، اس وقت اس کی پلکوں کا ایک بال اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے ربِ ذوالجلال! تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے اور میں تیرے خوف سے رویا تھا اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور اس شخص کو ایک اشکبار بال کے بدلے جہنم سے بچا لیا جائے گا۔ اس وقت حضرتِ جبریل علیہ السلام پکاریں گے "فلاں بن فلاں ایک بال کے بدلے نجات پا گیا"۔

www.waseemziyai.com

ہدایۃ الہدایہ میں ہے کہ قیامت کے دن جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس سے ہیبت ناک آوازیں نکلیں گی جس کی وجہ سے لوگ اس پر سے گزرنے میں گھبرائیں گے، فرمانِ الٰہی ہے:

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً قف كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ط (پ ۲۵ الجاثیۃ ۲۸)

اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ہر گروہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔

جب لوگ جہنم کے قریب آئیں گے تو اس سے سخت گرمی اور خوفناک آوازیں سنیں گے جو پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے سنائی دیتی ہوں گی، جب ہر نبی نفسی نفسی اور حضور ﷺ امتی امتی کہہ رہے ہوں گے اس وقت جہنم سے ایک نہایت ہی بلند آگ باہر نکلے گی اور حضور ﷺ کی امت کی طرف بڑھے گی، آپ کی امت اس کی مدافعت میں کہے گی "اے آگ! تجھے نمازیوں، صدقہ دینے والوں، روزہ داروں اور خوفِ خدا رکھنے والوں کا واسطہ، واپس چلی جا!" مگر آگ برابر بڑھتی چلی جائے گی، تب حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہتے ہوئے کہ جہنم کی آگ امتِ محمد ﷺ کی طرف بڑھ رہی ہے، آپ کی خدمت میں پانی کا ایک پیالہ پیش کریں گے اور عرض کریں گے، اے اللہ کے نبی! اس سے آگ پر چھینٹے ماریئے۔ آپ آگ پر پانی کے چھینٹے ماریں گے تو وہ آگ فوراً بجھ جائے گی، اس وقت آپ ﷺ جبریل سے اس پانی کے متعلق پوچھیں گے، جبریل کہیں گے حضور! یہ خوفِ خدا سے رونے والے آپ کے گنہگار امتیوں کے آنسو تھے، مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہ پانی آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آپ اس سے جہنم کی آگ کو بجھا دیں۔

حضور ﷺ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں۔

عَيْنَيَّ هَلْ لَّا تَبْكِيَانِ عَلٰى ذَنْبِيْ
تَنَاثَرَ عُمْرِيْ مِنْ يَدِيْ فَلَا اَدْرِيْ

"اے میری دونوں آنکھو! میرے گناہوں پر کیوں نہیں روتی ہو؟ میری عمر ضائع ہوگئی اور مجھے معلوم بھی نہ ہوا"۔

حدیث شریف میں ہے:

"کوئی ایسا بندۂ مومن نہیں جس کی آنکھوں سے خوفِ خدا سے مکھی کے پر کے برابر آنسو بہے اور اس کی گرمی اس کے چہرے پر پہنچے اور اسے کبھی جہنم کی آگ چھوئے"۔

جناب محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب خوفِ خدا سے روتے تو اپنی داڑھی اور چہرے پر آنسو ملا کرتے اور کہتے، میں نے سنا ہے کہ وجود کے جس حصہ پر آنسو لگ جائیں گے، اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ عذابِ الٰہی سے ڈرتا ہے اور اپنے آپ کو خواہشاتِ نفسانی سے روکتا

www.waseemziyai.com

رہے. فرمانِ الٰہی ہے:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

پس جس کسی نے نافرمانی کی اور دنیا کی زندگی کو سب کچھ جانا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جو اپنے رب کے سامنے (کھڑے رہنے) مقام سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روک دیا تو اس کی پناہ گاہ جنت ہے۔ (پ ۳۰ النازعات ۳۷ تا ۴۱)

جو انسان عذابِ الٰہی سے بچنا چاہے اور ثواب و رحمت کا امیدوار ہو، اسے چاہئے کہ دنیاوی مصائب پر صبر کرے، اللہ کی عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا رہے۔

زہر الریاض میں ایک حدیث ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے ان کے سامنے طرح طرح کی نعمتیں پیش کریں گے، ان کیلئے فرش بچھائیں گے، منبر رکھے جائیں گے اور انہیں مختلف قسم کے کھانے اور پھل پیش کئے جائیں گے، اس وقت جنتی حیران بیٹھے ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندو! حیران کیوں ہو؟ یہ بہشت جائے حیرت نہیں ہے، اس وقت مومن عرض کریں گے۔ بارِ الٰہا! تو نے ایک وعدہ کیا تھا جس کا وقت آپہنچا ہے، تب فرشتوں کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھا لو! فرشتے عرض کریں گے یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے حالانکہ یہ گنہگار تھے؟ اس دم فرمانِ الٰہی ہوگا تم حجاب اٹھا دو، یہ ذکر کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے۔ اس وقت پردے اٹھا دیئے جائیں گے اور جنتی اللہ کا دیدار ہوتے ہی سجدہ میں گر جائیں گے، فرمانِ الٰہی ہوگا سر اٹھا لو یہ جنت دارِ عمل نہیں، دارِ جزاء ہے اور وہ اپنے رب کو بے کیف دیکھیں گے، رب فرمائے گا:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ عِبَادِيْ فَقَدْ رَضِيْتُ عَنْكُمْ فَهَلْ رَضِيْتُمْ عَنِّيْ؟

میرے بندو! تم پر سلامتی ہو، میں تم سے راضی ہوں، کیا تم مجھ سے راضی ہو؟

جنتی عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم کیسے راضی نہیں ہوں گے حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں دیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گذرا اور یہی اس فرمانِ الٰہی کا مقصود ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ (پ ۲۳ یٰسین ۵۸)

❁❁❁❁

باب ۴:

صبر و مرض

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ عذابِ الٰہی سے چھوٹ جائے، ثواب و رحمت کو پالے اور جنتی ہو جائے اسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو دنیوی خواہشات سے روکے اور دنیا کے آلام و مصائب پر صبر کرے، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ اللہ صبر کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(پ ۴ آل عمران ۱۴۶)

صبر کی قسمیں: صبر کی کئی قسمیں ہیں، اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا، حرام چیزوں سے رُک جانا، تکالیف پر صبر کرنا اور پہلے صدمہ پر صبر کرنا وغیرہ۔

جو شخص عباداتِ الٰہی پر صبر کرتا ہے اور ہر وقت عبادت میں محو رہتا ہے اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین سو ایسے درجات عطا کرے گا جن میں ہر درجہ کا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلہ کے برابر ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے صبر کرتا ہے اسے چھ سو درجات عطا ہوں گے جن میں ہر درجہ کا فاصلہ ساتویں آسمان سے ساتویں زمین کے فاصلہ کے برابر ہوگا، جو مصائب پر صبر کرتا ہے اسے سات سو درجات عطا ہوں گے، ہر درجہ کا فاصلہ تحت الثریٰ سے عرشِ علیٰ کے برابر ہوگا۔

حکایت: حضرتِ زکریا علیہ السلام جب یہود کے حملہ کی وجہ سے شہر سے باہر نکلے کہ کہیں روپوش ہو جائیں اور یہود اُن کے پیچھے بھاگے تو آپ نے قریب ایک درخت دیکھ کر اسے کہا: اے درخت! مجھے اپنے اندر چھپا لے۔ درخت چر گیا اور آپ اس میں رُوپوش ہو گئے۔ جب یہود وہاں پہنچے تو شیطان نے انہیں ساری بات بتلا کر کہا: اس درخت کو آری سے دو ٹکڑے کر دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور یہ صرف اس لئے ہوا کہ حضرتِ زکریا علیہ السلام نے ذاتِ باری کی بجائے مظاہرِ قدرتِ باری سے پناہ طلب کی تھی، آپ نے اپنے وجود کو مصیبت میں ڈالا اور آپ کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔

حدیثِ قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا کوئی بندہ مصائب میں مجھ سے سوال کرتا ہے، میں اسے مانگنے سے پہلے دے دیتا ہوں اور اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہوں، اور جو بندہ مصائب کے وقت میری [1]مخلوق سے مدد مانگتا ہے میں اس کے آسمانوں پر دروازے بند کر دیتا ہوں۔

1- دنیادار مخلوق سے، یا رب کو چھوڑ کر اپنے ماتحت سے اور اسی طرح کسی کو خدا سمجھ کر مدد لیتا ہے۔

2- محب، محبوب میں کوئی خوبی محبوب سے جدا نہیں چاہتا، اسی طرح ماں باپ اپنے محبوب فرزند مریض کو تندرست دیکھنا پسند کرتے ہیں چنانچہ دوا پلاتے وقت یا پرہیز کرانے کے سلسلہ میں تلخ الفاظ سے کام لیتے ہیں، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.waseemziyai.com

حضرتِ زکریا علیہ السلام کو اُف کرنے کی ممانعت: کہتے ہیں کہ جب آری حضرت زکریا علیہ السلام کے دماغ تک پہنچی تو آپ نے آہ کی، ارشادِ الٰہی ہوا: اے زکریا! مصائب پر پہلے صبر کیوں نہیں کیا جو اَب فریاد کرتے ہو۔ اگر دوبارہ آہ منہ سے نکالی تو دفترِ صابرین سے تمہارا نام خارج کر دیا جائے گا تب حضرت نے اپنے ہونٹوں کو بند کرلیا. چر کر دو ٹکڑے ہو گئے مگر پھر اف تک نہ کی۔

اس لئے ہر عقلمند کیلئے ضروری ہے کہ وہ مصائب پر صبر کرے اور حرفِ شکوہ زبان پر نہ لائے تاکہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کرلے کیونکہ اس دنیا میں مصائب، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ ہی پر زیادہ وارد ہوتے ہیں۔

صوفیاء کی نظر میں مصائب کی حقیقت: حضرتِ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے مصائب عارفین کا چراغ، مریدین کی بیداری، مومن کی اصلاح اور غافلوں کیلئے ہلاکت ہیں، مومن مصائب پر صبر کئے بغیر ایمان کی حلاوت کو پا نہیں سکتا۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص رات بھر بیمار رہا اور صبر کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوا تو وہ شخص گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے کہ اپنی پیدائش کے وقت تھا اس لئے جب تم بیمار ہو جاؤ تو عافیت کی تمنا نہ کرو۔

جناب ضحاک کہتے ہیں جو شخص چالیس راتوں میں ایک رات میں بھی گرفتارِ رنج و الم نہ ہوا ہو، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کیلئے کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے۔

مریض بندۂ مومن کے گناہ نہیں لکھے جاتے: حضرتِ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جب بندۂ مومن کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے بائیں شانے والے فرشتہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کے گناہوں کو لکھنا بند کر دو، دائیں شانے والے سے کہا جاتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں وہ بہترین نیکیاں لکھو جو اُس سے سرزد ہوئی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے، جب کوئی بندہ بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) دھمکی بھی دیتے ہیں (مثلاً اگر نہ پیئے گا تو ہم بولنا بند کر دیں گے وغیرہ) اسی طرح رب نے اپنے ولی (دوست) میں صبر کی خوبی شہادت کے وصف کے ساتھ دیکھنا پسند فرمائی اور صبر کی تلقین میں تنبیہ برائے محبت ادا فرمائی، دوسرا رب تعالیٰ کا زکریا علیہ السلام سے یہ فرمانا کہ نام خارج کر دیا جائے گا، مشروط ہے، اس طرح حضور علیہ السلام نے بھی بارہا فرمایا، مثلاً حضور نے رب تعالیٰ کی اولاد کی نفی میں فرمایا کہ رب کا ولد ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔

نکتہ: کسی قسم کا عیب نبی میں ماننا دراصل رب کے انتخاب میں عیب ماننا ہوگا کہ کامل اوصاف کا نبی نہ چُنا یا معاذ اللہ! نبی کا انتخاب کرتے وقت اس کے آئندہ غیر منصب نبوۃ فعل سے بے علم رہا۔ اس واقعہ کا تفصیلی حال اوراقِ غم میں ملاحظہ فرمائیے۔

www.waseemziyai.com

کہ جا کر دیکھو میرا بندہ کیا کہتا ہے؟ اگر بیمار الحمد للہ کہتا ہے تو فرشتے اللہ کی بارگاہ میں جا کر اس کا قول عرض کرتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہوتا ہے اگر میں نے اس بندہ کو اس بیماری میں موت دے دی تو اسے جنت میں داخل کروں گا اور اگر صحت عطا کی تو اسے پہلے سے بھی بہتر پرورش کرنے والا گوشت اور خون دوں گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

ایک عبرت انگیز حکایت:

بنی اسرائیل میں ایک نہایت ہی فاجر و فاسق انسان تھا جو اپنی بدکرداریوں سے کبھی باز نہ آتا تھا، اہلِ شہر جب اس کی بدکاریوں سے عاجز آ گئے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح وحی کی بنی اسرائیل کے فلاں شہر میں ایک بدکار جوان رہتا ہے اسے شہر سے نکال دیجئے تاکہ اس کی بدکاریوں کی وجہ سے سارے شہر پر آگ نہ برسے، حضرتِ موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے اور اسے اس کی بستی سے نکال دیا، پھر فرمانِ الٰہی ہوا کہ اسے اس بستی سے بھی نکال دیجئے، جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس بستی سے بھی نکال دیا تو اس نے ایک ایسے غار پر ٹھکانہ بنایا جہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ ہی کسی چرند پرند کا گزر تھا، قرب و جوار میں نہ کہیں آبادی تھی اور نہ دور دور تک سبزے کا کوئی پتہ تھا۔ اس غار میں آ کر وہ جوان بیمار ہو گیا، اس کی تیمارداری کیلئے کوئی شخص بھی اس کے آس پاس موجود نہ تھا جو اس کی خدمت کرتا، وہ ضعف و ناتوانی سے زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا کاش اس وقت اگر میری ماں میرے پاس موجود ہوتی تو مجھ پر شفقت کرتی اور میری اس بے کسی اور بے بسی پر روتی، اگر میرا باپ ہوتا تو میری نگہبانی، نگہداشت اور مدد کرتا، اگر میری بیوی ہوتی تو میری جدائی پر روتی، اگر میرے بچے اس وقت موجود ہوتے تو کہتے، اے رب ہمارے عاجز، گنہگار، بدکار اور مسافر باپ کو بخش دے جسے پہلے تو شہر بدر کیا گیا اور پھر دوسری بستی سے بھی نکال دیا گیا تھا اور اب وہ غار میں بھی ہر ایک چیز سے ناامید ہو کر دنیا سے آخرت کی طرف چلا اور وہ میرے جنازہ کے پیچھے روتے ہوئے چلتے۔

پھر وہ نوجوان کہنے لگا: اے اللہ! تو نے مجھے والدین اور بیوی بچوں سے تو دور کیا ہے مگر اپنے فضل و کرم سے دور نہ کرنا، تو نے میرا دل عزیزوں کی جدائی میں جلایا ہے، اب میرے سراپا کو میرے گناہوں کے سبب جہنم کی آگ میں نہ جلانا، اسی دم اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس کے باپ کے ہم شکل بنا کر، ایک حور کو اس کی ماں اور ایک حور کو اس کی بیوی کی ہمشکل بنا کر اور غلمانِ جنت کو اس کے بچوں کے روپ میں بھیج دیا، یہ سب اس کے قریب آ کر بیٹھ گئے اور اس کی شدتِ تکلیف پر تأسف اور آہ و زاری کرنے لگے۔ جوان انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسی مسرت میں اس کا انتقال ہو گیا، تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ فلاں غار کی طرف جاؤ، وہاں ہمارا ایک دوست مر گیا ہے، تم اس

www.waseemziyai.com

کی تکفین و تدفین کا انتظام کرو۔

حکم الٰہی کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام جب غار میں پہنچے تو انہوں نے وہاں اس جوان کو مرا ہوا پایا جس کو انہوں نے پہلے شہر اور پھر بستی سے نکالا تھا. اس کے گرد حوریں تعزیت کرنے والوں کی طرح بیٹھی ہوئی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے رب العزت! یہ تو وہی جوان ہے جسے میں نے تیرے حکم سے شہر اور بستی سے نکال دیا تھا۔ رب العزت نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اس کے بہت زیادہ رونے اور عزیزوں کے فراق میں تڑپنے کی وجہ سے اس پر رحم کیا ہے اور فرشتہ کو اس کے باپ کی اور حور و غلمان کو اس کی ماں، بیوی اور بچوں کے ہم شکل بنا کر بھیجا ہے جو غربت میں اس کی تکلیفوں پر روتے ہیں، جب یہ مرا تو اس کی بیچارگی پر زمین و آسمان والے روئے اور میں ارحم الراحمین پھر کیوں نہ اس کے گناہوں کو معاف کرتا۔

جب مسافر، مسافرت میں انتقال کرتا ہے:

جب کسی مسافر پر نزع کا عالم طاری ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے یہ بیچارہ مسافر ہے، اپنے اہل وعیال اور والدین وغیرہ کو چھوڑ چکا ہے، جب یہ مرے گا تو اس پر کوئی افسوس کرنے والا بھی نہ ہوگا، تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اس کے والدین، اولاد اور خویش و اقارب کی شکل میں بھیجتا ہے، جب وہ انہیں اپنے قریب دیکھتا ہے تو ان کو اپنے خویش و اقارب سمجھ کر حد درجہ مسرور ہوتا ہے اور اسی مسرت میں اس کی روح پرواز کر جاتی ہے، پھر وہ فرشتے پریشان حال ہو کر اس کے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور قیامت تک اس کی مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں، فرمانِ الٰہی ہے:

اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ۔ (پ ۲۵ الشوریٰ ۱۹) اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں انسان کا صدق و کذب، اس کی مصیبت اور شادمانی کے وقت ظاہر ہوتا ہے، جو شخص شادمانی و خوشحالی میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے مگر مصائب میں فریاد و فغاں کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اگر کسی کو دو عالم کا علم عطا کر دیا جائے، پھر اس پر مصائب کی یلغار ہو اور وہ شکوہ و شکایت کرنے لگے تو اسے اس کا یہ علم و عمل کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ (یہ علم بیکار ہے)

حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو میری قضا پر راضی نہیں، میری عطا پر شکر نہیں کرتا وہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرے۔

حکایت: وہب بن منبہ کہتے ہیں اللہ کے ایک نبی نے پچاس برس اللہ کی عبادت کی، تب اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف یہ وحی فرمائی کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ نبی نے عرض کی: اے اللہ! میں نے تو کوئی گناہ ہی نہیں کیا، بخشا کس چیز کو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک رگ کو بند کر دیا جس کی وجہ

www.waseemziyai.com

سے وہ ساری رات نہ سو سکے، صبح کو جب ان کے پاس فرشتہ آیا تو انہوں نے رگ بند ہو جانے کی شکایت کی، تب فرشتہ بولا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیری پچاس برس کی عبادت سے تیری یہ ایک شکایت افزوں ہے۔ (اس عبادت پر تو نازاں تھا؟)

❁❁❁❁

باب ۴:

ریاضت وخواہشاتِ نفسانی

موسیٰ علیہ السلام کو درود پڑھنے کا حکم: اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ! اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری زبان پر تمہارے کلام سے، تمہارے دل میں خیالات سے، تمہارے بدن میں تمہاری روح سے، تمہاری آنکھوں میں نورِ بصارت سے اور تمہارے کانوں میں قوتِ سماعت سے زیادہ قریب رہوں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ!

فرمانِ الٰہی ہے:

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ (پ ۲۸ الحشر ۱۸) ہر نفس یہ دیکھے کہ اس نے قیامت کیلئے کیا عمل کئے ہیں۔

اے انسان! اچھی طرح سمجھ لے کہ تجھے برائی کی طرف لے جانے والا تیرا نفس تیرے شیطان سے بھی بڑا دشمن ہے اور شیطان کو تجھ پر تیری خواہشات کی بدولت غلبہ حاصل ہوتا ہے لہٰذا تجھے تیرا نفس جھوٹی امیدوں اور دھوکے میں ڈالے ہے، جو شخص بے خوف ہوا اور غفلت میں گرفتار ہوا، اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے، اس انسان کا ہر دعویٰ جھوٹا ہے، اگر تو نفس کی رضا میں اس کی خواہشات کی اتباع کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا اور اگر اس کے محاسبہ سے غافل ہوگا تو بحرِ عصیاں میں غرق ہو جائے گا۔

اگر تو اس کی مخالفت سے عاجز آ کر اس کی خواہشات کی پیروی کرے گا تو یہ تجھے نارِ جہنم کی طرف کھینچ لے گا نفس کی بازگشت بھلائی کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ مصائب کی جڑ، شرمندگی کی کان، ابلیس کا خزانہ اور ہر برائی کا ٹھکانہ ہے اور اس کی فتنہ انگیزیوں کو سوائے عالمِ خیر وشر کے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، فرمانِ الٰہی ہے:

وَاتَّقُوا اللہَ ۭ اِنَّ اللہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ (پ ۲۸ الحشر ۱۸) اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

www.waseemziyai.com

تفسیر ابی اللیث رحمۃ اللہ علیہ میں ہے. جب کوئی بندہ طلب آخرت کی وجہ سے اپنی گذشتہ زندگی پر غور وفکر کرتا ہے تو یہ تفکر اس کے دل کیلئے غسل کا کام دیتا ہے جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، ایک گھڑی کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ لہٰذا ہر عقلمند کیلئے ضروری ہے کہ اپنے گزشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کرے. جن چیزوں کا اقرار کرتا ہے ان میں تفکر کرے اور قیامت کے دن کیلئے توشہ بنائے. امیدوں کو کم کرے. توبہ میں جلدی کرے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے، حرام چیزوں سے اعراض کرے اور نفس کو صبر پر آمادہ کرے. خواہشات نفسانی کی اتباع نہ کرے کیونکہ نفس ایک بت کی طرح ہے جو نفس کی اتباع کرتا ہے وہ گویا بت کی عبادت کرتا ہے اور جو اخلاص سے اللہ کی عبادت کرتا ہے، وہ اپنے نفس پر جبر کرتا ہے۔

حضرتِ مالک بن دینار نے انجیر کھانا چاہا:

جنابِ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بصرہ کے ایک بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ کو انجیر نظر آئے، دل میں انہیں کھانے کی خواہش ہوئی، دوکاندار کے پاس پہنچے اور کہا میرے ان جوتوں کے عوض انجیر دے دو، دوکاندار نے جوتوں کو پرانا دیکھ کر کہا ان کے بدلہ میں کچھ نہیں مل سکتا، آپ یہ جواب سن کر چل پڑے، کسی نے دوکاندار سے کہا: جانتے ہو یہ بزرگ کون تھے؟ وہ بولا نہیں، اس نے کہا یہ مشہور مدنی حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ تھے، دوکاندار نے جب یہ سنا تو اپنے غلام کو ایک ٹوکری انجیروں سے بھر کر دی اور کہا اگر جناب مالک بن دینار رضی اللہ عنہ تجھ سے یہ ٹوکری قبول کرلیں تو اس خدمت کے بدلہ تو آزاد ہے۔ غلام بھاگا بھاگا آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی حضور یہ قبول فرمائیے، آپ نے کہا میں نہیں لیتا، غلام بولا: اگر آپ اسے قبول کرلیں تو میں آزاد ہو جاؤں گا، آپ نے جواب دیا اس میں تیرے لئے تو آزادی ہے مگر میرے لئے ہلاکت ہے، جب غلام نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ دین کے عوض میں انجیر نہیں کھاؤں گا اور مرتے دم تک کبھی بھی انجیر نہیں لوں گا۔

زندگی کی آخری گھڑی میں صبر:

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کو مرضِ وفات میں اس بات کی خواہش ہوئی کہ میں گرم روٹی کا ثرید بنا کر کھاؤں جس میں شہد اور دودھ شامل ہو، چنانچہ آپ کے حکم سے خادم یہ تمام چیزیں لے کر حاضر ہوا۔ آپ کچھ دیر ان چیزوں کو دیکھتے رہے، پھر بولے: اے نفس! تو نے تیس سال متواتر صبر کیا ہے، اب زندگی کی اس آخری گھڑی میں کیا صبر نہیں کرسکتا؟ یہ کہا اور پیالہ چھوڑ دیا اور اسی طرح صبر کرتے ہوئے واصل بحق ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں یعنی انبیاء، اولیاء، صدیقین، عاشقین اور زاہدین کے حالات ایسے ہی تھے۔

حضرتِ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے کہ جس شخص نے اپنے نفس پر قابو پایا وہ اس شخص سے زیادہ طاقتور ہے جو تن تنہا ایک شہر کو فتح کرلیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں اپنے نفس کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ پر ایسے ایک جوان کی طرح ہوں کہ جب وہ ایک طرف انہیں اکٹھا کرتا ہے تو وہ دوسری طرف پھیل جاتی ہیں۔

جو شخص اپنے نفس کو فنا کر دیتا ہے اسے رحمت کے کفن میں لپیٹ کر کرامت کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے اور جو شخص اپنے ضمیر (قلب) کو ختم کر دیتا ہے اسے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر عذاب کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔

جناب یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اپنے نفس کا طاعت و بندگی کر کے مقابلہ کرو، ریاضت، شب بیداری، قلیل گفتگو، لوگوں کی تکالیف برداشت کرنا اور کم کھانے کا نام ہے، کم سونے سے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں، کم بولنے سے انسان آفات سے محفوظ رہتا ہے، تکالیف برداشت کرنے سے درجات بلند ہوتے ہیں اور کم کھانے سے شہواتِ نفسانی ختم ہو جاتی ہیں کیونکہ بہت کھانا دل کی سیاہی اور اسے گرفتارِ ظلمت کرتا ہے، بھوک حکمت کا نور ہے اور سیر ہونا اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتا ہے، فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

نَوِّرُوْا قُلُوْبَكُمْ بِالْجُوْعِ وَجَاهِدُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ وَاَدِيْمُوْا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوْعِ فَاِنَّ الْاَجْرَ فِیْ ذٰلِكَ كَاَجْرِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ عَمَلٍ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جُوْعٍ وَّعَطَشٍ وَّلَنْ يَّلِجَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ مَنْ مَلَاَ بَطْنَهٗ وَفَقَدَ حَلَاوَةَ الْعِبَادَةِ۔

اپنے قلوب کو بھوک سے منور کر دو اپنے نفس کا بھوک پیاس سے مقابلہ کرو اور ہمیشہ بھوک کے توسط سے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو، بھوکے رہنے والے کو مجاہد فی سبیل اللہ کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوکے پیاسے رہنے سے بہتر کوئی عمل نہیں، آسمان کے فرشتے اس انسان کے پاس بالکل نہیں آتے جس نے اپنا پیٹ بھر کر عبادت کا مزہ کھو دیا ہو۔

منہاج العابدین میں حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول مذکور ہے کہ میں جب سے ایمان لایا ہوں، کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کا مزہ حاصل کر سکوں اور اپنے رب کے شوقِ دیدار کی وجہ سے کبھی سیر ہو کر پانی نہیں پیا ہے اس لئے کہ بہت کھانے سے عبادت میں کمی واقع ہو جاتی ہے کیونکہ جب انسان خوب سیر ہو کر کھا لیتا ہے تو اس کا جسم گراں اور آنکھیں نیند سے بوجھل ہو جاتی ہیں، اس کے اعضاءِ بدن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں پھر وہ باوجود کوشش کے سوائے نیند کے کچھ بھی حاصل نہیں کر پاتا اور اس طرح وہ اس مردار کی مانند بن جاتا ہے جو رہ گذر میں پڑا ہو۔

منیۃ المفتی میں ہے کہ جناب لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کھانا اور سونا کم کرو کیونکہ جو شخص زیادہ کھاتا اور زیادہ سوتا ہے وہ قیامت کے دن اعمالِ صالحہ سے خالی ہاتھ ہوگا۔

www.waseemziyai.com

فرمانِ نبی ﷺ ہے کہ اپنے دلوں کو زیادہ کھانے پینے سے ہلاک نہ کرو۔ جس طرح زیادہ پانی سے کھیتی تباہ ہو جاتی ہے، اسی طرح زیادہ کھانے پینے سے دل ہلاک ہو جاتا ہے۔

نیک لوگوں نے معدہ کو ایسی ہانڈی سے تشبیہ دی ہے جو ابلتی رہتی ہے اور اس کے بخارات برابر بادل پر پہنچتے رہتے ہیں، پھر انہی بخارات کی کثرت دل کو غلیظ اور کثیف بنا دیتی ہے زیادہ کھانے سے علم و فکر میں کمی واقع ہوتی ہے اور شکم پُری فطانت و ذکاوت کو برباد کر دیتی ہے۔

حکایت: حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے شیطان کو دیکھا وہ بہت سے دام اٹھائے ہوئے تھا، آپ نے پوچھا یہ کیا ہیں؟ شیطان نے کہا یہ شہوات ہیں جن سے میں ابن آدم کو قید کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے بھی کوئی پھندہ ہے؟ شیطان بولا نہیں مگر ایک رات آپ نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا تھا جس سے آپ کو نماز میں سستی پیدا ہو گئی تھی، تب حضرت یحییٰ علیہ السلام بولے، آئندہ میں کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ شیطان بولا: اگر یہ بات ہے تو میں بھی آئندہ کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

یہ اس مقدس ہستی کا حال ہے۔ جس نے ساری عمر میں صرف ایک رات پیٹ بھر کر کھانا کھایا، تھا اس شخص کا کیا حال ہوگا جو عمر بھر کبھی بھی بھوکا نہیں رہتا اور پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے اور اس پر وہ چاہتا ہے کہ وہ عبادت گذار بن جائے۔

حکایت: حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک رات جَو کی روٹی پیٹ بھر کر کھالی اور عبادت الٰہی میں حاضر نہ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے وحی کی: اے یحییٰ! کیا تو نے اس دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا ہے یا میرے جوارِ رحمت سے بہتر تو نے کوئی جوار پالیا ہے، مجھے عزت و جلال کی قسم اگر تو جنت الفردوس کا نظارہ کرلے اور جہنم کو دیکھ لے تو آنسوؤں کے بدلے خون روئے اور اس مرقع کی بجائے لوہے کا لباس پہنے۔

❁❁❁❁

باب ۵:

غلبۂ نفس و عداوتِ شیطان

ہر عقلمند کیلئے ضروری ہے کہ وہ بھوکا رہ کر شہوات کا قلع قمع کرے اس لئے کہ بھوک اس دشمن خدا نفس کیلئے قہر ہے، شیطان کا وسیلۂ ظفر یہی خواہشات اور کھانا پینا ہے، فرمانِ نبی ﷺ ہے کہ شیطان تمہارے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اس کے ان راستوں کو بھوک سے بند کرو۔

بلاشبہ قیامت کے دن وہی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوگا جس نے بھوک پیاس برداشت کی ہوگی اور ابن آدم کیلئے سب سے زیادہ برباد کرنے والی چیزیں پیٹ کی خواہشات ہیں، اس پیٹ کی

www.waseemziyai.com

بدولت حضرت آدم اور حوا علیہما السلام جنت سے ذلت اور فقر و فاقہ کی زمین پر اتارے گئے جبکہ رب کریم نے انہیں شجر (ممنوعہ) کے کھانے سے منع کر دیا تو انہوں نے پیٹ کی خواہشات کی بنا پر اسے کھا لیا تھا، یہی پیٹ ہی حقیقت میں شہوات کا منبع اور مرکز ہے۔

حکیمانہ اقوال: ایک دانا کا قول ہے جس انسان پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوات کا قیدی ہو جاتا ہے اور بیہودگی کا تابع بن جاتا ہے، اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہو جاتا ہے، جس کسی نے بھی اپنے اعضاء کی زمین کو شہوات سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کی کاشت کی، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسموں پر پیدا فرمایا ہے:

1- فرشتوں کو پیدا فرمایا، ان میں عقل رکھی مگر انہیں شہوات سے پاک و منزہ رکھا۔
2- جانوروں کو پیدا کیا، ان میں شہوت رکھی مگر عقل سے عاری کر دیا۔
3- انسان کو پیدا کیا، ان میں عقل اور شہوت دونوں ودیعت فرمائے، اب جس انسان کی عقل پر اس کی شہوت غالب آجاتی ہے، وہ جانوروں سے بدتر ہے اور جس مسلمان کی شہوات پر اس کی عقل غالب آجاتی وہ فرشتوں سے بھی بہتر ہے۔

حکایت: جناب ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں لکام کے پہاڑ میں تھا، وہاں میں نے انار دیکھے اور میرے دل میں انہیں کھانے کی خواہش ہوئی چنانچہ میں نے ایک انار اٹھا کر اسے دو ٹکڑے کیا مگر وہ ترش نکلا لہٰذا میں نے اسے پھینک دیا اور چل پڑا چند قدم آگے جا کر میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اور اس پر بھڑیں چمٹی ہوئی تھیں، میں نے اسے سلام کہا اور اس شخص نے میرا نام لے کر سلام کا جواب دیا میں نے حیرت سے پوچھا آپ مجھے کیسے پہچانتے ہیں؟ اس بندۂ خدا نے جواب دیا جو اپنے خدا کو پہچان لیتا ہے پھر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ میں نے کہا: تب تو تمہارا بارگاہِ ایزدی میں بڑا مقام ہے، تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ یہ جو تمہیں چمٹی ہوئی ہیں تم سے دور ہو جائیں۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ کے ہاں تمہارا بھی بڑا مقام ہے۔ تم نے یہ دعا کیوں نہ مانگی کہ اللہ تعالیٰ تجھے انار کھانے کی خواہش سے بچا لیتا کیونکہ بھڑوں کی تکلیف دنیاوی عذاب ہے مگر انار کھانے کی پاداش اخروی عذاب ہے، یہ بھڑیں تو انسان کے جسم پر ڈستی ہیں مگر خواہشات انسان کے دل کو ڈس لیتی ہیں۔ میں یہ نصیحت آمیز گفتگو سن کر وہاں سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہوات، بادشاہوں کو فقیر اور صبر فقیروں کو بادشاہ بنا دیتا ہے۔ آپ نے حضرتِ یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ نہیں پڑھا؟ یوسف علیہ السلام صبر کی بدولت مصر کے بادشاہ ہوئے اور زلیخا خواہشات کی وجہ سے عاجز اور رسوا ہوئی اور بصارت سے محروم عجوزہ (بڑھیا) بن گئی اس لئے کہ زلیخا نے حضرتِ یوسف علیہ السلام کی محبت

www.waseemziyai.com

میں صبر نہیں کیا تھا۔

حضرتِ ابوالحسن رازی نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا:

جناب ابوالحسن رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو ان کے انتقال کے دو سال بعد خواب میں اس حال میں دیکھا کہ ان کے جسم پر جہنم کے قیر کا لباس تھا۔ میں نے پوچھا: اباجان! یہ کیا ہوا؟ میں آپ کو جہنمیوں کے لباس میں دیکھ رہا ہوں؟ میرے والد نے فرمایا اے فرزند! مجھے میرا نفس جہنم میں لے گیا، اس کے دھوکہ میں کبھی نہ آنا۔

انی ابتلیت باربع وما سلطوا   الا لشدة شقوتی وعنائی
ابلیس والدنیا ونفسی والھوی   کیف الخلاص وکلھم اعدائی
واری الھوی تدعوا الیه خواطری   فی ظلمة الشھوات والآراء

- میں ان چار دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں جو میری بدبختی اور کثرتِ گناہ کی وجہ سے مجھ پر غالب آگئے ہیں۔
- شیطان، نفس، دنیا اور خواہشات، ان سے کیسے رہائی مل سکتی ہے حالانکہ یہ چاروں میرے جانی دشمن ہیں۔
- میں دیکھتا ہوں کہ خود بینی اور شہوات کی ظلمت میں میرے دل کو خواہشات اپنی طرف بلاتی رہتی ہیں۔

جنابِ حاتمِ اصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ نفس میرا اصطبل ہے، علم میرا ہتھیار ہے، ناامیدی میرا گناہ ہے، شیطان میرا دشمن ہے اور میں نفس کے ساتھ فریب کرنے والا ہوں (اس کو فریب میں مبتلا کرتا ہوں)

عارفانہ نکتہ:

ایک عارف باللہ کا قول ہے کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں:

1- کفار کے ساتھ جہاد اور یہ جہاد ظاہری ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ (پ۶ المائدہ ۵۴)

2- جھوٹے لوگوں کے ساتھ علم اور دلائل سے جہاد، فرمانِ الٰہی ہے:

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ط اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔ (پ۱۴ النحل ۱۲۵)

3- برائیوں کی طرف لے جانے والے سرکش نفس سے جہاد، فرمانِ الٰہی ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط (پ۲۱ العنکبوت ۶۹) اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

أَفْضَلُ الْجِهَادِ جِهَادُ النَّفْسِ۔ نفس کے ساتھ جہاد بہترین جہاد ہے۔

www.waseemziyai.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جب جہاد سے واپس آتے تو کہتے ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ آئے اور صحابہ نے نفس، شیطان اور خواہشات سے جہاد کو کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے اس لئے اکبر اور عظیم کہا کہ نفس سے جہاد ہمیشہ جاری رہتا ہے اور کفار کے ساتھ کبھی کبھی ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد میں غازی اپنے دشمن کو سامنے دیکھتا رہتا ہے مگر شیطان نظر نہیں آتا اور دکھائی دینے والے دشمن سے لڑائی بہ نسبت چھپ کروار کرنے والے دشمن کے آسان ہوتی ہے۔ ایک وجہ اور بھی ہے کہ کافر کے ساتھ غازی کی ہمدردیاں قطعی نہیں ہوتیں جبکہ شیطان کے ساتھ جہاد کرنے میں نفس اور خواہشات شیطان کی حامی قوتوں میں شمار ہوتے ہیں، اس لئے یہ مقابلہ سخت ہوتا ہے۔ ایک بات اور بھی ہے کہ اگر غازی کافر کو قتل کردے تو مالِ غنیمت اور فتح حاصل کرتا ہے اور اگر شہید ہو جائے تو جنت کا مستحق بن جاتا ہے مگر اس جہادِ اکبر میں وہ شیطان کے قتل پر قادر نہیں اور اگر اسے شیطان قتل کردے یعنی راہِ راست سے بھٹکا دے تو بندہ عذابِ الٰہی کا مستحق بن جاتا ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ جنگ کے دن جس کا گھوڑا بھاگ پڑے وہ کافروں کے ہاتھ آجاتا ہے مگر جس کا ایمان بھاگ جائے وہ غضبِ الٰہی میں پھنس جاتا ہے اور جو کافروں کے ہاتھ پھنس جاتا ہے، اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں نہیں ڈالی جاتیں، اسے بھوکا، پیاسا اور ننگا نہیں کیا جاتا مگر جو غضبِ الٰہی کا مستحق ہو جائے اس کا منہ کالا کیا جاتا ہے، اس کی مشکیں کس کر زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں، اس کے پیروں میں آگ کی بیڑیاں ڈالی جاتی ہیں، اس کا کھانا، پینا اور لباس سب جہنم کی آگ سے تیار ہوتا ہے۔

❀❀❀❀

باب ٦:

غفلت

غفلت سے شرمندگی بڑھتی ہے اور نعمت زائل ہوتی ہے، خدمت کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے، حسد زیادہ ہوتا ہے اور ملامت و پشیمانی کی فراوانی ہوتی ہے۔

سب سے بڑی حسرت: ایک نیک آدمی نے اپنے استاد کو خواب میں دیکھا اور پوچھا آپ کے نزدیک سب سے بڑی حسرت کون سی ہے؟ استاد نے جواب دیا: غفلت کی حسرت سب سے بڑی ہے۔

روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرتِ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا اور فرمایا

www.waseemziyai.com

اے جھوٹے دعویدار! تو نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور پھر مجھ سے غافل رہا۔

انت فی غفلۃ و قلبك ساھی ذھب العمر والذنوب کما ھی

"تو غفلت میں مبتلا ہے اور تیرا دل بھولنے والا ہے۔ عمر ختم ہوگئی اور گناہ ویسے کے ویسے ہی موجود ہیں"۔

حکایت: ایک صالح آدمی نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا اے ابا جان! آپ کیسے ہیں اور کیا حال ہے؟ باپ نے جواب دیا ہم نے زندگی غفلت میں گزاری اور غفلت ہی میں مر گئے۔

موت کے پیامبر: زہر الریاض میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا ملک الموت سے بھائی چارہ تھا، ایک دن ملک الموت حاضر ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا تم ملاقات کیلئے آئے ہو یا روح قبض کرنے کو؟ عزرائیل نے کہا: صرف ملاقات کیلئے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ایک بات کہنی ہے۔ ملک الموت بولے: کہئے کونسی بات ہے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جب میری موت قریب آجائے اور تم روح قبض کرنے کو آنے والے ہو تو مجھے پہلے سے آگاہ کر دینا۔ ملک الموت نے کہا: بہتر! میں اپنی آمد سے پہلے آپ کے پاس دو تین قاصد بھیجوں گا۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا اور ملک الموت روح قبض کرنے کو پہنچے تو آپ نے کہا تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ اپنی آمد سے پہلے میری طرف قاصد بھیجو گے۔ عزرائیل نے کہا میں نے ایسا ہی کیا تھا، پہلے تو آپ کے سیاہ بال سفید ہوئے، یہ پہلا قاصد تھا، پھر بدن کی چستی و توانائی ختم ہوئی، یہ دوسرا قاصد تھا اور بعد میں آپ کا بدن جھک گیا، یہ تیسرا قاصد تھا۔ اے یعقوب! علیہ السلام ہر انسان کے پاس میرے یہی تین قاصد آتے ہیں۔

مضی الدھر والایام والذنب حاصل وجاء رسول الموت والقلب غافل

یعمك فی الدنیا غرور و حسرۃ وعیشك فی الدنیا محال و باطل

- زمانہ گزر گیا اور گناہوں کو چھوڑ گیا، موت کا قاصد آپہنچا اور دل (خدا سے) غافل ہی رہا۔
- تیری دنیاوی نعمتیں دھوکہ اور فریب ہیں اور دنیا میں تیرا ہمیشہ رہنا محال اور کذب محض ہے۔

شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے بیمار مردِ صالح کی عیادت کو گیا جن کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا تھا، میں نے ان کے گرد ان کے شاگردوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا، شیخ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ رو رہے تھے، میں نے کہا اے شیخ! کیا آپ دنیا پر رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، میں اپنی نمازوں کے قضا ہونے پر رو رہا ہوں، میں نے کہا آپ تو عبادت گزار شخص تھے پھر نمازیں کس طرح قضا ہوئیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور ہر سجدہ سے غفلت میں سر اٹھایا اور اب غفلت کی حالت میں مر رہا ہوں پھر ایک آہ بھری اور یہ اشعار پڑھے۔

www.waseemziyai.com

تفکرت فی حشری ویوم قیامتی — واصبح خدی فی المقابر ثاویا
فریدا وحیدا بعد عزّ و رفعۃ — رھینا بجرمی والتراب وسادیا
تفکرت فی طول الحساب وعرضہ — وذل مقامی حین اعطی کتابیا
ولکن رجائی فیك ربی وخالقی — بانك تعفویا الٰھی خطائیا

- میں نے اپنے حشر، قیامت کے دن اور قبر میں رہنے کے بارے میں سوچا۔
- جو عزت ووقار والے وجود کے ساتھ مٹی کا رہین ہوگا اور مٹی ہی اس کا تکیہ ہوگا۔
- میں نے یومِ حساب کی طوالت کے بارے میں سوچا اور اس وقت کی رسوائی کا خیال کیا جب نامۂ اعمال مجھے دیا جائے گا۔
- مگر اے ربِ ذوالجلال! میری امیدیں تیری رحمت کے ساتھ ہیں، تو ہی میرا خالق اور میرے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

محض دعویٰ بے کار ہے: عیون الاخبار میں ہے حضرتِ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگ تین باتیں محض زبانی کرتے ہیں مگر عمل اس کے خلاف کرتے ہیں ایک یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں لیکن کام غلاموں جیسے نہیں کرتے بلکہ آزادوں کی طرح اپنی مرضی پر چلتے ہیں۔

2- یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں رزق دیتا ہے لیکن ان کے دل دنیا اور متاعِ دنیا جمع کئے بغیر مطمئن نہیں ہوتے اور یہ ان کے اقرار کے سراسر خلاف ہے۔

3- تیسرا وہ کہتے ہیں کہ آخر ہمیں مرجانا ہے مگر کام ایسے کرتے ہیں جیسے انہیں کبھی مرنا ہی نہیں۔

اے مخاطب! ذرا سوچ تو سہی، اللہ کے سامنے تو کونسا منہ لے کر جائے گا اور کونسی زبان سے جواب دے گا؟ جب وہ تجھ سے ہر چھوٹی بڑی چیز کے متعلق سوال کرے گا، ان سوالات کیلئے ابھی سے اچھا جواب تلاش کر لے (تاکہ اس وقت شرمندگی نہ اٹھانا پڑے) فرمانِ الٰہی ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ (پ ۲۸ الحشر ۱۸)

اور اللہ سے ڈرو، بے شک تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ اس سے آگاہ ہے اور خبر رکھتا ہے۔

پھر اللہ نے مومنوں کو سمجھایا کہ وہ اس کے احکامات کو نہ چھوڑیں اور ہر حالت میں اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے رہیں۔

اطاعتِ الٰہی کا ثمرہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ عرشِ الٰہی کے پائے پر تحریر ہے کہ جو میری اطاعت کرے گا میں اس کی بات مانوں گا، جو مجھ سے محبت کرے گا، میں اسے اپنا محبوب

www.waseemziyai.com

بناؤں گا. جو مجھ سے مانگے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو بخشش کی طلب کرے گا میں اسے بخش دوں گا۔

اس فرمانِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ہر ذی ہوش اور دانشمند کیلئے ضروری ہے کہ وہ خوف اور بھرپور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے اور راضی بہ قضا رہے. اس کے نازل کردہ مصائب پر صبر کرے. اس کی نعمتوں کا شکر کرتے ہوئے کم و بیش پر قانع ہو جائے. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میری قضا پر راضی, مصائب پر صابر نہیں اور نعمتوں کا شکر نہیں ادا کرتا اور کم و بیش پر قناعت نہیں کرتا۔ وہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرلے۔

حضرتِ حسن بصری کا ایک دلنشیں جواب:

ایک شخص نے جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تعجب ہے کہ میں عبادت میں لطف نہیں پاتا آپ نے جواب دیا شاید تو نے کسی ایسے شخص کو دیکھ لیا ہے جو اللہ سے نہیں ڈرتا۔

حق بندگی یہ ہے کہ اللہ کی رضا کیلئے تمام چیزوں کو چھوڑ دیا جائے۔

کسی شخص نے جناب ابی یزید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں عبادت میں کیف و سرور نہیں پاتا؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اس لئے ہے کہ تو عبادت کی بندگی کرتا ہے, اللہ کی بندگی نہیں کرتا, تو اللہ کی بندگی کر پھر دیکھ عبادت میں کیسا مزہ آتا ہے۔

اللہ کی عبادت یا مخلوق کی عبادت:

ایک شخص نے نماز شروع کی, جب "ایاک نعبد" (پ ا الفاتحہ ۴) (ہم تجھی کو پوجیں) پڑھا تو اس کے دل میں خیال آیا تو تو مخلوق کی عبادت کرتا ہے, تب اس نے مخلوق سے قطع تعلق کر لیا اور نماز شروع کی, جب پھر اسی آیت پر پہنچا تو وہی دل میں گزرا, پھر ندا آئی تو اپنے مال کی عبادت کرتا ہے اس نے سارا مال راہِ خدا میں خرچ کر دیا اور نماز کی نیت کی, جب اسی آیت پر پہنچا تو پھر خیال آیا کہ میں حقیقۃً اللہ کی عبادت کرنے والا ہوں, ندا آئی تم جھوٹے ہو, تم اپنے کپڑے کی عبادت کرتے ہو, اس وقت اس بندۂ خدا نے بدن کے کپڑوں کے علاوہ سب کپڑے راہِ خدا میں لٹا دیئے, اب جو نماز میں آیت پر پہنچا تو آواز آئی کہ اب تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ (علائق دنیا کے ساتھ نماز خالصۃً للہ ناممکن ہے۔)

نصیحت پر غلام کو آزاد کر دیا:

رونق المجالس میں ہے کہ ایک شخص کی عبائیں گم ہو گئیں اور یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ ان کو کون لے گیا, جب اس شخص نے نماز شروع کی تو اسے یاد آگیا, جونہی نماز سے فارغ ہوا, غلام کو آواز دی کہ جاؤ فلاں آدمی سے عبائیں لے آؤ۔ غلام نے کہا آپ کو یہ کب یاد آیا؟ اس نے کہا مجھے نماز میں یاد آیا, غلام نے فوراً جواب دیا تب تو آپ نے نماز عبا کیلئے پڑھی, اللہ کیلئے نہیں, یہ بات سنتے ہی اس شخص نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔

www.waseemziyai.com

چنانچہ ہر ذی فہم کیلئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کو ترک کردے اور اللہ کی عبادت کرتا ہے. مستقبل کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے اور اپنی آخرت سنوارتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيبٍ ﴿۲۰﴾

جو شخص آخرت کی کھیتی کی فکر کرتا ہے تو ہم اس کی کھیتی زیادہ کرتے ہیں اور جو شخص ۲ دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (پ ۲۵ الشوریٰ ۲۰)

(آخرت سے غافل ہو کر صرف دنیا ہی دنیا)

یعنی اس کے دل سے آخرت کی محبت نکال دی جاتی ہے، اس لئے حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پر چالیس ہزار دینار علانیہ اور چالیس ہزار دینار پوشیدہ خرچ کر دیئے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت دنیا اور اس کی خواہش سے مکمل پرہیز کرتے تھے اس لئے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز صرف مینڈھے کی ایک رنگی ہوئی کھال اور ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

✿✿✿✿

باب ۷:

فسق، نفاق اور خدا فراموشی

ایک عورت حضرتِ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی، میری جوان بیٹی فوت ہوگئی ہے، میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھ لوں، کوئی ایسی دعا بتلایئے جس سے میری مراد پوری ہوجائے، آپ نے اسے ایک دعا سکھلائی، اس عورت نے رات میں وہ دعا پڑھی اور اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھا تو اس کا حال یہ تھا کہ اس نے جہنم کے تارکول کا لباس پہن رکھا تھا، اس کے ہاتھوں میں زنجیریں اور پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ عورت نے دوسرے دن یہ خواب آپ کو سنایا، آپ بہت مغموم ہوئے کچھ عرصہ بعد حضرتِ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکی کو جنت میں دیکھا، اس کے سر پر تاج تھا، وہ آپ سے کہنے لگی آپ مجھے پہچانتے ہیں، میں اسی خاتون کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس آئی تھی اور میری تباہ حالت آپ کو بتلائی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا تیری حالت میں انقلاب کس طرح آیا؟ لڑکی نے کہا قبرستان کے قریب سے ایک صالح شخص گذرا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجا، اس کے درود پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پانچ سو قبر والوں سے عذاب اٹھا لیا۔

www.waseemziyai.com

نکتہ: غور کا مقام ہے کہ حضور ﷺ پر ایک شخص کے درود بھیجنے کی برکت سے اتنے بہت سے لوگ بخشے گئے، کیا وہ شخص جو پچاس سال سے حضور ﷺ پر درود بھیج رہا ہو، قیامت میں اس کی مغفرت نہیں ہوگی؟ فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ۔ (پ ۲۸ الحشر ۱۹)

گناہ کرنے میں تم منافقوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے اللہ کے احکامات کو چھوڑ دیا اور اس کے خلاف چلنے لگے۔

شہواتِ دنیا سے لطف اندوز ہونے لگے اور فریب کاری کی طرف مائل ہو گئے۔

مومن اور منافق کا فرق: رسول اللہ ﷺ سے مومن اور منافق کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مومن کی ہمت نماز اور روزے کی طرف رہتی ہے اور منافق کی ہمت جانوروں کی طرح کھانے پینے کی طرف رہتی ہے اور وہ نماز، روزہ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا، مومن اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور بخشش طلب کرنے میں مشغول رہتا ہے جبکہ منافق حرص و ہوس میں مصروف رہتا ہے، مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہیں لگاتا اور منافق اللہ تعالیٰ کے سوا تمام (خدا کو چھوڑ کر اس کے غیر سے رجوع کرتا ہے (مومن اللہ والوں سے اس معنیٰ کر کے رجوع ہوتا ہے جس طرح کھمبوں سے بجلی کی روشنی حاصل کرنا کہ روشنی کا تعلق بجلی گھر سے ہی ہے، اس کے ہی فیض کو عام کرنے کے واسطے کھمبے نصب کئے گئے ہیں) مخلوق کی طرف رجوع ہوتا ہے، مومن دین کو مال سے مقدم سمجھتا ہے اور منافق مال کو دین پر ترجیح دیتا ہے، مومن اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور منافق اللہ کے سوا ہر چیز سے ڈرتا ہے، مومن نیکی کرتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں روتا رہتا ہے، منافق گناہ کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے، مومن خلوت و تنہائی کو پسند کرتا ہے، منافق بھیڑ بھاڑ اور میل جول کو پسند کرتا ہے، مومن بوتا ہے اور فصل کی بربادی سے ڈرتا رہتا ہے اور منافق فصل اجاڑ دینے کے بعد کاٹنے کی تمنا رکھتا ہے، مومن دین کی تدبیر کے ساتھ اچھائیوں کا حکم دیتا ہے، برائیوں سے روکتا ہے اور اصلاح کرتا ہے، منافق اپنی ہیبت اور سطوت کیلئے فتنہ و فساد برپا کرتا ہے اور نیکیوں سے روکتا اور برائیوں کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے میں سے ہیں، نیکی سے روکتے اور برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند کرتے ہیں، انہوں نے اللہ کو بھلا دیا اور اللہ نے انہیں بھلا دیا، بلاشبہ منافق فاسق ہیں، اللہ تعالیٰ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کیلئے اور کفار کیلئے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے یہ انہیں کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔

ایک اور جگہ ان کے بارے میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے، یعنی اگر وہ اپنے کفر اور نفاق پر مر جائیں اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد

www.waseemziyai.com

میں ابتداء منافقوں کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ وہ کفار سے بھی زیادہ بد بخت ہوتے ہیں اور اللہ نے ان سب کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے"بیشک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور آپ کسی کو ان کا مددگار نہیں پائیں گے"۔

لفظِ منافق لغت میں نافق الیربوع سے مشتق ہے، کہتے ہیں کہ جنگلی چوہے (یربوع) کے بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں۔ایک داخل ہونے کیلئے اور دوسرا سوراخ نکلنے کیلئے ہوتا ہے ایک سوراخ سے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے سے بھاگ نکلتا ہے، منافق کو بھی اس لئے منافق کہتے ہیں کہ وہ بظاہر تو مسلمانوں کی شکل میں ہوتا ہے مگر کفر کی طرف نکل جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے"منافق کی مثال ایسی نووارد بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ہو، کبھی وہ اس ریوڑ کی طرف بھاگتی ہے اور کبھی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے یعنی کسی ایک ریوڑ میں نہیں ٹھہرتی۔اسی طرح منافق بھی نہ تو کلیۃً مسلمانوں میں شامل ہوتا ہے اور نہ ہی کافروں میں۔

جہنم کے سات دروازے:

اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا اور اس کے سات دروازے بنائے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ط (پ۱۴ الحجر ۴۴) اس کے دروازے لوہے کے ہوں گے جن پر لعنت کی تہیں ہیں، اس کا ظاہر تانبے کا اور باطن سیسے کا ہے، اس کی گہرائی میں عذاب اور اس کی اونچائی میں اللہ کی ناراضگی، اس کی زمین تانبے، شیشے، لوہے اور سیسے کی ہے اس میں رہنے والوں کیلئے اوپر، نیچے، دائیں، بائیں آگ ہی آگ ہے، اس کے طبقات اوپر سے نیچے کی طرف ہیں اور سب سے نچلا طبقہ منافقوں کیلئے ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل سے جہنم کی تعریف اور گرمی کے بارے میں دریافت فرمایا، جبریل نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا اور اسے ہزار سال تک دہکایا تو وہ سرخ ہو گیا، پھر ہزار سال دہکایا تو سفید ہو گیا جب مزید ایک ہزار سال تک دہکایا تو وہ بالکل سیاہ و تاریک ہو گیا۔
اس رب کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر جہنمیوں کا ایک کپڑا بھی دنیا میں ظاہر ہو جائے تو تمام لوگ فنا ہو جائیں، اگر جہنم کے پانی کا ایک ڈول دنیا کے پانیوں میں ملا دیا جائے تو جو بھی چکھے، وہ مر جائے اور جہنم کی زنجیروں کا ایک ٹکڑا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا ۔ (پ۲۹ الحاقۃ ۳۲) ہر ٹکڑے کی لمبائی مشرق و مغرب کے طول کے برابر ہے، اگر اسے دنیا کے کسی بڑے سے بڑے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ پگھل جائے گا اور اگر کسی جہنمی کو جہنم سے نکال کر دنیا میں لایا جائے تو اس کی بدبو سے تمام مخلوق فنا ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل سے کہا یہ بتلاؤ کہ جہنم کے دروازے کیا ہمارے دروازوں جیسے ہیں؟

www.waseemziyai.com

جبریل نے عرض کی: نہیں حضور! وہ مختلف طبقات میں بنے ہوئے ہیں. کچھ اوپر اور کچھ نیچے ہیں اور ایک دروازے کا درمیانی فاصلہ ستر سال کا ہے. ہر دروازہ پہلے دروازہ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ آپ نے ان دروازوں میں رہنے والوں کے متعلق پوچھا تو جبریل نے جواب دیا سب سے نچلے کا نام "ہاویہ" ہے اور اس میں منافقین ہیں، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ۔ (پ ۵ النساء: ۱۴۵) دوسرے طبق کا نام "جحیم" ہے اور اس میں مشرک ہیں۔ تیسرے کا نام "سقر" ہے اور اس میں صابی ہیں، چوتھے کا نام "لظی" ہے اور اس میں ابلیس اور اس کے پیروکار مجوسی ہیں. پانچویں کا نام "حطمہ" ہے اور اس میں یہود ہیں، چھٹے کا نام "سعیر" ہے اور اس میں نصاریٰ ہیں. پھر جبریل خاموش ہو گئے۔ آپ نے پوچھا: اے جبریل! کیا تم مجھے ساتویں طبقہ میں رہنے والوں کے متعلق نہیں بتاؤ گے؟ جبریل نے عرض کی حضور مت پوچھئے، آپ نے فرمایا بتلاؤ تو سہی، تب جبریل نے کہا: اس طبقہ میں آپ کے وہ امتی ہیں جو گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوئے اور بغیر توبہ کئے مر گئے۔

روایت: جب یہ آیت نازل ہوئی: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ (پ ۱۶ مریم ۷۱) حضور ﷺ اپنی امت کے بارے میں انتہائی خوفزدہ ہوئے اور بہت زیادہ اشکبار ہوئے لہٰذا جو شخص بھی اللہ کی سخت گرفت کو اور اس کے قہر کو جانتا ہے اسے چاہیئے کہ بہت ڈرتا رہے اور نفس کی لغزشوں پر روتا رہے قبل اس کے کہ ان مصائب کو جھیلے، اس دہشت ناک مقام کو دیکھے، اس کی پردہ دری کی جائے، اسے منعم حقیقی کے سامنے پیش کیا جائے اور اسے جہنم میں جانے کا حکم ہو۔

مرنے کے بعد تأسف: کتنے ایسے بوڑھے ہیں جو جہنم میں فریادیں کرتے ہیں، کتنے جوان ہیں جو جوانی کے ضیاع کو یاد کر کے آہ و بکاء کرتے ہیں، کتنی ایسی عورتیں ہیں جو گذشتہ زندگی کی بداعمالیوں کو یاد کر کے چلاتی ہیں درانحالیکہ ان کے اجسام اور چہرے سیاہ ہو چکے ہیں، ان کی کمریں ٹوٹ چکی ہیں، نہ ان کے بڑوں کی عزت کی جاتی ہے اور نہ ہی چھوٹوں پر رحم کیا جاتا ہے اور نہ ان کی عورتوں کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔

اے اللہ! ہمیں آگ، آگ کے عذاب اور ہر اس کام سے بچا جو ہمیں آگ کی طرف لے جائے اور اپنی رحمت کی طفیل ہمیں نیکوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے عزیز! اے غفار! اے اللہ! ہمارے عیبوں کو ڈھانپ لے، ہمیں خوف سے نجات دے، ہمیں لغزشوں سے بچا اور اپنے سامنے شرمندگی سے محفوظ رکھ۔ یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

www.waseemziyai.com

باب۸:

توبہ

گناہوں سے توبہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ (پ۲۸ التحریم ۸)

اے ایمان والو! اللہ سے پختہ توبہ (توبۃ النصوح) کرو۔

ایک اور مقام پر ارشادِ الٰہی ہے:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ (پ۲۸ الحشر ۱۹)

تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔

اس کی بھیجی ہوئی کتابوں کو پس پشت ڈال دیا گویا انہوں نے اپنے حال پر رحم نہیں کیا اور اپنے آپ کو گناہوں سے نہیں بچایا اور آخرت کیلئے کوئی نیکی نہیں کی، فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا ناپسند فرماتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ (پ۲۸ الحشر ۱۹)

یہی لوگ نافرمان، وعدہ شکن، رحمت و بخشش اور راہِ ہدایت سے دُور ہیں۔

فاسق کی قسمیں:

فاسق کی دو قسمیں ہیں: (۱) فاسق کافر۔ (۲) فاسق فاجر۔

فاسق کافر وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتا ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کا طالب ہوتا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ (پ الکہف ۵۰)

فاسق فاجر وہ ہے جو شراب پیتا ہے، مالِ حرام کھاتا ہے، بدکاریاں کرتا ہے، عبادت کو چھوڑ کر گناہوں میں زندگی بسر کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو واحد مانتا ہے اور اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ فاسق کافر کی بخشش موت سے پہلے پہلے کلمۂ شہادت اور توبہ کے بغیر ناممکن ہے اور فاسق فاجر کی مغفرت موت سے پہلے توبہ اور پشیمانی کے ذریعہ ممکن ہے، اس لئے کہ ہر وہ گناہ جس کا تعلق خواہشاتِ نفسانیہ سے ہے اس کی مغفرت ممکن ہے اور ہر وہ گناہ جس کی بنیاد تکبر اور خود بینی ہے اس کی مغفرت ناممکن ہے، شیطان کی نافرمانی کی وجہ بھی یہی تکبر اور خود بینی تھی۔

پس اے انسان! تیرے لئے ضروری ہے کہ مرنے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کر لے شاید کہ اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرمادے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

www.waseemziyai.com

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ۔ اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

(پ ۲۵ الشوریٰ ۲۵)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے، گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔

حکایت: ایک جوان تھا وہ جب بھی کوئی گناہ کرتا تو اسے اپنے دفتر میں لکھ لیتا تھا، ایک دفعہ اس نے کوئی گناہ کیا، جب لکھنے کیلئے دفتر کھولا تو دیکھا اس میں اس آیت کے سوا کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا۔

فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ (پ۱۹ الفرقان ۷۰) اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتا ہے۔

شرک کی جگہ ایمان، بدکاری کی جگہ بخشش، گناہ کی جگہ عصمت اور نیکو کاری لکھ دی جاتی ہے۔

ایک جوان کی شرمندگی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے، آپ نے ایک جوان کو دیکھا جو کپڑوں کے نیچے شراب کی بوتل چھپائے چلا آ رہا تھا، آپ نے پوچھا: اے جوان! اس بوتل میں کیا لئے جا رہے ہو؟ جوان بہت شرمندہ ہوا کہ میں کیسے کہوں اس بوتل میں شراب ہے؟ اس وقت اس جوان نے دل ہی دل میں دعا مانگی: ''اے اللہ! مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو شرمندگی اور رسوائی سے بچا! میرے عیب کو ڈھانپ لے، میں پھر کبھی شراب نہیں پیوں گا'' جوان نے حضرت عمر کو جواب دیا امیر المومنین! یہ سرکہ ہے، آپ نے فرمایا: مجھے دکھاؤ تو سہی چنانچہ آپ نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔

اے انسان! ذرا غور کر ایک بندہ بندے کے ڈر سے خلوصِ دل سے تائب ہوا تو اللہ نے اس کی شراب کی بوتل کو سرکہ میں تبدیل کر دیا، اسی طرح اگر کوئی گنہگار اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نافرمانیوں کی شراب کو فرمانبرداری کے سرکہ میں تبدیل کر دیتا ہے (جیسا کہ اس جوان کے معاملہ میں ہوا جو اپنی برائیاں اپنے دفتر میں لکھ لیتا تھا)

حکایت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھ کر باہر نکلا، راستہ میں مجھے ایک عورت ملی، اس نے مجھ سے پوچھا: میں نے ایک گناہ کر لیا ہے، کیا میں توبہ کر سکتی ہوں، میں نے پوچھا تو نے کونسا گناہ کیا ہے؟ عورت بولی میں نے زنا کیا تھا اور جب اس زنا سے بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے قتل کر دیا، میں نے کہا تو تباہ ہو گئی، تیرے لئے کوئی توبہ نہیں ہے،

www.waseemziyai.com

وہ عورت بے ہوش ہو کر گر پڑی اور میں اپنی راہ چل دیا. تب میرے دل میں خیال آیا. میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھے بغیر یہ بات کیوں کہہ دی۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں آیا اور سارا واقعہ عرض کیا. حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے. بہت بُرا کیا. کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی؟:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۔ الآیۃ۔ (پ۱۹ الفرقان ۶۸) اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کو۔ الخ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جونہی میں نے یہ بات سنی میں اس عورت کی تلاش میں نکلا اور ہر کسی سے پوچھنے لگا مجھے اس عورت کا پتہ بتلاؤ جس نے مجھ سے مسئلہ پوچھا تھا یہاں تک کہ بچے مجھے پاگل سمجھنے لگے. بالآخر میں نے اس عورت کو تلاش کر ہی لیا اور اسے یہ آیت سنائی جب میں فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ تک سنا چکا تو وہ خوشی سے دیوانی ہوگئی اور کہنے لگی میں نے اپنا باغ اللہ اور رسول کیلئے بخش دیا۔

عتبہ کا عجیب واقعہ:

عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ علیہ جس کی فتنہ انگیزی اور شراب نوشی کی داستانیں مشہور تھیں، ایک دن جناب حسنِ بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آیا. اس وقت حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ آیت اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔ (پ۲۷ الحدید ۱۶) کی تفسیر بیان کر رہے تھے. یعنی کیا مومنوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ سے ڈریں۔

آپ نے اس آیت کی ایسی تشریح کی کہ لوگ رونے لگے. ایک جوان مجلس میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے بندۂ مومن! کیا مجھ جیسا فاسق و فاجر بھی اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف کر دے گا. جب عتبۃ الغلام نے یہ بات سنی تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور کانپتے ہوئے چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا. جب اسے ہوش آیا تو حضرت حسنِ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے قریب آ کر یہ شعر پڑھے:

ایا شابا لرب العرش عاصی ... اتدری ماجزاء ذوی المعاصی
سعیر للعصاۃ لها زفیر ... وغیظ یوم یوخذ بالنواصی
فان تصبر علی النیران فاعصه ... والا کن عن العصیان قاصی
وفیما قد کسبت من الخطایا ... رهنت النفس فاجهد فی الخلاصی

1- اے اللہ کے نافرمان جوان! جانتا ہے نافرمانی کی سزا کیا ہے؟
2- نافرمانوں کیلئے پُرشور جہنم ہے اور حشر کے دن اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی ہے۔
3- اگر تو نارِ جہنم پر راضی ہے تو بے شک گناہ کرتا رہ، ورنہ گناہوں سے رک جا۔
4- تو نے اپنے گناہوں کے بدلے اپنی جان کو رہن رکھ دیا ہے، اس کو چھڑانے کی کوشش کر۔

عتبہ نے پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا، جب ہوش آیا تو کہنے لگا: اے شیخ! کیا مجھ جیسے بدبخت کی

www.waseemziyai.com

ربِ رحیم توبہ قبول کرے گا؟ آپ نے کہا درگذر کرنے والا رب ظالم بندے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ اس وقت عتبہ نے سر اٹھا کر رب سے تین دعائیں کیں:

1- اے اللہ! اگر تو نے میرے گناہوں کو معاف اور میری توبہ کو قبول کرلیا ہے تو ایسے حافظے اور عقل سے میری عزت افزائی فرما کہ میں قرآنِ مجید اور علوم دین میں سے جو کچھ بھی سنوں، اُسے کبھی فراموش نہ کروں۔
2- اے اللہ! مجھے ایسی آواز عنایت فرما کہ میری قرأت کو سُن کر سخت سے سخت دل بھی موم ہو جائے۔
3- اے اللہ! مجھے رزقِ حلال عطا فرما اور ایسے طریقے سے دے جس کا میں تصور بھی نہ کرسکوں۔

اللہ نے عتبہ کی تینوں دعائیں قبول کرلیں، اس کا حافظہ اور فہم و فراست بڑھ گئی اور جب وہ قرآن کی تلاوت کرتا تو ہر سننے والا گناہوں سے تائب ہو جاتا تھا اور اس کے گھر میں ہر روز ایک پیالہ شوربہ کا اور دو روٹیاں (رزقِ حلال سے) پہنچ جاتیں، اور کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کون رکھ جاتا ہے اور عتبہ غلام کی ساری زندگی ایسا ہی ہوتا رہا۔

یہ اس شخص کا حال ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے لَو لگائی:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

سوال: کسی عالم سے پوچھا گیا کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو کیا اسے اپنی توبہ کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کا پتہ چل جاتا ہے؟

جواب: عالم نے جواب دیا ایسی مکمل بات تو نہیں البتہ کچھ نشانیاں ہیں جن سے توبہ کی قبولیت کا پتہ چلتا ہے، وہ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے، اس کے دل سے خوشی غائب ہو جاتی ہے، ہر دم اللہ کو موجود سمجھنے لگتا ہے، نیکوں کے قریب اور بُروں سے دور رہنے لگتا ہے، دنیا کی تھوڑی سی نعمت کو عظیم اور آخرت کیلئے کثیر نیکیوں کو بھی قلیل سمجھتا ہے، اپنے دل کو ہر وقت فرائض خداوندی میں مصروف اور اپنی زبان کو بند رکھتا ہے، ہمیشہ اپنے گذشتہ گناہوں پر غور و فکر کرتا رہتا ہے اور غم اور پریشانی کو اپنے لئے لازم کرلیتا ہے۔

❁❁❁❁

باب ۹:

محبت

کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جنگل میں ایک صورتِ بد کو دیکھ کر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب

www.waseemziyai.com

دیا میں تیرا برا عمل ہوں. اس آدمی نے پوچھا تجھ سے نجات کی بھی کوئی صورت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حضور ﷺ پر درود پڑھنا۔

جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے "میرے اوپر درود پل صراط کیلئے نور ہے. جو مجھ پر جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود بھیجتا ہے. اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

درود نہ بھیجنے والے سے حضور ﷺ کا اعراض:

ایک آدمی حضور ﷺ پر درود شریف نہیں بھیجتا تھا. ایک رات اس نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا. آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی، اس آدمی نے عرض کیا کہ کیا حضور مجھ سے ناراض ہیں اس لئے توجہ نہیں فرمائی؟ آپ نے جواب دیا نہیں، میں تمہیں پہچانتا ہی نہیں ہوں. عرض کی گئی حضور مجھے کیسے نہیں پہچانتے حالانکہ علماء کہتے ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا علماء نے سچ کہا ہے لیکن تو نے مجھے درود بھیج کر اپنی یاد نہیں دلائی، میرا کوئی امتی مجھ پر جتنا درود بھیجتا ہے میں اسے اتنا ہی پہچانتا ہوں۔ اس شخص کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور اس نے روزانہ ایک سو مرتبہ درود پڑھنا شروع کر دیا، کچھ مدت بعد حضور ﷺ کے دیدار سے پھر خواب میں مشرف ہوا، آپ نے فرمایا: میں اب تجھے پہچانتا ہوں اور میں تیری شفاعت کروں گا اس لئے کہ وہ رسولِ خدا ﷺ کا محب بن گیا تھا، فرمانِ الٰہی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ ۔ الاٰیۃ۔ اے رسول ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی (اطاعت) کرو، اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ (پ ۳، آلِ عمران ۳۱)

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب حضور ﷺ نے کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کو دعوتِ اسلام دی تو وہ کہنے لگے ہم تو اللہ تعالیٰ کے بیٹوں کی طرح ہیں اور اس سے بہت محبت کرتے ہیں، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا: ان سے کہہ دیجئے، اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو میں اللہ کا رسول ہوں، میں تمہاری طرف اس کا پیغام پہنچانے والا اور تمہارے لئے اللہ کی حجت بن کر آیا ہوں، میری اتباع کرو گے تو اللہ تمہیں محبوب بنائے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، وہ غفور اور رحیم ہے۔

مومنوں کی محبت اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ وہ اس کے احکام پر عمل کریں، اس کی عبادت کریں اور اس کی رضا کے طلبگار رہیں اور اللہ تعالیٰ کی مومنوں کے ساتھ محبت یہ ہے کہ وہ ان کی تعریف کرے انہیں ثواب عطا فرمائے، ان کے گناہوں کو معاف کرے اور انہیں اپنی رحمت سے حسنِ توفیق، عفت و عصمت عطا فرمائے۔

امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں، جو شخص چار چیزوں کے بغیر چار چیزوں کا دعویٰ

www.waseemziyai.com

کرتا ہے وہ جھوٹا ہے:

1- جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر نیکی نہیں کرتا۔

2- جو شخص نبی ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر علماء اور صلحاء کو دوست نہیں رکھتا۔

3- جو آگ سے ڈرنے کا دعویٰ کرتا ہے مگر گناہ نہیں چھوڑتا۔

4- جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر تکالیف کی شکایت کرتا ہے جیسا کہ حضرتِ رابعہ فرماتی ہیں:

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ　　ھٰذا لعمری فی القیاس بدیع

لو کان حبک صادق لاطعتہ　　ان المحب لمن یحب مطیع

❁ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے حالانکہ بظاہر تو محبتِ خداوندی کا دعویدار ہے، مجھے زندگی کی قسم! یہ انوکھی بات ہے۔

❁ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محب جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔

اور محبت کی علامت محبوب کی موافقت کرنے اور اس کے خلاف نہ کرنے میں ہے۔

جنابِ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کا دعویٰ:

ایک جماعت جناب شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور وہ لوگ کہنے لگے ہم تم سے محبت کرتے ہیں، آپ نے انہیں دیکھ کر پتھر مارے تو وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، آپ نے پوچھا اگر تم واقعی مجھ سے محبت کرتے تھے تو میری طرف سے دی گئی اتنی سی تکلیف پر کیوں بھاگ گئے ہو؟ پھر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہلِ محبت نے الفت کا پیالہ پیا تو ان پر یہ وسیع زمین اور شہر تنگ ہو گئے، انہوں نے اللہ کو ایسے پہچانا جیسے پہچاننے کا حق ہے وہ اس کی عظمت میں سرگرداں اور اس کی قدرت میں حیران ہیں، انہوں نے محبت کا جام پیا اور اس کی الفت کے سمندر میں ڈوب گئے اور اس کی بارگاہ میں مناجات سے شیرینی حاصل کی، پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ذکر المحبۃ یا مولایٔ اشکرنی　　وھل رأیت محبا غیر سکران

"اے مولا تیری محبت کی یاد نے مجھے مدہوش کر دیا، کیا تو نے کسی ایسے محب کو دیکھا ہے جو مدہوش نہ ہو"۔

کہتے ہیں کہ اونٹ جب مست ہو جاتا ہے تو چالیس دن تک گھاس وغیرہ نہیں کھاتا اور اگر اس پر پہلے سے دوگنا بوجھ لاد دیا جائے تب بھی اسے اٹھا لیتا ہے اس لئے کہ جب اس کا دل محبوب کی یاد میں تڑپتا ہوتا ہے تو اسے نہ چارے کی خواہش ہوتی ہے نہ ہی وہ بھاری بوجھ اٹھانے سے گھبراتا ہے، جب اونٹ اپنے محبوب کی یاد میں اپنی خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے اور بھاری بوجھ اٹھا لیتا ہے تو کیا تم نے بھی کبھی اللہ

www.waseemziyai.com

تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے اپنی ناجائز خواہشات کو چھوڑا ہے. کبھی کھانا پینا بند کیا ہے؟ کبھی اپنے وجود پر بار گراں ڈالا ہے؟ اگر تم نے ان مذکورہ بالا امور میں سے کوئی کام نہیں کیا تو تمہارا دعویٰ جھوٹا ہے جو تمہیں نہ دنیا میں فائدہ دے گا نہ آخرت میں، نہ مخلوق کے نزدیک فائدہ مند ہے، نہ خالق کے حضور میں۔

حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، جو جنت کا امیدوار ہوا اس نے نیکیوں میں جلدی کی، جو جہنم سے ڈرا اس نے خود کو ناجائز خواہشات سے روک دیا اور جسے موت کا یقین آ گیا اس نے لذاتِ دنیا کو ختم کر دیا۔

جناب ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے کہا محبت نام ہے ارادوں کو ختم کر دینے، تمام صفتوں اور حاجتوں کو مردہ کر دینے اور اپنے وجود کو اشارات کے سمندر میں غرق کر دینے کا۔

باب ۱۰:

عشق و محبت

محبت کی تعریف: محبت نام ہے پسندیدہ چیز کی طرف میلانِ طبع کا اگر یہ میلان شدت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں، اس میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ عاشق محبوب کا بندۂ بے دام بن جاتا ہے اور مال و دولت اس پر قربان کر دیتا ہے. زلیخا کی مثال لے لیجئے جس نے یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنا حسن اور مال و دولت قربان کر دیا، زلیخا کے پاس سرخ اونٹوں کے بوجھ کے برابر جواہر اور موتی تھے جو عشقِ یوسف میں نثار کر دیئے، جب بھی کوئی یہ کہہ دیتا کہ میں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے تو وہ اسے بیش قیمت ہار دے دیتی یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ رہا، اس نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ چھوڑا تھا اور فرطِ محبت میں یوسف علیہ السلام کے سوا سب کچھ بھول گئی تھی، جب آسمان کی طرف دیکھتی تو اسے ہر ستارے میں یوسف کا نام نظر آتا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب زلیخا ایمان لائی اور حضرتِ یوسف علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوئی تو سوائے عبادت و ریاضت اور توجہ الی اللہ کے اسے کوئی کام نہ تھا۔ اگر یوسف علیہ السلام اسے دن کو اپنے پاس بلاتے تو کہتی رات کو آؤں گی اور رات کو بلاتے تو دن کا وعدہ کرتی۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: زلیخا! تو تو میری محبت میں دیوانی تھی، جواب دیا یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب میں آپ کی محبت کی ماہیت سے واقف نہ تھی، اب میں آپ کی محبت کی حقیقت پہچان چکی ہوں اس لئے اب میری محبت میں تمہاری شرکت بھی گوارا نہیں۔ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اللہ نے اس بات کا حکم فرمایا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ تیرے

www.waseemziyai.com

بطن سے اللہ تعالیٰ دو بیٹے پیدا کرے گا اور دونوں کو نبوت سے سرفراز فرمایا جائے گا، زلیخا نے کہا اگر یہ حکم خداوندی ہے اور اس میں حکمتِ الٰہی ہے تو میں سرِ تسلیم خم کرتی ہوں۔

مجنوں نے اپنا نام لیلیٰ بتلایا: مجنوں سے کسی نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ بولا: لیلیٰ! ایک دن اس سے کسی نے کہا کہ لیلیٰ مرگئی؟ مجنوں نے جواب دیا لیلیٰ نہیں مری وہ تو میرے دل میں ہے اور میں ہی لیلیٰ ہوں، ایک دن جب مجنوں کا لیلیٰ کے گھر سے گزر ہوا تو وہ ستاروں کو دیکھتا ہوا گزرنے لگا، کسی نے کہا: نیچے دیکھو شاید تمہیں لیلیٰ نظر آجائے۔ مجنوں بولا! میرے لئے لیلیٰ کے گھر کے اوپر چمکنے والے ستارے کی زیارت ہی کافی ہے۔

محبت کی ابتداء اور انتہا: جب منصور حلاج کو قید میں اٹھارہ دن گزر گئے تو جناب شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے پاس جا کر دریافت کیا: اے منصور! محبت کیا ہے؟ منصور نے جواب دیا: آج نہیں کل یہ سوال پوچھنا، جب دوسرا دن ہوا اور ان کو قید سے نکال کر مقتل کی طرف لے گئے تو وہاں منصور نے شبلی کو دیکھ کر کہا: شبلی! محبت کی ابتداء جلنا اور انتہا قتل ہو جانا ہے۔

اشارہ: جب منصور رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ حق بین نے اس حقیقت کو پہچان لیا کہ

ع الا کل شئ ما خلا اللہ باطل

"اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے باطل ہے۔"

اور ذاتِ الٰہی ہی حق ہے، تو وہ اپنے نام تک کو بھول گئے لہٰذا جب ان سے سوال کیا گیا تمہارا نام کیا ہے؟ تو جواب دیا میں حق ہوں۔

منتہیٰ میں ہے کہ محبت کا صدق تین چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے، محب، محبوب کی باتوں کو سب کی باتوں سے اچھا سمجھتا ہے، اس کی مجلس کو تمام مجالس سے بہتر سمجھتا ہے اور اس کی رضا کو اوروں کی رضا پر ترجیح دیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ عشق پردہ دری کرنے والا اور رازوں کا اِفشاء کرنے والا ہے اور وَجد ذکر کی شیرینی کے وقت روح کے غلبۂ شوق کا بار اٹھانے سے عاجز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وجد کی حالت میں انسان کا کوئی عضو بھی کاٹ لیا جائے تو اسے محسوس تک نہیں ہوگا۔

حکایت: ایک آدمی دریائے فرات میں نہا رہا تھا، اس نے سنا کہ کوئی شخص یہ آیت پڑھ رہا ہے:

وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾ (پ ۲۳-یٰسین ۵۹) اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ۔

یہ سنتے ہی وہ تڑپنے لگا اور ڈوب کر مر گیا۔

محمد بن عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے بصرہ میں ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ جو عاشقوں کی موت مرنا چاہے اسے اس طرح مرنا چاہئے (کیونکہ

www.waseemziyai.com

عشق میں موت کے بغیر کوئی لطف نہیں ہے) اتنا کہا اور وہاں سے خود کو گرا دیا، لوگوں نے جب اسے اٹھایا تو وہ دم توڑ چکا تھا۔ جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تصوف اپنی پسند کو ترک کر دینے کا نام ہے۔

حکایت: زہر الریاض میں ہے۔ حضرتِ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا، میں نے وہاں ستون کے قریب ایک برہنہ نوجوان مریض کو پڑے دیکھا جس کے دل سے رونے کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ میں نے اس کے قریب جا کر اسے سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں ایک غریب الوطن عاشق ہوں۔ میں اس کی بات سمجھ گیا اور میں نے کہا: میں بھی تیری طرح ہوں، وہ رو پڑا۔ اس کا رونا دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: اس لئے کہ تیرا اور میرا مرض ایک ہے۔ اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈالا اور کفن لینے چلا آیا۔ جب میں کفن لے کر واپس پہنچا تو وہ جوان وہاں نہیں تھا۔ میرے منہ سے بے ساختہ سبحان اللہ نکلا، تب میں نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ اے ذوالنون! اس کی زندگی میں شیطان اسے ڈھونڈتا تھا مگر نہ پا سکا، مالکِ دوزخ نے اسے ڈھونڈا مگر نہ پا سکا، رضوانِ جنت اِسے تلاش کے باوجود نہ پا سکا۔ میں نے پوچھا وہ پھر کہاں گیا؟ جواب آیا:

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ (پ ۲۷ القمر ۵۵)

اپنے عشق، کثرتِ عبادت اور تعجیل توبہ کی وجہ سے وہ اپنے قادر، رب العزت کے حضور پہنچ گیا ہے۔

عاشق کی پہچان: ایک شیخ سے عاشق کے متعلق پوچھا گیا، انہوں نے کہا عاشق میل ملاپ سے دور، تنہائی پسند، غور و فکر میں ڈوبا ہوا اور چپ چاپ رہتا ہے جب اِسے دیکھا جائے وہ نظر نہیں آتا، جب بلایا جائے تو سنتا نہیں، جب بات کی جائے تو سمجھتا نہیں اور جب اس پر کوئی مصیبت آ جائے تو غمگین نہیں ہوتا، وہ بھوک کی پروا اور برہنگی کا احساس نہیں رکھتا، کسی کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوتا، وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتا ہے، اس کی رحمت سے انس و محبت رکھتا ہے، وہ دنیا کیلئے دنیا والوں سے نہیں جھگڑتا۔

جناب ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کی علامات میں یہ چند شعر کہے ہیں:

لا تخد عن فللحبيب دلائل ... ولدمن ديه تحف الحبيب وسائل
منها تنعمه بمر بلائهٖ ... و سروره فى كل ماهو فاعل
فالمنع منه عطية مقبولة ... والفقر اكرام وبرّ عاجل
ومن الدلائل ان ترىٰ فى عزمهٖ ... طوع الحبيب وان الحّ العاذل
ومن الدلائل ان يرى متبسماً ... والقلب فيه من الحبيب بلائل

ومن الدلائل ان یریٰ متفھماً　　لکلام من یحظی لدیه السائل
ومن الدلائل ان یریٰ متقشفاً　　متحفظاً من کل ماھو قائل

- تو دھوکہ نہ دے کیونکہ محبوب کے پاس دلائل اور عاشق کے پاس محبوب کے تحفوں کے وسائل ہیں۔
- ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی تلخ آزمائش سے لطف اندوز ہوتا ہے اور محبوب جو کرتا ہے وہ اس پر خوش ہوتا ہے۔
- اس کی طرف سے منع کرنا بھی عطیہ ہے اور فقر اس کیلئے عزت افزائی اور ایک فوری نیکی ہے۔
- ایک علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کی اطاعت کا پختہ ارادہ رکھتا ہے اگر اسے ملامت کرنے والے ملامت کریں۔
- ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے مسکراتا ہوا پاؤ گے اگرچہ اس کے دل میں محبوب کی طرف سے آگ سلگ رہی ہوتی ہے۔
- ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے خطا کاروں کی گفتگو سمجھتا ہوا پاؤ گے۔
- اور ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے ہر اس بات کا حفاظت کرنے والا پاؤ گے، جسے وہ کہتا ہے۔

حکایت: حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام ایک جوان کے قریب سے گذرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا، اس نے آپ سے کہا اللہ سے دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ مجھے ایک ذرہ اپنے عشق کا عطا فرما دے۔ آپ نے فرمایا: ایک ذرہ بہت بڑی چیز ہے۔ تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے، کہنے لگا اچھا آدھے ذرہ کا سوال کیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے سوال کیا: اے اللہ! اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرما دے۔ اس کے حق میں یہ دعا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

کافی مدت کے بعد آپ پھر اسی راستہ سے گزرے اور اس جوان کے متعلق سوال کیا۔ لوگوں نے کہا وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب سے دعا کی: اے اللہ! میری اس جوان سے ملاقات کرا دے، پس آپ نے دیکھا وہ ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آپ نے اسے سلام کہا مگر وہ خاموش رہا۔ آپ نے کہا مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ! جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہو گا۔

جو شخص تین باتوں کا دعویٰ کرتا ہے اور خود ان کو تین چیزوں سے پاک نہیں رکھتا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔

1- جو شخص ذکرِ خدا کی حلاوت کو پانے کا دعویٰ کرتا ہے مگر دنیا سے بھی محبت رکھتا ہے۔

www.waseemziyai.com

2- جو اپنے اعمال میں اخلاص کا دعویٰ کرتا ہے مگر لوگوں سے اپنی عزت افزائی کا خواہشمند ہے۔
3- جو اپنے خالق کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر اپنے نفس کو ذلیل نہیں کرتا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ میری امت پر عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے. جب وہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے:

1- دنیا سے محبت رکھیں گے. آخرت کو بھول جائیں گے۔
2- مال سے محبت رکھیں گے اور یومِ حساب کو بھول جائیں گے۔
3- مخلوق سے محبت رکھیں گے مگر خالق کو بھول جائیں گے۔
4- گناہوں سے محبت رکھیں گے مگر توبہ کو بھول جائیں گے۔
5- مکانوں سے محبت رکھیں گے اور قبر کو بھول جائیں گے۔

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جوان کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے جوان! تجھے تیری جوانی دھوکے میں نہ ڈالے، کتنے جوان ایسے تھے جنہوں نے توبہ کو مؤخر اور اپنی امیدوں کو طویل کر دیا، موت کو بھلا دیا اور یہ کہتے رہے کہ کل توبہ کریں گے، پرسوں توبہ کریں گے یہاں تک کہ اسی غفلت میں ملک الموت آ گیا اور وہ اندھیری قبر میں جا سوئے، نہ انہیں مال نے، نہ غلاموں نے، نہ اولاد نے اور نہ ہی ماں باپ نے کوئی فائدہ دیا، فرمانِ الٰہی ہے کہ:

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾

جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔ (پ۱۹ الشعراء ۸۸، ۸۹)

اے ربِ ذوالجلال! ہمیں موت سے پہلے توبہ کی توفیق دے، ہمیں خوابِ غفلت سے ہوشیار فرما دے اور سید المرسلین ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔

مومن کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر گھڑی توبہ کرتا ہے اور اپنے گزشتہ گناہوں پر شرمندہ رہے، تھوڑی سی متاعِ دنیا پر راضی رہے، دنیاوی مشاغل کو بھول کر آخرت کی فکر کرے اور خلوصِ قلب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔

ایک بخیل منافق:

ایک منافق انتہائی بخیل تھا، اس نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ اگر تو نے کسی کو کچھ دیا تو تجھ پر طلاق ہے۔ ایک دن ایک سائل ادھر آ نکلا اور اس نے خدا کے نام پر سوال کیا، عورت نے اسے تین روٹیاں دے دیں، واپسی میں اسے وہی بخیل مل گیا اور پوچھا: تجھے یہ روٹیاں کس نے دی ہیں؟ سائل نے اس کے گھر کے متعلق بتایا کہ مجھے وہاں سے ملی ہیں۔ بخیل تیز قدموں سے گھر کی طرف چل پڑا اور گھر پہنچ کر بیوی سے بولا: میں نے تجھے قسم نہیں دی تھی کہ کسی سائل کو کچھ نہیں دینا؟ بیوی

بولی سائل نے اللہ کے نام پر سوال کیا تھا لہٰذا میں رد نہ کر سکی۔

کنجوس نے جلدی سے تنور بھڑکایا۔ جب تنور سرخ ہو گیا تو بیوی سے کہا اُٹھ اللہ کے نام پر تنور میں داخل ہو جا۔ عورت کھڑی ہو گئی اور اپنے زیورات لے کر تنور کی طرف چل پڑی۔ کنجوس چلایا کہ زیورات تو یہیں چھوڑ جا۔ عورت نے کہا: آج میرا محبوب سے ملاقات کا دن ہے۔ میں اس کی بارگاہ میں بن سنور کر جاؤں گی، اور جلدی سے تنور میں گھس گئی۔ اس بد بخت نے تنور کو بند کر دیا۔ جب تین دن گزر گئے تو اس نے تنور کا ڈھکنا اٹھا کر اندر جھانکا مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس میں صحیح و سالم بیٹھی ہوئی تھی۔ ہاتفِ غیبی نے آواز دی کیا تجھے علم نہیں کہ آگ ہمارے دوستوں کو نہیں جلاتی۔

حضرتِ آسیہ کا ایمان: حضرتِ آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایمان اپنے شوہر فرعون سے چھپایا تھا، جب فرعون کو اس کا پتہ چلا تو اس نے حکم دیا کہ اسے گونا گوں عذاب دیئے جائیں تاکہ حضرت آسیہ ایمان کو چھوڑ دیں لیکن آسیہ ثابت قدم رہیں، تب فرعون نے میخیں منگوائیں اور ان کے جسم پر میخیں گڑوا دیں اور فرعون کہنے لگا: اب بھی وقت ہے ایمان کو چھوڑ دو مگر حضرتِ آسیہ نے جواب دیا: تو میرے وجود پر قادر ہے لیکن میرا دل میرے رب کی پناہ میں ہے، اگر تو میرا ہر عضو کاٹ دے تب بھی میرا عشق بڑھتا جائے گا۔

موسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا، آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا میرا رب مجھ سے راضی ہے یا نہیں؟ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ تعالیٰ تیرے کارناموں پر فخر فرماتا ہے، سوال کر تیری ہر حاجت پوری ہوگی۔ آسیہ نے دعا مانگی: اے میرے رب! میرے لئے اپنے جوارِ رحمت میں جنت میں مکان بنا دے۔ مجھے فرعون، اس کے مظالم اور ان ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما۔

حضرتِ سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آسیہ کو دھوپ میں عذاب دیا جاتا تھا، جب لوگ لوٹ جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ کیا کرتے تھے اور وہ اپنے جنت والے گھر دیکھتی رہتی تھیں۔

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب فرعون نے حضرتِ آسیہ کو دھوپ میں لٹا کر چار میخیں ان کے جسم میں گڑوائیں اور ان کے سینے پر چکی کے پاٹ رکھ دیئے گئے تو جناب آسیہ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر عرض کی:

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۔ اے میرے رب! میرے لئے اپنے جوارِ رحمت میں جنت میں مکان بنا۔ (آخر تک)

(پ ۲۸ التحریم ۱۱)

جنابِ حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے طفیل آسیہ کو فرعون سے باعزت رہائی عطا

www.waseemziyai.com

فرمائی اور ان کو جنت میں بلا لیا جہاں وہ ذی حیات کی طرح کھاتی پیتی ہیں۔

اس حکایت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مصائب اور تکالیف میں اللہ کی پناہ مانگنا، اس سے التجا کرنا اور رہائی کا سوال کرنا مومنین اور صالحین کا طریقہ ہے۔

❁❁❁❁

باب ۱۱:

اطاعتِ الٰہی و محبتِ الٰہی و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمانِ الٰہی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (پ ۳ ال عمران ۳۱)

فرما دے اے نبی! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اچھی طرح سمجھ لو کہ بندے کیلئے اللہ اور اس کے رسول کی محبت، ان کی اطاعت اور ان کے احکامات کی پیروی ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے بندوں کی محبت رحمت اور بخشش کا نزول ہے۔

جب بندہ یہ بات سمجھ لیتا ہے کہ کمالاتِ حقیقی صرف اللہ ہی کیلئے ہیں اور مخلوق کے کمالات بھی حقیقت میں اللہ ہی کے کمالات ہیں اور اللہ ہی کے عطا کردہ ہیں تو اس کی محبت اللہ کے ساتھ اور اللہ کیلئے ہو جاتی ہے، یہی چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بندہ اللہ کی اطاعت کرے اور جن باتوں کا وہ اقرار کرتا ہے ان امور سے اس محبت میں اضافہ ہو، اسی لئے محبت کو اطاعت کے ارادوں کا نام دیا گیا ہے اور اس کو اخلاصِ عبادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

حضرتِ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کچھ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم رب تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت الٰہی کا موجب ہے۔

حضرتِ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو بلند مقام کیسے عطا ہوا؟:

حضرتِ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار بہجت اسرار سے خواب میں مشرف ہوا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا: بشر حافی! جانتے ہو اللہ نے تمہیں تمہارے ہمعصروں سے بلند مقام کیوں دیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اس لئے کہ تم نیکوں کی خدمت کرتے ہو، دوستوں کو نصیحت کرتے ہو، میری سنت اور اہلِ سنت سے محبت رکھتے ہو اور اپنے دوستوں سے حسنِ سلوک روا رکھتے ہو۔

(فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ

www.waseemziyai.com

سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔)

شرعۃ الاسلام اور آثارِ مشہورہ میں ہے کہ جب مذہب میں فتنے پیدا ہو جائیں اور مخلوق میں پراگندگی رونما ہو جائے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا ثواب سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا، عرض کی گئی: حضور! انکار کس نے کیا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اتباع کی وہ جنت میں جائے گا، جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا انکار کیا، ہر وہ عمل جو میرے طریقے کے مطابق نہیں وہ گناہ ہے۔

ایک عارف باصفا کا ارشاد ہے: اگر تو کسی شیخ کو ہوا پر اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا یا آگ وغیرہ کھاتا ہوا دیکھے لیکن وہ عمداً اللہ کے کسی فرض یا نبی کی کسی سنت کا تارک ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کا دعویٰ محبت باطل ہے اور یہ اس کی کرامت نہیں، استدراج[1] ہے۔

حضرتِ جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص بھی اللہ تک اس کی توفیق کے بغیر نہیں پہنچتا اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء و اتباع ہے۔

حضرت احمد الحواری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اتباعِ سنت کے بغیر ہر عمل باطل ہے "شرعۃ الاسلام" فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس نے سنت کو ضائع کیا اس پر میری شفاعت ....

اللہ کا دیوانہ عاشق: ایک شخص نے ایک دیوانے سے ایک ایسا عمل سرزد ہوتے دیکھا جو خلافِ توقع تھا وہ جنابِ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور واقعہ کہہ سنایا آپ نے کہا اللہ کے بہت سے عشاق ہیں، کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے، کچھ عقلمند ہیں اور کچھ دیوانے ہیں، جس شخص کو تم نے دیکھا ہے، وہ اللہ کا دیوانہ ہے۔

حکایت: حضرتِ جنید کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے، ہمیں ان کی بیماری کے اسباب کا پتہ نہیں چل رہا تھا کسی نے ہمیں ایک حکیم حاذق کا پتہ بتلایا ہم ان کا قارورہ اس حکیم کے پاس لے گئے، وہ حکیم کچھ دیر توجہ سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا: یہ کسی عاشق کا قارورہ نظر آتا ہے۔ یہ سنتے ہی میں بیہوش ہو گیا اور بوتل میرے ہاتھ سے گر گئی، جب میں نے سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو واپس آ کر واقعہ بتلایا تو انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمایا: اسے اللہ سمجھے! اس نے یہ کیسے معلوم کر لیا؟ میں نے پوچھا کیا محبت کے اثرات پیشاب میں بھی ظاہر ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

حضرتِ فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جب تجھ سے پوچھا جائے تو اللہ سے محبت کرتا ہے تو چپ ہو جا کیونکہ اگر تو نفی میں جواب دے گا تو یہ کفر ہوگا اور اگر ہاں کہے گا تو تیرے اندر عاشقوں جیسی کوئی صفت ہی موجود

1- وہ خرقِ عادت جو کسی غیر مسلم سے سرزد ہو۔

www.waseemziyai.com

نہیں ہے (اس طرح تو جھوٹا سمجھا جائے گا) پس خاموشی اختیار کر کے ناراضگی سے بچ جا۔

جنابِ سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے دوست کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے احترام کرنے والے کا احترام کرتا ہے وہ اللہ کا احترام کرتا ہے۔

جنابِ سہل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، حُبِّ خدا کی نشانی حبِ قرآن ہے، حبِ خدا اور حبِ قرآن کی نشانی حبِ نبی ہے اور حبِ نبی کی نشانی نبی کی سنت سے محبت ہے اور حبِ سنت کی نشانی آخرت کی محبت ہے، آخرت کی محبت دنیا سے بغض کا نام ہے اور دنیا سے بغض کی نشانی معمولی مالِ دنیا پر راضی ہونا اور آخرت کیلئے دنیا کو خرچ کرنا ہے۔

حضرتِ ابوالحسن زنجانی کا قول ہے، عبادت کی بنیاد تین چیزیں ہیں۔ (۱) آنکھ۔ (۲) دل۔ (۳) زبان۔ آنکھ عبرت کیلئے، دل غور و فکر کیلئے اور زبان سچائی کا گہوارہ اور ذکر و تسبیح کیلئے ہو، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ تم اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔ (پ ۲۲ الاحزاب ۴۱، ۴۲)

حکایت: حضرتِ عبداللہ اور احمد بن حرب ایک جگہ گئے، احمد بن حرب نے وہاں خشک گھاس کا ایک ٹکڑا کاٹا، حضرتِ عبداللہ نے جنابِ احمد بن حرب سے کہا تجھے پانچ چیزیں حاصل ہو گئیں، تیرے اس فعل سے تیرا دل اللہ کی تسبیح سے غافل ہوا، تو نے اپنے نفس کو اللہ کے ذکر کے ماسوا کاموں کی عادت ڈالی، تو نے اپنے نفس کیلئے ایک راستہ بنا دیا جس میں وہ تیرے پیچھے پڑے گا، تو نے اسے اللہ کی تسبیح سے روکا اور قیامت کیلئے اپنے نفس کو رب کے سامنے ایک حجت دے دی۔

حضرتِ شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے شیخ جرجانی کے پاس پسے ہوئے ستو دیکھے، میں نے پوچھا آپ ستو کے علاوہ اور کچھ کیوں نہیں کھاتے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے کھانا چباتے اور ستو پینے میں ستر تسبیحوں کا اندازہ لگایا ہے، چالیس سال ہوئے میں نے روٹی کھائی ہی نہیں تاکہ ان تسبیحوں کا وقت ضائع نہ ہو۔

حضرتِ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ پندرہ دن میں صرف ایک مرتبہ کھاتے اور جب ماہِ رمضان آتا تو مہینے میں صرف ایک مرتبہ کھاتے، بعض اوقات تو وہ ستر دنوں تک بھی کچھ نہ کھاتے۔ جب آپ کھانا کھاتے تو کمزور ہو جاتے اور جب بھوکے رہتے تو قوی ہو جاتے تھے۔

حضرت ابوحماد الاسود رحمۃ اللہ علیہ تیس برس کعبہ کے مجاور رہے مگر کسی نے انہیں کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور نہ ہی وہ ایک لمحہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوئے۔

حکایت: جنابِ عمرو بن عبید رحمۃ اللہ علیہ تین کاموں کے علاوہ کبھی گھر سے باہر نہ نکلتے نمازِ باجماعت کیلئے، مریضوں کی عیادت کیلئے اور جنازوں میں شرکت کیلئے، اور وہ فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو

www.waseemziyai.com

چور اور رہزن پایا ہے، عمر ایک عمدہ جوہر ہے جس کی قیمت کا تصور نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس سے آخرت کیلئے خزانہ کرنا چاہئے اور آخرت کے طلبگار کیلئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں ریاضت کرے تاکہ اس کا ظاہر اور باطن ایک ہو جائے، ظاہر و باطن پر مکمل اختیار حاصل کئے بغیر حالت کا سنبھالنا مشکل ہے۔

حضرتِ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ابتدائے ریاضت میں جب مجھے نیند آتی تو میں آنکھوں میں نمک کی سلائی لگاتا، جب نیند زیادہ تنگ کرتی تو میں گرم سلائی آنکھوں میں پھیر لیتا۔

حضرتِ ابراہیم بن حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، میرے والدِ محترم کو جب نیند آنے لگتی تو وہ دریا کے اندر تشریف لے جاتے اور اللہ کی تسبیح کرنے لگتے جسے سن کر دریا کی مچھلیاں اکٹھی ہو جاتیں اور وہ بھی تسبیح کرنے لگتیں۔

حضرتِ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے رب سے دعا مانگی، میری رات کی نیند اڑا دے اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں چالیس برس تک نیند نہ آئی اس طرح تمام راتیں انہوں نے عبادت میں بسر کیں۔

حضرتِ حسن حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جسم کو ٹخنوں سے گھٹنوں تک تیرہ جگہوں سے بیڑیوں میں جکڑ رکھا تھا اور اسی حالت میں وہ دن رات میں ایک ہزار رکعت نفل ادا کرتے تھے۔

حضرتِ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے حال میں بازار میں جاتے اور اپنی دکان کھول کر اس کے آگے پردہ ڈال دیتے اور چار سو رکعت نفل ادا کر کے دکان بند کر کے گھر واپس آجاتے حضرت حبشی بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

لہٰذا ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ باوضو رہے، جب بے وضو ہو جائے تو فوراً وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کرے، ہر مجلس میں قبلہ رو بیٹھے، حضور دل اور مراقبہ کے ساتھ یہ تصور کرے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مواجہہ شریف میں بیٹھا ہے، تحمل اور بردباری کو اپنے افعال میں لازم رکھے، دکھ جھیلے مگر برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے، گناہوں سے استغفار کرتا رہے، خود بینی اور ریا کے قریب نہ جائے کیونکہ خود بینی شیطان کی صفت ہے، اپنے آپ کو حقارت سے اور نیک لوگوں کو احترام سے دیکھے اس لئے کہ جو شخص نیکوں کے احترام کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ اسے ان کی صحبت سے محروم کر دیتا ہے اور جو شخص عبادت کی حرمت و عظمت کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ اس کے دل سے عبادت کی شیرینی نکال لیتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض سے ایک سوال:

حضرتِ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: اے ابو علی! آدمی نیک کب ہوتا ہے؟ فرمایا جب اس کی نیت میں نصیحت، دل میں خوف، زبان پر سچائی اور اس کے اعضاء سے اعمالِ صالحہ کا صدور ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: اے احمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ

www.waseemziyai.com

پرہیزگار بننا پسند ہے تو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت کیجئے۔ آپ نے عرض کی الٰہ العٰلمین! دنیا سے بے رغبتی کیسے ہو؟ فرمانِ الٰہی ہوا دنیا کے مال سے بقدر ضرورت کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں لے لیجئے اور بس! کل کیلئے ذخیرہ نہ کیجئے اور ہمیشہ میرا ذکر کرتے رہیئے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا ذکر پر دوام کیسے ہو؟ جواب مِلا لوگوں سے علیحدگی اختیار کیجئے، نماز کو اور بھوک کو اپنی غذا بنایئے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے دنیا سے کنارہ کشی جسم و جان کی تازگی ہے اور دنیا کی رغبت میں غم و اندوہ کی فراوانی ہے، دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور کنارہ کشی ہر خیر و برکت کی بنیاد ہے۔

دلِ بیمار کا علاج:

ایک صالح شخص کا ایک جماعت کے پاس سے گزر ہوا، وہاں ایک معالج بیماریوں اور دوائیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ صالح جوان نے پوچھا: اے جسموں کے معالج! کیا تیرے پاس دلوں کا بھی علاج ہے، وہ بولا: ہاں بتاؤ، دل میں کیا بیماری ہے؟ صالح جوان نے کہا: گناہوں کی ظلمت نے اسے سخت کر دیا ہے۔ معالج نے کہا: اس کا علاج صبح و شام گریہ وزاری، استغفار، رب غفور کی اطاعت میں سعی اور اپنے گناہوں پر معذرت طلبی ہے، دوا تو یہ ہے، شفاء رب کے پاس ہے، وہ صالح جوان اتنا سنتے ہی بے حال ہو گیا اور کہنے لگا: تم واقعی ایک اچھے طبیب ہو، تم نے لاجواب علاج بتلایا۔ معالج نے کہا: یہ اس دل کا علاج ہے جو تائب ہو کر اپنے رب کے حضور آ گیا ہو۔

دو آقاؤں کی خدمت:

ایک شخص نے ایک غلام خریدا، غلام نے کہا: اے مالک! میری تین شرطیں ہیں:

1- جب نماز کا وقت آئے تو مجھے اس کے ادا کرنے سے نہ روکنا۔
2- دن کو مجھ سے جو چاہو کام لو مگر رات کو نہیں۔
3- مجھے ایسا کمرہ دو جس میں میرے سوا کوئی نہ آئے۔

مالک نے تینوں شرطیں منظور کرتے ہوئے کہا گھر میں رہنے کیلئے کوئی کمرہ پسند کر لو، غلام نے ایک خراب سا کمرہ پسند کر لیا، مالک بولا تو نے خراب کمرہ کیوں پسند کیا؟ غلام نے جواب دیا: اے مالک! یہ خراب کمرہ اللہ کے یہاں چمن ہے۔ چنانچہ وہ دن کو مالک کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاتا۔ ایک رات اس کا مالک وہاں سے گزرا تو اس نے دیکھا کمرہ منور ہے، غلام سجدہ میں ہے اور اس کے سر پر ایک نورانی قندیل معلق ہے اور وہ آہ و زاری کرتے ہوئے کہہ رہا ہے: یاالٰہی! تو نے مجھ پر مالک کی خدمت واجب کر دی ہے اور مجھ پر یہ ذمہ داری نہ ہوتی تو میں صبح و شام تیری عبادت میں مشغول رہتا۔ اے اللہ! میرا عذر قبول فرمالے۔ مالک ساری رات اس کی عبادت دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، قندیل بجھ گئی اور کمرے کی چھت حسبِ سابق ہموار ہو گئی وہ واپس لوٹا اور اپنی بیوی کو سارا ماجرا سنایا۔

جب دوسری رات ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ گیا، وہاں دیکھا تو غلام سجدہ میں تھا

اور نورانی قندیل روشن تھی، وہ دونوں دروازے پر کھڑے ہو گئے، اور ساری رات اسے دیکھ کر روتے رہے. جب صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا ہم نے تجھے اللہ کے نام پر آزاد کر دیا تاکہ تو فراغت سے اس کی عبادت کر سکے۔ غلام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا:

یَا صَاحِب السِّرّان السّرّ قد ظهرا ولا ارید حیوتی بعد ما اشتهرا

اے صاحب راز! راز ظاہر ہو گیا، اب میں اس افشائے راز اور شہرت کے بعد زندگی نہیں چاہتا۔ پھر کہا: اے الٰہی! مجھے موت دے دے اور گر کر مر گیا۔ واقعی صالح، عاشق اور طالبِ مولیٰ لوگوں کے حالات ایسے ہی تھے۔

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام سے دوست کی فرمائش:

زہر الریاض میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا ایک عزیز دوست تھا، ایک دن آپ سے کہنے لگا: اے موسیٰ! میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی معرفت عطا فرمائے۔ آپ نے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور وہ دوست، آبادی سے کنارہ کش ہو کر پہاڑوں میں وحوش کے ساتھ رہنے لگا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے نہ پایا تو رب تعالیٰ سے التجا کی: الٰہی! میرا وہ دوست کہاں گیا؟ رب تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! جو مجھے صحیح معنوں میں پہچان لیتا ہے وہ مخلوق کی دوستی کبھی پسند نہیں کرتا (اس لئے اس نے تمہاری اور مخلوق کی دوستی کو ترک کر دیا ہے۔)

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام اکٹھے بازار میں جا رہے تھے ایک عورت نے انہیں زور سے ہٹایا، حضرتِ یحییٰ علیہ السلام نے کہا: رب کی قسم! مجھے اس کا پتہ ہی نہیں چلا، حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: سبحان اللہ! آپ کا بدن تو میرے ساتھ ہے مگر دل کہاں ہے؟ حضرتِ یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا: اے خالہ کے بیٹے! اگر میرا دل ایک لحظہ بھی غیر خدا سے متعلق ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں میں نے اپنے رب کو پہچانا ہی نہیں۔

کہا گیا ہے سچی معرفت یہ ہے کہ انسان دنیا و آخرت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا ہی ہو جائے اور شراب محبت کا ایسا جام پیئے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کئے بغیر ہوش میں نہ آئے، ایسا شخص ہی ہدایت یاب ہے۔

❁❁❁❁

باب ۱۲:

شیطان اور اس کا عذاب

فرمانِ الٰہی ہے:

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ (پ ۳، اٰلِ عمران ۳۲) پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں کرتے۔

www.waseemziyai.com

جیسے کفر اور تکبر کی وجہ سے شیطان کی توبہ قبول نہ ہوئی اور اپنی غلطی کا اقرار کرنے، شرمندہ ہونے اور اپنے نفس کو ملامت کرنے کی وجہ سے آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی، اگرچہ قولِ صحیح کے مطابق آدم علیہ السلام نے حقیقۃً کوئی گناہ نہیں کیا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام نبوت سے سرفراز ہونے سے قبل اور بعد ہر حال میں گناہوں سے پاک ہوتے ہیں لیکن صورت گناہ کی سی تھی لہٰذا حضرتِ آدم وحوا علیہما السلام نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا: رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾ (پ ۸ الاعراف ۲۳) آدم علیہ السلام اپنی غلطی پر شرمسار ہوئے، اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوئے اور توبہ میں جلدی کی جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: "میری رحمت سے ناامید نہ ہو"۔ لیکن شیطان نے اپنی غلطی کو تسلیم نہ کیا، پشیمان نہ ہوا، اپنے نفس کو ملامت نہ کی، توبہ میں جلدی نہ کی اور تکبر کی وجہ سے رحمتِ خداوندی سے ناامید ہوگیا چنانچہ آج بھی جس کسی کی کیفیت ابلیس کی طرح ہوگی اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی مگر جو آدم علیہ السلام کی طرح کرے گا اس کی توبہ قبول ہو جائے گی، کیونکہ ہر وہ گناہ جس کا تعلق خواہشاتِ انسانی سے ہے، اس کی بخشش ممکن ہے اور جس گناہ کا تعلق تکبر وخود بینی سے ہو اس کی بخشش ناممکن ہے، شیطان کی غلطی یہی تھی اور آدم علیہ السلام کی خطا خواہش نفس سے تھی۔

حکایت: ایک مرتبہ شیطان، حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنایا ہے اور آپ سے کلام فرماتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ مگر تم کون ہو اور کیا کہنا چاہتے ہو؟ کہنے لگا: میں شیطان ہوں، اللہ تعالیٰ سے سوال کیجئے کہ تیری مخلوق تجھ سے توبہ کی طالب ہے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی فرمایا اس سے کہو کہ ہم نے تیری درخواست کو قبول کیا مگر ایک شرط کے ساتھ کہ آدم علیہ السلام کی قبر پر جا کر سجدہ کرلو، جب تو سجدہ کرلے گا میں تیری توبہ قبول کرلوں گا، اور تیرے گناہوں کو معاف کردوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب شیطان کو یہ بتلایا تو وہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور از راہِ کبر وغرور کہنے لگا: اے موسیٰ! میں نے تو آدم کو جنت میں سجدہ نہیں کیا تو اب ان کی قبر کو کیسے سجدہ کرلوں؟

روایت: شیطان کو جہنم میں شدید عذاب دے کر پوچھا جائے گا تو نے عذاب کو کیسا پایا؟ جواب دے گا، بہت سخت! اسے کہا جائے گا: آدم ریاضِ جنت میں ہیں انہیں سجدہ کرلو اور گذشتہ اعمال پر معذرت، تاکہ تیری بخشش ہو جائے، مگر شیطان سجدہ کرنے سے انکار کردے گا، پھر اس پر عام جہنمیوں کی نسبت ستّر ہزار گنا زیادہ عذاب بھیجا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لاکھ سال بعد شیطان کو آگ سے نکال کر اسے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دے گا مگر وہ برابر انکار کرتا رہے گا اور اسے بار بار جہنم میں ڈالا جاتا رہے گا۔

پس اگر تم ابلیس سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو ربِ کریم کے دامن رحمت سے چمٹ جاؤ اور اسی

www.waseemziyai.com

سے پناہ مانگو۔ جب قیامت کا دن ہوگا، شیطان کیلئے آگ کی کرسی رکھی جائے گی. وہ اس پر بیٹھے گا. تمام شیطان اور کافر وہاں جمع ہو جائیں گے شیطان گدھے کی طرح چیختے ہوئے کہے گا: اے جہنمیو! تم نے اپنے رب کے وعدہ کو کیسا پایا؟ سب کہیں گے بالکل سچ پایا۔ پھر وہ کہے گا میں آج کے دن اللہ کی رحمت سے ناامید ہو گیا ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس پر اس کی پیروی کرنے والوں پر آگ کے ڈنڈے برساؤ، پس وہ کبھی بھی وہاں سے نکلنے کا حکم نہیں سنیں گے۔ (ہمیشہ وہیں رہیں گے)

ایک روایت ہے، شیطان کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اس کے گلے میں لعنت کا طوق پہنا کر آگ کی کرسی پر بٹھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جہنم کے فرشتوں کو حکم دے گا، اس کی کرسی کو جہنم میں دھکیل دو مگر وہ کوشش کے باوجود ایسا نہیں کر سکیں گے، تب جبرائیل علیہ السلام کو اسی ہزار فرشتوں کے ساتھ اسے دھکیلنے کا حکم ملے گا مگر وہ بھی بے بس ہو جائیں گے، پھر اسرافیل پھر عزرائیل کو فرشتوں کی اسی ہزار جماعت کے ساتھ حکم ملے گا مگر وہ بھی نہیں دھکیل سکیں گے۔ ارشادِ باری ہوگا اگر میرے پیدا کردہ فرشتوں سے دگنے فرشتے بھی آجائیں تو بھی اسے نہیں ہلا سکیں گے کیونکہ اس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا ہوا ہے (اس کے بوجھ کے باعث یہ یہاں سے جنبش نہیں کر سکتا)۔

مختلف آسمانوں پر شیطان کے نام: شیطان کا نام پہلے آسمان پر عابد، دوسرے پر زاہد، تیسرے پر عارف، چوتھے پر ولی، پانچویں پر متقی، چھٹے پر عزازیل اور لوحِ محفوظ پر ابلیس تھا، وہ اپنی عاقبت سے بے فکر تھا، جب اسے حضرتِ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم ملا تو کہنے لگا: اے اللہ! تو نے اسے مجھ پر فضیلت دے دی حالانکہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے اور اِسے مٹی سے پیدا کیا ہے، خداوند تعالیٰ نے فرمایا میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔ شیطان نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بہتر سمجھا اور ننگ وتکبر کی وجہ سے آدم سے منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ جب فرشتے آدم علیہ السلام کو سجدہ کر کے اٹھے تو انہوں نے دیکھا کہ شیطان نے سجدہ نہیں کیا تو وہ دوبارہ سجدۂ شکر میں گر گئے لیکن شیطان ان سے بے تعلق کھڑا رہا اور اسے اپنے اس فعل پر کوئی پشیمانی نہ ہوئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت مسخ کر دی خنزیر کی طرح لٹکا ہوا منہ، سَر اونٹ کے سَر کی طرح، سینہ بڑے اونٹ کی کوہان جیسا، ان کے درمیان چہرہ ایسے جیسے بندر کا چہرہ، آنکھیں کھڑی، نتھنے حجام کے کوزے جیسے کھلے ہوئے، ہونٹ بیل کے ہونٹوں کی طرح لٹکے ہوئے، دانت خنزیر کی طرح باہر نکلے ہوئے اور داڑھی میں صرف سات بال، اسی صورت میں اسے جنت سے نیچے پھینک دیا گیا بلکہ آسمان و زمین سے جزائر کی طرف پھینک دیا گیا، وہ اب اپنے کفر کی وجہ سے زمین پر چھپتے چھپاتے آتا ہے اور قیامت تک کیلئے لعنت کا مستحق بن گیا ہے۔ شیطان کتنا خوبصورت، حسین، کثیر العلم، کثیر العبادت، ملائکہ کا سردار، مقربین کا سرخیل تھا مگر اسے

www.waseemziyai.com

کوئی چیز[1] اللہ کے غضب سے نہ بچا سکی، بیشک اس میں عقلمندوں کیلئے عبرت ہے۔ (الیاس کی تبلیغی جماعت)

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کی گرفت کی تو جبرائیل ومیکائیل رونے لگے، رب نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی: اے اللہ! تیری گرفت کے خوف سے روتے ہیں۔ ارشاد ہوا: اسی طرح میری گرفت سے روتے رہنا۔[2]

اولادِ آدم پر شیطان کا غلبہ:

شیطان نے اللہ سے کہا: اے اللہ! تو نے مجھے جنت سے نکالا تو آدم کے سبب اب مجھے اولادِ آدم پر غلبہ عطا فرما! رب تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھے انبیاء کے سوا، جن کی عصمت مسلّم ہے، آدم کی اولاد پر غلبہ دیا شیطان بولا کچھ اور؟ رب نے فرمایا جتنی آدم کی اولاد ہوگی اتنی ہی تیری اولاد ہوگی۔ شیطان بولا: کچھ اور؟ خداوند کونین نے فرمایا: میں نے ان کے سینوں کو تیرا مسکن بنایا تو ان میں خون کی طرح گردش کرے گا۔ عرض کی کچھ اور؟ فرمانِ الٰہی ہوا، اپنے سوا اور پیادہ مددگاروں سے امداد مانگ کر انہیں مالِ حرام کی کمائی پر آمادہ کرنا، انہیں ایامِ حیض وغیرہ میں مجامعت سے اولادِ حرام کا حقدار بنانا اور حرام کاری کے اسباب مہیا کرنا، انہیں مشرکانہ نام تعلیم کرنا جیسے عبدالعزیٰ وغیرہ، انہیں گندی گفتگو، بُرے افعال اور جھوٹے مذاہب کے ذریعہ گمراہ کرنا، انہیں جھوٹی تسلیاں دینا جیسے معبودانِ باطلہ کی شفاعت، آباء واجداد کی کرامتوں پر فخر، طویل امیدوں کے ذریعہ توبہ میں تاخیر وغیرہ، اور یہ سب کچھ تہدید کے طور پر تھا جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ تم جو چاہو، کرو۔

آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تو نے میری اولاد پر ابلیس کو مسلط کر دیا، اب اس سے رہائی تیری رحمت کے بغیر کیسے ہوگی؟ رب نے فرمایا: تیرے ہر ایک فرزند کے ساتھ میں محافظ فرشتے بناؤں گا، عرض کی ابھی کچھ اور! فرمانِ الٰہی ہوا ایک نیکی کا ثواب انہیں دس گنا ملے گا، عرض کی ابھی کچھ اور! فرمانِ الٰہی ہوا ان کے آخری سانس تک ان کی توبہ قبول کروں گا عرض کی کہ کچھ اور عطا فرما! فرمان ہوا ان کیلئے بخشش عام کردوں گا، میں بے نیاز ہوں۔ آدم علیہ السلام بولے! اے میرے رب یہ کافی ہے۔

شیطان نے کہا اے اللہ! تو نے آدم کی اولاد میں نبی بنائے، ان پر کتابیں نازل کیں، میرے رسول اور کتابیں کیا ہیں؟ جواب آیا: تیرے رسول اور گدی ہوئی کھالیں تیری کتابیں جھوٹی تیری حدیثیں جھوٹ، تیرا قرآن شعر[3] تیرے مؤذن باجے، تیری مسجد بازار، تیرا گھر حمام خانے، تیرا کھانا وہ جس پر میرا نام[4] نہ

1- تکبر، مناظرہ، حجت، مواحدیت۔

2- اِنَّ بَطۡشَ رَبِّكَ لَشَدِيۡدٌ ﴿۱۲﴾ (پ۳۰ البروج ۱۲) "بیشک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے"۔ (مترجم)

3- گندے، واہیات اور اسلام کی مخالفت میں اشعار۔ 4- جس جانور پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

www.waseemziyai.com

لیا گیا ہو. تیرا پینا شراب اور عورتیں تیرا اجال ہیں۔

باب ۱۳:

امانت

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا۔ (پ ۲۲ الاحزاب ۷۲)

اللہ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر امانت پیش کی، وہ اسے سنبھالنے کیلئے آمادہ نہ ہوئے۔

انہیں خوف ہوا کہ وہ اس امانت کا حق ادا نہ کرسکیں گے اور عذاب کے مستحق ہوں گے یا انہیں خیانت کا خوف لاحق ہوا۔ اس آیت کریمہ میں امانت کے معنی ایسی عبادات اور فرائض ہیں جن کی ادائیگی اور عدم ادائیگی سے ثواب وعذاب وابستہ اور متعلق ہے۔

قرطبی کا قول ہے امانت دین کی تمام شرائط وعبادات کا نام ہے، یہ جمہور کا قول ہے اور قولِ صحیح ہے۔ اس کی تفصیل میں کچھ اختلاف ہے۔ ابن مسعود کا قول ہے یہ مال کی امانت ہے جیسے امانت رکھا ہوا مال وغیرہ۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ فرائض میں سب سے اہم مال کی امانت ہے۔

ابوالدرداء کا قول ہے کہ غسل جنابت امانت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کی شرمگاہ کو پیدا کیا اور فرمایا یہ امانت ہے جو میں تجھے دے رہا ہوں، اسے بے راہ روی سے بچانا، اگر تو نے اس کی حفاظت کی تو میں تیری حفاظت کروں گا، لہٰذا شرمگاہ امانت ہے، کان امانت ہے، زبان امانت ہے، پیٹ امانت ہے، ہاتھ اور پیر امانت ہیں اور جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔

حضرتِ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جب امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی گئی، جو یہ تمام مظاہر کائنات اور جو کچھ ان میں ہے، سخت بے چین ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: اگر تم اچھے عمل کرو گے تو تم کو اجر ملے گا اور اگر برے کام کرو گے تو میں عذاب دوں گا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔

مجاہد کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس پر امانت پیش کی اور یہی کہا گیا تو انہوں نے کہا میں اس بار کو اٹھاتا ہوں۔

یہ بات سمجھ لیں کہ زمین و آسمان اور پہاڑوں کو امانت لینے نہ لینے کا اختیار دیا گیا تھا، انہیں مجبور نہیں کیا گیا تھا، اگر ان کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہوتا تو لامحالہ انہیں یہ بارِ امانت اٹھانا پڑتا۔

www.waseemziyai.com

قفال وغیرہ کا قول ہے کہ اس آیت میں عرض سے ایک مثال دی گئی ہے کہ زمین و آسمان اور پہاڑوں پر ان کی بے پناہ جسامت کے باوجود شریعتِ مطہرہ کے احکامات کی ذمہ داری اگر ان پر ڈالی جاتی تو یہ عذاب وثواب کی وجہ سے ان پر گراں گزرتی کیونکہ یہ تکلیف ہی ایسی مہتم بالشان ہے کہ زمین و آسمان اور پہاڑوں کا عاجز آجانا عین ممکن ہے مگر اسے انسان نے قبول کرلیا چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط (پ ۲۲ الاحزاب ۷۲) اور آدمی نے اٹھالی۔

آدم علیہ السلام پر اس وقت یہ امانت پیش کی گئی جبکہ میثاق کے وقت ان کی اولاد کو ان کی صلب سے ننھی منھی صورتوں میں نکالا گیا تو آدم نے یہ بارِ امانت قبول کرلیا، فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (پ ۲۲ الاحزاب ۷۲) انسان نے اس بارِ امانت کو اٹھا کر اپنے آپ پر ظلم کیا اور وہ اس بارِ گراں کا اندازہ نہ کرسکا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، یہ امانت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور فرمان ہوا اسے مکمل طور پر لے لو، اگر تم نے اطاعت کی تمہیں بخش دوں گا، اگر نافرمانی کی تو عذاب دوں گا، آدم علیہ السلام نے عرض کیا: الٰہ العٰلمین! میں نے اسے مکمل طور پر قبول کیا اور اسی دن عصر سے رات تک کا وقت ہی گزرا تھا کہ انہوں نے شجرہ (ممنوعہ) کو کھالیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت میں لے لیا۔ آدم علیہ السلام نے توبہ کی اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہوگئے۔

امانت کے معنیٰ:

امانت ایمان سے مشتق ہے، جو شخص امانتِ خداوندی کی حفاظت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کا محافظ ہوتا ہے، فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں اور اس کا دین نہیں جس میں عہد کی پاسداری نہیں۔

ایک شاعر کہتا ہے:

تبًّا لمن رضی الخیانة مهیعًا واز و رعن صون الامانة جانبه
رفض الدیانة والمروة فاغتدی تتری علیه من الزمان مصائبه

- خدا اس کو ہلاک کرے جو خیانت کو اپنی پناہ گاہ بنائے اور امانت کی حفاظت سے پہلوتہی کرے۔
- اس نے دیانت و مروت کو خیرباد کہہ دیا تو اس پر زمانہ کے پے در پے مصائب آنے لگے۔

دوسرا شاعر کہتا ہے:

اخبر من رضی الخیانة شتمة ان لا یری الاصریع حوادث
ما زالت الازراء ینول بوسها ابد ابغادر ذمة او ناکث

- جو خیانت کو اپنی عادت بنالے وہ اس لائق ہے کہ حوادثِ زمانہ کا شکار ہوجائے۔

❀ جو شخص بدعہدی یا عہد شکنی کرتا ہے۔اس پر مسلسل مصائب نازل ہوتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی، جب تک وہ امانت کو مال غنیمت اور صدقہ کو تاوان نہ سمجھے" آپ کا فرمان ہے "جس نے تجھے امین بنایا اس کو امانت لوٹا دے اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی اس کے ساتھ خیانت نہ کر"۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے "منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب وہ بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو خلف عہد کرتا ہے، امین بنایا جائے تو خیانت کرتا ہے"۔ یعنی جب کوئی اسے کسی بات کا راز دار بناتا ہے تو دوسرے لوگوں کو بتلا دیتا ہے یا امانت لوٹانے سے انکار کر دیتا ہے یا امانت کا تحفظ نہیں کر پاتا یا اسے اپنے استعمال میں لاتا ہے وغیرہ۔

حفظِ امانت مقرب فرشتوں انبیاء کرام اور نیک بندوں کی صفت ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ (پ۵ النساء ۵۸) بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تم امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹاؤ۔

مفسرین کرام کہتے ہیں، اس آیت کریمہ میں بہت سے احکام شرعی موجود ہیں اور اس کا خطاب عمومی طور پر تمام والیوں (حاکموں) سے ہے۔اس لئے والیوں کیلئے ضروری ہے کہ مظلوم کے ساتھ انصاف کریں، اظہارِ حق سے نہ رکیں کیونکہ یہ ان کے پاس امانت ہے، عمومی طور پر تمام مسلمانوں اور خصوصی طور پر یتیموں کے مال کی حفاظت کریں۔

علماء کیلئے لازم ہے کہ وہ لوگوں کو دینی احکامات کی تعلیم دیں کیونکہ علماء نے اس بارِ امانت کو اٹھانے کا عہد کیا ہے۔ باپ کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور اسے اچھی تعلیم دے کیونکہ یہ اس کے پاس امانت ہے فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعایا کے بارے میں جوابدہ ہے۔

(پس تم سے تمہاری رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا)

زہر الریاض میں ہے قیامت کے دن ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، خداوند عزوجل فرمائے گا تو نے فلاں شخص کی امانت واپس کی تھی؟ بندہ عرض کرے گا نہیں، رب تعالیٰ حکم دے گا اور فرشتہ اسے جہنم کی طرف لے جائے گا، وہاں وہ جہنم کی گہرائی میں اس امانت کو رکھا ہوا دیکھے گا، وہ اس امانت کی طرف گرے گا اور ستر سال کے بعد وہاں پہنچے گا، پھر وہ امانت اٹھا کر اوپر آئے گا، جب وہ جہنم کے کنارے پر پہنچے گا تو اس کا پاؤں پھسل جائے گا اور وہ پھر جہنم کی گہرائی میں گر جائے گا اسی طرح وہ گرتا

www.waseemziyai.com

رہے گا اور چڑھتا رہے گا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے اسے ربِ ذوالجلال کی رحمت حاصل ہو جائے گی اور امانت کا مالک اس سے راضی ہو جائے گا۔

قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے:

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمتِ والا میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا تا کہ نماز ادا کی جائے حضور ﷺ نے پوچھا، اس پر کوئی قرض ہے؟ عرض کی گئی: ہاں یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے پھر پوچھا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کی گئی: تین دینار۔ تب آپ نے نماز پڑھائی، ایک اور جنازہ لایا گیا، آپ نے پوچھا: اس پر قرض ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! نہیں، آپ نے نماز پڑھائی، پھر تیسرا جنازہ لایا گیا آپ نے پوچھا: کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نہیں، اس وقت آپ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا تم اس کی نماز پڑھ لو لیکن آپ نے نہیں پڑھی۔ حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک جوان نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اگر میں راہِ خدا میں شاکر و صابر، ایمان اور امید ثواب لے کر آگے بڑھتا ہوا شہید ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ جب وہ جوان خدمت سے رخصت ہو گیا تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا اللہ تعالیٰ قرض کے سوا شہید کے ہر گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔

❀❀❀❀

باب ۱۴:

نماز میں خضوع و خشوع

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وہ مومن نجات پائیں گے جو اپنی نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ (پ ۱۸ المومنون ۱، ۲)

علماء نے فرمایا ہے کہ خشوع دو معنوں میں مستعمل ہے، بعض علماء نے اسے افعال قلب میں شمار کیا ہے جیسے ڈر، خوف، انبساط وغیرہ اور بعض نے اسے اعضائے ظاہری کے افعال میں شمار کیا ہے جیسے اطمینان سے کھڑا ہونا، بے توجہی اور بے پروائی سے بچنا وغیرہ۔ خشوع کے معنی میں ایک یہ بھی اختلاف ہے کہ یہ نماز کے فرائض میں سے ہے یا فضائل میں سے، جو اسے فرائض نماز سے سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے:

www.waseemziyai.com

لَيْسَ لِعَبْدٍ مِّنْ صَلوٰتِهٖ اِلَّا مَا عَقَلَ۔ بندہ کیلئے نماز میں وہی کچھ ہے جسے وہ اچھی طرح سمجھتا ہے۔

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ میری یاد کیلئے نماز قائم رکھ۔ (پ۱۶ طٰہٰ ۱۴)

اور غفلت ذکر کے مخالف ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ تم غافلین میں سے نہ بنو۔ (پ۹ الاعراف ۲۰۵)

اس دلیل سے انہوں نے فرائض نماز میں شمار کیا ہے۔

بیہقی نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز ادا فرماتے تو آسمان کی طرف نظر فرماتے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ عبدالرزاق نے اس روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ آپ کو خشوع کا حکم دیا گیا چنانچہ اس کے بعد سے آپ نے اپنی چشم ہائے مقدس کو سجدہ گاہ پر مرکوز فرمادیا۔

حاکم اور بیہقی نے حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تو آسمان کی طرف نظر فرماتے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی، تب آپ نے اپنے سرِ اقدس کو جھکالیا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے، پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے ایک بڑی نہر بہتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر میل رہے گا؟ لہٰذا حضورِ قلب اور خشوع سے نماز پڑھی جائے تو انسان کبیرہ گناہوں کے علاوہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، بغیر خشوع کے نماز رد کر دی جاتی ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے دل میں کسی قسم کا دنیاوی خیال نہیں آیا تو اس کے گذشتہ تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (حضورِ قلب سے اگر نماز ادا کی)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نماز کی فرضیت، حج کا حکم، طواف و مناسکِ حج کا حکم اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے دیا گیا ہے، اب اگر ان کی ادائیگی کے وقت دل میں ذکرِ خدا کی عظمت و ہیبت نہ ہو تو اس عبادت کی کوئی قیمت نہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسے نماز نے فحش اور برے کاموں سے نہیں روکا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہی ہوتا جائے گا۔

حضرتِ بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اے انسان! اگر تو اپنے مالک کے حضور بغیر اذن کے حاضر ہونا اور بغیر کسی ترجمان کے گفتگو کرنا چاہتا ہے تو اس کے دربار میں داخل ہو جا۔ پوچھا گیا یہ کیسے ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: وضو کو مکمل کر لے، پھر مسجد میں چلا جا اب تو اللہ کے دربار میں آگیا، اب بغیر کسی ترجمان کے گفتگو کر۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپس میں باتیں کرتے تھے، جب نماز کا وقت آجاتا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے ہم ایسے ہو جاتے جیسے ایک دوسرے کو پہچانتے بھی نہیں۔ فرمانِ

www.waseemziyai.com

نبوی ﷺ ہے اللہ تعالیٰ اس نماز کی طرف نہیں دیکھتا جس میں انسان کا دل اس کے بدن کے ساتھ شامل عبادت نہیں ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو کافی فاصلے سے ان کے دل کی دھڑکن سنی جاتی، حضرت سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے تو ان کے آنسوان کے چہرے اور داڑھی پر گرتے رہتے۔ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا تو حالتِ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء پُرسکون ہوتے۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی نماز:

جب نماز کا وقت آتا تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ پوچھا گیا: اے امیر المومنین! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اس امانت کی ادائیگی کا وقت آ گیا جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تھا مگر انہوں نے معذوری ظاہر کر دی تھی اور میں نے اسے اٹھالیا۔

روایت ہے کہ جب علی بن حسین رضی اللہ عنہما وضو کرتے تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا، گھر والے کہتے آپ کو وضو کے وقت کیا تکلیف لاحق ہو جاتی ہے، آپ جواب دیتے، جانتے نہیں ہو میں کس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

حضرتِ حاتم اصم سے ان کی نماز کے متعلق سوال کیا گیا، انہوں نے کہا جب نماز کا وقت آ جاتا ہے، میں پوری طرح وضو کر کے اس جگہ آ جاتا ہوں جہاں میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں، جب میرے اعضاء پُرسکون ہو جاتے ہیں تو میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں۔ اس وقت کعبہ کو اپنے سامنے، پل صراط کو قدموں کے نیچے، جنت کو دائیں، دوزخ کو بائیں، ملک الموت کو پیچھے اور اس نماز کو اپنی آخری نماز سمجھ کر خوف و امید کے درمیان کھڑا ہو جاتا ہوں دل سے تصدیق کرتے ہوئے تکبیر کہتا ہوں، ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتا ہوں، تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، خشوع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، بائیں ران پر بیٹھتا ہوں، بائیں پیر کو بچھاتا اور دائیں کو کھڑا کرتا ہوں اور سراپا خلوص بن جاتا ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ میری نماز قبول ہوئی یا نہیں۔

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، خضوع و خشوع کی دو رکعتیں سیاہ دل والے کی ساری رات کی عبادت سے بہتر ہیں، فرمانِ نبوی ﷺ ہے، اخیر زمانہ میں میری امت کے کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے، دنیا اور دنیا کی محبت کا ذکر کرتے رہیں گے، ان کی مجالس میں نہ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نماز میں چوری:

حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو بدترین چور بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: حضور وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ نماز

www.waseemziyai.com

چرانے والے ہیں۔ عرض کیا گیا: حضور نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ رکوع اور سجدہ صحیح طور پر نہیں کریں گے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق پوچھا جائے گا، اگر نمازیں پوری ہوں گی تو حساب آسان ہو جائے گا، اگر نمازیں کچھ کم ہوں گی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا اگر میرے بندے کے کچھ نوافل ہوں تو ان سے ان نمازوں کو پورا کر دو۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے بندہ کیلئے دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق سے بہتر کوئی اور انعام نہیں ہے۔

حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو آپ کا جسم کانپنے لگتا اور دانت بجنے لگتے۔ آپ سے آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا: امانت کی ادائیگی اور فرض پورا کرنے کا وقت قریب آگیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اسے کیسے ادا کروں گا۔

حکایت: حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نماز میں تھے کہ انہیں کسی جانور نے کاٹ لیا اور خون بہنے لگا مگر انہیں محسوس نہ ہوا یہاں تک کہ ابن سعید باہر آئے اور انہوں نے آپ کو بتایا اور خون آلود کپڑا دھویا، پوچھا گیا آپ کو جانور نے کاٹ لیا اور خون بھی بہا مگر آپ کو محسوس نہ ہوا؟ آپ نے جواب دیا: اسے کیسے محسوس ہوگا۔ جو اللہ ذوالجلال کے سامنے کھڑا ہو، اس کے پیچھے ملک الموت ہو، بائیں طرف جہنم اور قدموں کے نیچے پل صراط ہو۔

حضرت عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر عابد اور زاہد تھے، ان کے ہاتھ میں ایک ایسا زخم پڑ گیا کہ اطباء نے کہا اس ہاتھ کو کاٹنا پڑے گا۔ آپ نے کہا کاٹ دو، اطباء نے کہا آپ کو رسیوں سے جکڑے بغیر ایسا کرنا ناممکن ہے، آپ نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ جب میں نماز شروع کروں، تب کاٹ لینا۔ چنانچہ جب آپ نے نماز شروع کی تو آپ کا ہاتھ کاٹ لیا گیا مگر آپ کو محسوس بھی نہ ہوا۔

❀❀❀❀

باب ۱۵:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

(نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سانسوں سے ایک سفید بادل پیدا کرتا ہے۔ پھر اس بادل کو بحرِ رحمت سے استفادہ کرنے کا حکم ملتا ہے۔ اس کے بعد اسے برسنے کا حکم ملتا ہے، اس کا جو قطرہ زمین پر

www.waseemziyai.com

پڑتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ سونا، جو پہاڑوں پر پڑتا ہے اس سے چاندی پیدا کرتا ہے اور جو قطرہ کسی کافر پر پڑتا ہے اسے ایمان کی دولت عطا ہوتی ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(پ ۴ ال عمران ۱۱۰)

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس آیت میں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام دوسری امتوں پر فضیلت کا بیان ہے اور امتِ اسلامیہ علی الاطلاق تمام امم سے بہتر ہے اور دیگر امتوں کی بہ نسبت اس کی ابتداء و انتہاء دونوں بہتر ہیں اگرچہ ذاتی طور پر کچھ ہستیاں بہت زیادہ فضیلت وکمال کی مالک تھیں جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق احادیث موجود ہیں۔

اُخْرِجَتْ کا معنی ہے جمیع اوقات میں لوگوں کے نفع اور خیر خواہی کیلئے ممتاز حیثیت دے کر انہیں بھیجا گیا، فرمان باری ہے تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ جملہ مستانفہ ہے اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ امت اسلامیہ کی فضیلت اس لئے ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں برائی سے روکتے ہیں اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اگر وہ اس راستے سے ہٹ جائیں تو ان کی فضیلت باقی نہیں رہے گی، وہ کافروں سے جہاد کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام لے آئیں اس لئے انہیں غیروں پر ترجیح دی گئی فرمان نبوی ہے:

"بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے اور بدترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے"۔

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وہ اللہ کی توحید کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر ثابت قدم رہتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہیں مانا، اس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں مانا، اس لئے کہ وہ حضور کو عطا کردہ معجزیاں آیات کو اللہ کی طرف سے نہیں سمجھتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے اسے چاہے کہ قوت بازو سے مٹادے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اسے دل میں برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے یعنی یہ ایمان والوں کا کمزور ترین فعل ہے۔

بعض نے یہ کہا ہے، ہاتھوں سے برائی کا ختم کرنا حاکموں کے لئے، زبان سے برائی کے خلاف

www.waseemziyai.com

جہاد کرنا علماء کے لئے اور دل میں برا سمجھنا عوام کے لئے۔

بعض کا قول ہے جو شخص جس قوت کا مالک ہو اسے وہی قوت اس کے مٹانے میں صرف کرنی چاہیے اور برائی کو مٹانا چاہیے، فرمان الٰہی ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ (پ۶ المائدہ ۲)

یہاں تَعَاوَنُوْا سے مراد نیکی کی ترغیب دینا ہے، نیکی کے راستوں کو آسان کرنا اور شر و فساد کو حسب طاقت بند کرنے کوشش کرنا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہوا جس نے کسی خلاف سنت بات پیدا کرنے والے کو جھڑک دیا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان و اطمینان سے بھر دے گا اور جو ایسے شخص کی توہین[1] کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن بے خوف کر دے گا اور جس نے نیکی کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا وہ زمین پر اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کا خلیفہ ہے۔[2]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے، عنقریب ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے مومن سے، گدھے کا لاشہ زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب اس شخص کا بدلہ کیا ہوگا جس[3] نے اپنے بھائی کو بلایا، اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا؟ رب نے فرمایا اس کے ہر کلمہ کے بدلے سال کی عبادت لکھ دی جاتی ہے اور میری رحمت کو اسے جہنم میں جلاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

حدیثِ قدسی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: اے انسان! اس جیسا نہ بن جو توبہ میں تاخیر کرتا ہے، امیدیں طویل رکھتا ہے اور بغیر کسی عمل کے آخرت کی طرف لوٹتا ہے، باتیں نیکوں کی کرتا ہے، عمل منافقوں جیسا کرتا ہے، اگر اسے دے دیا جائے تو قناعت نہیں کرتا، اگر نہ دیا جائے تو صبر نہیں کرتا، وہ دوسروں کو برائیوں سے روکتا ہے مگر خود نہیں رُکتا۔

اخیر زمانے کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد:

اس جگہ ایک حدیث بیان کرنا مناسب ہے، حدیث بیان کرنے سے پہلے اس کے راوی

1- مذہب میں بدعتی وہ شخص ہے جو نئے مذہب کا بانی یا پیرو ہو، حضور ﷺ کی توہین خود کرے یا توہین کرنے والوں کا پیرو ہو، اسی طرح دیگر گمراہیوں کا بانی ہو یا پیرو ہو۔

2- یہ کام علماء اور اہلِ علم کا ہے جاہل کا نہیں۔

3- مسلمان ہونا شرط ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قسم خدا کی آسمان پر گرنا میرے واسطے آسان ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بہت مشکل ہے۔ پھر حدیث بیان فرمائی میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اخیر زمانے میں نوعمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی، باتیں بظاہر اچھی کہیں گے لیکن ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، پس تم انہیں جہاں پانا قتل کر دینا کہ قیامت کے دن ان کے قتل کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۲۴)

مومن کیلئے ضروری ہے کہ دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے وقت خود بھی عمل کرے:

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میں نے معراج کی رات ایسے آدمی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں، فرمانِ الٰہی ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ (پ ۱ البقرۃ ۴۴)

کیا تم نیکی کا لوگوں کو حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلاتے ہو، حالانکہ تم قرآن پڑھتے ہو، کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

لہٰذا مومنوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں، برائیوں سے روکیں مگر اپنے آپ کو بھی نہ بھولیں جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ۔ (پ ۱۰ التوبۃ ۷۱)

مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ نے مومنوں کی یہ صفت بیان کی وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اب جو نیکی کا حکم دینا بند کر دے وہ اس ممدوح جماعت میں سے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کی مذمت کی ہے جنہوں نے امر بالمعروف کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ (پ ۶ المائدہ ۷۹)

جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے، ضرور بہت ہی برا کام کرتے تھے۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا نہیں تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسے حاکم مقرر کر دے گا جو تمہارے بزرگوں کا احترام نہیں کرے گا، تمہارے بچوں پر رحم نہیں کریں گے، تمہارے بڑے بلائیں گے لیکن انکی بات نہیں مانی جائے گی، وہ مددگار طلب کریں گے مگر ان کی مدد نہیں کی جائیگی اور وہ بخشش طلب کریں گے مگر انہیں نہیں بخشا جائے گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قریہ والوں پر عذاب بھیجا، ان میں اسی ہزار ایسے بھی تھے جنہوں نے ابنیاء کی طرح نیک عمل کئے تھے، پوچھا گیا یہ کیسے ہوا؟ آپ نے فرمایا وہ اللہ کے لئے (اللہ کی نافرمانی کے سلسلہ میں) کسی کو برا نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے تھے۔

زمین پر شہداء سے بلند مرتبہ مجاہدین:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، مشرکین سے لڑنے کے علاوہ کوئی اور بھی جہاد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اے ابوبکر! رضی اللہ عنہ اللہ کی زمین پر ایسے مجاہدین رہتے ہیں جو شہداء سے افضل ہیں، زمین پر چلتے پھرتے ہیں، رزق پاتے ہیں اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان پر فخر کرتا ہے، ان کیلئے جنت سنواری جاتی ہے جیسے ام سلمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سنوارا گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ نیکی کا حکم کرنے والے، برائیوں سے روکنے والے، اللہ کے لئے دشمنی اور اللہ کے لئے محبت کرنے والے ہیں۔

پھر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا شخص جنت میں تمام بالاخانوں سے اوپر یہاں تک کہ شہداء کے بالاخانوں سے بھی اوپر ایک بالاخانے میں ہوگا جس کے یاقوت اور سبز زمرد کے تین سو دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ نور سے معمور ہوگا اور وہاں پر تین سو پاکدامن حوروں سے ان کی شادی کی جائے گی، جب وہ کسی ایک کی طرف متوجہ ہوگا، وہ کہے گی تمہیں وہ دن یاد ہے جب تم نے نیکی کا حکم دیا تھا اور برائی سے روکا تھا؟ دوسری کہے گی آپ کو وہ جگہ یاد ہے جہاں آپ نے نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کیا تھا؟

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، تم نے کبھی میرے لئے بھی عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا بارالہا! میں نے تیرے لئے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقات دیئے، تیرے آگے سجدے کئے، تیری حمد کی، تیری کتاب کو پڑھا اور تراذکر کرتا رہا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! نماز تیری دلیل، روزہ تیرے لیے ڈھال، صدقہ تیرے لئے سایہ، تسبیح تیرے لیے جنت میں درخت، کتاب کی قرأت تیرے لئے جنت میں حور و قصور اور میرا ذکر تیرا نور ہے۔ بتا تو نے میرے لئے کیا عمل کیا ہے؟

www.waseemziyai.com

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب ذوالجلال! مجھے بتا! وہ کونسا عمل ہے جو میں تیرے لئے کروں؟ رب نے فرمایا تو نے کبھی میری وجہ سے کسی سے محبت کی؟ تو نے میری وجہ سے کبھی کسی سے دشمنی رکھی؟ تب موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ سب سے اچھا عمل اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے دشمنی رکھنا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی بارگاہ میں کونسے شہید کی زیادہ عزت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جوان جو ظالم حاکم کے سامنے گیا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی پاداش میں اسے قتل کر دیا گیا اور اگر اسے قتل نہیں کیا گیا تو وہ جب تک زندہ رہے گا اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے افضل شہید وہ شخص ہے جو ظالم حاکم کے پاس گیا، اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی وجہ سے اسے قتل کر دیا گیا۔ ایسے شہید کا ٹھکانہ جنت میں حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں تمہاری امت کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت یوشع نے عرض کی، نیکوں کا کیا قصور ہے؟ رب نے فرمایا انہوں نے میرے دشمنوں کو دشمن نہیں سمجھا اور یہ باہم میل ملاپ سے رہتے رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے کہا یارسول اللہ! کیا ہمیں نیکی کا اس وقت حکم کرنا چاہیے جب ہم مکمل طور پر نیکیوں پر عمل کریں اور برائیوں سے اس وقت روکنا چاہیے جب ہم مکمل طور پر برائیوں سے کنارہ کش ہو جائیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نیکیوں کا حکم دیتے رہو اگرچہ تم مکمل طور پر عمل نہ کر سکو تم برائیوں سے روکتے رہو اگرچہ تم تمام و کمال اس سے کنارہ کش نہ ہو سکے ہو۔

ایک صالح شخص نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب تم میں سے کوئی نیکیوں کا حکم دینا چاہے تو اسے چاہیے کہ اپنے نفس کو صبر کا عادی بنائے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھے کیونکہ جو شخص اللہ پر اعتماد کرتا ہے وہ کبھی تکالیف میں مبتلا نہیں ہوتا۔

❀❀❀❀

باب ۱۶:

عداوتِ شیطان

ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ علماء اور صلحاء سے محبت رکھے، ان کی محفلوں میں بیٹھتا رہے، جو کچھ نہ جانتا ہو وہ ان سے پوچھتا رہے، ان کی نصائح سے بہرہ اندوز ہوتا رہے، برے کاموں سے گریزاں رہے اور

www.waseemziyai.com

شیطان کو اپنا دشمن سمجھے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ط (پ ۲۲ فاطر ۶)

بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی بناؤ۔ (یعنی اللہ کی عبادت کرکے)

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرکے اس سے دشمنی رکھو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی پیروی نہ کرو اور صدق دل سے ہمیشہ اپنے عقائد و اعمال کا اس سے تحفظ کرو، جب تم کوئی کام کرو تو اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ بسا اوقات اعمال میں ریا داخل ہو جاتا ہے اور برائیاں اچھی طرح نظر آتی ہیں، یہ سب شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے لہٰذا اس کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرتے رہو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر آپ نے اس لکیر کے دائیں بائیں کچھ اور لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ شیطان کے راستے ہیں جن کے لئے وہ لوگوں کو بلاتا رہتا ہے اور آپ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت کی:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ط (پ ۸ الانعام ۱۵۴)

اور یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے شیطان کے کیثر راستوں کو بیان فرمایا (تاکہ ہم اس کے فریب میں نہ آئیں)

شیطان کے وسوسے کا انجام:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک زاہد کو شیطان نے راہ راست سے بھٹکانے کیلئے یہ چال چلی کہ ایک لڑکی کو پیٹ کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور اس کے گھر والوں کے دلوں میں خیال ڈال دیا کہ اس بیماری کا علاج زاہد کے سوا کہیں بھی مکمل نہیں ہے چنانچہ وہ لوگ زاہد کے پاس آئے مگر اس نے لڑکی کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کر دیا لیکن ان کی بار بار کی گذارشات پر اس کا دل پسیج گیا اور اس نے لڑکی کو علاج کیلئے اپنے پاس ٹھہرا لیا جب بھی وہ لڑکی زاہد کے پاس جاتی، شیطان اسے انتہائی خوشنما انداز میں پیش کرتا یہاں تک کہ زاہد کے قدم ڈگمگا گئے اور اس نے لڑکی سے مباشرت کی جس سے لڑکی کو حمل رہ گیا۔ اب شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہ یہ تو بہت بری بات ہوئی، میرے زہد و اتقاء پر حرف آ گیا لہٰذا اسے قتل کر کے دفن کر دینا چاہیے، جب اس کے گھر والے پوچھنے کو آئیں گے تو کہہ دونگا وہ مرگئی ہے چنانچہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر زاہد نے اس لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا، ادھر لڑکی کے گھر والوں کے دل میں شیطان نے یہ خیال ڈال دیا کہ اسے زاہد نے قتل کر کے دفن کر دیا لہٰذا وہ زاہد کے پاس آئے اور لڑکی کے متعلق پوچھ گچھ کی، زاہد نے کہا وہ مرگئی ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اپنے وسوسے کے مطابق زاہد پر سختی کی

www.waseemziyai.com

اور اسے اقرار کرالیا کہ اس نے لڑکی کا قتل کیا ہے انہوں نے اسے پکڑ لیا اور قصاص میں قتل کرنے لگے، تب شیطان ظاہر ہوا اور زاہد سے بولا میں نے اسے پیٹ کی بیماری میں مبتلا کیا تھا اور میں نے ہی اس کے گھر والوں کے دلوں میں تیرے جرم کا خیال ڈالا تھا۔ اب تو میرا کہنا مان لے۔ میں تجھے بچالوں گا۔ زاہد نے پوچھا کیا کروں؟ شیطان بولا: مجھے دو سجدے کرلے، چنانچہ زاہد نے جان بچانے کیلئے شیطان کو سجدہ کرلیا شیطان یہ کہتا ہوا وہاں سے چل دیا کہ میں تیرے اس فعل سے بری ہوں، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ۔ (پ۲۸ الحشر ۱۶)

شیطان کی طرح جس نے انسان سے کہا کفر کر، جب اس نے کفر کیا تو شیطان نے کہا میں تجھ سے بری ہوں۔

شیطان کا گمراہ کن سوال:

شیطان نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تیرا اس ذات کے متعلق کیا خیال ہے جس نے مجھے جیسے چاہا پیدا کیا اور جو چاہا مجھ سے کرایا، اس کے بعد وہ مجھے چاہے تو جنت میں بھیج دے اور چاہے تو جہنم میں بھیج دے، کیا ایسا کرنے والا عادل ہے یا ظالم؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ توقف کے بعد جواب دیا اے شخص! اگر اس نے تجھے تیری منشا کے مطابق پیدا کیا تو واقعی تو مظلوم ہے اور اگر اس نے تجھے اپنے ارادہ قدرت کے تحت پیدا کیا تو پھر اس کی مرضی ہے جو کرے شیطان شرم سے پانی پانی ہوگیا اور کہنے لگا یہی سوال کر کے میں نے ستر ہزار عابدوں کو ضلالت و گمراہی کے غار میں دھکیل دیا ہے۔

انسانی قلب ایک قلعہ ہے:

انسانی قلب کی مثال ایک قلعہ جیسی ہے اور شیطان ایک دشمن ہے جو قلعہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ جمانا چاہتا ہے قلعہ کی حفاظت دروازوں کو بند کئے بغیر اور تمام راستوں اور رخنوں کی نگرانی کے بغیر ناممکن ہے اور یہ فریضہ وہی سرانجام دے سکتا ہے جو ان راستوں سے اچھی طرح واقف ہو لہٰذا دل کو شیطانی وساوس کی یلغار سے محفوظ رکھنا ہر عقل مند کیلئے ضروری ہی نہیں بلکہ ایک فرض عین ہے چونکہ شیطان کی یلغار کا مقابلہ اس وقت تک ناممکن ہے، جب تک اس کی تمام گزرگاہوں سے واقفیت نہ ہو لہٰذا جب عقل ماند پڑ جاتی ہے تو شیطانی لشکر انسان پر زبردست حملہ کر دیتا ہے جونہی انسان غضبناک ہوتا ہے، شیطان اس سے ایسے کھیلتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

ایک بندہ خدا نے شیطان سے پوچھا یہ بتلا تو انسان پر کیسے قابو پالیتا ہے؟ شیطان نے کہا میں اسے غصہ اور اس کی شہوت کے وقت زیر کرتا ہوں۔

شیطان کے راستوں میں ایک راستہ حرص اور حسد کا بھی ہے کیونکہ حرص انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے لہٰذا شیطان اس فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے تمام برائیوں کو حرص کے سامنے حسین انداز میں پیش

www.waseemziyai.com

کرتا ہے اور وہ اسے خوبیاں سمجھ کر قبول کرتا چلا جاتا ہے۔

کشتی نوح میں شیطان کی سواری:

روایت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے بحکم خداوندی پہلے ہر جنس کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کیا اور خود بھی سوار ہوئے تو آپ نے ایک اجنبی بوڑھے کو دیکھ کر پوچھا تمہیں کس نے کشتی میں سوار کیا ہے؟ اس نے کہا میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھیوں کے دلوں پر قبضہ کرلوں، اس وقت ان کے دل میرے ساتھ اور بدن آپ کیساتھ ہوں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! اے ملعون! نکل جا! ابلیس بولا: اے نوح! پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں لوگوں کو گمراہی میں ڈالتا ہوں، تین تمہیں بتلاؤں گا اور دو نہیں بتلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی، آپ کہیں کہ مجھے تین سے آگاہی کی ضرورت نہیں تو مجھے وہی دو بتلادے۔ شیطان بولا وہ دو ایسی ہیں جو مجھے کبھی جھوٹا نہیں کرتیں اور نہ ہی کبھی ناکام لوٹاتی ہیں اور انہیں سے مَیں لوگوں کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک حسد ہے اور دوسری حرص ہے، اسی حسد کی وجہ سے تو میں راندۂ درگاہ اور ملعون ہوا ہوں اور حرص کے باعث آدم علیہ السلام کو ممنوعہ چیز کی خواہش پیدا ہوئی اور میری آرزو پوری ہوگئی۔

شیطان کا ایک راستہ انسان کا پیٹ بھرا ہونا ہے اگرچہ وہ رزق حلال سے ہی بھرا گیا ہو کیونکہ پیٹ کا بھر جانا شہوتوں کو برانگیختہ کرتا ہے اور شیطان کا یہی ہتھیار ہے۔

پیٹ بھر کا کھانا بھی انسان کو شیطان کے پھندے میں پھنساتا ہے:

روایت ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ شیطان کو دیکھا وہ بہت سے پھندے اٹھائے ہوئے تھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہیں؟ شیطان نے جواب دیا یہ وہ پھندے ہیں جن سے میں انسان کو پھانستا ہوں۔ آپ نے پوچھا کبھی مجھ پر بھی تو نے پھندا ڈالا ہے؟ شیطان نے کہا، آپ جب بھی سیر ہو کر کھالیتے ہیں میں آپ کو ذکر و نماز سے سست کر دیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا اور کچھ؟ کہا بس! تب آپ نے قسم کھائی کہ میں آئندہ کبھی سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا، شیطان نے بھی جواباً قسم کھائی، میں بھی آئندہ کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔

شیطان کا ایک راستہ مال و متاع دنیا پر فریفتگی ہے کیونکہ شیطان جب انسان کا دل ان چیزوں کی طرف مائل دیکھتا ہے تو انہیں اور زیادہ حسین انداز میں اس کے سامنے پیش کرتا ہے اور انسان کو ہمیشہ مکانات کی تعمیر، سقف و در و بام کی آرائش و زیبائش میں الجھائے رکھتا ہے اور اسے خوبصورت لباس، اچھی اچھی سواریوں اور طویل عمر کی جھوٹی امیدوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب کوئی انسان اس منزل پر پہنچ جاتا

www.waseemziyai.com

ہے تو پھر اس کی راہ خدا پر واپسی دشوار اور پھر مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ایک امید کے بعد دوسری امید بڑھاتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت مقرر آجاتا ہے اور وہ اسی شیطانی راستے پر گامزن رہتے اور خواہشات کی تکمیل کرتے ہوئے اس ناپائیدار دنیا سے اٹھ جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

شیطان کے غلبے کا ایک راستہ لوگوں سے امیدیں رکھنا ہے، حضرت صفوان بن سلیم فرماتے ہیں کہ شیطان جناب عبداللہ بن حنظلہ کے سامنے آیا اور کہنے لگا میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں، اسے یاد رکھنا انہوں نے کہا مجھے تیری کسی پند کی ضرورت نہیں شیطان نے کہا تم سنو تو سہی اگر اچھی بات ہو تو یاد رکھنا ورنہ چھوڑ دینا، بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسان سے اپنی آرزوؤں کا سوال نہ کرنا اور یہ دیکھنا کہ غصہ میں تمہاری کیا حالت ہوتی ہے کیونکہ میں غصہ کی حالت میں ہی انسان پر قابو پاتا ہوں۔

شیطان کا ایک راستہ ثابت قدمی کا انسان میں فقدان اور جلد بازی کی طرف اس کا میلان ہے، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جلد بازی شیطانی فعل ہے اور تحمل و بردباری اللہ کا عطیہ ہے۔

جلد بازی میں انسان کو شیطان ایسے طریقے سے برائی پر مائل کرتا ہے کہ انسان محسوس ہی نہیں کرتا۔ روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیطان کے تمام شاگرد اس کے یہاں جمع ہوئے اور کہنے لگے آج تمام بت سرنگوں ہو گئے ہیں، شیطان نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عظیم حادثہ رونما ہوا ہے، تم یہیں ٹھہرو میں معلوم کرتا ہوں، چنانچہ اس نے مشرق و مغرب کا چکر لگایا مگر کچھ بھی پتہ نہ چلا، یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت پر پہنچا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ملائکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھیرے ہوئے ہیں، وہ واپس اپنے شاگردوں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ گذشتہ شب ایک نبی کی ولادت ہوئی ہے، میں ہر بچہ کی ولادت کے وقت موجود ہوتا ہوں مگر مجھے ان کی پیدائش کا قطعی علم نہیں ہوا لہٰذا اس رات کے بعد بتوں کی عبادت ختم ہو جائے گی اس لئے اب انسان پر جلد بازی اور لا پروائی کے وقت حملہ کرو (ان ہتھیاروں سے کام لو۔)

ایک راستہ زر اور زمین کا ہے کیونکہ جو چیز انسان کی حاجت سے زائد ہو وہ شیطان کا مسکن بن جاتی ہے۔ حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو شیطان نے اپنے شاگردوں سے کہا آج کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے، جاؤ دیکھو تو کیا ماجرا ہے؟ وہ سب تلاش میں نکلے مگر ناکام لوٹ کر کہنے لگے ہمیں تو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا، شیطان نے کہا تم ٹھہرو میں ابھی تمہیں آکر بتاتا ہوں، شیطان نے واپس آکر بتلایا کہ اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ شیطان نے اپنے تمام شاگردوں، چیلوں کو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے پیچھے لگایا کہ ان لوگوں کو گمراہ کریں مگر واپس جا کر کہتے اے استاذ! ہم نے آج تک ایسی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا، جب یہ نماز شروع کرتے ہیں تو ہمارا

www.waseemziyai.com

سب کیادھرا خاک میں مل جاتا ہے۔ تب شیطان نے کہا گھبراؤ نہیں ابھی کچھ اور انتظار کرو، عنقریب ان پر دنیا ارزاں وفراواں ہو جائے گی اور اس وقت ہمیں اپنی امیدیں پورا کرنے کا خوب موقع مل جائے گا۔

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن پتھر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، شیطان کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے کہا اے عیسیٰ علیہ السلام تم نے دنیا کو مرغوب سمجھا ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا اور اس کی گدی میں مکا رسید کر کے فرمایا یہ لے جا، یہ تیرے لئے دنیا ہے۔

ایک راستہ فقر وفاقہ کا ڈر اور بخیلی ہے کیونکہ یہ چیزیں انسان کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے روکتی ہیں اور اسے مال و دولت جمع کرنے اور عذاب الیم کی دعوت دیتی ہیں بخل کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بخیل مال و دولت حاصل کرنے کے لئے بازاروں کے چکر لگاتا رہتا ہے جو کہ شیطان کی آماجگاہیں ہیں (شیطان اپنی جگہوں پر گھات لگائے بیٹھا ہوتا ہے۔)

ایک راستہ مذہب سے نفرت، خواہشات کی پیروی، اپنے مخالفین سے بغض وحسد اور انہیں حقارت سے دیکھنا ہے اور یہ چیز خواہ وہ عابد ہو یا فاسق سب کو ہلاک کر دیتی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ شیطان نے کہا میں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گناہوں کی بھول بھلیوں میں بھٹکایا مگر انہوں نے استغفار سے مجھے شکست دے دی، تب میں انہیں ایسے گناہوں کی طرف لے گیا جن کیلئے وہ کبھی استغفار نہیں کرتے اور وہ ان کی ناجائز خواہشات ہیں اور ملعون کی یہ بات حقیقتاً صداقت پر مبنی ہے کیونکہ عام طور پر لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ خواہشات ہی اصل میں گناہوں کی طرف راغب کرتی ہیں لہٰذا وہ اللہ سے استغفار کریں۔

ایک راستہ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کا ہے لہٰذا اس سے اور بدبختوں کی تہمتوں سے بچنا چاہیے، اگر آپ کبھی کسی ایسے انسان کو دیکھیں جو لوگوں کے عیب ڈھونڈتا ہے اور بدگمانیاں پھیلاتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص خود ہی بدباطن ہے اور یہ امر اس کی بدباطنی کے اظہار کا ایک طریقہ ہے لہٰذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ شیطان کے داخلے کے ان تمام راستوں کو مسدود کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اپنے دل کو ایک محفوظ قلعہ بنالے۔

دارالندوہ میں شیطان کا قریشی کو مشورہ:

ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ جب قریش مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہجرت کرتے اور متعدد قبائل کے لوگوں کو مسلمان ہوتے دیکھا تو انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہجرت نہ کر جائیں اور وہاں ایک زبردست جماعت اپنی حمایت میں تیار کر کے ہمیں شکست نہ دے دیں چنانچہ یہ لوگ دارالندویٰ میں جمع ہوئے، دارالندویٰ قصی بن کلام کا مکان تھا یہ دارالندوی اس لئے کہلاتا تھا کہ یہاں قریش اپنے تمام اہم امور سرانجام دیتے اور منصوبے تیار کرتے تھے، اس دارالندوی میں چالیس

www.waseemziyai.com

سالہ قریشی کے علاوہ کوئی اور شخص یا کم عمر قریشی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

یہ سب لوگ ابو جہل کے ساتھ ہفتہ کے روز جمع ہوئے اس لئے ہفتہ کو دھوکے اور فریب کا دن کہا گیا ہے، ان لوگوں کے ساتھ ابلیس بھی شریک مشاورت ہوتا تھا، اس ملعون کے شامل ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ جب قریش مکہ دارالندوی کے دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک باوقار بوڑھا کھردرا سا کمبل اوڑھے کھڑا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ طلمسان کی ریشمی چادر اوڑھے ہوئے تھا، انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہنے لگا میں شیخ نجدی ہوں، تم نے جو ارادہ کیا ہے میں نے وہ سن لیا ہے اور میں اس لئے آیا کہ تمہاری گفتگو سنوں اور مشورے اور نصیحتیں کروں۔

چنانچہ یہ سب لوگ اندر داخل ہو گئے اور باہم مشورہ ہونے لگا۔ ایک روایت ہے کہ سو آدمی تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ پندرہ آدمی تھے۔ ابوالبختری (جو غزوہ بدر کے دن مارا گیا تھا) نے مشورہ دیا محمد ﷺ کو لوہے کے ایک قلعہ میں بند کر دو اور اس وقت کا انتظار کرو جب ان کا انجام بھی پہلے شعراء جیسا ہو جائے۔ شیخ نجدی نے کہا یہ بات غلط ہے، بخدا اگر تم انہیں آہنی دروازے کے پیچھے بھی بند کر دو تو وہ وہاں سے نکل کر اپنے اصحاب کے ہاں پہنچ جائیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو العامری نے رائے دی کہ محمد ﷺ کو جلا وطن کر دو یہ جہاں بھی جائے ہمیں کوئی پروا نہیں، بس ہمارے شہروں میں نہ رہے۔ شیخ نجدی نے اس رائے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کیا تم نے محمد ﷺ کی اچھی باتیں، ان کی شیریں بیانی اور لوگوں کا ان پر پروانہ وار نثار ہونا نہیں دیکھا؟ اگر تم ان کو جلا وطن کر کے مطمئن ہو گئے تو یہ تمہاری سب سے بڑی غلطی ہوگی، وہ کسی اور قبیلہ میں چلے جائیں گے اور اپنی سحر بیانی سے لوگوں کو اپنا فریفتہ بنا لیں گے اور اپنے معتقدین کی ایک عظیم جمعیت کے ساتھ تم پر غلبہ حاصل کر لے گا، تمہاری یہ شان و شوکت حرف غلط کی طرح مٹ جائیگی اور وہ تمہارے ساتھ جو چاہیں گے کریں گے، کوئی اور رائے دو۔

ابو جہل نے کہا میرے ذہن میں ایک ایسی رائے ہے جو کسی نے بھی نہیں دی وہ یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک صاحب حسب و نسب بہادر لیا جائے اور یہ سب مل کر یکبارگی سے محمد ﷺ پر تلواروں سے بھرپور وار کریں اور ان کو نعوذ باللہ قتل کر دیں، ہماری بھی جان چھوٹ جائیگی اور بنو عبد مناف تمام قبائل کا مقابلہ کرنے سے تو رہے وہ صرف دیت لے لیں گے جسے تمام قبائل باہم ادا کر دیں گے، شیخ بخدی ملعون اس رائے پر پھڑک اٹھا اور کہنے لگا اب ہوئی بات!

چنانچہ متفقہ طور پر یہ رائے مان لی گئی اور سب لوگ گھروں کو چل دیئے ادھر حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے نبی۔ آج اس بستر پر استراحت نہ فرمائیں

www.waseemziyai.com

جس پر آپ ہمیشہ آرام فرماتے ہیں. جب رات ہوئی تو قریش کے جوان کاشانۂ نبوت کے گرد منڈلانے لگے اور اس وقت کا انتظار کرنے لگے کہ آپ باہر آئیں اور وہ یکبارگی سے حملہ کر دیں. حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر اس شب سلایا اور ان پر سبز رنگ کی ایک چادر ڈال دی جو بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ اور عیدین کے موقعوں پر اوڑھا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے جان بیچ کر حضور ﷺ کی حفاظت کی تھی، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان اشعار میں اپنے احساسات کا اظہار کیا ہے:

1- میں نے اپنی جان کے بدلے میں اس خیر خلق ﷺ کی حفاظت کی جو اللہ کی زمین پر سب سے بہتر ہے اور جو ہر طواف کرنے والے اور حجر اسود کو چومنے والے سے بہتر ہیں۔

2- رسول اللہ ﷺ کو قریش مکہ کے فریب کا اندیشہ ہوا تو ان کو ربِ ذوالجلال نے ان کے فریب سے بچالیا۔

3- اور رسولِ خدا نے غار میں نہایت سکون کے ساتھ اللہ کی حفاظت میں رات بسر کی.

4- جبکہ میں قریش مکہ کے روبرو سویا ہوا تھا اور اس طرح میں خود کو اپنے قتل و قید ہونے پر آمادہ کئے ہوئے تھا۔ (ترجمہ اشعار حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

اللہ تعالیٰ نے قریش کے ان نوجوانوں کو اندھا کر دیا اور نبی کریم ﷺ قریش کے جیالوں پر مٹی ڈالتے ہوئے یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔

فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۝٩ اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ (پ ۲۲ یٰس ۹)

اس حال میں ایک شخص وہاں آیا اور اس نے ان لوگوں سے پوچھا یہاں کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم محمد ﷺ کے منتظر ہیں، اس نے کہا خدا کی قسم وہ تمہارے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے نکل گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل و رسوا کیا ہے۔ اب تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ اب جو انہوں نے اپنے سروں کو ہاتھ لگایا تو سب کے سروں میں مٹی پڑی ہوئی تھی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی چادر اوڑھے سوتا دیکھ کر ایک دوسرے سے یہی کہتے رہے کہ خدا کی قسم یہ محمد ﷺ سو رہے ہیں، یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بستر سے اٹھے، ان کو دیکھ کر یہ لوگ بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے اس شخص نے واقعی سچ کہا تھا، اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ۔ اور جب کفارِ مکہ آپ کے ساتھ فریب کر رہے تھے کہ وہ آپ کو سخت زخمی یا قتل کر دیں۔ (پ۹ الانفال ۳۰)

(اشعار)

✿ گھبراؤ نہیں، ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہر چیز ایک وقتِ مقرر تک رہتی ہے۔

www.waseemziyai.com

مقدر ہم سے زیادہ باخبر ہے اور ہماری تدبیروں پر اللہ کی تدبیر غالب رہتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمانِ باری:

وَقُل رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾

اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔ (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۸۰)

کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اور حضرت جبریل نے آپ سے کہا کہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی ہجرت کا ساتھی منتخب کریں۔

حاکم کی روایت ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل سے پوچھا: میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا تو انہوں نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے متعلق بتلایا اور فرمایا تم میرے بعد یہیں رہنا اور لوگوں کی امانتیں واپس کر کے آنا۔

بیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف معمول تشریف لانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور دوپہر کا وقت تھا، اور طبرانی نے حضرتِ اسماء کی روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں دو مرتبہ صبح اور شام ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے مگر اس دن زوال کے وقت تشریف لائے، میں نے اپنے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا! اباجان! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج خلاف معمول چہرے پہ کپڑا لپیٹے تشریف لائے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا حضور کسی اہم کام کیلئے اس وقت تشریف لائے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اجازت لے کر اندر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے لئے چارپائی خالی کر دی، جب حضور تشریف فرما ہو گئے تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو باہر بھیج دیا جائے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور یہ عائشہ اور اسماء آپ ہی کا گھرانہ ہے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے کہا حضور مطمئن رہیں، یہ میری بیٹیاں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ربِ ذوالجلال نے ہجرت کی اجازت دی ہے اور تم میرے ساتھ رہو گے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ بات سنتے ہی شدتِ جذبات سے رو پڑے اور عرض کی حضور! میری ان سواریوں میں سے ایک سواری پسند فرمالیجئے۔ آپ نے فرمایا میں قیمتاً لوں گا۔

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا چاہو تو ایک میرے ہاتھ بیچ دو۔ آپ نے قیمت دے کر اس لئے سواری حاصل کی تاکہ آپ کو ہجرت کی مکمل فضیلت حاصل ہو جائے، اور جان و مال کی قربانی سے اس کی ابتداء ہو۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے جلدی جلدی سامانِ سفر درست کیا، ایک روایت ہے

www.waseemziyai.com

ہم نے حضور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے بہترین سامان سفر باندھا اور اسے ایک تھیلے میں ڈالا۔

سفرِ ہجرت میں زادِ راہ: واقدی کی روایت ہے کہ زادِ راہ میں ایک بھنی ہوئی بکری تھی۔حضرت اسماء نے اپنی کمر کا پٹکا پھاڑا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھ دیا اس لئے حضرت اسماء کو ذات النطاقین" کہتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین راتیں غارِ ثور میں گزاریں، اس غار میں چونکہ ثور بن عبدمنات آ کر ٹھہرا تھا، اس لئے اسے غارِ ثور کہا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ حضور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رات کے وقت مکان کی پچھلی کھڑکی سے نکل کر غار کی طرف روانہ ہوئے تھے، راستہ میں ابوجہل آرہا تھا مگر اللہ نے اسے اندھا کر دیا اور آپ خیریت سے گزر گئے۔اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پانچ ہزار درہم ساتھ لے کر گئے تھے۔

صبح جب قریش نے حضور ﷺ کو نہ پایا تو انہوں نے مکہ کے چاروں طرف تلاش کیا اور ہر طرف سراغ رساں دوڑائے، جو لوگ غارِ ثور کی طرف جا رہے تھے، انہوں نے آپ کے نشانِ قدم تلاش کر لئے اور غارِ ثور کی طرف چل پڑے مگر جب غار کے قریب پہنچے تو نشان ختم ہو گئے، قریش حضور کی ہجرت سے بہت چراغ پا تھے اور انہوں نے حضور ﷺ کو تلاش کرنے والے کے لئے سو اونٹ کا انعام مقرر کر دیا تھا۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جبلِ ثبیر نے حضور ﷺ سے عرض کی آپ میری پیٹھ سے اتر جائیں، مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ آپ کو شہید نہ کر دیں اور مجھے عذاب نہ دیا جائے، غارِ حراء نے التجا کی حضور ﷺ میرے یہاں تشریف لائیے۔

روایت ہے کہ جونہی حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں غارِ ثور میں داخل ہوئے، اللہ تعالیٰ نے غار کے دروازے پر ایک جھاڑی پیدا کر دی جس نے ان حضرات کو کفار کی نظروں سے اوجھل کر دیا، حکم خداوندی سے مکڑے نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا اور جنگلی کبوتروں نے اپنا گھونسلہ بنا دیا۔یہ سب کچھ کفارِ مکہ کو غار کی تلاشی سے باز رکھنے کے لئے کیا گیا، ان دو جنگلی کبوتروں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بے مثال جزا دی کہ آج تک حرم میں جتنے کبوتر ہیں وہ انہی دو کی اولاد ہیں، جیسے انہوں نے اللہ کے نبی کی حفاظت کی تھی ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے بھی حرم میں ان کے شکار پر پابندی عائد کر دی ہے۔

قریش کے نوجوان ڈنڈے، لاٹھیاں اور تلواریں سنبھالے چاروں طرف پھیل گئے جن میں سے کچھ غار کی طرف جا نکلے، انہوں نے وہاں کبوتروں کا گھونسلا اور اس میں انڈے دیکھے تو واپس لوٹ گئے اور کہنے لگے ہم نے غار کے دہانے پر کبوتروں کا گھونسلا اور اس میں انڈے رکھے دیکھے ہیں، اگر وہاں کوئی داخل ہوتا تو لامحالہ کبوتر اڑ جاتے، حضور ﷺ نے ان کی یہ باتیں سنیں اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ناکام لوٹایا ہے، کسی نے کہا غار میں جا کر دیکھو تو سہی، جواب میں امیہ بن خلف نے کہا غار میں گھسنے کی کوئی

www.waseemziyai.com

ضرورت نہیں ہے، تمہیں غار کے منہ پر مکڑی کا جو جالا نظر آتا ہے وہ تو محمد ﷺ کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے، اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو یہ جالا اور انڈے ٹوٹ جاتے۔ یہ حقیقت میں قوم قریش کو مقابلہ میں شکست دینے سے بھی بڑا معجزہ تھا۔ غور کیجئے مطلوب کیسے کامیاب اور تلاش کرنے والے کیسے گمراہ ہوئے۔ مکڑی نے جستجو کا دروازہ بند کر دیا اور غار کا دہانہ ایسا بن گیا کہ سراغ رسانوں کے قدم لڑکھڑا گئے اور ناکام واپس لوٹے اور مکڑی کو لازوال سعادت میسر آئی۔ ابن نقیب نے خوب کہا۔ (اشعار)

1- ریشم کے کیڑوں نے ایسا ریشم بنا جو حسن میں یکتا ہے۔

2- مگر مکڑی ان سے لاکھوں درجہ بہتر ہے اس لئے کہ اس نے غار ثور میں حضور ﷺ کے اوپر غار کے دہانے پر جالا بُنا تھا۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غار میں تھے میں نے رسول ﷺ سے عرض کی حضور! اگر یہ اپنے قدموں کی طرف دیکھیں تو یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا! ابوبکر تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ خدشہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا، اگر یہ لوگ ادھر سے داخل ہوں گے تو ہم ادھر سے نکل جائیں گے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار میں نگاہ کی تو دوسری طرف ایک دروازہ نظر آیا جس کے ساتھ ایک بحر نا پیدا کنار بہ رہا تھا اور اس غار کے دروازہ پر ایک کشتی بندھی ہوئی تھی۔

حضور پر قربان ہونا صدیق اکبر کی دِلی آرزو تھی:

حضرتِ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ غار کی طرف جا رہے تھے تو حضرتِ ابوبکر کبھی حضور ﷺ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے، حضور نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا جب مجھے تلاش کرنے والوں کا خیال آتا ہے تو میں آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب گھات میں بیٹھے ہوئے دشمنوں کا خیال آتا ہے تو آگے آگے چلنے لگتا ہوں، مبادا آپ کو کوئی گزند پہنچے۔ حضور نے فرمایا کیا تم خطرہ کی صورت میں میرے آگے مرنا پسند کرتے ہو؟ عرض کی رب ذوالجلال کی قسم میری یہی آرزو ہے۔ (سبحان اللہ سبحان اللہ)

جب غار کے قریب پہنچے تو حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا حضور ٹھہرئیے میں غار کو صاف کرتا ہوں اور اندر پہنچ کر ہاتھوں سے ٹٹول ٹٹول کر غار کو صاف کرنا شروع کیا جہاں کہیں کوئی سراغ نظر آتا وہاں کپڑا پھاڑ کر اس کو بند کر دیا یہاں تک کہ سارا کپڑا ختم ہو گیا اور ایک سراغ باقی رہ گیا، وہاں آپ نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا تاکہ کوئی چیز حضور ﷺ کو تکلیف نہ دے۔ حضور ﷺ غار میں داخل ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود

www.waseemziyai.com

میں سر رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابو بکر کو اس سوراخ سے سانپ نے ڈس لیا مگر آپ نے پیر کو جنبش نہ دی کہ مبادا حضور ﷺ کی آنکھ کھل جائے اور آپ کی نیند میں خلل پڑے۔ شدتِ تکلیف سے آپ کے آنسو حضور ﷺ کے چہرے پر پڑے تو حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی، پوچھا ابو بکر کیا بات ہے؟ عرض کی حضور! سانپ نے ڈس لیا ہے، حضور ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا۔

حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے: (اشعار)

❁ ریشم کے کپڑوں سے ریشم حاصل کر کے عمدہ قسم کا لباس تیار کیا جاتا ہے لیکن مکڑی کو اس بارے میں زیادہ فخر مباہات حاصل ہے کیونکہ اس نے حضور ﷺ کے واسطے غار ثور پر جالا بُنا تھا۔

حضور ﷺ نے جمعرات کے دن مکہ سے ہجرت کی، تین راتیں غارِ ثور میں گذار کر یکم ربیع الاول شب دوشنبہ کو وہاں سے روانہ ہوئے اور 12 ربیع الاول کو مدینہ طیبہ پہنچے۔

زکریا نام کا ایک مشہور زاہد گزرا ہے، شدید بیماری کے بعد جب اس پر سکرات کا عالم طاری ہوا تو اس کے دوست نے اسے کلمہ کی تلقین کی مگر اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا، دوست نے دوسری مرتبہ تلقین کی لیکن اس نے ادھر سے ادھر منہ پھیر لیا۔ جب اس نے تیسری مرتبہ تلقین کی تو اس زاہد نے کہا میں نہیں کہتا، دوست یہ سنتے ہی بیہوش ہوگیا۔ کچھ دیر بعد جب زاہد کو کچھ افاقہ ہوا، اس نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا تم نے مجھ سے کچھ کہا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، میں نے تم سے کلمہ کی تلقین کی تھی مگر تم نے دو مرتبہ منہ پھیر لیا اور تیسری مرتبہ کہا "میں نہیں کہتا" زاہد نے کہا بات یہ ہے کہ میرے پاس شیطان پانی کا پیالہ لے کر آیا اور دائیں طرف کھڑا ہو کر مجھے وہ پانی دکھاتے ہوئے کہنے لگا تمہیں پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا کہو عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔ میں نے منہ پھیر لیا تو دوسری رخ کی طرف سے آ کر کہنے لگا۔ میں نے پھر منہ پھیر لیا۔ جب اس نے تیسری مرتبہ "عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں" کہنے کو کہا تو میں نے کہا میں نہیں کہتا، اس پر وہ پانی کا پیالہ زمین پر پٹخ کر بھاگ گیا۔ میں نے یہ لفظ شیطان سے کہے تھے، تم سے تو نہیں کہے تھے اور پھر کلمۂ شہادت کا ذکر کرنے لگا۔

حضرتِ عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ کسی نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا مجھے انسانی دل میں شیطان کی جگہ دکھادے، خواب میں اس نے شیشہ کی طرح صاف شفاف ایک انسانی جسم دیکھا جو اندر باہر سے یکساں نظر آ رہا تھا، شیطان کو دیکھا وہ اس انسان کے بائیں کندھے اور کان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور اپنی طویل ناک سے اس کے دل میں وسوسے ڈال رہا تھا۔ جب وہ انسان اللہ کا ذکر کرتا تو وہ فوراً ہی پیچھے ہٹ جاتا۔ اے رب عزوجل! ختم المرسلین ﷺ کے طفیل ہمیں شیطان مردود کے تسلط سے بچا، ہمیں حاسد زبان سے نجات بخش اور اپنے ذکر و شکر کی توفیق عنایت فرما۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین)

www.waseemziyai.com

باب ۱۷

امانت اور توبہ

فضیلتِ درود پاک: جناب محمد المنکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سفیانِ ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے طوافِ کعبہ کرتے ہوئے ایک ایسے جوان کو دیکھا جو قدم قدم پر درود شریف ہی پڑھ رہا تھا۔ سفیانِ ثوری کہتے ہیں میں نے کہا اے جوان! تم تسبیح و تہلیل چھوڑ کر صرف درود شریف ہی پڑھ رہے ہو کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟ جوان نے پوچھا آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ سفیان ثوری! اس نے کہا اگر آپ کا شمار اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں نہ ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کو یہ راز نہ بتاتا ہوا یوں کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حج کے ارادہ سے نکلا، راستہ میں ایک جگہ میرا باپ سخت بیمار ہو گیا، میں نے بہت کوشش کی مگر اسے موت سے نہ بچا سکا، موت کے بعد ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن پڑھ کر ان کا چہرہ ڈھک دیا، اسی غم کی کیفیت میں میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں میں نے ایک ایسے حسین کو دیکھا جو حسن میں بے مثال تھا، اس کا لباس نفاست کا آئینہ دار تھا اور اس کے وجودِ مسعود سے خوشبو کی لپیٹیں اٹھ رہی تھیں، وہ نازک خرامی کے ساتھ آیا اور میرے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر ہاتھ سے چہرے کی طرف اشارہ کیا تو میرے باپ کا چہرہ سفید ہو گیا جب وہ واپس تشریف لے جانے لگے تو میں نے دامن تھام کر عرض کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل اس غریب الوطنی میں میرے باپ کی آبرو رکھ لی، آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحبِ قرآن اللہ کا نبی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، تیرا باپ اگرچہ بہت گنہگار تھا مگر مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تو اس نے مجھ سے مدد طلب کی اور میں ہر اس شخص کا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے، فریاد رس ہوں! جوان نے کہا اس کے بعد اچانک میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا میرے باپ کا چہرہ سفید ہو چکا تھا۔ جناب عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا، اس نے جنت کا راستہ کھو دیا۔

امانت کی تعریف: امانت، امن سے ماخوذ ہے اور کوئی شخص حق کو چھوڑ کر مامون نہیں رہتا، امانت کی ضد خیانت ہے جو خون سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے کم کرنا، کیونکہ جب تم کسی چیز میں خیانت کرو گے تو اس میں کمی واقع ہو جائے گی۔

امانت کے بارے میں ارشاداتِ نبوی: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دھوکہ، فریب اور خیانت، جہنمیوں کا شیوہ ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جس نے لوگوں

www.waseemziyai.com

کے ساتھ معاملات میں ظلم نہیں کیا اور ان سے جھوٹی باتیں نہیں کہیں۔ اس کی مرادیں مکمل ہو گئیں، عدالت ظاہر ہو گئی اور اس سے بھائی چارہ رکھنا ضروری ہو گیا۔ ایک اعرابی، قوم کی تعریف میں کہتا ہے:

❁ وہ امین ہیں کسی کے ساتھ دھوکہ نہیں کرتے، کسی مسلمان کی حرمت کو پامال نہیں کرتے اور ان کے ذمہ کسی کا حق باقی نہیں ہے، وہ بہترین قوم ہیں۔

اعرابی کے ممدوحین گزر چکے ہیں، اب تو انسانی لباس میں بھیڑیئے پھرتے ہیں، جیسے کسی نے کہا ہے:

بِمَنْ يَّثِقِ الْاِنْسَانُ فِيمَا يَنُوبُهٗ   وَمِنْ اَيْنَ لِلْحُرِّ الْكَرِيْمِ صِحَابٌ

وَقَدْ صَارَ هٰذَا النَّاسُ اِلَّا اَقَلُّهُمْ   ذِئَابًا عَلٰى اَجْسَادِ هِنَّ ثِيَابٌ

❁ اس شخص کیلئے جو انسان پر اس کی انابتوں کے باوجود بھروسہ کرتا ہے تو پھر عزت دار آزاد شخص کے لئے ٹھکانا کہاں رہے گا۔

❁ چند لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب انسانی لباس میں بھیڑیئے ہیں۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُقَالُ عِنْدَ فِرَاقِهِمْ   لَيْتَ الْبِلَادُ دَمَايِهَا تَتَصَلَّحُ

❁ وہ لوگ چلے گئے جن کے فراق میں کہا جاتا تھا، کاش! یہ شہر ویران ہو جاتے اور قیامت آجاتی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب امانت اٹھالی جائے گی، لوگ باہم تجارت کریں گے مگر امین کوئی نہیں ہو گا یہاں تک کہ کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں فلاں آدمی امین ہے۔ یعنی امین آدمی ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا۔

توبہ کا وجوب:

توبہ کا وجوب آیات قرآنی اور احادیث سے ثابت ہے، فرمان الٰہی ہے:

وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ (پ۱۸ النور ۳۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ توبہ کریں تاکہ ان کو فلاح میسر ہو۔

دوسری آیت میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ (پ۲۸ التحریم ۸)

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

لفظ "نصوح" نصح سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ہیں خالصتہ اللہ کے لئے توبہ کرنا جو تمام عیوب سے پاک ہو۔ توبہ کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہوتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ (پ۲ البقرۃ ۲۲۲)

بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اور فرمانِ نبی ﷺ ہے توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے، اور توبہ کرنے والا اس انسان کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

توبہ کے بارے میں ارشاداتِ نبویہ:

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ رحمتِ خداوندی کو اس انسان کی توبہ سے زیادہ مسرت ہوتی ہے جو ہلاکت خیز زمین میں اپنی سواری پر کھانے پینے کا سامان لادے سفر کر رہا ہو اور وہاں آ کر آن کی غرض سے رک جائے۔ وہ سر رکھے تو اسے نیند آجائے، جب سو کر اٹھے تو اس کی سواری مع سامان کے غائب ہو اور وہ اس کی جستجو میں نکلے یہاں تک کہ شدتِ گرمی اور پیاس سے بدحال ہو کر اسی جگہ واپس آجائے جہاں وہ پہلے سویا تھا اور موت کے انتظار میں اپنے بازو کا تکیہ بنا کر لیٹ جائے، اب جو وہ جاگا تو اس نے دیکھا اس کی سواری مع سامان اس کے قریب موجود ہے اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے اس سواری والے شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جس کا سامان جاگنے کے بعد اس کو مل گیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو فرشتوں نے انہیں مبارک باد پیش کی جبرئیل و میکائیل علیہما السلام حاضر ہوئے اور کہا اے آدم! آپ نے توبہ کر کے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا اگر اس توبہ کی قبولیت کے بعد رب سے پھر سوال کرنا پڑا تو کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے آدم! تو نے اپنی اولاد کو محنت اور دکھ تکلیف کا وارث بنایا اور ہم نے انہیں توبہ بخشی جو بھی مجھے پکارے گا میں تیری طرح اس کی پکار کو سنوں گا، جو مجھ سے مغفرت کا سوال کرے گا۔ اسے ناامید نہیں کروں گا۔ کیوں کہ میں قریب ہوں، دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوں، میں توبہ کرنے والوں کو ان کی قبروں سے اس طرح اٹھاؤں گا کہ وہ ہنستے مسکراتے ہوئے آئیں گے، ان کی دعائیں مقبول ہوں گی۔

فرمانِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہے، اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت رات کے گنہگاروں کے لئے صبح تک اور دن کے گنہگاروں کیلئے رات تک دراز رہتا ہے اس وقت تک کہ جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ (یعنی قیامت تک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول فرمائے گا)

رسول خدا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم نے آسمان کے برابر گناہ کر لئے اور پھر شرمندہ ہو کر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے: آدمی گناہ کرتا ہے پھر اسی گناہ کے سبب جنت میں ہوتا ہے پوچھا گیا حضور وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا گناہ کے بعد فوراً اس کی آنکھیں بارگاہِ رب العزت میں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

فرمانِ حضور ﷺ ہے کہ ندامت گناہوں کا کفارہ ہے۔

www.waseemziyai.com

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے، گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

حضور ﷺ کی خدمت میں ایک حبشی حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! میں خطائیں کرتا ہوں، کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں! وہ کچھ دور جا کر واپس لوٹ آیا اور دریافت کیا کہ جب میں گناہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں! حبشی نے اتنا سنتے ہی ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

زندگی کے آخری سانس تک توبہ قبول ہوگی:

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ملعون قرار دیا تو اس نے قیامت تک کیلئے مہلت مانگی، اللہ نے اسے مہلت دے دی تو وہ کہنے لگا مجھے تیرے عزت و جلال کی قسم جب تک انسان کی زندگی کا رشتہ قائم رہے گا میں اسے گناہوں پر اکساتا رہوں گا۔ رب العزت نے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! میں ان کی زندگی کی آخری سانسوں تک ان کے گناہوں پر توبہ کا پردہ ڈالتا رہوں گا۔

فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے، نیکیاں گناہوں کو اس طرح دور لے جاتی ہیں جیسے پانی میل کو بہالے جاتا ہے (دور کر دیتا ہے)

جناب سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت اِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا۔ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو گناہ کرتا پھر توبہ کر لیتا پھر گناہ کرتا اور پھر توبہ کر لیتا تھا۔

جناب فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے رب ذوالجلال کا ارشاد ہی گنہگاروں کو بشارت دے دو، اگر وہ توبہ کریں تو میں قبول کر لوں گا، صدیقین کو متنبہ کر دیجیے اگر میں نے اعمال کا وزن کیا تو انہیں عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے جو گناہوں کی یاد میں پشیمان ہو گیا اگر اس کا دل خوفِ خدا سے کانپ گیا، اس کے گناہوں کو محو کر دیا جاتا ہے۔

گناہوں سے بچانے والا صرف ربِ ذوالجلال ہے:

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی سے خطا سرزد ہوئی اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اگر تم سے دوبارہ کوتاہی ہوئی تو میرے عذاب سے نہیں بچ سکو گے! نبی نے عرض کی اے اللہ! تو تو ہے اور میں میں! مجھے تیرے عزت و جلال کی قسم! اگر تو مجھے گناہوں سے نہ بچائے تو میں نہیں بچ سکوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں گناہوں کے خیالات سے بھی محفوظ کر دیا۔

بابِ توبہ کبھی بند نہیں ہوتا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے دریافت کیا، میں گناہ کر کے انتہائی شرمندہ ہوں، میرے لئے توبہ ہے؟ آپ نے منہ پھیر

www.waseemziyai.com

لیا. جب دوبارہ اس شخص کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں، کھولے بھی جاتے ہیں اور بند بھی کئے جاتے ہیں سوائے بابِ توبہ کے، وہ کبھی بھی بند نہیں ہوتا، عمل کرتا رہ اور رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک جوان شخص نے بیس سال متواتر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر بیس سال گناہوں میں بسر کئے۔ ایک مرتبہ آئینہ دیکھا تو اسے داڑھی میں بڑھاپے کے آثار نظر آئے، وہ بہت غمگین ہوا اور بارگاہِ رب العزت میں گزارش کی اے ربِ ذوالجلال! میں نے بیس سال تیری عبادت کی پھر بیس سال گناہوں میں بسر کئے، اب اگر تیری طرف لوٹ آؤں تو مجھے قبول کرلے گا؟ اس نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا تو نے ہم سے محبت کی ہم نے تجھے محبوب بنایا تو نے ہمیں چھوڑ دیا ہم نے تمہیں چھوڑ دیا تو نے گناہ کئے۔ ہم نے مہلت دے دی، اب اگر تو ہماری بارگاہ میں لوٹے گا تو ہم تجھے شرفِ قبولیت بخشیں گے۔

توبہ کے بارے میں سرورِ کونین ﷺ کا ارشاد گرامی:

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب بندہ توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے، محافظ فرشتے اس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں اس کے اعضائے جسمانی اس کی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں، زمین کا وہ ٹکڑا جس پر اس نے گناہ کیا ہے اور آسمان کا وہ حصہ جس کے نیچے اس نے گناہ کیا ہے۔ اس کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں، جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل عرش کے چاروں طرف لکھ دیا گیا تھا کہ:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ﴿۸۲﴾

جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے، میں اسے بخشنے والا ہوں۔ (پ۱۶ طٰہٰ ۸۲)

صغیرہ اور کبیرہ تمام گناہوں سے توبہ فرضِ عین ہے کیونکہ صغیرہ گناہوں پر اصرار انہیں کبیرہ گناہ بنادیتا ہے فرمانِ الٰہی ہے:

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (پ۴، اٰل عمران ۱۳۵)

اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں۔

توبہ نصوح یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن سے توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزمِ صمیم کرے، جو شخص ظاہری طور پر توبہ کرتا ہے اس کی مثال ایسے مردار کی ہے جس پر ریشم و کمخواب کی چادریں ڈال دی گئی

www.waseemziyai.com

ہوں اور لوگ اسے حیرت و استعجاب سے دیکھ رہے ہوں وہاں جب اس سے چادریں ہٹالی جائیں تو لوگ منہ پھیر کر چل دیں. اسی طرح لوگ عبادت ریائی کرنیوالوں کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے رہتے ہیں لیکن قیامت کا دن ہوگا تو ان کے فریب کا پردہ چاک کر دیا جائے گا اور فرشتے منہ پھیر کر چل دیں گے چنانچہ.
اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قیامت کے دن بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے مگر ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی ہوگی اس لئے کہ انہوں نے توبہ کے دروازے کو شرمندگی سے مستحکم نہیں کیا ہوگا، توبہ کے بعد گناہ نہ کرنے کا عزم نہیں کیا ہوگا، مظالم کو اپنی امکانی طاقت تک دفع نہیں کیا ہوگا اور آسان امور کے جواز کے سلسلہ میں جو کام انہوں نے کئے ہیں اور ان سے طلب مغفرت میں انہوں نے کوئی اہتمام نہیں کیا اور ان کے لئے یہ بات آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے۔
گناہوں کو بھول جانا بہت خطرناک بات ہے، ہر عقلمند لے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔

يَا اَيُّهَا الْمُذْنِبُ الْمُحْصِي الِمَهٗ   لَا تَنْسَ ذَنْبَكَ وَاذْكُرْ مِنْهُ سَلَفَا
وَتُبْ اِلَى اللّٰهِ قَبْلَ الْمَوْتِ وَانْزَجِرَا   يَا عَاصِيًا وَاعْتَرِفْ اِنْ كُنْتَ مُعْتَرِفَا

❁ اے گناہوں کو شمار کرنے والے مجرم اپنے گناہوں کو مت بھول اور گذشتہ غلطیوں کو یاد کرتا رہ۔
❁ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لے، گناہوں سے رک جا اور غلطیوں کا اعتراف کر لے۔

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا کہ اے عمر! کیوں روتے ہو؟ عرض کی حضور! دروازے پر کھڑے ہوئے جوان کی گریہ وزاری نے میرا جگر جلا دیا ہے، آپ نے فرمایا اسے اندر بلاؤ! جب جوان حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا اے جوان تم کس لئے رو رہے ہو؟ عرض کی حضور میں اپنے گناہوں کی کثرت اور رب ذوالجلال کی ناراضگی کے خوف سے رو رہا ہوں، آپ نے پوچھا کیا تو نے شرک کیا ہے؟ کہا: نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تیرے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے گا۔

جوان بولا یارسول اللہ! میر گناہ ان سے بھی بڑا ہے، آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ عرض کی میرا گناہ، آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرشِ الٰہی؟ عرض کی میرا گناہ، آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا رب ذوالجلال! عرض کی ربِ ذوالجلال بہت عظیم ہے! حضور ﷺ نے فرمایا بلاشبہ جرم عظیم کو ربِ عظیم ہی معاف فرماتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا تم مجھے اپنا گناہ تو بتلاؤ عرض کی حضور مجھے آپ کے سامنے عرض

www.waseemziyai.com

کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں تم بتلاؤ! عرض کی حضور میں سات سال سے کفن دزدی کر رہا ہوں۔ انصار کی ایک لڑکی فوت ہوگئی تو میں اس کا کفن چرانے جا پہنچا۔ میں نے قبر کھود کر کفن لے لیا اور چل پڑا۔ کچھ ہی دور گیا تھا کہ مجھ پر شیطان غالب آگیا اور میں الٹے قدم واپس پہنچا اور لڑکی سے بدکاری کی۔ میں گناہ کر کے ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ لڑکی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی اے جوان خدا تجھے غارت کرے تجھے اس نگہبان کا خوف نہیں آیا جو ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتا ہے، تو نے مجھے مردوں کی جماعت سے برہنہ کر دیا اور دربارِ خداوندی میں ناپاک کر دیا ہے، حضور ﷺ نے جب یہ سنا تو فرمایا: دور ہو جا اے بدبخت! تو نارِ جہنم کا مستحق ہے۔

جوان وہاں سے روتا ہوا اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوا نکل گیا۔ جب اسے اسی حالت میں چالیس دن گزر گئے تو اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہا: اے محمد و آدم و ابراہیم علیہم السلام کے رب! اگر تو نے میرے گناہ کو بخش دیا ہے تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو مطلع فرما ورنہ آسمان سے آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور جہنم کے عذاب سے بچالے۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مخلوق کو تم نے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ مجھے اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اور اسی نے رزق دیا ہے۔ تب جبریل نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جوان کی توبہ قبول کر لی ہے۔ پس حضور ﷺ نے نوجوان کو بلا کر اسے توبہ کی قبولیت کا مژدہ سنایا۔

ایک دردانگیز توبہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص ایسا تھا جو اپنی توبہ پر کبھی قائم نہیں رہتا تھا، جب بھی وہ توبہ کرتا اسے توڑ دیتا یہاں تک کہ اسے اس حال میں بیس سال گزر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی، میرے اس بندے کو کہہ دو میں تجھ سے سخت ناراض ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کو اللہ کا پیغام دیا تو وہ بہت غمگین ہوا اور بیابانوں کی طرف نکل گیا، وہاں جا کر بارگاہِ رب العزت میں عرض کی اے رب ذوالجلال! تیری رحمت جاتی رہی یا میرے گناہوں نے تجھے دکھ دیا؟ تیری بخشش کے خزانے ختم ہو گئے یا بندوں پر تیری نگاہِ کرم نہیں رہی؟ تیرے عفو و درگزر سے کونسا گناہ بڑا ہے؟ تو کریم ہے، میں بخیل ہوں، کیا میرا بخل تیرے کرم پر غالب آگیا ہے؟ اگر تو نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے محروم کر دیا تو وہ کس کے دروازے پر جائیں گے؟ اگر تو نے انہیں راندۂ درگاہ کر دیا تو وہ کہاں جائیں گے؟ اے رب قادر و قہار! اگر تیری بخشش جاتی رہی اور میرے لئے عذاب ہی رہ گیا ہے تو تمام گناہگاروں کا عذاب مجھے دیدے میں ان پر اپنی جان قربان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جاؤ اور میرے بندے سے کہہ دو کہ تو نے میرے کمالِ قدرت اور عفو و درگزر کی

www.waseemziyai.com

حقیقت کو سمجھ لیا ہے۔ اگر تیرے گناہوں سے زمین پر ہو جائے تب بھی میں بخش دوں گا۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو گنہگار توبہ کرنیوالے کی آواز سے زیادہ محبوب اور کوئی آواز نہیں ہے۔ جب وہ اللہ کو بلاتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے میں موجود ہوں۔ جو چاہے مانگ! میری بارگاہ میں تیرا رتبہ میرے بعض فرشتوں کے برابر ہے۔ میں تیرے دائیں بائیں اوپر ہوں اور تیری دلی دھڑکن سے زیادہ قریب ہوں۔ اے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے بندے ہیں جنہوں نے خطاؤں کے پودے لگائے۔ انہیں توبہ کا پانی دیا اور حسرت و ندامت کا پھل کھایا۔ وہ دیوانگی کے بغیر دیوانے کہلائے اور بغیر کسی مشقت کے لذتیں حاصل کیں۔ یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معرفت رکھنے والے فصیح و بلیغ حضرات ہیں اور عدیم النظیر ہیں۔ انہوں نے محبت کے جام پیئے اور مصائب پر صبر کرنے کی دولت سے مالا مال ہوئے پھر عالم ملکوت میں ان کے دل غمزدہ ہو گئے اور عالم جبروت کے حجابات کی سیر نے ان کے افکار کو جلا بخشی۔ انہوں نے ندامت کے خیموں میں بسیرا کیا۔ اپنی خطاؤں کے صحیفوں کو پڑھا اور گریہ وزاری میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی پرہیز گاری کی بدولت زہد کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے۔ انہوں نے راہِ نجات اور سلامتی کی بنیادوں کو پالیا ان کی ارواح کو بہشت کے باغوں میں جگہ ملی اور ابدی زندگی کے مستحق قرار پائے۔ انہوں نے آہ و بکا کی خندقوں کو پاٹ دیا اور خواہشات کی پلوں کو عبور کر گئے یہاں تک کہ وہ علم کے ہمسائے ہوئے اور حکمت و دانائی کے تالاب سے سیراب ہوئے۔ وہ فہم و فراست کی کشتیوں میں سوار ہوئے۔ انہوں نے سلامتی کے دریا میں نجات کی دولت سے قلعے بنائے اور راحت کے باغات اور عزت و کرامت کے خزانوں کے مالک بن گئے۔

باب ۱۸

فضیلت رحم

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ جنت میں رحم کرنے والا ہی داخل ہوگا۔ صحابہ کرام نے کہا ہم سب رحم کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا رحیم وہ نہیں جو اپنے آپ پر رحم کرے بلکہ رحیم وہ ہے جو اپنے آپ پر اور دوسروں پر رحم کرے۔

رحم کی حقیقت: اپنے آپ پر رحم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خلوصِ دل سے عبادت کرے گناہوں سے کنارہ کش ہو کر اور توبہ کر کے اپنے وجود کو اللہ کے عذاب سے بچائے۔ دوسروں پر رحم یہ ہے

www.waseemziyai.com

کہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ دے۔

فرمان حضور ﷺ ہے. مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں اور وہ جانوروں پر رحم کرے ان سے ان کی طاقت کے مطابق کام لے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے. ایک شخص سفر میں جا رہا تھا کہ اسے راستہ میں سخت پیاس لگی اسے قریب ہی ایک کنواں نظر آیا، جب کنوئیں سے پانی پی کر چلا تو دیکھا ایک کتا پیاس کے مارے زبان نکالے پڑا ہے، اسے خیال آیا کہ اسے بھی میری طرح پیاس لگی ہوگی، واپس گیا، منہ میں پانی بھر کر کتے کے پاس آیا اور اسے پلا دیا، اللہ تعالیٰ نے محض اسی رحم کی بدولت اس کے گناہوں کو معاف کر دیا۔

صحابہ کرام نے سوال کیا: یا رسول اللہ! ﷺ جانوروں پر شفقت کرنے سے بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر ذی روح پر شفقت کا اجر ملتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت لگا رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک قافلہ سے ہوا، آپ کو اندیشہ لاحق ہوا کہیں کوئی ان کا سامان نہ چرا لے راستے میں انہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے پوچھا امیر المومنین! اس وقت کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ قافلہ قریب اترا ہے، مجھے ڈر ہے کہیں کوئی چور ان کا سامان نہ لے جائے، چلو ان کی نگہبانی کریں۔ یہ دونوں حضرات قافلہ کے قریب جا کر بیٹھ گئے اور ساری رات پہرہ دیتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے قافلہ والو! نماز کے لئے اٹھو! جب قافلہ میں جاگ ہوگئی تو یہ حضرات واپس لوٹے۔

پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں ارشاد فرمایا:

رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ (پ۲۶ الفتح ۲۹) آپس میں نرم دل۔

وہ مسلمان پر بلکہ تمام مخلوق پر رحم کرنے والے ہیں یہاں تک کہ ذمی کافر بھی ان کی نگاہ شفقت سے محروم نہ رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے ذمی کو لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ہم نے تیرے ساتھ انصاف نہیں کیا، جوانی میں تجھ سے جزیہ لیتے رہے اور بڑھاپے میں تجھے دربدر ٹھوکریں کھانے کو چھوڑ دیا، آپ نے اسی وقت بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے، میں نے ایک صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ایک وادی میں اونٹ پر سوار چلے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا، امیر المومنین! کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ گم ہوگیا ہے، اسے تلاش کر رہا ہوں، میں نے کہا آپ نے بعد میں

www.waseemziyai.com

آنے والے خلفا کو مشکل میں ڈال دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا اے ابو الحسن! رضی اللہ عنہ مجھے ملامت نہ کرو، رب ذوالجلال کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر دریائے فرات کے کنارے ایک سالہ بھیڑ کا بچہ بھی مر جائے تو قیامت کے دن اس کے بارے میں مواخذہ ہوگا کیوں کہ اس امیر کی کوئی عزت نہیں جس نے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا۔

رحم کے بارے میں ارشاداتِ نبویہ: فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے میری امت کے لوگ جنت میں نمازوں کی کثرت سے نہیں بلکہ دلوں کی سلامتی، سخاوت اور مسلمانوں پر رحم کرنے کی بدولت داخل ہوں گے۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو کسی پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا جو کسی کو نہیں بخشتا اسے نہیں بخشا جاتا۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پر مسلمانوں کے چار حق ہیں اپنے محسن کی امداد کرو، گناہ گار کے لئے مغفرت طلب کرو، مریض کی عیادت کرو اور توبہ کرنے والے کو دوست رکھو۔ روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ! تو نے مجھے کس وجہ سے صفی بنایا ہے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا مخلوق پر تیرے رحم کرنے کی وجہ سے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بچوں سے چڑیاں خرید کر انہیں چھوڑ دیتے اور فرماتے جاؤ آزادی کی زندگی بسر کرو۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ رحمت، شفقت اور محبت میں تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جب جسم کا کوئی عضو تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو سارا جسم اس درد اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حکایت: بنی اسرائیل پر سخت قحط کا زمانہ تھا، ایک عابد کا ریت کے ٹیلے سے گذر ہوا تو اس کے دل میں خیال آیا کاش یہ ریت کا ٹیلا آٹے کا ٹیلہ ہوتا اور میں اس سے بنی اسرائیل کے پیٹ بھرواتا، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی کی طرف وحی بھیجی، میرے بندے سے کہہ دو کہ تجھے اس کے برابر بنی اسرائیل کو آٹا کھلانے سے جتنا ثواب ملتا ہے دے دیا ہے، اس لئے فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

حکایت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے آپ نے شیطان کو دیکھا ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے میں راکھ لئے چلا جا رہا تھا آپ نے پوچھا اے دشمن خدا! یہ شہد اور راکھ تیرے کس کام آتی ہے، شیطان نے کہا شہد غیبت کرنے والوں کے ہونٹوں پر لگاتا ہوں تاکہ وہ اور آگے بڑھیں، راکھ یتیموں کے چہروں پر ملتا ہوں تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں۔

www.waseemziyai.com

حضور ﷺ نے فرمایا جب یتیم کو دکھ دیا جاتا ہے تو اس کے رونے سے اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ جاتا ہے اور رب ذوالجلال فرماتا ہے اے فرشتو! اس یتیم کو جس کا باپ منوں مٹی تلے دفن ہو چکا ہے، کس نے رلایا ہے؟ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے یتیم کے لباس و طعام کی ذمہ داری لے لی اللہ نے اس کے لئے جنت کو واجب کر دیا۔ روضۃ العلماء میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانے سے پہلے میل دو میل کا چکر لگا کر مہمانوں کو تلاش کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رو پڑے، پوچھا گیا آپ کیوں روئے؟ آپ نے فرمایا ایک ہفتہ ہو گیا میرے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا، شاید اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش نہیں ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جو کسی بھوکے کو فی سبیل اللہ کھانا کھلاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس نے کسی بھوکے سے کھانا روک لیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص سے اپنا فضل و کرم روک لے گا اور اسے عذاب دے گا۔

سخی، اللہ کے قریب اور جہنم سے دور ہوتا ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے: سخی اللہ تعالیٰ، جنت اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور جہنم سے دور ہوتا ہے، بخیل اللہ تعالیٰ جنت اور لوگوں سے دور رہتا ہے اور جہنم سے قریب ہوتا ہے فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جاہل سخی، اللہ تعالیٰ کو عابد بخیل سے زیادہ پسند ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ قیامت کے دن چار شخص بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے، عالم باعمل حاجی، جس نے حج کے بعد موت تک گناہوں کا ارتکاب نہ کیا، شہید جو اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے میدان جنگ میں مارا گیا، سخی جس نے مال حلال کمایا اور اللہ کی رضا جوئی میں خرچ کر دیا، یہ لوگ ایک دوسرے سے اس بات پر جھگڑیں گے کہ جنت میں پہلے کون داخل ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ نے اپنے بعض بندوں کو مال و دولت سے مالا مال کر دیا تاکہ وہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے رہیں جو شخص فائدہ پہنچانے میں پس و پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دولت کسی اور کو دے دیا کرتا ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں زمین پر جھکی ہوئی ہیں، جس نے اس کی کسی شاخ کو تھام لیا وہ اسے جنت میں لے جائے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا صبر اور سخاوت۔ حضرت مقدام بن شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد اور اپنے جد سے روایت کرتے ہیں، ان کے دادا نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتلائیے جو مجھے جنت کا مکین بنا دے۔ آپ نے فرمایا مغفرت کے اسباب میں سے کھانا کھلانا، سلام کرنا اور خوش اخلاقی ہے۔

www.waseemziyai.com

باب ۱۹:

درود شریف کی فضیلت

نماز میں خضوع وخشوع

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن جبریل امین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میں نے آسمانوں پر ایک ایسا فرشتہ دیکھا جو تخت نشین تھا اور ستر ہزار فرشتے صف بستہ اس کی خدمت میں حاضر تھے، اس کے ہر سانس سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے، ابھی ابھی میں نے اسے شکستہ پروں کے ساتھ کوہ قاف میں روتے ہوئے دیکھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا تم اللہ تعالیٰ کے حضور میری سفارش کرو، میں نے پوچھا تیرا جرم کیا ہے؟ اس نے کہا معراج کی رات جب محمد ﷺ کی سواری گزری تو میں تخت پر بیٹھا رہا تعظیم کے لئے کھڑا نہیں ہوا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جگہ اس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے جبریل امین نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر اس کی سفارش کی، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تم اس سے کہو کہ یہ محمد ﷺ پر درود بھیجے چنانچہ اس فرشتہ نے آپ ﷺ پر درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس لغزش کو معاف کر دیا اور اس کے نئے پر بھی پیدا فرمائے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا:

روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کی نمازیں دیکھی جائیں گی، اگر اس کی نمازیں مکمل ہوئیں تو نمازوں سمیت اس کے سارے اعمال قبول کر لئے جائیں گے اگر نمازیں نامکمل ہوئیں تو سمیت اس کے تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

حضور ﷺ کا فرمان ہے، فرض نماز ترازو کی طرح ہے جس نے انہیں پورا کیا وہ کامیاب رہا۔

حضرت یزید الرقاشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ کی نماز اس طرح برابر ہوتی تھی جیسے وہ تلی ہوئی ہو۔

فرمان نبوی ﷺ ہے، میری امت کے دو آدمی نماز پڑھیں گے، ان کے رکوع، سجود ایک جیسے ہوں گے مگر ان کی نمازوں میں زمین آسمان کا فرق ہوگا، ایک میں خشوع ہوگا اور دوسری بغیر خشوع کے ہوگی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے پر نظر رحمت نہیں ڈالے گا جس نے رکوع اور سجدہ کے درمیاں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کیا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے، جس نے وقت پر

www.waseemziyai.com

نماز پڑھی. وضو صحیح کیا اور رکوع وسجود کو خشوع وخضوع سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا اس کی نماز سفید اور براق صورت میں آسمانوں کی طرف جاتی ہے اور کہتی ہے اے بندے! جیسے تو نے میری حفاظت کی اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے لیکن جس نے نماز وقت پر نہ پڑھی نہ وضو صحیح کیا اور اپنے رکوع سجود کو خشوع سے آراستہ نہ کیا. اس کی نماز کالی سیاہ شکل میں اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے جیسے تو نے مجھے خراب کیا اللہ تعالیٰ تجھے بھی خراب کرے یہاں تک کہ اسے پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اس کے منہ پر مارا جاتا ہے۔

بدترین شخص نماز کا چور ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ بدترین آدمی نماز کا چور ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے. نماز ایک پیمانہ ہے جس نے اسے پورا کر دیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس میں کمی کی اس کیلئے عذاب ہے۔ بعض علماء کا قول ہے نمازی تاجر کی طرح ہے تاجر کو اس مال سے نفع ملتا ہے جو خالص ہو. اسی طرح نمازی کی عبادت بھی فرائض کو ادا کئے بغیر سود مند نہیں ہوتی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز کے وقت فرماتے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو آگ جلائی ہے اٹھو اسے نماز کے ذریعہ بجھا دو۔

فرمان نبوی ﷺ ہے. نماز سکون اور تواضع کے ساتھ ہے۔ جو اپنی نماز کے باعث فحش اور برے کاموں سے نہ رکا، اللہ تعالیٰ سے اسکی دوری بڑھتی جاتی ہے پس غافل کی نماز اسے برائیوں سے نہیں روکتی ہے. فرمان نبوی ﷺ ہے. بہت سے نمازی ایسے ہیں جن کو نمازوں سے دکھ اور تکلیف کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ کا اشارہ ان نمازیوں کی طرف ہے جو غفلت سے نماز ادا کرتے ہیں، حضور ﷺ کا ارشاد ہے، بندہ کا نماز میں وہی حصہ ہے جسے وہ کامل توجہ سے پڑھتا ہے۔

اہل معرفت کہتے ہیں نماز چار چیزوں کا نام ہے، علم سے آغاز، حیا کے ساتھ قیام، تعظیم سے ادائیگی اور خوف خدا کے ساتھ اس کا اختتام۔ بعض مشائخ کا قول ہے. جس کا دل نماز کی حقیقت کو نہ سمجھتا ہو اس کی نماز فاسد ہے۔

فرمان رسول مقبول ﷺ ہے، جنت میں افیح نام کی ایک نہر ہے جس میں زعفران سے پیدا کی ہوئی حوریں موتیوں کے ساتھ دل بہلاتی رہتی ہیں اور ستر ہزار زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہیں ان کی آوازیں حضرت داؤد علیہ السلام کے لحن سے زیادہ شیریں ہیں، وہ کہتی ہیں ہم ان کیلئے ہیں جو خضوع و خشوع سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں ایسے نمازی کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دوں گا اور اسے شرفِ دیدار بخشوں گا (جو خضوع وخشوع سے نمازیں ادا کرتا ہے)

نماز کس طرح ادا کی جائے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ! جب تو دل شکستہ ہو کر مجھے یاد کرتا ہے تو میں تجھے یاد کرتا ہوں، کامل اطمینان اور

www.waseemziyai.com

خشوع سے میرا ذکر کیا کر. اپنی زبان کو دل کا مطیع بنا. میری بارگاہ میں عبد ذلیل کی طرح حاضری دے. خوف زدہ دل سے مجھے پکار اور سچائی کی زبان سے مجھے بلاتا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اپنی امت کے گناہ گاروں سے کہہ دو میرا ذکر نہ کریں. میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ جو مجھے یاد کرے گا. میں اسے یاد کروں گا. یہ جب مجھے یاد کرتے ہیں تو میں ان پر لعنت کرتا ہوں۔

اے ارباب ہوش! یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جو گنہگار ہیں مگر یادِ خدا سے غافل نہیں. ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو بدکار بھی ہیں اور یادِ خدا سے بھی غافل ہیں۔

بعض صحابہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے. انسان نماز میں جس قدر سکون و اطمینان اور لذت و سرور حاصل کرتا ہے. اسی قدر قیامت کے دن وہ پُرسکون ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا تھا. آپ نے فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضا میں اس کا ظہور ہوتا۔ (داڑھی سے اس طرح شغل کرنے سے ظاہر ہے کہ اس کے دل میں خشوع نہیں ہے) آپ نے فرمایا جس کے دل میں خشوع نہیں اس کی نماز رائیگاں ہے۔

خضوع و خشوع سے نماز ادا کرنیوالوں کی صفات:

اللہ تعالیٰ نے نماز میں خشوع و خضوع رکھنے والوں کی تعریف متعدد آیات میں کی ہے.

فرمانِ الٰہی ہے:

فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲	اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ (پ۱۸ المومنون ۲)
عَلٰی صَلَاتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝۹۲	اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ (پ۷ الانعام ۹۲)
عَلٰی صَلَاتِہِمْ دَآئِمُوْنَ ۝۲۳	اپنی نماز کے پابند ہیں۔ (پ۲۹ المعارج ۲۳)

کسی نے خوب کہا، نمازی تو بہت ہیں مگر خشوع سے نماز ادا کرنے والے کم ہیں، حاجی بہت ہیں لیکن نیک سیرت کم ہیں، پرندے بہت ہیں مگر بلبلیں کم ہیں، اور عالم بہت ہیں مگر عامل کم ہیں۔

نمازِ صحیح: صحیح نماز، خشوع و خضوع اور انکساری کا نام ہے اور یہی قبولیت نماز کی علامت ہے۔ کیوں کہ جیسے جوازِ نماز کی شرائط ہیں اسی طرح قبولیت نماز کی بھی شرائط ہیں، جواز کی شرائط فرائض کا ادا کرنا اور قبولیت نماز کی شرائط میں خشوع اور تقوی سرفہرست ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲	بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ (پ۱۸ المومنون ۱،۲)

تقوی کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے:

www.waseemziyai.com

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ﴿۲۷﴾ اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

(پ۶ المائدہ:۲۷)

فرمان نبوی ﷺ ہے جس نے کامل خشوع سے دو رکعت نماز ادا کی۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پیدائش کے دن پاک تھا۔

نماز اندھیرے میں پڑھی جائے:

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں دل، خیالاتِ فاسدہ کی وجہ سے صحیح معنوں میں نماز کی طرف متوجہ نہیں ہو پاتا لہٰذا ان خیالات سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے، نجات کے کئی طریقے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھی جائے یا ایسی جگہ نماز پڑھی جائے جہاں کامل سکوت ہو، نیچے رنگین فرش نہ ہو اور نمازی نے منقش کپڑے نہ پہنے ہو کیوں کہ ان چیزوں پر جونہی نظر پڑتی ہے انسان ادھر متوجہ ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں، حضور ﷺ نے حضرت ابوجہم رحمۃ اللہ علیہ کے بھیجے ہوئے منقش کرتے میں نماز پڑھی اور نماز کے فوراً بعد اتار کر واپس بھیج دیا اور فرمایا اس نے ابھی مجھے نماز میں اپنی طرف متوجہ کر دیا۔

ایک مرتبہ نئے جوتے پہن کر آپ نے نماز پڑھی، نماز کے بعد آپ نے اسے اتار دیا اور وہی پرانے جوتے پہن لئے اور فرمایا میں نماز میں اس کی طرف دیکھ کر مشغول ہو گیا۔ مرد کیلئے سونے کے زیورات کی حرمت سے پہلے آپ ایک دن سونے کی انگوٹھی پہن کر منبر پر تشریف فرما تھے، آپ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا یہ مجھے اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھی، اچانک ایک پرندہ اڑا اور وہ درختوں سے نکلنے کی راہ تلاش کرنے لگا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تعجب سے یہ منظر دیکھا تو وہ ادا شدہ رکعتوں کی تعداد بھول گئے۔ آپ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے باغ اللہ کی راہ میں دے دیا ہے، اب آپ جیسے چاہیں اسے خرچ کریں۔ ایک اور شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اپنے اس باغ میں، جو کھجوروں سے لدا ہوا تھا، نماز پڑھی تو ان کی نظر کھجوروں کے پھل دیکھنے میں ایسی الجھی کہ اسے رکعت کی تعداد یاد نہ رہی، نماز ختم کر کے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے اس باغ کو اللہ کے نام پر بخش دیا ہے، اسے اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ باغ پچاس ہزار روپے میں فروخت کر دیا۔ اسلافِ کرام میں سے بعض حضرات کا ارشاد ہے کہ نماز میں چار چیزیں انتہائی بری ہیں، کسی دوسری طرف متوجہ ہونا، منہ پر ہاتھ پھیرنا، کنکریاں صاف کرنا اور گزرگاہ پر نماز شروع کر دینا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے:

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ

اپنی توجہ نماز سے نہیں ہٹاتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی میخ گڑی ہوئی ہے۔ بعض حضرات اتنے سکون سے رکوع کرتے کہ پرندے انہیں پتھر سمجھ کر ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

ذوق سلیم بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جب دنیاوی شان وشوکت والے انسانوں کے حضور لوگ انتہائی تعظیم سے حاضر ہوتے ہیں تو اس بادشاہ کے حضور تو بطریق اولیٰ تعظیم وتکریم سے حاضر ہونا چاہئے۔

توراۃ میں مرقوم ہے، اے انسان! میری بارگاہ میں روتے ہوئے حاضری دینے سے گھبرا میں (تیرا خدا) تیرے دل سے بھی زیادہ قریب ہوں اور ہر جگہ میرا نور جلوہ فگن ہے۔

روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا، حالت اسلام میں انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی نماز کامل نہیں ہوتی، پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا دل میں خشوع نہ آیا، انکساری پیدا نہ ہوئی اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ تن متوجہ نہ بنا (تو پھر نماز کیسے کامل ہوئی؟)

ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت:

الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ — جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (پ۳۰ الماعون ۵)

کے معنی دریافت کئے گئے، انہوں نے کہا یہ اس شخص کے بارے میں ہے، جو نماز میں بھول جاتا ہے اور اسے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین؟

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ ارشاد الٰہی اس شخص کے بارے میں ہے جو نماز کو بھول جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے فرائض کو ادا کئے بغیر مجھ سے رہائی نہیں پا سکیں گے۔

باب ۲۰:

غیبت وچغلی

غیبت پر وعید: خداوند قدوس نے قرآن مجید میں غیبت کی مذمت کرتے ہوئے غیبت کرنے والوں کو مردار کا گوشت کھانے والے کہا ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ — ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے
اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ — مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟
اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ — (پ۲۶ الحجرات ۱۲)

www.waseemziyai.com

فرمان نبی کریم ﷺ ہے کہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔ ارشاد نبوی ہے کہ اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے۔ کیونکہ زانی گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے مگر غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک کہ جس کی غیبت کی جائے وہ معاف نہ کر دے۔

رسول ﷺ کا ارشاد ہے، جو کسی مسلمان بھائی کی برائی چاہتے ہوئے غیبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے یوم قیامت جہنم کے پل پر اس وقت تک کھڑا کرے گا کہ جو کچھ اس نے کہا تھا نکل جائے۔

فرمان رسول کریم ﷺ ہے، غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے خواہ اس کے بدن کا کوئی عیب ہو نسب کا عیب ہو، اس کے قول و فعل یا دین و دنیا کا عیب ہو یہاں تک کہ اس کے کپڑوں اور سواری میں بھی کوئی عیب نکالے گا تو یہ غیبت ہو گی۔ بعض متقدمین کا قول ہے، یہ کہنا بھی کہ فلاں کا کپڑا لمبا یا چھوٹا ہے، غیبت ہے چہ جائیکہ اس کی ذات کے نقص گنے جائیں (تو اس غیبت کا کیا ٹھکانا)۔

ایک چھوٹے قد کی عورت کسی کام کے لئے ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، جب وہ واپس گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس کا قد کتنا چھوٹا تھا، آپ نے فرمایا عائشہ! تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ اس میں تین مصیبتیں ہیں: غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی، اس کی نیکیاں نامقبول ہوتی ہیں اور اس پر گناہوں کی یورش ہوتی ہے۔

چغل خور کا انجام: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بدترین آدمی دو چہروں والا چغلخور ہو گا جو آپ کے پاس اور چہرہ لے کر آتا ہے، دوسرے کے پاس اور چہرہ لے کر جاتا ہے اور فرمایا جو دنیا میں چغلخوری کرتا ہے قیامت کے دن اس کے منہ سے آگ کی دو زبانیں نظر آئیں گی۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے چغلخور جنت میں نہیں جائے گا۔

حکمت: اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں کے منہ میں زبان پیدا کی ہے مگر مچھلی کو زبان نہیں دی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حکم خداوندی سے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور ابلیس رجیم ہو کر مسخ شدہ صورت میں زمین پر پھینک دیا گیا تو وہ سمندروں کی طرف گیا تو اسے سب سے پہلے مچھلی نظر آئی جسے اس نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتلایا کہ وہ بحر و بر کے جانوروں کا شکار کرے گا، تو مچھلی نے تمام دریائی جانوروں تک حضرت آدم کی کہانی کہہ سنائی بایں وجہ اسے اللہ تعالیٰ نے زبان کے شرف سے محروم کر دیا۔

چغل خور کی سزا: جناب عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی بہن مدینہ کے نواح میں رہتی تھی، وہ بیمار ہو گئی تو یہ شخص اس کی تیمارداری میں لگا

رہا لیکن وہ مرگئی تو اس شخص نے اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا. آخر جب اسے دفن کر کے واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ وہ رقم کی ایک تھیلی قبر میں بھول آیا ہے. اس نے اپنے ایک دوست سے مدد طلب کی. دونوں نے جا کر اس کی قبر کھود کر تھیلی نکال لی. تو اس نے دوست سے کہا ذرا ہٹنا میں دیکھوں تو سہی میری بہن کس حال میں ہے؟ اس نے لحد میں جھانک کر دیکھا تو وہ آگ سے بھڑک رہی تھی. وہ واپس چپ چاپ چلا آیا اور ماں سے پوچھا: میری بہن میں کیا خراب عادت تھی؟ ماں نے کہا تیری بہن کی عادت تھی کہ وہ ہمسایوں کے دروازوں سے کان لگا کر ان کی باتیں سنتی تھی اور چغل خوری کیا کرتی تھی۔ پس اس شخص کو معلوم ہو گیا کہ عذاب کا سبب کیا ہے. پس جو شخص عذابِ قبر سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ غیبت اور چغل خوری سے پرہیز کرے۔

جناب ابو للیث کا ایک واقعہ:

جناب ابو للیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے گھر سے روانہ ہوئے اور دو دینار جیب میں ڈال لئے، روانہ ہوتے وقت قسم کھائی کہ اگر میں نے مکہ مکرمہ کو جاتے یا گھر واپس آتے ہوئے کسی کی غیبت کی تو یہ دو دینار اللہ کے نام پر صدقہ کر دوں گا۔ آپ مکہ شریف تک گئے اور گھر واپس آئے مگر دینار اسی طرح ان کی جیب میں محفوظ رہے. ان سے غیبت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا میں ایک مرتبہ کی غیبت کو سو مرتبہ زنا سے بدترین سمجھتا ہوں۔

جناب ابو حفص الکبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں کسی انسان کی غیبت کرنے کو ماہِ رمضان کے روزے نہ رکھنے سے بدتر سمجھتا ہوں، پھر فرمایا جس نے کسی عالم کی غیبت کی تو قیامت کے دن اس کے چہرے پر لکھا ہوا ہوگا، یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، معراج کی رات میرا ایسی قوم پر گزر ہوا جو اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو چھیل رہے تھے اور مردار کھا رہے تھے، میں نے جبریل امین سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھاتے رہے ہیں یعنی غیبت کرتے رہے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے، رب ذوالجلال کی قسم! غیبت لقمہ کے پیٹ میں پہنچنے سے بھی جلد تر، مومن کے دین میں رخنہ ڈال دیتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے ہم سفر تھے اور ان کیلئے کھانا تیار کرتے تھے، ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کھانے کی کوئی چیز نہ پائی جسے تیار کر کے وہ کھا سکیں. حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر دیکھو وہاں کچھ موجود ہے؟ انہوں نے واپس آ کر بتلایا کہ وہاں کچھ نہیں ہے، اس پر انہوں نے کہا اگر تم فلاں کنوئیں کی طرف جاتے تو اس کا پانی بھی خشک ہو جاتا، تب یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ (پ۲۶ الحجرات ۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے. تم بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتے ہو مگر تمہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے. قیامت کے دن اس کے سامنے مردہ بھائی کا گوشت رکھا جائے گا اور کہا جائے گا جسے تو زندہ کھاتا تھا اب اس کے مردہ کو بھی کھا اور وہ اسے کھائے گا. پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔

غیبت کی بدبو کیوں محسوس نہیں ہوتی:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں غیبت بہت کم کی جاتی تھی اس لئے اس کی بدبو آتی تھی مگر اب غیبت اتنی عام ہوگئی ہے کہ مشام اس کی بدبو کے عادی ہو گئے ہیں کہ وہ اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص چمڑے رنگنے والوں کے گھر میں داخل ہو تو وہ اس کی بدبو سے ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکے گا مگر وہ لوگ وہیں کھاتے پیتے ہیں اور انہیں بو محسوس ہی نہیں ہوتی کیوں کہ ان کے مشام (ناک) اس قسم کی بو کے عادی ہو چکے ہیں اور یہی حال اب اس غیبت کی بدبو کا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے. میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے. جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرا وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا اور جو غیبت کرتے کرتے مر گیا وہ جہنم میں سب سے پہلے جائے گا. فرمان الٰہی ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ۙ خرابی ہے اس کیلئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے۔ (پ ۳۰ الھمزۃ ۱)

یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جو مسلمانوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی برائیاں کیا کرتا تھا، اس آیت کا شان نزول تو خاص ہے مگر اس کی وعید عام ہے۔

غیبت زنا سے بھی بدتر ہے:

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ. یہ زنا سے بھی بدتر ہے، پوچھا گیا یہ زنا سے کیسے بدتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا آدمی زنا کر کے توبہ کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے مگر غیبت کرنے والے کو جب تک وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہو. معاف نہ کرے اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی، لہٰذا ہر غیبت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور شرمندہ ہو کر توبہ کرے تا کہ اللہ کے کرم سے فیض یاب ہو کر پھر اس شخص سے معذرت کرے جس کی اس نے غیبت کی تھی تا کہ غیبت کے اندھیاروں سے رہائی حاصل ہو۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا

www.waseemziyai.com

منہ دبر کی طرف پھیر دے گا۔اس لئے ہر غیبت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے اور جس شخص کی غیبت کی ہے اس تک بات پہنچنے سے قبل ہی رجوع کرے کیونکہ غیبت کے وہاں پہنچنے سے پہلے جس کی غیبت کی گئی ہو،اگر توبہ کر لی جائے تو توبہ قبول ہو جاتی ہے مگر جب بات اس شخص تک پہنچ جائے تو جب تک وہ خود معاف نہ کرے توبہ سے گناہ معاف نہیں ہوتا اور اسی طرح شادی شدہ عورت سے زنا کا مسئلہ ہے، جب تک اس کا شوہر معاف نہ کرے،توبہ قبول نہیں ہوگی، رہا نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ کا معاملہ تو قضا ادا کئے بغیر ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

باب ۲۱

زکوٰۃ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے پر عذاب:

فرمان الٰہی ہے:

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۝۴

اور وہ لوگ جو زکوٰۃ ادا کرنیوالے ہیں۔

(پ۱۸ المومنون ۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال و دولت کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے پہلو اور پیٹھ جہنم کے سخت گرم پتھروں سے داغی جائینگی اور اس کا جسم وسیع کر دیا جائیگا اور جب کبھی اسکی حرارت میں کمی آئے گی اسکو بڑھا دیا جائے گا اور دن اس کے لیے طویل کر دیا جائے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے اعمال کا فیصلہ ہوگا پھر وہ جنت کی طرف اپنا راستہ اختیار کریگا، فرمان الٰہی ہے:۔

وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَهَا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝۳۴ يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ ‌ؕ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ ۝۳۵ (پ۱۰ التوبۃ ۳۴، ۳۵)

جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں عذاب الیم کی خوشخبری دے دو، جس دن ان کے مال کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کے پہلوؤں، پیشانیوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا کہ یہ ہے جو کچھ تم نے جمع کیا تھا، اب اپنے جمع کردہ مال کا مزہ چکھو۔

www.waseemziyai.com

قیامت کے دن فقراء، اغنیاء کیلئے باعث ہلاکت ہوں گے:

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ قیامت کے دن فقراء اغنیاء کیلئے ہلاکت کا سبب بنیں گے، جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے اللہ! انہوں نے ہمارے حقوق غصب کر کے ہم پر ظلم کیا تھا۔ رب فرمائے گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! آج میں تمہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دوں گا اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر دوں گا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ اغنیاء کے مال میں سائل اور فقیر کا ایک معین حق ہے۔

(پ۲۹ المعارج ۲۵،۲۴)

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، معراج کی رات میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جنہوں نے آگے پیچھے چیتھڑے لگائے ہوئے تھے اور جہنم کا تھوہر، ایلوا اور بدبودار گھاس جانوروں کی طرح کھا رہے تھے، میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کی حضور! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کا صدقہ (زکوۃ) نہیں دیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے نہیں بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔

عجیب وغریب حکایت:

تابعین رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضرت ابی سنان رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے آئی، جب ان لوگوں کو وہاں بیٹھے کچھ دیر ہوگئی تو جناب ابی سنان رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا ہے، چلو تعزیت کے لئے اس کے بھائی کے پاس چلیں، محمد بن یوسف الفریابی کہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوگئے اور اس کے بھائی کے پاس پہنچے تو دیکھا وہ بہت آہ و بکا کر رہا تھا ہم نے اس کو کافی تسلیاں دیں، صبر کی تلقین کی مگر اس کی گریہ وزاری برابر جاری رہی۔ ہم نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر شخص کو آخر مر جانا ہے؟ وہ کہنے لگا یہ صحیح ہے مگر میں اپنے بھائی کے عذاب پر روتا ہوں۔ ہم نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غیب سے تمہارے بھائی کے عذاب کی خبر دی ہے؟ کہنے لگا نہیں بلکہ ہوا یوں کہ جب سب لوگ میرے بھائی کو دفن کر کے چل دیئے تو میں وہیں بیٹھا رہا، میں نے اس کی قبر سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا آہ! وہ مجھے تنہا چھوڑ گئے اور میں عذاب میں مبتلا ہوں، میری نمازیں اور روزے کہاں گئے؟ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا میں نے اس کی قبر کھودنا شروع کر دی تاکہ دیکھوں، میرا بھائی کس حال میں ہے، جونہی قبر کھلی، میں نے دیکھا اس کی قبر میں آگ دہک رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا ہے مگر میں محبت میں دیوانہ وار آگے بڑھا اور اس طوق کو اتارنا چاہا جس کو ہاتھ لگاتے ہی میرا یہ ہاتھ انگلیوں سمیت جل گیا ہے۔

ہم نے دیکھا واقعی اس کا ہاتھ بالکل سیاہ ہو چکا تھا، اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا، میں نے اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور واپس لوٹ آیا، اب اگر میں نہ روؤں تو اور کون روئے گا؟ ہم نے پوچھا

www.waseemziyai.com

تیرے بھائی کا کوئی فعل ایسا بھی تھا جس کے باعث اسے یہ سزا ملی؟ اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوۃ نہیں دیتا تھا، ہم بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہ اس فرمان الٰہی کی تصدیق ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور جو لوگ ہمارے فضل سے عطا کردہ مال میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کیلئے مصیبت ہے عنقریب قیامت کے دن انہیں طوق پہنایا جائے گا۔ (پ ۴، اٰل عمران ۱۸۰)

تیرے بھائی کو قیامت سے پہلے ہی عذاب دے دیا گیا ہے۔

جناب محمد بن یوسف الفریابی کہتے ہیں ہم وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور انہیں سارا ماجرا سنا کر دریافت کیا کہ یہود و نصاریٰ مرتے ہیں مگر ان کے ساتھ کبھی ایسا اتفاق نہیں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دائمی عذاب میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ تمہیں عبرت حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کی یہ حالتیں دکھاتا ہے، فرمان الٰہی ہے:

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾

تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں۔ (پ ۷، الانعام ۱۰۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے، زکوۃ نہ دینے والے اللہ تعالیٰ کے یہاں یہود و نصاریٰ کی طرح ہیں، عشر نہ دینے والے مجوس کی طرح اور جو لوگ زکوۃ اور عشر نہ دینے والے ہیں وہ نبی کریم ﷺ اور فرشتوں کی زبان سے ملعون قرار پائے اور ان کی گواہی نامقبول ہے اور فرمایا اس شخص کے لئے خوشخبری ہے، جس نے زکوٰۃ اور عشر ادا کیا اور اس شخص کیلئے بھی خوشخبری ہے جس پر قیامت اور زکوٰۃ کا عذاب نہیں ہے، جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی، اللہ تعالیٰ نے اس سے عذاب قبر کو اٹھالیا، اس پر جہنم کو حرام کر دیا، اس کے لئے بغیر حساب کے جنت واجب کر دی ہے اور اسے قیامت کے دن پیاس نہیں لگے گی۔

باب ۲۲

زِنا

فرمان الٰہی ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾ (پ ۱۸ المومنون ۵)

وہ حرام اور بدکاریوں سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ایک اور آیت میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ (پ۸ الانعام ۱۵۲)
یعنی چھوٹے بڑے ظاہر پوشیدہ کسی بھی گناہ کے قریب مت جاؤ۔

یہاں بڑے سے مراد زنا اور چھوٹے سے مراد بوسہ لینا، بری نظر سے دیکھنا اور چھونا ہے، چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے، ہاتھ زنا کرتے ہیں، پیر زنا کرتے ہیں اور آنکھیں زنا کرتی ہیں، فرمان الٰہی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ (پ۱۸ النور ۳۰)
مومنوں سے کہہ دیجئے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ حرام کی طرف نہ دیکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو ارتکاب حرام سے محفوظ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں زنا کی حرمت بیان فرمائی ہے، ایک جگہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ (پ۱۹ الفرقان ۶۸)
جو شخص زنا کرتا ہے اسے آثام میں ڈالا جائے گا۔

اثام کے متعلق کہا گیا ہے کہ جہنم کی ایک وادی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ جہنم کا ایک غار ہے، جب اس کا منہ کھولا جائے گا تو اس کی شدید بدبو سے جہنمی چیخ اٹھیں گے

زنا میں چھ مصیبتیں ہیں: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، زنا سے بچو اس میں چھ مصیبتیں ہیں جن میں سے تین کا تعلق دنیا سے ہے اور تین کا آخرت سے ہے، دنیا میں رزق کم ہو جاتا ہے، زندگی مختصر ہو جاتی ہے اور چہرہ مسخ ہو جاتا ہے اور آخرت میں خدا کی ناراضگی، سخت پرسش اور جہنم میں داخل ہونا ہے، روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زانی کی سزا کے بارے میں پوچھا تو رب تعالیٰ نے فرمایا میں اسے آگ کی زرہ پہناؤں گا، وہ ایسی وزنی ہے کہ اگر بہت بڑے پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ کہتے ہیں، ابلیس کو ہزار بدکار مردوں سے ایک بدکار عورت زیادہ پسند ہوتی ہے۔

مصابیح میں ارشاد رسول اکرم ﷺ ہے، جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل کر اس کے سر پر چھتری کی طرح معلق رہتا ہے اور جب وہ اس گناہ سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان پھر لوٹ آتا ہے۔

کتاب اقناع میں فرمان حضور پرنور ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک نطفہ کو حرام کاری میں صرف کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے اور لواطت زنا سے بھی بدتر ہے، جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے آئے گی

www.waseemziyai.com

مگر لوطی اس سے محروم رہے گا۔

امرد ایک فتنہ ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر بیٹھے تھے کہ ایک حسین لڑکا (اَمرد) آتا ہوا نظر آیا آپ دوڑ کر گھر میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا، کچھ دیر بعد پوچھا فتنہ چلا گیا یا نہیں؟ لوگوں نے کہا چلا گیا، تب آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا فرمان نبوی ﷺ ہے ان کی طرف دیکھنا، گفتگو کرنا اور ان کے پاس بیٹھنا حرام ہے۔

جناب قاضی امام رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میں نے بعض مشائخ سے سنا ہے کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان اور حسین لڑکے کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں۔

روایت ہے کہ جس نے شہوت کے ساتھ لڑکے کو بوسہ دیا وہ پانچ سو سال جہنم میں جلے گا اور جس نے کسی عورت کا بوسہ لیا اس نے گویا ستر باکرہ خواتین کے ساتھ زنا کیا اور جس نے کسی باکرہ عورت کے ساتھ زنا کیا اس نے گویا سَتر ہزار شادی شدہ عورتوں سے زنا کیا۔

رونق التفاسیر میں کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، سب سے پہلے لواطت ابلیس نے شروع کی، وہ لوط علیہ السلام کی قوم میں ایک حسین و جمیل لڑکے کی صورت میں آیا اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا یہاں تک کہ لواطت ان لوگوں کی عادت بن گئی، جو بھی مسافر آتا وہ اس سے بدفعلی کرتے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل بد سے روکا، اللہ کی طرف بلایا اور عذاب خداوندی سے ڈرایا تو وہ کہنے لگے، اگر تم سچے ہو تو جاؤ عذاب لے آؤ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی جس کے جواب میں ان پر پتھروں کی بارش ہوئی، ہر پتھر پر ایک آدمی کا نام لکھا ہوا تھا اور وہ اسی آدمی کو آ کر لگا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ط (پ ۱۲ ہود ۸۳) جو نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں۔

قوم لوط علیہ السلام کے ایک تاجر کا واقعہ: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ایک تاجر مکہ میں بغرض تجارت آیا، اس کے نام کا پتھر وہیں پہنچ گیا مگر فرشتوں نے یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ اللہ کا حرم ہے چنانچہ چالیس دن یہ پتھر حرم کے باہر زمین و آسمان کے درمیان معلق رہا یہاں تک کہ وہ شخص تجارت سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے باہر نکلا اور وہ پتھر اسے جا لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنے تمام اہل خانہ کو لے کر بستی سے نکل گئے، اور فرمایا کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔ جب قوم پر عذاب نازل ہوا تو ان کی بیوی نے آوازیں سن کر پیچھے دیکھا اور کہا ہائے میری قوم جس کی پاداش میں اسے ایک پتھر لگا اور وہ ہلاک ہو گئی۔ مجاہد کہتے ہیں جب صبح قریب ہوئی تو حضرت جبریل نے ان بستیوں کو پروں پر اٹھا لیا اور اتنی بلندی تک لے گئے کہ آسمان کے فرشتوں نے ان کے کتوں کو بھونکنا اور مرغوں کی بانگوں کو سن لیا، اس وقت یہ بستیاں الٹ دی گئیں، سب سے پہلے ان کے مکانات گرے، پھر وہ خود اوندھے منہ

www.waseemziyai.com

زمین پر آرہے اور ان پر پتھر برسائے گئے۔

کہتے ہیں کہ یہ پانچ شہر تھے جن میں سب سے بڑا سدوم کا شہر تھا، ان شہروں کی آبادی چار لاکھ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ براۃ میں انہیں مؤتفکات کے نام سے یاد کیا ہے۔

❀❀❀❀

باب ۲۳

حقوق والدین اور صلہ رحمی

فرمان الٰہی ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ (پ۴ النساء ۱)

اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ کرو۔

فرمان الٰہی ہے:

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ (پ۲۶ محمد ۲۲، ۲۳)

تو کیا تمہارے یہ ڈھنگ نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو تم زمین پر فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے قطع کر دو، یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی جنہیں حق کے سننے سے بہرہ اور حق کے دیکھنے سے اندھا کر دیا۔

فرمان الٰہی ہے:

الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

جو اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو توڑتے ہیں اور جس چیز کے ملانے کا رب نے حکم دیا ہے اس سے قطع تعلق کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں وہ نقصان میں ہیں۔ (پ۱ البقرۃ ۲۷)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ عہد خداوندی کو توڑتے ہیں اور جس چیز کے ملانے کا رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس سے قطع تعلق کرتے ہیں، ان کے لئے لعنت خداوندی اور برا ٹھکانہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے ارشادات:

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہو گیا تو قرابت نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں تجھ سے قطع رحمی کی پناہ چاہتی ہوں، رب تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی

ہے کہ جس نے تجھ سے تعلق جوڑا. میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جس نے تجھ سے قطع کر لیا میں اسے قطع کر دوں گا. اس نے کہا میں راضی ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فَهَلْ عَسَيْتُمْ (الآیتہ) پڑھی۔

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ بغاوت اور قطع رحمی دو ایسے گناہ ہیں جن پر دنیا اور آخرت میں عذاب دیا جاتا ہے۔ صحیحین میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

مسند احمد میں ہے انسانوں کے اعمال ہر جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں مگر قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

بیہقی سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام پندرھویں شعبان کی رات کو میرے پاس آئے اور کہا آج کی رات اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گناہگاروں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک، کینہ پرور، قاطع رحم، تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلنے والا، والدین کا نافرمان اور شرابی کو نہیں بخشا جاتا۔

ابن حبان سے مروی ہے، تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے۔ شرابی، قاطع رحم، جادوگر۔ مسند احمد، ابن ابی الدنیا اور بیہقی سے مروی ہے اس امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو ولعب میں راتیں گزاریں گے، جب صبح ہوگی تو ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی، انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا، صبح کو لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے، فلاں خاندان زمین میں دھنس گیا ہے، فلاں معزز اپنے گھر کے ساتھ زمین میں غرق ہو گیا ہے، ان کی شراب نوشی، سود خوری، قطع رحمی، ناچ گانے پر فریفتگی اور ریشمی لباس پہننے کی وجہ سے ان پر قوم لوط کی طرح پتھروں کی بارش ہوگی اور قوم عاد کی طرح ان پر ہلاکت خیز آندھیاں بھیجی جائیں گی جن سے وہ اپنے قبائل سمیت ہلاک ہو جائیں گے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، حضور ﷺ کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے، ہم لوگ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ہمیں دیکھ کر فرمایا اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی کا ثواب بہت جلد ملتا ہے، ظلم و زیادتی سے بچو کیونکہ اس کی گرفت بہت جلد ہوتی ہے، والدین کی نافرمانی سے بچو، جنت کی خوشبو ہزار سال کے فاصلہ سے آئے گی مگر والدین کا نافرمان اس سے محروم رہے گا، قرابت نہ رکھنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے ازار گھسیٹنے والا، اس سے محروم رہیں گے۔

اصبہانی سے مروی ہے، ہم رسول ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا، قاطع رحم ہماری مجلس میں نہ بیٹھے، مجلس میں سے ایک جوان اٹھ کر خالہ کے ہاں چلا گیا، ان کے درمیان کوئی تنازعہ تھا جس کی اس نے معافی مانگی دونوں نے ایک دوسرے کو معاف کر دیا اور وہ دوبارہ حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا اس قوم پر رحمت خداوندی کا نزول نہیں ہوتا جس میں قاطع رحم موجود ہو۔

www.waseemziyai.com

اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث سنا رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ ہر قاطع رحم ہماری محفل سے اٹھ جائے۔ ایک جوان اٹھ کر اپنی خالہ کے ہاں گیا جس سے اس کا دو سال پرانا جھگڑا تھا. جب دونوں ایک دوسرے سے راضی ہو گئے تو اس جوان سے خالہ نے کہا تم جا کر اس کا سبب پوچھو. آخر ایسا کیوں ہوا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا جس قوم میں قاطع رحم ہو. اس پر اللہ کی رحمت کا نزول نہیں ہوتا۔

طبرانی میں اعمش کی روایت ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک صبح محفل میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا میں قاطع رحم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ یہاں سے اٹھ جائے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں کیونکہ قاطع رحم پر آسمان سے دروازے بند رہتے ہیں (اگر وہ یہاں موجود رہے گا تو ہماری دعا قبول نہیں ہوگی)۔

صحیحین میں ہے، قرابت اور رشتہ داری عرش خدا سے معلق ہے اور کہتی ہے جس نے مجھے ملایا، اللہ اسے ملائے اور جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا، اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کرے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں اللہ ہوں، میں رحمن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اسے اپنے نام سے مشتق کیا، جس نے صلہ رحمی کی میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا اور جس نے قطع رحمی کی میں اسے اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ سب سے بڑا سود مسلمان کے مال کو ناحق کھانا ہے اور قرابت وصلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے نام کی ایک شاخ ہے، جس نے صلہ رحمی نہ کی اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔

صحیح ابن حبان میں ہے، رحم رب ذوالجلال کی ایک عطا ہے، رحم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے رب! مجھ پر ظلم ہوا، مجھے برا کہا گیا، مجھے قطع کیا گیا، رب تعالیٰ نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا، جو تجھے کاٹے گا میں اسے اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔

بزاز نے روایت کی ہے، رحم (قرابت ورشتہ داری) عرش خدا سے چمٹی ہوئی عرض کرتی ہے، اے اللہ! جس نے مجھے ملایا تو اسے ملا، جس نے مجھے کاٹا تو اس سے تعلق منقطع فرما! رب تعالیٰ نے فرمایا میں نے تیرا نام اپنے نام رحمن اور رحیم سے مشتق کیا ہے، جس نے تجھے ملایا میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا، جس نے تجھ سے تعلق منقطع کیا میں اس سے رحمت کو منقطع کر لوں گا۔

بزاز کی روایت ہے، تین چیزیں عرش خدا سے لٹکی ہوئی ہیں، قرابت کہتی اے اللہ! میں تیرے ساتھ ہوں، کبھی تجھ سے جدا نہ ہوں گی، امانت کہتی ہے اے اللہ! میں تیرے ساتھ ہوں، میں تیری رحمت سے کبھی جدا نہ ہوں گی نعمت کہتی ہے اے اللہ میں تیری رحمت سے جدائی نہیں چاہتی، میرا انکار نہ کیا جائے۔

www.waseemziyai.com

بیہقی کی روایت ہے. خصلت یا سرشت عرش کے دروازوں سے معلق ہے جبکہ رحم میں تشکیک واقع ہو جائے اور گناہوں پر عمل بڑھ جائے اور احکام الٰہیہ پر عمل نہ کرنے پر جرات پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سرشت کو بھیجتا ہے جو اس کے قلب پر حاوی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد اس کو گناہوں کا شعور باقی نہیں رہتا۔

صحیحین میں ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، صلہ رحمی کرے اور اچھی بات کرے یا چپ رہے۔ ایک اور روایت ہے جو شخص طویل عمر اور فراخی رزق کی تمنا رکھتا ہے اس چاہیے وہ صلہ رحمی کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے. میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، جو شخص فراخی رزق اور عمر طویل کو پسند کرتا ہے وہ صلہ رحمی کرے، مزید فرمایا اپنا نسب یاد کرو تاکہ رشتہ داروں کو پہچان سکو. اس لئے کہ رشتہ داروں سے میل ملاپ میں خاندان کی محبت بڑھتی ہے، مال و دولت زیادہ ہوتا ہے اور عمر طویل ہو جاتی ہے۔

بزاز اور حاکم کی روایت ہے، جو شخص یہ تمنا رکھتا ہو کہ اس کی عمر طویل ہو، رزق میں کشادگی ہو اور بری موت سے بچ جائے وہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔

حاکم اور بزاز کی روایت ہے، فرمان نبوی ﷺ ہے، توراۃ میں مرقوم ہے کہ جو عمر طویل اور زیادتی رزق کا خواہش مند ہو وہ صلہ رحمی کرے۔

ابو یعلیٰ نے بنو خثعم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے، اس نے کہا میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے، میں نے پوچھا آپ نے رسول خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے پوچھا: اے نبی اللہ! مجھے بتائیے کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ ایمان لانا، میں نے پوچھا پھر؟ فرمایا صلہ رحمی، میں نے پوچھا اور کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا قطع رحمی، میں نے پوچھا: پھر۔ آپ نے فرمایا: نیکی کی ترغیب دینا اور برائی سے روکنا۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے، حضور ﷺ اونٹنی پر سوار صحابہ کرام کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے کہ ایک بدوی نے آ کر آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہا حضور! مجھے ایسا عمل بتلائیے جو جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ ٹھہر گئے اور صحابہ کرام کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ شخص ہدایت یاب ہو گیا۔ حضور ﷺ نے بدوی سے فرمایا کہ اپنا سوال دہراؤ، اس کے دہرانے پر آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک جان کر اسکی عبادت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر اور اب میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دے۔ جب بدوی چلا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر یہ ان باتوں پر عمل کرتا رہا تو جنت میں جائے گا۔

www.waseemziyai.com

طبرانی کی روایت ہے، آپ نے فرمایا ایک قوم ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے شہروں کو آباد کرتا ہے، اس کے مال کو بڑھاتا ہے اور جب سے انہیں پیدا کیا ہے کبھی ناراضگی کی نگاہ سے انہیں نہیں دیکھا۔ پوچھا گیا وہ کیوں؟ آپ نے فرمایا اس قوم کی صلہ رحمی کی وجہ سے (یعنی وہ قوم صلہ رحمی کرتی ہے)۔

صلہ رحمی کے بارے میں چند احادیث مبارکہ:

مسند احمد کی روایت ہے، جسے نرمی دی گئی اسے دین و دنیا کی بھلائی سے حصہ دیا گیا، اچھی ہمسائیگی اور حسن خلق کا نتیجہ شہروں کی آبادی اور عمروں کی درازی ہے۔

ابو الشیخ، ابن حبان اور بیہقی کی روایت ہے یا رسول اللہ ﷺ! سب سے بہتر انسان کونسا ہے؟ صحابہ کرام نے سوال کیا، آپ نے فرمایا رب سے زیادہ ڈرنے والا، زیادہ صلہ رحمی کرنے والا اور نیکیوں کا حکم دینے والا، برائیوں سے روکنے والا۔

طبرانی اور ابن حبان کی روایت ہے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے حبیب لبیب ﷺ نے چند اچھی چیزوں کی وصیت فرمائی ہے اور وہ یہ ہیں، میں اپنے سے اوپر والے کو نہیں بلکہ نیچے والے کو دیکھوں، میں یتیموں سے محبت رکھوں اور ان سے قریب رہوں، میں صلہ رحمی کروں اگرچہ رشتہ دار پیٹھ پھیر جائیں، اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی سے نہ ڈروں، سچی بات اگرچہ تلخ ہو میں کہتا رہوں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھتا رہوں کیونکہ یہ جنت کا خزانہ ہے۔

صحیحین کی روایت ہے، ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے دریافت کئے بغیر اپنی لونڈی آزاد کر دی۔ جب حضور ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا واقعی؟ عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا اگر تم وہ لونڈی اپنے خالہ زاد کو دے دیتیں تو تمہیں بہت زیادہ ثواب ملتا۔

ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، توبہ کی کوئی صورت بتلائیے! آپ نے پوچھا تیری ماں زندہ ہے؟ کہا نہیں، آپ نے پھر پوچھا تمہاری خالہ زندہ ہے، عرض کی: ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا جاؤ اور اس کی خدمت کرو۔ (یہی صلہ رحمی ہے)

بخاری وغیرہ میں ہے، صلہ رحمی یہ نہیں کہ ملنے جلنے والے رشتہ داروں سے میل ملاپ برقرار رکھے بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جو رشتہ دار تعلقات منقطع کر چکے ہوں ان سے بھی میل ملاپ برقرار رکھے۔

ترمذی کی روایت ہے، ان لوگوں سے نہ بنو جو کہتے ہیں اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ہم پر زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے بلکہ تم اس بات کے عادی بنو کہ اگر لوگ تمہارے ساتھ بھلائی کریں تو بھلائی کرو، اور اگر وہ زیادتی کریں تو تم زیادتی نہ کرو۔

www.waseemziyai.com

مسلم کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی میں رشتہ داروں سے تعلق جوڑتا ہوں مگر وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان سے بھلائی کرتا ہوں، وہ میری برائی کرتے ہیں، میں ان سے حلم و بردباری کا سلوک کرتا ہوں، وہ مجھے خاطر میں نہیں لاتے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری باتیں سچی ہیں تو تو نے ایک دور دراز راستے کو طے کر لیا اور جب تک تو اس عادت پر قائم رہے گا اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہوگا۔

طبرانی، ابن خزیمہ اور حاکم کی روایت ہے کہ سب سے بہترین صدقہ کینہ پرور رشتہ دار کو کچھ دینا ہے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے کہ:

صِلْ مَنْ قَطَعَكَ۔ جو رشتہ دار تجھ سے تعلق منقطع کرے تُو اس سے تعلق جوڑ۔

بزاز، حاکم اور طبرانی کی روایت ہے کہ جس میں یہ تین صفات پائی جائیں گی اس کا حساب انتہائی آسان ہوگا، صحابہ نے عرض کی حضور وہ کونسی ہیں؟ فرمایا جو تجھے محروم رکھے تو اسے دیتا رہ، جو تعلق توڑے تو اس سے تعلق جوڑتا رہ اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کرتا رہ، تیرا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

احمد کی روایت ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا دست اقدس تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بہترین اعمال بتلائیے۔ آپ نے فرمایا عقبہ! قطع تعلق کرنیوالے سے صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے، اسے معاف کر دے۔ حاکم کی روایت میں ہے، جو درازی عمر اور فراخی رزق کی آرزو رکھتا ہو، وہ صلہ رحمی کرے۔ طبرانی کی روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا لوگو! میں تم کو دنیا اور آخرت کی بہترین عادتیں بتلاتا ہوں، تم تعلقات منقطع کرنیوالے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے رہو، جو تم کو محروم رکھے، اسے دیتے رہو اور جو زیادتی کرے اسے معاف کرتے رہو۔

طبرانی کی روایت ہے، آپ نے فرمایا قطع تعلق کرنیوالوں سے صلہ رحمی کر، محروم کرنیوالے کو عطا کر اور جس نے تجھے گالیاں دیں اس سے درگزر کر۔

بزاز کی روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں وہ باتیں نہ بتلاؤں جن سے درجات بلند ہو جاتے ہیں، طبرانی کی روایت میں ہے، میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جس سے اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور بتلائیے یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے فرمایا جو تم سے اعراض کرے اس سے درگزر کرو، جس نے تم پر ظلم کیا اسے معاف کر دو، جس نے تم کو محروم کیا اسے عطا کرو اور جس نے تعلقات ختم کیے اس سے تعلقات استوار کرو۔

ابن ماجہ[1] کی روایت ہے کہ سب اعمال سے جلد اجر پانیوالی چیز احسان اور صلہ رحمی ہے یعنی احسان

1- صحاح ستہ میں سے ایک صحیح کا نام جس کے جامع ابن ماجہ ہیں اور انہیں کے نام سے اس کو سنن ابن ماجہ کہا جاتا ہے۔ پورا نام محمد بن یزید بن ماجہ ہے۔ متوفی ۲۷۳ھ۔

www.waseemziyai.com

اور صلہ رحمی سے زیادہ جلدی اجر اور کسی چیز کا نہیں ملتا اور سب اعمال سے جلدی عذاب لانے والی چیز ظلم و زیادتی اور قطع رحمی ہے۔

طبرانی کی روایت ہے، جھوٹ، قطع رحمی اور خیانت کا مرتکب اس لائق ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی عذاب دے اور آخرت میں بھی سزا کا مستحق گردانے اور سب اعمال سے جلدی اجر صلہ رحمی کا ملتا ہے اگرچہ اس گھر کے لوگ گناہ گار ہوتے ہیں مگر صلہ رحمی کی وجہ سے ان کا مال بھی خوب بڑھتا ہے اور ان کی اولاد بھی بکثرت ہوتی ہے۔

❀❀❀❀

باب ۲۴

والدین سے حسن سلوک

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے کہا: اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا: والدین سے حسن سلوک۔ میں نے پوچھا: پھر کونسا عمل محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔

مسلم کی روایت ہے، آپ نے فرمایا بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کرسکتا یہاں تک کہ وہ باپ کو غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کردے (جب بھی وہ حق ابوت ادا نہیں کرسکتا)

مسلم کی روایت ہے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا، میں آپ کے ہاتھ پر اللہ کی رضاجوئی میں ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں، آپ نے پوچھا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کی دونوں زندہ ہیں، آپ نے فرمایا جا اور والدین کی خدمت کر!

ابویعلیٰ اور طبرانی کی روایت ہے، ایک آدمی آپ کی خدمت میں آیا اور کہا میں جہاد کی تمنا رکھتا ہوں مگر چند مجبوریوں کی بنا پر معذور ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کی میری ماں زندہ ہے، آپ نے فرمایا اللہ سے توفیق مانگ کر ماں سے حسن سلوک کرتا رہ، تجھے حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ملے گا۔

طبرانی میں ہے، ایک آدمی نے جہاد کی تمنا ظاہر کی تو آپ نے پوچھا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا میری ماں زندہ ہے، آپ نے فرمایا ماں کے قدموں کو پکڑ، جنت پالے گا۔ ابن ماجہ کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اولاد پر والدین کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ تیری

www.waseemziyai.com

جنت اور جہنم ہیں۔

ابن ماجہ، نسائی[1] اور حاکم کی روایت ہے، ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میرا جہاد کرنے کا ارادہ ہے، آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے فرمایا ماں سے حسن سلوک کر، جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا تیرے والدین ہیں؟ اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا ان کی خدمت کر، جنت ان کے قدموں میں ہے۔

ترمذی میں ہے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آ کر کہا میری ماں مجھے بیوی کو طلاق دینے کا کہتی ہے، آپ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا والدین جنت کا درمیانی دروازہ ہیں، چاہے تو اسے ضائع کر دے اور چاہے تو اس کی حفاظت کر۔

ابن حبان کی روایت ہے، ایک آدمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ میرا باپ پہلے تو مجھے شادی کرنے کو کہتا رہا اور اب کہتا ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دوں، آپ نے فرمایا نہ میں تجھے والدین کی نافرمانی کے لئے کہتا ہوں اور نہ ہی بیوی کو طلاق دینے کے لئے کہتا ہوں، میں تمہیں حضور ﷺ سے سنی حدیث سناتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، تیری مرضی، اسکی حفاظت کر یا اسے چھوڑ دے۔

سنن اربعہ،[2] ابن حبان اور ترمذی کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میرے نکاح میں ایک عورت تھی جسے میں بہت پسند کرتا تھا مگر میرا باپ اسے اچھا نہیں سمجھتا تھا، میرے باپ نے کہا اسے طلاق دے دو تو میں نے انکار کر دیا، میرے باپ نے حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر واقعہ سنایا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بیوی کو طلاق دے دو۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ جو درازی عمر اور فراخی رزق کی تمنا رکھتا ہو وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔

ابویعلیٰ اور حاکم کی روایت ہے، آپ نے فرمایا جس نے والدین سے حسن سلوک کیا اسے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر بڑھا دی۔

ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے، آپ نے فرمایا آدمی گناہوں کے سبب رزق سے محروم ہو جاتا ہے، دعا تقدیر کو لوٹا دیتی ہے اور حسن خلق عمر کو درازی عطا کرتا ہے۔ ترمذی کی ایک روایت

1- صحاح ستہ میں سے ایک صحیح جو اپنے جامع کے نام پر مشہور ہے، امام نسائی کا نام احمد بن شعیب ہے۔ متوفی ۳۰۳ھ۔

2- احادیث کے وہ چار مجموعے جو سنن کے نام سے مشہور ہیں یعنی ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور سنن ترمذی

www.waseemziyai.com

ہے. دعا قضا کو لوٹا دیتی ہے اور حسن سلوک عمر کو دراز کر دیتا ہے۔

حاکم کی روایت ہے. دوسرے لوگوں کی عورتوں سے درگزر کرو تمہاری عورتوں سے درگزر کیا جائے گا. اپنے والدین سے حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی۔

طبرانی کی روایت ہے, اپنے والدین سے حسن سلوک کرو, تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی۔ اور تم درگزر کرو تمہاری عورتیں بھی درگزر کریں گی۔

مسلم شریف کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس کی ناک غبار آلود ہو اس کی ناک غبار آلود ہو, اس کی ناک غبار آلود ہو, عرض کیا گیا کس کی یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا جس نے والدین کو یا کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور جنت میں نہ گیا یا انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا (والدین کو حسن سلوک سے راضی نہ کیا۔)

طبرانی کی حدیث ہے حضور ﷺ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا آمین آمین آمین۔ پھر فرمایا جبریل آئے اور انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پایا اور اس سے حسن سلوک نہ کیا اور مر گیا تو وہ جہنم میں گیا, اللہ اسے دور کرے, آپ آمین کہیں, تو میں نے آمین کہی, پھر جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! جس نے ماہ رمضان کو پایا اور گناہ بخشوائے بغیر مر گیا تو وہ جہنم میں گیا, اللہ اسے دور کرے, آپ آمین کہیں, تو میں نے آمین کہی, پھر جبریل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ بھیجا اور مر گیا تو وہ جہنم میں گیا, اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا, آپ آمین کہیں, تو میں نے آمین کہی۔

ابن حبان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں, جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان سے حسن سلوک نہ کیا اور وہ مر گیا تو جہنم میں گیا, اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے, میں نے آمین کہی۔

حاکم وغیرہ کی روایت کے آخر میں ہے کہ وہ رحمت سے دور ہو گیا جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انہوں نے اسے جنت میں نہیں پہنچایا, میں نے آمین کہی۔

طبرانی کی ایک روایت یہ ہے کہ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان سے حسن سلوک نہ کیا وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوا اور غضب خدا کا مستحق بنا, میں نے آمین کہی۔ احمد کی روایت ہے, جس نے کسی غلام مسلمان کو آزاد کیا, وہ جہنم سے آزاد ہو گیا اور جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی, اللہ اسے رحمت سے دور کر دے۔

صحیحین کی روایت ہے کہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! لوگوں میں کون محبت کرنے کے زیادہ لائق ہے؟ آپ نے فرمایا ماں! پوچھا پھر کون؟ فرمایا ماں! پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا:

www.waseemziyai.com

ماں! جب چوتھی بار پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا باپ! صحیحین میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں میری مشرکہ ماں میرے پاس آئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری بے دین ماں آئی ہے، میں اس سے کیا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا حسن سلوک کرو۔

ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے، آپ نے فرمایا اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے یا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد یا والدین کی ناراضگی میں ہے۔ طبرانی کی ایک روایت ہے، والد یا والدین کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت ہے اور والد یا والدین کی نافرمانی میں اللہ کی نافرمانی ہے۔ بزار کی ایک روایت ہے، آپ نے فرمایا والدین کی رضا میں رب کی رضا ہے اور والدین کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔

ترمذی، ابن حبان اور حاکم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، میرے لئے توبہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں ہے؟ عرض کی: نہیں! پھر آپ نے فرمایا: تیری خالہ ہے؟ عرض کی: ہاں! فرمایا: جاؤ اور خالہ سے حسن سلوک کرو!

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں مروی ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! والدین کی موت کے بعد ان سے نیکی کرنے کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے فرمایا ان کے لئے دعائے مغفرت کرو، ان کے وعدوں کو پورا کرو، ان کے رشتہ داروں سے تعلق رکھو اور ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ ابن حبان کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اس جوان نے کہا یہ کتنی عمدہ اور جامع بات ہے، آپ نے فرمایا جاؤ اور اس پر عمل کرو۔

امام مسلم سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ کی طرف جا رہے تھے، راستہ میں انہیں بدوی ملا، آپ نے اسے اپنے گدھے پر سوار کیا اور اپنی پگڑی اتار کر اسے دے دی۔ ابن دینار نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے یہ بدوی لوگ تو معمولی سی عطا سے خوش ہو جاتے ہیں، آپ نے فرمایا اس کا باپ میرے باپ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا بہترین نیکی بیٹے کا اپنے باپ کے دوستوں کو عزیز رکھنا ہے۔

صحیح ابن حبان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں آیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا: جانتے ہو میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں سوئے ہوئے باپ سے نیکی چاہتا ہے وہ اس کے دوستوں سے حسن سلوک کرے، میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ اور تمہارے باپ میں بھائی چارہ تھا میں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔

تین نوجوان اور نیک اعمال:

صحیحین اور دوسری کتب احادیث میں مروی ہے کہ اگلے وقتوں میں تین آدمی تلاش معاش کیلئے سفر میں نکلے راستہ میں انہیں بارش نے

www.waseemziyai.com

آگیا اور وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے. اچانک ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آ کر رک گئی اور غار کا منہ بند ہو گیا. انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہر ایک اپنے اچھے اعمال کو یاد کر کے دعا مانگے تاکہ یہ چٹان ہٹ جائے. ایک روایت کے لفظ یہ ہیں. انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ذرا سوچو اور کوئی ایسا عمل یاد کرو جو تم نے اللہ کی رضا جوئی میں کیا ہو اور اس عمل کو واسطہ بنا کر اس چٹان سے نجات کی دعا مانگو. ایک اور روایت کے الفاظ ہیں. چٹان گرنے کی وجہ سے غار کا نشان مٹ گیا. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہم کہاں ہیں. اللہ تعالیٰ سے اپنے بہترین عمل کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کریں. تب ان میں سے ایک نے کہا، الہٰ العالمین! میرے والدین بوڑھے تھے. میں ان سے پہلے شام کو کسی بچے کو دودھ نہیں پلایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا، میں کسی کام سے چلا گیا، جب میں واپس آیا تو وہ سو چکے تھے. میں نے دودھ دوہا اور ساری رات دودھ لیکر سرہانے کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور میرے بچے ساری رات بھوکے سوتے رہے، اے رب ذوالجلال! میں نے یہ سب کچھ تیری رضا جوئی کے لئے کیا تھا، اب تو یہ چٹان ہم سے ہٹا دے اس دعا کے بعد چٹان اتنی ہٹ گئی کہ سورج کی روشنی اندر آنے لگی۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں، میرے چھوٹے بچے تھے. میں جب بکریاں چرا کر واپس آتا تو دودھ دوہ کر پہلے والدین کو پلاتا پھر بچوں کو دیتا۔ ایک مرتبہ مجھے ضروری کام کے لیے جانا ہوا، واپسی اس وقت ہوئی جب میرے والدین سو چکے تھے، میں نے حسب معمول دودھ نکالا اور لیکر والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور بچے میرے قدموں میں پڑے دودھ طلب کرتے رہے مگر میں نے والدین کو دودھ پلائے بغیر انہیں دودھ دینا مناسب نہ سمجھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا جوئی میں تھا تو اس چٹان کو ہٹا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، چٹان اتنی ہٹ گئی کہ انہیں آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے نے چچا زاد بہن سے زنا سے باز رہنے کا ذکر کیا اور تیسرے نے مزدور کی اجرت کی امانت داری کا ذکر کیا یہاں تک کہ چٹان مکمل طور پر ہٹ گئی اور وہ باہر نکل گئے۔

باب ۲۵

زکوٰۃ اور بخل

فرمان الٰہی ہے:

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لئے مصیبت ہے، عنقریب بخل کردہ مال سے قیامت کے روز ان کو طوق

پہنائے جائیں گے۔" (پ ۴، اٰلِ عمران ۱۸۰)

فرمان الٰہی ہے:

"ان مشرکین کے لئے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں ادا کرتے"۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مشرک کہا ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں جھول رہا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ باتوں سے اللہ کی پناہ مانگی:

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اے گروہ مہاجرین! پانچ بلائیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے پناہ مانگتا ہوں، جب کسی قوم میں کھلم کھلا بدکاریاں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے مکروہات نازل کرتا ہے جو پہلے کسی پر نازل نہیں ہوتے، جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو ان پر تنگدستی، قحط سالی اور ظالم حاکم مسلط کر دیا جاتا ہے، جب کوئی قوم اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتی، انہیں خشک سالی گھیر لیتی ہے، اگر زمین پر چوپائے نہ ہوں تو کبھی ان پر بارش نہ برسے، جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑ دیتی ہے تو اس پر اس کے دشمن مسلط ہو جاتے ہیں جو ان سے ان کا مال و دولت چھین لیتے ہیں اور جس قوم کے فرمانروا کتاب اللہ سے فیصلہ نہیں کرتے، ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے خوف پیدا ہو جاتا ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ بخیل کی زندگی اور سخی کی موت کو ناپسند فرماتا ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، دو عادتیں مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں، بخل اور بد خلقی۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ بخیل کو جنت میں نہیں بھیجے گا، فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے بخل سے بچو! جس قوم میں بخل آجاتا ہے وہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتی، صلہ رحمی نہیں کرتی اور ناحق خون ریزیاں کرتی ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ نے رکاکت اور شعلہ پن کو پیدا کیا اور اسے مال اور بخل سے ڈھانپ دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بخل کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا بخل یہ ہے کہ انسان راہ خدا میں خرچ کرنے کو مال کا ضیاع اور مال جمع کرنے کو خوبی سمجھے۔ بخل کی بنیاد، اولاد اور مال کی محبت، فقر و فاقہ کا خوف اور طول امل ہے۔

حدیث شریف میں ہے، بعض آدمی ایسے ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے ان کی محبت روپیہ جمع کرنے اور اسے سنبھال کر رکھنے میں ہوتی ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ انہیں ایک دن مر جانا ہے، ان بخیلوں کے بارے میں ایک شاعر کا قول ہے۔

www.waseemziyai.com

اَ اَخِيَّ اِنَّ مِنَ الرِّجَالِ بَهِيْمَتَه فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ اللَّبِيْبِ الْبَصَرِ
فَطِنٌ بِكُلِّ مُصِيْبَتِه فِيْ مَالِه فَاِذَا اُصِيْبَ بِدَيْنِه لَمْ يَشْعُرِ

1- اے بھائی! عقلمند لوگوں کی شکل میں بہت سے جانور بھی ہوتے ہیں۔
2- جو اپنے مال کی ہر اونچ کو جانتے ہیں لیکن اگر ان کا دین چلا جائے تو انہیں محسوس بھی نہیں ہوتا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

اَلْبُخْلُ دَاءٌ دَوِيٌّ لَا يَلِيْقُ بِذِيْ مُرُوْئَةٍ وَلَا عَقْلٍ وَلَا دِيْنٍ
مَنْ اٰثَرَ الْبُخْلَ عَنْ وَفْرٍ وَعَنْ جِدَّةٍ فَقَدْ كَعُمْرِيْ اَضْحٰى وَهُوَ مَغْبُوْنٌ
يَا بُؤْسَ مَنْ مَنَعَ الدَّارَيْنِ حَقَّهُمَا فَبَاعَ دُنْيَاهُ بَعْدَ الدِّيْنِ بِالدُّوْنِ

1- بخل ایسی بیماری ہے جو کسی بامروت، عقلمند اور دیندار کے لائق نہیں۔
2- جس نے مال و دولت حاصل کر کے بخل کیا مجھے زندگی کی قسم وہ دھوکے میں رہا۔
3- ہائے افسوس! جس نے دنیا و آخرت کے حقوق ادا نہ کئے اس نے حقیر چیز کے بدلے اپنے دین کے بعد دنیا بھی بیچ ڈالی۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اِذَا الْمَالُ لَمْ يَنْفَعْ صَدِيْقًا وَلَمْ يُصِبْ قَرِيْبًا وَلَمْ يَجْبُرْ بِه حَالَ مُعْدَمٍ
فَعُقْبَاهُ اَنْ تَحْتَازَهُ كَفُّ وَارِثٍ وَلِلْبَاخِلِ الْمُوْرِثِ عُقْبَى التَّنَدُّمِ

1- جب مال کسی دوست کو نفع نہ پہنچائے، کسی عزیز کے کام نہ آئے اور کسی تنگدست کی حاجت روائی نہ کرے۔
2- تو انجام یہ ہوگا کہ مال تو وارث کے ہتھے چڑھے گا اور بخیل قیامت کی شرمندگی اپنے ساتھ لے جائے گا۔

جناب بشر کا قول ہے کہ بخیل کی ملاقات موجب ملال اور اسے دیکھنا دل کی سنگینی میں اضافہ کرتا ہے، عرب ایک دوسرے کو بخل اور بزدلی پر شرم دلایا کرتے تھے۔

شاعر کہتا ہے۔

اَنْفِقْ وَلَا تَخْشَ اِقْلَالًا فَقَدْ قُسِمَتْ عَلَى الْعِبَادِ مِنَ الرَّحْمٰنِ اَرْزَاقٌ
لَا يَنْفَعُ الْبُخْلُ مَعْ دُنْيَا مُوَلِّيَةٍ وَلَا يَضُرُّ مَعَ الْاِقْبَالِ اِنْفَاقٌ

1- خرچ کرتا رہ اور کمی کا خوف نہ کر، اللہ تعالیٰ نے بندوں کے رزق بانٹ دیے ہیں۔
2- دنیا سے جاتے ہوئے بخل کوئی فائدہ نہ دے گا اور سخاوت کوئی نقصان نہ پہنچائیگی۔

ایک اور شاعر کا قول ہے۔

www.waseemziyai.com

أَرَى النَّاسَ خُلَّانَ الْجَوَادِ وَلَا أَرَىٰ بَخِيلًا لَهُ فِي الْعَالَمِينَ خَلِيلُ
وَإِنِّي رَأَيْتُ الْبُخْلَ يُزْرِي بِأَهْلِهِ وَفَأَكْرَمْتُ فِي الْعَالَمِينَ خَلِيلُ

1- میں نے لوگوں کو اہل سخا کا تو دوست پایا ہے مگر دو عالم میں بخیل کا کسی کو دوست نہیں دیکھا۔

2- میں نے دیکھا ہے کہ بخل بخیلوں کو ذلیل وخوار کرتا ہے لہٰذا میں نے بخل سے کنارہ کشی کرلی۔

بخیل کی ذلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ دوسرے کے لئے مال جمع کرتا ہے خرچ کرنے سے تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس کی فراوانی سے لطف اندوز نہیں ہوتا ایسے آدمیوں کے لئے جناب وکیع کا قول ہے۔

لَئِيمٌ لَا يَزَالُ يَلُمُّ وَفْرًا لِوَارِثِهِ وَ يَدْفَعُ عَنْ حِمَاهُ
كَكَلْبِ الصَّيْدِ يُمْسِكُ وَهُوَ طَاوٍ فَرِيْسَتَهُ لِيَاكُلَهُ سِوَاهُ

1- بخیل ہمیشہ اس کے وارثوں کے لئے مال اکٹھا کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔

2- شکاری کتے کی طرح ہے جو بھوکا ہونے کے باوجود شکار کی حفاظت کرتا ہے تا کہ اسے دوسرے کھائیں۔

ایک ضرب المثل ہے کہ بخیل کے مال کی آنے والے وارث کو خوشخبری دے دو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں بخیل کا فیصلہ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اپنے بخل کی وجہ سے اپنے حق سے زیادہ لینے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا آدمی امانت دار نہیں ہوتا۔

ابلیس لعین بخل کو پسند کرتا ہے: حضرت یحیٰی علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات ہوئی، آپ نے پوچھا تجھے کونسا آدمی پسند، کونسا ناپسند ہے، ابلیس نے کہا مجھے مومن بخیل پسند ہے مگر گناہ گار سخی پسند نہیں، آپ نے پوچھا وہ کیوں؟ ابلیس نے کہا اس لئے کہ بخیل کو تو اس کا بخل ہی لے ڈوبے گا مگر فاسق سخی کے متعلق مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اسکی سخاوت کے باعث معاف نہ فرمادے۔ پھر ابلیس جاتے ہوئے کہتا گیا اگر آپ یحیٰی پیغمبر نہ ہوتے تو میں (راز کی یہ باتیں) کبھی نہ بتلاتا۔

باب ۲۶:

طُولِ اَمل

امیدوں کا سہارا اور فرمان نبوی: فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میں تم پر دو چیزوں کے تسلط سے ڈرتا ہوں طول امل یعنی لمبی امیدیں اور خواہشات کی پیروی، بے

شبہ طویل امیدیں آخرت کی یاد بھلا دیتی ہیں اور خواہشات کی پیروی حق وصداقت سے روک دیتی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ میں تین شخصوں کے لئے تین چیزوں کا ضامن ہوں، دنیا میں ہمہ تن غرق، دنیا کے حریص اور بخیل کیلئے دائمی فقر، دائمی مشغولیت اور دائمی غم مقدر کیا گیا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حمص والوں سے کہا تمہیں شرم نہیں آتی تم ایسے مکانات بناتے ہو جن میں تمہیں نہیں رہنا۔ ایسی امیدیں رکھتے ہو جنہیں نہیں پا سکتے اور ایسا سامان جمع کرتے ہو جسے اپنے مصرف میں نہیں لاتے۔ تم سے پہلی امتوں نے عالیشان عمارتیں بنوائیں، بہت مال و دولت جمع کیا اور طویل ترین امیدیں رکھیں مگر ان کی امیدیں فریب نکلیں اور ان کا جمع کردہ مال برباد اور ان کی عمارتیں قبریں بن گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اگر تم اپنے دوست سے آرزوئے ملاقات رکھتے ہو تو پیوند لگا کپڑا پہنو، پرانا جوتا استعمال کرو، امیدیں کم کرو اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو پانچ باتوں کی وصیت کی اور فرمایا اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت کرنا، عارضی دنیا پر مطمئن نہ ہونا میں جاودانی جنت میں مطمئن تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں سے نکال دیا۔ عورتوں کی خواہشات پر کام نہ کرنا۔ میں نے اپنی بیوی کی خواہش پر شجر ممنوعہ کھالیا اور شرمندگی اٹھائی۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچ لو، اگر میں انجام سوچ لیتا تو جنت سے نہ نکالا جاتا۔ جس کام سے تمہارا دل مطمئن نہ ہو اس کام کو نہ کرو کیونکہ جب میں نے شجر ممنوعہ کھایا تو میرا دل مطمئن نہیں تھا مگر میں اس کے کھانے سے باز نہ رہا۔ کام کرنے سے پہلے مشورہ کر لیا کرو کیونکہ اگر میں فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو مجھے یہ تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔

مجاہد کا قول ہے، مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ صبح کو شام کی فکر نہ کرو اور شام کو دوسری صبح کی فکر نہ کرو، موت سے پہلے زندگی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت سمجھ کیونکہ پتہ نہیں کل تمہارا کیا حال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے کماحقہ شرم کرو:

حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم سب جنت میں جانے کی تمنا رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی ہاں، آپ نے فرمایا امیدیں کم کرو اور اللہ تعالیٰ سے کماحقہ شرم کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہم اللہ سے شرم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حیا وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو، حیا یہ ہے کہ تم قبروں اور ان کی تکالیف کو یاد کرو، پیٹ کو حرام سے محفوظ رکھو، دماغ کو برے خیالات کی آماجگاہ نہ بناؤ اور جو شخص آخرت کی عزت چاہتا ہے وہ دنیاوی زینتوں کو ترک کر دے، یہی حقیقی شرم ہے اور اسی سے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے اس امت کی اولین نیکی زہد اور یقین کامل ہے اس کی ہلاکت کا آخری

www.waseemziyai.com

سبب بخل اور جھوٹی امیدیں ہیں۔

ارشادات صحابہ: حضرت ام المنذر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا اے لوگو! اللہ سے شرم کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کس طرح یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم وہ کچھ جمع کرتے ہو جو کھاتے نہیں، وہ امیدیں رکھتے ہو جو پا نہیں سکتے اور ایسے مکانات بناتے ہو جن میں تمہیں ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک ماہ کے قرض پر ایک سو دینار میں لونڈی خریدی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا تمہیں تعجب نہیں ہوا، اسامہ نے ایک ماہ کے قرض پر لونڈی خریدی ہے، اس کی امیدیں بہت طویل ہیں، رب ذوالجلال کی قسم میں آنکھیں کھولتا ہوں تو مجھے اتنی امید نہیں ہوتی کہ پلکیں ایک دوسرے سے ملیں گی یا اللہ تعالیٰ اس سے پہلے روح قبض فرما لے گا، میں تو نگاہ اٹھانے کے بعد نگاہ کی واپسی کی امید نہیں رکھتا، لقمہ منہ میں ڈال کر اسے چبانے تک زندگی کی امید نہیں رکھتا پھر ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر تم عقلمند ہو تو اپنے آپ کو مردوں میں شامل سمجھو، رب ذوالجلال کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم پر ایک وقت مقرر (موت) آئے گا جس کو تم ٹال نہیں سکو گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی سے مسح فرما لیتے، میں عرض کرتا حضور پانی قریب ہے آپ فرماتے کیا خبر میں پانی تک پہنچ سکوں یا نہ پہنچ سکوں۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین لکڑیاں لیں، ایک کو سامنے، دوسری کو پہلو میں اور تیسری کو دور نصب فرمایا اور فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے، صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، فرمایا یہ انسان ہے، یہ موت ہے اور وہ انسان کی امیدیں ہیں، آدمی امیدوں کے پیچھے بھاگتا ہے مگر راستہ میں اسے موت آ لیتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ: مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور ایک بوڑھا پھوڑے سے زمین کھود رہا تھا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے اللہ اس سے زندگی کی امید چھین لے، بوڑھے نے پھوڑا رکھ دیا اور لیٹ گیا، جب کچھ دیر گزر گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے اس کی امیدیں لوٹا دے، بوڑھا کھڑا ہو گیا اور پھاوڑے سے زمین کھودنے لگا تو آپ نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا، کام کرتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں، کب تک یہ کام کرتا رہوں گا لہٰذا میں نے پھوڑا رکھ دیا اور لیٹ گیا، کچھ دیر بعد میرے دل میں خیال آیا تجھے زندگی گزارنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے چنانچہ میں پھوڑا سنبھال کر پھر کھڑا ہو گیا اور کام کرنے لگا۔

www.waseemziyai.com

باب ۲۷:

عبادت گزاری وترک حرام

طاعت کے معنیٰ فرائض کی ادائیگی، حرام چیزوں سے پرہیز اور حدود شرع پر کاربند ہونا ہے، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرمان الٰہی:

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۔ اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول۔ (پ ۲۰ القصص ۷۷)

کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کرتا رہے۔

طاعت کی حقیقت: طاعت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی معرفت، خوف خدا، اللہ تعالیٰ سے امید اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا ہے، وہ بندہ جو ان اوصاف سے خالی ہوتا ہے وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا لہٰذا اطاعت اس وقت تک صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ بندہ اللہ کی معرفت اور اس کے بے مثل، بے مثال قادر خالق رب ذوالجلال کی تمام صفتوں پر ایمان نہیں لاتا۔

ایک بدوی نے حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے عرض کی کہ تم نے اللہ کو دیکھا ہے؟ اس کی عبادت کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں دیکھ کر عبادت کرتا ہوں پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا وہ آنکھوں کے نور سے نہیں دل کے ادراک سے دیکھا جاتا ہے، اسے حواس نہیں پا سکتے، وہ اپنی لاتعداد نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے، بے اندازہ اوصاف سے موصوف ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، وہ آسمان وزمین کا مالک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، بدوی بے ساختہ کہہ اٹھا اللہ جانتا ہے کہ اُسے کس گھرانے میں اپنا رسول بھیجنا ہے۔

باطنی علم کیا ہے: ایک عارف سے باطنی علم کے متعلق پوچھا گیا، انہوں نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے جسے وہ اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور کسی فرشتے اور انسان کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا اگر انسان ایک دانے کے برابر اللہ تعالیٰ کی عظمت پر یقین حاصل کرے تو وہ ہوا پر اڑے اور پانی پر چلے، پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کے ادراک پر انسان کے اقرار عاجزانہ کو ایمان قرار دیا اور عطا کردہ نعمتوں پر انسان کے شکر نہ کر سکنے کے اعتراف کو شکر قرار دیا ہے۔

جناب محمود الوراق کے اشعار ہیں:

إِذَا كَانَ شُكْرِيْ نِعْمَةَ اللّٰهِ نِعْمَةً　　عَلَيَّ لَهُ فِيْ مِثْلِهَا يَجِبُ الشُّكْرُ

www.waseemziyai.com

فَكَيْفَ بُلُوْغُ الشُّكْرِ اِلَّا بِفَضْلِهٖ وَاِنْ طَالَتِ الْاَيَّامُ وَاتَّصَلَ الْعُمُر

اِذَا مَسَّ بِالسَّرَّاءِ عَمَّ سُرُوْرُهَا وَاِنْ مَسَّ بِالضَّرَّاءِ عَقَّبَهَا الْاَجْر

وَمَا مِنْهُمَا اِلَّا لَهٗ فِيْهِ نِعْمَةٌ تُضِيْقُ لَهَا الْاَوْهَامُ وَالْبَرُّ وَالْبَحْر

1- جبکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر میرا شکر کرنا بھی اللہ کی ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے۔

2- پس میں کیسے اس کے کرم کے بغیر شکریہ ادا کرسکتا ہوں اگرچہ مجھے بہت طویل زندگی بھی دے دی جائے۔

3- جب انسان کو خوشی ملتی ہے تو مسرتیں عام ہو جاتی ہیں اور جب کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اس کے بعد اسے بہترین اجر ملتا ہے۔

4- ہر خوشی اور غمی میں اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت پوشیدہ ہے جو بحر و بر میں نہیں سما سکتی

جب معرفت خداوندی حاصل ہو جائے تو بندگی کا اقرار لازمی ہے اور جب ایمان دل میں جا گزیں ہو جائے تو رب تعالیٰ کی اطاعت واجب ہو جاتی ہے۔

ایمان کی دو قسمیں ہیں ظاہر اور باطن، زبان سے اقرار کو ظاہر اور دل سے تصدیق کو باطن کہتے ہیں، قرب خداوندی اور عبادت و اطاعت میں مومنوں کے مختلف درجات ہیں مگر ایمان میں سب برابر کے شریک ہیں۔ جو مومن توکل، اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی میں جتنا حصہ رکھتا ہے اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

اخلاص یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال کے اجر کا طالب نہ ہو۔ اس لئے کہ جو شخص ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے عبادت کرتا ہے اس کا اخلاص مکمل نہیں ہوتا کیونکہ اس نے تو اپنی بھلائی کے لئے عبادت کی ہے، حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ برے کتے کی طرح نہ بنو جو ڈر کے مارے کام کرتا ہے، نہ ہی برے مزدور کی طرح بنو جو اجرت کے بغیر کام ہی نہیں کرتا۔

فرمان الٰہی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ٜ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ٜ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۫ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ (پ ۱۷ الحج ۱۱)

اور بعض لوگوں سے وہ ہے جو کنارے پر اللہ کی عبادت کرتا ہے اگر اسے بھلائی ملے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسے آزمائش پڑے تو اپنے منہ واپس پلٹ جائے دنیا اور آخرت کو خسارے میں دیا۔

اگر اللہ تعالیٰ اعمال پر اجر نہ دیتا تب بھی اس کے احسانات اور انعامات اتنے ہیں کہ ہم پر اس کی عبادت اور اطاعت ضروری تھی چہ جائیکہ اس کا حکم بھی ہوا اور اجر کا وعدہ بھی ہو۔

www.waseemziyai.com

توکل یہ ہے کہ انسان حاجت مندی کے وقت اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرے. ضرورت کے وقت اسی کی طرف رجوع کرے اور مصائب کے نزول میں اطمینان قلب اور کامل سکون کا ثبوت فراہم کرے کیونکہ متوکل آدمی خوب جانتا ہے کہ مصائب کا ورود اللہ ہی کی طرف سے ہے. وہ خیر وشر کے ہر کام کو باپ بیٹے. مال و دولت کی طرف سے نہیں خالق کائنات کی طرف سے سمجھتے ہیں اور کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر اعتماد نہیں کرتے چنانچہ فرمان الٰہی ہے:۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (پ ۲۸ الطلاق ۳) — جو اللہ پر توکل رکھتا ہے پس اللہ اسے کافی ہے۔

رضا کا معنی یہ ہے کہ انسان اللہ کے جاری کردہ امور کو مسکراتے ہوئے قبول کرے بعض علماء کا قول ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو اس کی رضا پر راضی ہے. حکماء کا قول ہے کہ بہت سی مسرتیں بیماری ہوتی ہیں اور بہت سی بیماریاں شفاء ہوتی ہیں۔

کسی شاعر کا قول ہے:

كَمْ نِعْمَةٍ مَّطْوِيَّةٍ ... لَكَ بَيْنَ اَنْيَابِ النَّوَائِبِ
وَمَسَرَّةٍ قَدْ اَقْبَلَتْ ... مِنْ حَيْثُ تَرْتَقِبُ الْمَصَائِبِ
فَاصْبِرْ عَلٰى حَدَثَانِ دَهْرِكَ ... فَلِلْاُمُوْرِ لَهَا عَوَاقِب
وَلِكُلِّ كَرْبٍ فُرْجَةٌ ... وَلِكُلِّ خَالِصَةٍ شَوَائِب

1- کتنی نعمتیں ایسی ہیں جو مصائب سے گھری ہوئی ہیں۔
2- اور کتنی مسرتیں ایسی ہیں جو مصائب کی طرح نازل ہوئیں۔
3- خوشی اور غم دونوں میں صبر کر کیونکہ ہر کام کا انجام ہوتا ہے۔
4- ہر غم کے بعد خوشی ہے اور ہر خوبی میں برائی بھی پوشیدہ ہے۔

ہمارے لئے یہ ارشاد ربانی کافی ہے کہ "تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے"۔ (پ ۲ البقرۃ ۲۱۶) بندہ کی عبادت اور طاعت حب دنیا ترک کئے بغیر نامکمل رہتی ہے۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ بہترین نصیحت وہ ہے جو دل پر کوئی حجاب نہ رہنے دے اور یہ حجابات دنیاوی تعلقات ہیں (یعنی اس نصیحت سے تمام دنیاوی تعلقات دل سے منقطع ہو جائیں)۔ ایک اور حکیمانہ مقولہ ہے کہ دنیا ایک لمحہ ہے اسے طاعت و بندگی میں گزار دے۔

ابو الولید الباجی کا قول ہے۔

اِذَا كُنْتُ اَعْلَمُ عِلْمًا يَقِيْنًا ... بِاَنَّ جَمِيْعَ حَيَاتِيْ كَسَاعَة

www.waseemziyai.com

فَلِمَ لَا اَكُوْنُ ضَنِيْنًا بِهَا وَ اَجْعَلُهَا فِيْ صَلَاحٍ وَّطَاعَةٍ

1- جب تم خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہاری زندگی ایک ساعت سے زیادہ نہیں۔

2- تو تم اسے احتیاط سے کیوں خرچ نہیں کرتے اسے طاعت وعبادت میں کیوں بسر نہیں کرتے۔

ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! میں موت کو ناپسند کرتا ہوں. آپ نے فرمایا تیرا مال وغیرہ؟ عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا مال کو پہلے بھیج دو کہ آدمی اپنے مال کے ساتھ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں بھلائی ہے. بولنے. دیکھنے اور چپ رہنے میں. جس کا بولنا ذکر خدا نہیں وہ بولنا لغو ہے. جس کا دیکھنا عبرت کی نگاہ سے نہیں وہ دیکھنا سہو ونسیان ہے اور جس کی خاموشی اپنے انجام پر غور کرنے کے لئے نہیں اس کی خاموشی بیکار ہے کیونکہ تفکر ہی سے دنیاوی میلان ختم ہوتا ہے، پسندیدہ چیزوں کی تمنا مرجھا جاتی ہے اور انسان غور وفکر کا عادی ہو جاتا ہے۔

ہر انسان کو حرام چیزوں کی طرف نگاہ نہیں ڈالنی چاہئے کیونکہ نظر ایک ایسا تیر ہے جو خطا نہیں ہوتا اور یہ ایک زبردست قوت ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جس نے خوف خدا کی وجہ سے اسے حرام سے بچا لیا، اللہ تعالیٰ اسے ایسا ایمان عطا کرے گا جس کی لذت وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرے گا۔

حکماء کا قول ہے جس نے اپنی نگاہ کو آوارہ چھوڑ دیا اس نے بے انتہا شرمندگی اٹھائی، یہ آزاد نگاہی انسان کو بے نقاب کر دیتی ہے، اسے ذلیل وخوار کرتی ہے اور جہنم میں طویل مدت تک رہنے کو اس پر واجب کر دیتی ہے، اپنی نظر کی حفاظت کر، اگر تو نے اسے آوارہ چھوڑ دیا تو برائیوں میں گھر جائے گا اور اگر تو نے اس پر قابو پا لیا تو تمام اعضائے بدن تیرے مطیع ہو جائیں گے۔

افلاطون سے پوچھا گیا کہ دل کے لئے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز کان ہے یا آنکھ؟ اس نے کہا یہ دونوں دل کے لئے پرندے کے دو پروں کی طرح ہیں، وہ انہیں کی قوت سے اڑتا ہے، جب ان میں سے کوئی پر ٹوٹ جاتا ہے تو وہ اڑنے میں بہت دشواری محسوس کرتا ہے۔

جناب محمد بن ضوء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ذی عقل کے لئے یہ سزا رکھ دی ہے کہ وہ ہر اس چیز کے دیکھنے پر مجبور ہوتا ہے جس سے وہ نفرت کرتا ہے۔

ایک زاہد نے کسی شخص کو دیکھا، وہ ایک لڑکے سے ہنسی مذاق کر رہا تھا، زاہد نے اس سے کہا اے عقل کے اندھے! تجھے کراماً کاتبین اور محافظ فرشتوں سے بھی شرم نہیں آتی جو تیرے اعمال لکھ کر انہیں محفوظ کرتے جا رہے ہیں اور تیری ان برائیوں کے گواہ بن رہے ہیں اور تیری ایسی پوشیدہ برائیوں سے واقفیت حاصل کر رہے ہیں جن کو تو لوگوں کے سامنے کرنے سے گھبراتا ہے۔

www.waseemziyai.com

قاضی الارجانی کہتے ہیں:

1- اے میری دو آنکھو! تم نے غلط نگاہی سے کام لیکر میرے دل کو بہت بری جگہ پر لاکھڑا کیا ہے۔

2- اے میری آنکھو! میرے دل کو گمراہ کرنے سے رک جاؤ تم دو ہو کر ایک کو قتل کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ آنکھیں شیطان کا جال ہیں، آنکھ سریع الاثر عضو ہے اور بہت ہی جلد شکست کھا جاتا ہے، جس کسی نے اپنے اعضائے بدن کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں استعمال کیا، اس کی امید بر آئی اور جس نے اپنے اعضائے بدن کو خواہشات کے پیچھے لگا دیا، اس کے اعمال باطل ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کی نصائح:

حضرت عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے ایمان کی حقیقت رسولوں کی لائی ہوئی کتابوں کی تصدیق کو کہا جاتا ہے جو قرآن کی تصدیق کرتا ہے اس کے احکامات پر عمل کرتا ہے اسے جہنم سے نجات مل گئی۔

جو حرام کردہ چیزوں سے کنارہ کش ہوا وہ توبہ پر مائل ہوا، جس نے رزق حلال کھایا وہ متقی بن گیا، جس نے فرائض کو انجام دیا اس کا اسلام مکمل ہو گیا، جس نے زبان کو راست گو بنایا وہ ہلاکت سے بچ گیا، جس نے ظلم کو ناپسند کیا وہ قصاص سے بچ گیا، جس نے سنن کو اپنا لیا، اس کے اعمال پاکیزہ ہو گئے اور جس نے خلوص سے اللہ کی عبادت کی اس کے ہاں مقبول ہو گیا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وصیت فرمائیے، آپ نے فرمایا پاکیزہ ہنر اختیار کر، نیک عمل کر، اللہ تعالیٰ سے ہر دن کا رزق طلب کرتا رہ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر۔ اور ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نیک اعمال پر نہ اترائے کیونکہ یہ اعمال کے لئے ایک عظیم ہلاکت ہے، ایسا آدمی عمل کر کے اللہ تعالیٰ پر احسان دھرتا ہے حالانکہ اسے یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کا عمل مقبول ہوا یا نہیں، ایسے گناہ جن کے بعد ندامت اور پشیمانی ہو اس عبادت سے اچھے ہیں جس میں تکبر اور ریا شامل ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿٤٧﴾ (پ ۲۴ الزمر ۴۷)

اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں نیک عمل کر کے اترایا کرتے تھے، آخرت میں ان کی وہ نیکیاں برائیوں کی شکل میں ظاہر ہوں گی۔ ایک بزرگ جب یہ آیت پڑھتے تو فرمایا کرتے کہ دکھلاوے کی عبادت کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے اور فرمان الٰہی اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے بھی بعض علماء نے ریا کی شرکت مراد لی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

www.waseemziyai.com

سب سے آخر میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

اور ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر نفس کو اپنے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ (پ ۳ البقرۃ ۲۸۱)

محمد بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَضٰى اَكْثَرُ الْاَدْنٰى شَهِيْدًا مُعَدِّلًا ۔۔۔ وَيَوْمُكَ هٰذَا بِالْفِعَالِ شَهِيْدٌ
فَاِنْ تَكُ بِالْاَمْسِ اقْتَرَفْتَ اِسَاءَةً ۔۔۔ فَثَنِّ بِاِحْسَانٍ وَّاَنْتَ حَمِيْدٌ
وَلَا تُرْجِ فِعْلَ الْخَيْرِ مِنْكَ اِلٰى غَدٍ ۔۔۔ لَعَلَّ غَدًا يَاْتِيْ وَاَنْتَ فَقِيْدٌ

1- تیرا اکثیر وقت گزر چکا، اس بقیہ تھوڑے کو کام میں لا اس طرح کہ تو عادل گواہ ہو اور تیرے یہ افعال تیری نیک خصلتوں کی شہادت دیں گے۔
2- اگر تو نے گذشتہ دنوں میں برائیاں اکٹھی کر لی ہیں تو اب نیکیاں کر، تو نیک بخت ہو جائے گا۔
3- اچھی بات کو کل پر نہ ڈال کل آئے اور تو نہ ہو۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

تُعَجِّلُ الذَّنْبَ بِمَا تَشْتَهِيْ ۔۔۔ وَتُؤَمِّلُ التَّوْبَةَ فِيْ قَابِلٍ
وَالْمَوْتُ يَاْتِيْ بَعْدَ ذَا غَفْلَةٍ ۔۔۔ مَا ذٰلِكَ فِعْلَ الْحَازِمِ الْعَاقِلِ

1- بری خواہشات کو جلد پورا کرتا ہے اور توبہ کو کل پر ڈال دیتا ہے۔
2- اسی غفلت میں موت آجائے گی، یہ عقل مندوں کا کام نہیں ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی حضرت سلیمان علیہ السلام کو نصائح:

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا تین چیزیں مومن کی پرہیز گاری پر دلالت کرتی ہیں نہ پانے کی صورت میں بہترین توکل، پالینے کی صورت میں بہترین رضا اور ختم ہو جانے کی صورت میں بہترین صبر۔

ایک حکیم کا قول ہے کہ جس نے مصائب پر صبر کیا اس نے مقصود کو پالیا۔ شاعر کہتا ہے۔

عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ اِنْ تَاْتِيْكَ نَائِبَةٌ ۔۔۔ مِنَ الزَّمَانِ وَلَا تَرْكُنْ اِلَى الْجَزَعِ
وَاِنْ تُعْرِضَتِ الدُّنْيَا بِزِيْنَتِهَا ۔۔۔ فَالصَّبْرُ عَنْهَا دَلِيْلُ الْخَيْرِ وَالْوَرَعِ
فَجَاهِدِ النَّفْسَ قَسْرًا فِيْهِمَا اَبَدًا ۔۔۔ تَلْقَ الَّذِيْ تَرْتَجِيْهِ غَيْرَ مُمْتَنِعٍ

1- اگر تجھ پر زمانہ کوئی مصیبت نازل کرے تو صبر کر، آہ وفغاں نہ کر۔

www.waseemziyai.com

2- اگر دنیا اپنے تمام تر حسن کے باوجود تجھ سے منہ پھیر لے تو صبر کر کیونکہ یہ تقویٰ اور نیکی کی نشانی ہے۔
3- اپنے نفس کو صبر اور تقویٰ پر مجبور کر۔ پھر تو ہر اس فضیلت کو پالے گا جس کی تو تمنا رکھتا ہے۔

دوسرا شاعر کہتا ہے:

اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ مَا يُرَجّٰى ۔۔۔ وَلَمْ يَزَلْ دَائِمًا يُعِيْن
فَاصْبِرْ وَاِنْ طَالَتِ اللَّيَالِيْ ۔۔۔ فَرُبَمَا سَاعَدَ الْحُزُوْن
وَرُبَمَا نِيْلَ بِاصْطِبَارٍ ۔۔۔ مَا قِيْلَ هَيْهَاتَ مَا يَكُوْن

1- صبر حصول مقصود کی کلید ہے اور ایک دائمی مددگار ہے۔
2- اگر دکھ کی رات طویل ہو جائے تو صبر کر کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ دکھ کا انجام مسرت ہوتا ہے۔
3- اور بسا اوقات صبر کرنے والے کو صبر کرنے کے بعد پچھتانا نہیں پڑتا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اَلصَّبْرُ اَوْثَقُ عُرْوَةِ الْاِيْمَانِ ۔۔۔ وَمَجَنَّةٌ مِنْ نَزْغَةِ الشَّيْطَانِ
اَلصَّبْرُ فِيْهِ عوقب مَحْمُوْدَةٌ ۔۔۔ وَالطَّيْشُ فِيْهِ عَوَاقِبُ الْخُسْرَانِ
فَاِذَا لَقِيْتَ مِنَ الزَّمَانِ مُلِمَّةً ۔۔۔ وَكَذَالِكَ فِيْنَا عَادَةُ الْاَزْمَانِ
فَتَدَرَّعِ الصَّبْرَ الْجَمِيْلَ تَيَقُّنًا ۔۔۔ اِنَّ التَّصَبُّرَ زَائِدُ الرِّضْوَانِ

1- صبر ایمان کی مضبوط رسی اور شیطانی وساوس کے لئے ڈھال ہے۔
2- صبر کا انجام بہترین اور غصے کا انجام بدترین ہوتا ہے۔
3- اگر تجھے زمانہ کوئی دکھ دے تو سمجھ لے کہ شروع ہی سے ایسا ہوتا ہے۔
4- اس یقین محکم کے ساتھ صبر کی زرہ پہن لے کہ صبر خوشنودی خدا کا باعث ہے۔

اور صبر کی کئی اقسام ہیں، پابندی سے فرائض خداوندی کا ادا کرنا اور ان کے بہترین اوقات کا خیال رکھنا، عبادت پر صبر، دوستوں اور ہمسایوں کی زیادتیوں پر صبر، مرض پر صبر، فقر پر صبر، گناہوں، ناجائز خواہشات، شیطانی وساوس اور اعضائے جسمانی کو غیر ضروری کاموں میں استعمال کرنے سے صبر وغیرہ۔

باب ۲۸:

ذکرِ مرگ

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ۔ لذتوں کو مٹانے والی (یعنی موت) کو بہت یاد کیا کرو۔

www.waseemziyai.com

اس فرمان میں یہ اشارہ ہے کہ انسان موت کو یاد کر کے دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش ہو جائے تا کہ اسے بارگاہِ ربوبیت میں مقبولیت حاصل ہو۔

موت کو یاد کرنے والا شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا:

فرمانِ نبوی ﷺ ہے اگر تمہاری طرح جانور موت کو جان لیتے تو ان میں کوئی موٹا جانور کھانے کو نہ ملتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یارسول اللہ! کسی کا حشر شہیدوں کے ساتھ بھی ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے وہ شہید کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اس فضیلت کا سبب یہ ہے کہ موت کی یاد دنیا سے دل اچاٹ کر دیتی ہے اور آخرت کی تیاری پر اکساتی ہے لیکن موت کو بھول جانا انسان کو دنیاوی خواہشات میں منہمک کر دیتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ موت مومن کے لئے ایک تحفہ ہے اس لئے مومن دنیا میں قید خانے جیسی زندگی بسر کرتا ہے، اسے اپنی خواہشات نفسانی کی اور شیطان کی مدافعت کرنا پڑتی ہے اور یہ چیز کسی مومن کے لئے عذاب سے کم نہیں مگر موت اسے ان مصائب سے نجات دلاتی ہے لہٰذا یہ اس کے لئے تحفہ ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ موت مسلمان کے لئے کفارہ ہے، مسلمان سے مراد وہ مومن کامل ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس میں مومنوں کے اخلاق حسنہ پائے جائیں اور وہ ہر کبیرہ گناہ سے بچتا ہو، ایسے شخص کی موت اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور فرائض کی ادائیگی اسے گناہوں سے منزہ و پاک کر دیتی ہے۔

حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک ایسی مجلس سے گزرے جس میں لوگ زور زور سے ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اپنی مجلس میں لذتوں کو فنا کر دینے والی چیز کا ذکر کرو، پوچھا گیا حضور وہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہ موت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرو، اس سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں اور دنیا سے بے رغبتی بڑھتی ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ موت جدائی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ آپ نے مزید ارشاد فرمایا کہ موت سب سے بڑا ناصح ہے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے ایسی جماعت کو دیکھا جو ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا موت کو یاد کرو رب ذوالجلال کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو میں جانتا ہوں اگر وہ تمہیں معلوم ہو جائے تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔

حضور ﷺ کی محفل میں ایک مرتبہ ایک شخص کی بہت تعریف کی گئی، آپ نے فرمایا کیا وہ موت کو

www.waseemziyai.com

یاد کرتا ہے؟ عرض کیا کہ ہم نے کہیں نہیں سنا۔ تب آپ نے فرمایا کہ پھر وہ ایسا نہیں ہے جیسا تم خیال کرتے ہو۔

بزرگان دین کے ارشادات:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں دسواں شخص تھا جو (ایک دن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھا، ایک انصاری جوان نے پوچھا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ باعزت اور ہوشیار کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور اس کے لئے زبردست تیاری کرتا ہے وہ ہوشیار ہے اور ایسے ہی لوگ دنیا اور آخرت میں باعزت ہوتے ہیں۔

جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ موت نے دنیا کو ذلیل کر دیا ہے اس میں کسی عقل مند کے لئے مسرت ہی نہیں ہے۔ جناب ربیع بن خثیم کا قول ہے کہ مومن کے لئے موت کا انتظار سب انتظاروں سے بہتر ہے۔ مزید فرمایا کہ ایک دانا نے اپنے دوست کو لکھا اے بھائی! اس جگہ جانے سے پہلے جہاں آرزو کے باوجود بھی موت نہیں آئے گی (اس جگہ) موت سے ڈر اور نیک عمل کر۔

امام ابن سیرین کی محفل میں جب موت کا تذکرہ کیا جاتا تو ان کا ہر عضو سن ہو جاتا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ ہر رات علماء کو جمع کرتے، موت، قیامت اور آخرت کا ذکر کرتے ہوئے اتنا روتے کہ معلوم ہوتا جیسے جنازہ سامنے رکھا ہے۔

جناب ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھے موت اور اللہ کے حضور حاضری کی یاد نے دنیاوی لذتوں سے ناآشنا کر دیا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے موت کو پہچان لیا اس سے تمام دنیا کے دکھ، درد ختم ہو گئے۔ جناب مطرف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کوئی شخص بصرہ کی مسجد کے وسط میں کھڑا کہہ رہا تھا کہ موت کی یاد نے خوف خدا رکھنے والوں کے جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، رب کی قسم تم انہیں ہر وقت بے چین پاؤ گے۔

حضرت اشعث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم جب بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، وہاں جہنم، قیامت اور موت کا ذکر سنتے۔

حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی سنگدلی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا موت کو یاد کیا کرو، تمہارا دل نرم ہو جائے گا، اس نے ایسا ہی کیا اور اس کا دل نرم ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔

موت کے ذکر پر عیسیٰ علیہ السلام کی حالت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کا ذکر سنتے تو ان کے جسم سے خون کے قطرے گرنے لگتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام

www.waseemziyai.com

جب موت اور قیامت کا ذکر کرتے تو ان کی سانس اکھڑ جاتی اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا. جب رحمت کا ذکر کرتے تو ان کی حالت سنبھل جاتی۔ جناب حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے. میں نے جس عقل مند کو دیکھا اس کو موت سے لرزاں اور غمگین پایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک عالم سے کہا مجھے نصیحت کرو. انہوں نے کہا تم خلیفہ ہونے کے باوجود موت سے نہیں بچ سکتے. تمہارے آباؤ اجداد میں آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر کسی نے موت کا جام پیا ہے اب تمہاری باری ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو بہت دیر تک روتے رہے۔

حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے ایک گوشے میں قبر کھود رکھی تھی اور دن میں کئی مرتبہ اس میں جا کر سوتے اور ہمیشہ موت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے. اگر میں ایک لمحہ بھی موت کی یاد سے غافل ہو جاؤں تو سارا کام بگڑ جائے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اس موت نے دنیاداروں سے ان کی دنیا چھین لی ہے پس اللہ تعالیٰ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرو جو دائمی ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عنبسہ سے کہا موت کو اکثر یاد کیا کرو اگر تم فراخ دست ہو تو یہ تم کو تنگدست کر دے گی اور اگر تم تنگدست ہو تو یہ تم کو ہمیشہ کی فراخ دستی عطا کر دے گی۔

جناب ابوسلیمان الدرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میں نے ام ہارون سے پوچھا کہ تجھے موت سے محبت ہے؟ وہ بولی نہیں، میں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا میں جس شخص کی نافرمانی کرتی ہوں اس سے ملاقات کی تمنا کبھی نہیں کرتی، موت کیلئے میں نے کوئی کام نہیں کیا لہٰذا اسے کیسے محبوب سمجھوں۔

جناب ابوموسیٰ تمیمی کہتے ہیں کہ مشہور شاعر فرزدق کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو اس کے جنازہ میں بصرہ کی مقتدر ہستیاں شریک ہوئیں جن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے آپ نے فرمایا اے ابوفراس! تو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا ساٹھ سال سے متواتر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر رہا ہوں، جب اسے دفن کر دیا گیا تو فرزدق نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کہا۔

أَخَافُ وَرَآءَ الْقَبْرِ إِنْ لَّمْ تُعَافِنِيْ   أَشَدَّ مِنَ الْقَبْرِ الْتِهَابًا وَّأَضْيَقَا

إِذَا جَآءَ فِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَائِدٌ   عَنِيْفٌ وَسَوَّاقٌ يَسُوْقُ الْفَرَزْدَقَا

لَقَدْ خَابَ مِنْ أَوْلَادِ اٰدَمَ مَنْ مَّشٰى   إِلَى النَّارِ مَغْلُوْلُ الْقَلَادَةِ أَزْرَقَا

1- اے اللہ! اگر تو مجھے معاف کر دے، میں قبر کے افشار اور شعلوں سے خائف ہوں۔

2- جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک سنگدل ہیبت ناک فرشتہ فرزدق کو ہنکائے گا۔

3- بلاشبہ نسل آدم کا وہی شخص رسوا ہوا جسے طوق پہنا کر جہنم میں بھیجا گیا۔

www.waseemziyai.com

قبور کے حسرت آگیں کتبات: اہل قبور کیلئے بعض شعراء نے کچھ عبرت آگیں اشعار کہے ہیں:

قِف بِالْقُبُوْرِ وَقُلْ عَلٰى سَا حَاتِهَا ... مَنْ مِنكُمُ الْمَغْمُوْرُ فِي ظُلُمَاتِهَا
وَمَنِ الْمُكَرَّمُ مِنْكُمُ فِي قَعْرِهَا ... قَدْ ذَاقَ بُرْدُ الْاَمْنِ مِنْ رَوْعَاتِهَا
اَمَّا السُّكُوْنُ لِذِى الْعُيُوْنِ فَوَاحِدٌ ... لَا يَسْتَبِيْنُ الْفَضْلُ فِي دَرَجَاتِهَا
لَوْجَاوَبُوْكَ لَا خَبَرُوْكَ بِاَلْسُنٍ ... تَصِفُ الْحَقَائِقَ بَعْدُ مِنْ حَالَاتِهَا
اَمَّا الْمُطِيْعُ فَنَازِلٌ فِي رَوْضَةٍ ... يُفْضِي اِلٰى مَا شَاءَ مِنْ دَوْحَاتِهَا
وَالْمُجْرِمُ الطَّاغِي بِهَا مُتَقَلِّبٌ ... فِي حُفْرَةٍ يَاوِيْ اِلٰى حَيَّاتِهَا
وَعَقَارِبٌ تَسْعٰى اِلَيْهِ فُرُوْحُهٗ ... فِي شِدَّةِ التَّعْذِيْبِ مِنْ لَدَغَاتِهَا

1- قبروں کے صحنوں (قبرستان) میں کھڑا ہو کر ان سے پوچھ تم میں سے کون تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے۔
2- اور کون اس کی گہرائی میں باعزت طور پر امن وسکون میں ہے۔
3- آنکھ والوں کے لئے ایک ہی سکون ہے اور مراتب کا تفاوت دکھائی نہیں دیتا۔
4- اگر وہ تجھے جواب دیں تو اپنی زبان حال سے حالات کی حقیقت یوں بیان کریں گے۔
5- جو مطیع اور فرمانبردار تھا وہ جنت کے باغوں میں جہاں چاہتا ہے سیر کرتا ہے۔
6- اور بدبخت مجرم سانپوں کے مسکن والے ایک گڑھے میں تڑپ رہا ہے۔
7- اس کی طرف بچھو دوڑ دوڑ کر بڑھ رہے ہیں اور اس کی روح ان کی وجہ سے سخت عذاب میں ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان سے یہ پڑھتا ہوا گزرا۔

اَتَيْتُ الْقُبُوْرَ فَنَادَيْتُهَا ... فَاَيْنَ الْمُعَظَّمُ وَالْمُحْتَقَرُ
وَاَيْنَ الْمُدِلُّ بِسُلْطَانِهٖ ... وَاَيْنَ الْمُزَكِّيْ اِذَا مَا افْتَخَرُ

1- میں نے قبرستان میں آکر پکارا کہ عزت دار اور فقیر کہاں ہے؟
2- اپنی پاکدامنی پر فخر کرنے والا اور بادشاہ وقت کہاں ہے؟

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے سوالات کا قبروں سے یہ جواب آیا۔

تَفَانُوْا جَمِيْعًا فَمَا مُخْبِرٌ ... وَمَاتُوْا جَمِيْعًا وَمَاتَ الْخَبَرُ
تَرُوْحُ وَتَغْدُوْ بَنَاتُ الثَّرٰى ... فَتَمْحُوْا مَحَاسِنَ تِلْكَ الصُّوَرُ
فَيَا سَائِلِيْ عَنْ اُنَاسٍ مَضَوْا ... اَمَالَكَ فِيْمَا تَرٰى مُعْتَبَرُ

1- سب فنا ہو گئے، کوئی خبر دینے والا نہیں رہا سب کے سب مر گئے ان کے نشان بھی مٹ گئے۔

www.waseemziyai.com

2- صبح ہوتی ہے اور شام ہوتی ہے اور ان کی حسین صورتیں مٹی بگاڑتی چلی جاتی ہے۔
3- اے گزرے ہوؤں کے متعلق پوچھنے والے کیا تو نے ان قبروں سے عبرت حاصل کی ہے؟

ایک اور قبر پر لکھا ہوا تھا:

تُنَاجِيكَ اَحدَاث وَ هُنَّ صُمُوتٌ وَسُكَّانُهَا تَحتَ التُّرَابِ خُفُوتٌ
اَيَا جَامِعَ الدُّنيَا لِغَيرِ بَلَاغَةٍ لِمَن تَجمَعُ الدُّنيَا وَاَنتَ تَمُوتُ

1- وہ قبریں جن کے رہنے والے منوں مٹی کے نیچے خاموش پڑے ہیں زبان حال سے تجھے یہ کہہ رہی ہیں۔
2- اے لوگوں کیلئے دنیا جمع کرنے والے تجھے تو مر جانا ہے پھر یہ دنیا تو کس لئے جمع کرتا ہے؟

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں قبرستان سے گزرا، ایک قبر پر لکھا تھا۔

يَمُرُّ اَقَارِبِي جَنبَاتِ قَبرِي كَاَنَّ اَقَارِبِي لَم يَعرِفُونِي
ذَوُ والمِيرَاثِ يَقتَسِمُونَ مَالِي وَمَا يَاْتُون اَن جَحَدُوا دُيُونِي
وَقَد اَخَذُوا سِهَامَهُم وَعَاشُوا فَيَا لِلّٰهِ اَسرَعُ مَا نَسُونِي

1- میرے رشتہ دار میری قبر کے پہلو سے انجان بن کر گزر جاتے ہیں۔
2- انہوں نے میرا مال تو تقسیم کر لیا مگر میرا قرض نہ اتارا۔
3- اپنے اپنے حصے لے کر وہ خوش ہیں، ہائے افسوس! وہ مجھے کتنی جلدی بھول گئے ہیں۔

ایک اور قبر پر لکھا تھا:

اِنَّ الحَبِيبَ مِنَ الاَحبَابِ مُختَلِسٌ لَا يَمنَعُ المَوتَ بَوَّابٌ وَلَا حَرَسٌ!
فَكَيفَ تَفرَحُ بِالدُّنيَا وَلَذَّتِهَا يَامَن يُعَدُّ عَلَيهِ اللَّفظُ وَالنَّفسُ
اَصبَحتَ يَا غَافِلًا فِي النَّقصِ مُنغَمِسًا وَاَنتَ دَهرُكَ فِي اللَّذَّاتِ مُنغَمِسٌ
لَا يَرحَمُ المَوتُ ذَا جَهلٍ لِغُرَّتِهِ وَلَا الَّذِي كَانَ مِنهُ العِلمُ يُقتَبَسُ
كَم اَخرَسَ المَوتُ فِي قَبرٍ وَقَفتُ بِهِ عَنِ الجواب لِسَانًا مَابِهِ خَرَسٌ
قَد كَانَ قَصرُكَ مَعمُورًا لَهُ شَرَفٌ فَقَبرُكَ اليَومَ فِي الاَجدَاثِ مُندَرِسٌ

1- موت نے دوست کو دوستوں کی محفل سے اچک لیا اور کوئی دربان، چوکیدار سے نہ بچا سکا۔
2- وہ دنیاوی آسائشوں سے کیسے خوش ہو سکتا ہے جس کی ہر بات اور ہر سانس کو گنا جائے۔
3- اے غافل! تو نقصان میں سرگرم ہے اور تیری زندگی خواہشات میں ڈوبی ہوئی ہے۔
4- موت کسی جاہل پر جہالت کے باعث اور کسی عالم پر علم کے سبب رحم نہیں کرتی۔

www.waseemziyai.com

5- موت نے کتنے بولنے والوں کو قبروں میں گونگا بنا دیا وہ جواب ہی نہیں دے سکتے۔
6- کل تیرا محل عزت سے معمور تھا اور آج تیری قبر کا نشان بھی مٹ گیا ہے۔

ایک اور قبر پر لکھا تھا:

1۔ جب میرے دوستوں کی قبریں اونٹ کی کوہانوں کی طرح بلند اور برابر ہو گئیں تو مجھے معلوم ہوا۔
2۔ اگرچہ میں رویا اور میرے آنسو بہنے لگے مگر ان کی آنکھیں اسی طرح ٹھہری رہیں۔
(انہوں نے آنسو نہیں بہائے)۔

ایک طبیب کی قبر پر لکھا ہوا تھا:

قَدْ قُلْتُ لَمَّا قَالَ لِی قَائِلٌ قَدْ صَارَ لُقْمَانُ اِلٰی رَمْسِہٖ
فَاَیْنَ مَنْ یُّوْصُفُ مِنْ طِبِّہٖ وَحَذْقِہٖ فِی الْمَاءِ مَعْ حَسِّہٖ
ھَیْھَاتَ لَا یَدْفَعُ عَنْ غَیْرِہٖ مَنْ کَانَ لَا یَدْفَعُ عَنْ نَفْسِہٖ

1- جب کسی نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ لقمان جیسا طبیب و دانش مند بھی اپنی قبر میں جا سویا۔
2- کہاں ہے وہ جس کی طب میں شخصیت مسلم تھی اور اس جیسا کوئی ماہر نہ تھا۔
3- جو اپنے آپ سے موت کو نہ ٹال سکا وہ دوسروں سے موت کو کیسے ٹالتا۔

ایک اور قبر پر لکھا ہوا تھا:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ کَانَ لِی اَمَلٌ قَصَّرَبِیْ عَنْ بُلُوْغِہِ الْاَجَل
فَلْیَتَّقِ اللہَ رَبَّہٗ رَجُلٌ اَمْکَنَہٗ فِیْ حَیَاتِہِ الْعَمَل
مَا اَنَا وَحْدِیْ نُقِلْتُ حَیْثُ تَرٰی کُلٌّ اِلٰی مِثْلِہٖ سَیَنْتَقِل

1۔ اے لوگو! میری بہت سے تمنائیں تھیں مگر موت نے انہیں پورا کرنے کی مہلت نہ دی۔
2۔ اللہ سے ڈر اور اپنی زندگی میں نیک عمل کر۔
3۔ میں اکیلا یہاں نہیں آیا بلکہ ہر کسی کو یہاں آنا ہے۔

باب ۲۹:

آسمانوں کا ذکر اور دوسرے مباحث

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جوہر کو پیدا کیا، جب اس پر ہیبت کی نگاہ ڈالی تو وہ پگھل گیا اور خوف خدا سے کانپنے لگا جس سے وہ پانی بن گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر نگاہ رحمت ڈالی تو آدھا پانی جم گیا جس سے عرش بنایا گیا، عرش کانپنے لگا تو اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھ دیا جس سے

www.waseemziyai.com

وہ ساکن ہوگیا مگر پانی کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا جو قیامت تک موجزن رہے گا۔

فرمان الٰہی ہے:

وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ۔ اور اس کا عرش پانی پر تھا۔(پ ۱۲ ہود ۷)

تخلیق کائنات: پھر جب پانی میں تلاطم خیز موجیں پیدا ہوئیں جن سے تہ بہ تہ دھوئیں کے بادل اٹھے اور جھاگ پیدا ہوئی اور اس سے زمین و آسمان بنائے گئے جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے پھر ان دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ہوا کو پیدا کیا جس کے دباؤ سے زمین و آسمان کے طبق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے، چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ۔ (پ ۲۴ حٰم السجدۃ ۱۱) پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا۔

اہلِ حکمت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو دھوئیں سے اس لئے پیدا فرمایا کہ دھواں باہم پیوست ہوتا ہے اور بلندیوں پر جا کر ٹھہرتا ہے۔ بخارات سے اس لئے پیدا نہیں فرمایا کہ وہ واپس لوٹ جاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کا ادنیٰ کرشمہ ہے، پھر ارشاد نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پانی کی طرف نظر رحمت کی تو وہ جم گیا۔

آسمانوں کے نام اور ان کے رنگ: زمین اور آسمان دنیا کی اور ہر آسمان سے دوسرے آسمان کا بعد اور مسافت پانچ سو سال کے سفر کی دوری کے برابر ہے اور اسی طرح ہر آسمان کا اپنا اپنا حجم ہے، کہتے ہیں کہ پہلا آسمان دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے مگر کوہ قاف کی سبزی کی وجہ سے یہ ہرا نظر آتا ہے، اس آسمان کا نام رقیعہ ہے۔

دوسرے آسمان کا نام فیدوم یا ماعون ہے اور وہ ایسے لوہے کا ہے جس سے روشنی کی شعائیں پھوٹتی ہیں۔

تیسرے آسمان کا نام ملکوت یا ہاریون ہے اور وہ تانبے کا ہے۔

چوتھے آسمان کا نام زاہرہ ہے اور وہ آنکھوں میں خیرگی پیدا کرنے والی سفید چاندی سے بنا ہے۔

پانچویں آسمان کا نام مزینہ یا مسہرہ ہے اور وہ سرخ سونے کا ہے۔

چھٹے آسمان کا نام خالصہ ہے اور وہ چمکدار موتیوں سے بنایا گیا ہے۔

ساتویں آسمان کا نام لابیہ یا واقعہ ہے، وہ سرخ یاقوت کا ہے اور اسی میں بیت المعمور ہے۔

بیت المعمور کے چار ستون ہیں، ایک سرخ یاقوت کا، دوسرا سبز زبرجد کا تیسرا سفید چاندی کا اور چوتھا سرخ سونے کا ہے بیت المعمور کی عمارت سرخ عقیق کی ہے ہر روز وہاں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں

www.waseemziyai.com

اور ایک مرتبہ داخل ہو جاتے ہیں پھر قیامت تک انہیں دوبارہ داخلے کا موقع نہیں ملے گا۔

قولِ معتبر یہ ہے کہ زمین آسمان سے افضل ہے کیونکہ یہ انبیاء کا مولد و مدفن ہے اور زمین کے سب طبقات میں بہتر او پر والا طبق ہے جس پر خلق خدا آباد ہے اور نفع اندوز ہوتی ہے۔

سات ستارے اور ہر ستارہ کا آسمان: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آسمانوں میں سب سے زیادہ افضل کرسی ہے جس کی چھت عرش الٰہی سے ملی ہوئی ہے، سات ستاروں کے علاوہ تمام فائدہ بخش ستارے اسی آسمان میں ہیں، سات ستاروں کی تفصیل یہ ہے:

زحل جو شنبہ کے دن کا ستارہ ہے، ساتویں آسمان میں ہے۔ مشتری جو پنجشنبہ کا ستارہ ہے، چھٹے آسمان میں ہے۔ شنبہ کا سیارہ مریخ پانچویں آسمان میں ہے۔ یک شنبہ کا سیارہ شمس چوتھے آسمان میں ہے۔ جمعہ کا سیارہ زہرہ تیسرے آسمان میں ہے۔ چہار شنبہ کا سیارہ عطارد دوسرے آسمان میں ہے۔ اور دو شنبہ کا سیارہ قمر پہلے آسمان میں ہے۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے آسمان و زمین کی صنعت میں بے انتہا عجائبات ودیعت کئے ہیں حالانکہ سارے آسمان دھوئیں سے بنائے گئے ہیں مگر کسی میں ایک دوسرے کی مشابہت نہیں پائی جاتی، آسمان سے پانی برسایا، اس سے مختلف سبزیاں اور پھل اگائے جن کے ذائقے اور رنگ جدا جدا ہیں، حکمت الٰہی کے بموجب وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لذیذ ہیں، آدم علیہ السلام کی اولاد میں مختلف اقسام بنائیں، کوئی سفید ہے کوئی سیاہ، کوئی خوش اور کوئی اداس، کوئی مومن کوئی کافر، کوئی عالم اور کوئی جاہل ہے حالانکہ سب آدم علیہ السلام کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

❁❁❁❁

باب ۳۰:

عرش، کرسی، فرشتگانِ مقرب، رزق و توکل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (پ ۳ البقرۃ ۲۵۵)

کرسی سے مراد علم الٰہی ہے یا ملک خداوندی یا پھر مشہور آسمان کا نام ہے۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کرسی ایک موتی ہے جس کی لمبائی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں

www.waseemziyai.com

جانتا. حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے وسیع صحرا میں ایک حلقہ پڑا ہو. مزید فرمایا کہ آسمان کرسی میں ہیں اور کرسی عرش الٰہی کے سامنے ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے. سورج کرسی کے نور کا سترواں (1/70) حصہ ہے اور عرش الٰہی حجاباتِ الٰہی کے نور کا سترواں حصہ ہے

مروی ہے کہ عرش اور کرسی کے اٹھانے والے فرشتوں کے مابین ستر ہزار نور کے اور ستر ہزار ظلمت کے پردے حائل ہیں، ہر پردہ پانچ سو سال کا سفر ہے. اگر یہ پردے نہ ہوتے تو حاملین کرسی حاملین عرش کے نور سے جل جاتے۔ عرش ایک نورانی شے ہے جو کرسی سے اوپر ہے اور ایک علیحدہ وجود رکھتا ہے مگر اس قول سے جناب حسن بصری رضی اللہ عنہ کو اختلاف ہے۔

عرش الٰہی کی ساخت: عرشِ الٰہی کی بناوٹ کے متعلق مختلف روایتیں ہیں بعض کہتے ہیں سرخ یا یاقوت کا ہے یا سبز موتی کا ہے بعض کی رائے ہے کہ سفید موتی سے بنایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

فلکیات کے ماہرین اسے نواں آسمان، فلکِ اعلیٰ، فلک الافلاک اور فلکِ اطلس کہتے ہیں، اس میں کوئی ستارہ وغیرہ نہیں ہے، قدیم ہئیت دانوں کے بقول تمام ستارے آٹھویں آسمان میں ہیں جس کو وہ فلک البروج اور اہل شرع کرسی کہتے ہیں

عرشِ الٰہی مخلوقات کی چھت ہے، کوئی چیز اس کے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتی، وہ بندوں کے علم و ادراک اور مطلوب کی انتہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے عظیم قرار دیا ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ۔ (پ ۱۱ التوبہ ۱۲۹)	پس اگر وہ پھر جائیں تو کہیے کہ مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی توریت میں متوکل تھا اور کیوں نہ ہوتا، آپ سے بڑھ کر معرفتِ خداوندی کا شناسا اور کون ہے؟ آپ موحدین کے سردار اور عارفین کاملین کے رہنما ہیں، توکل کی حقیقت آپ پر روزِ روشن کی طرح عیاں تھی۔

توکل کی حقیقت: توکل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسباب سے قطع نظر کر لیا جائے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ توکل اسباب کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بدوی نے پوچھا میں اونٹ کا پیر باندھ کر یا کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا اونٹ کا پاؤں باندھ دے اور توکل کر اللہ پر۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرنے کی حقیقت کو پا لیتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پرندوں کی

www.waseemziyai.com

طرح رزق دیتا جو صبح بھوکے اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔

حضرت ابراہیم ادہم اور حضرت شقیق بلخی کے درمیان سوال وجواب:

حضرت ابراہیم بن ادہم اور حضرت شقیق بلخی رحمہما اللہ تعالیٰ کی مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی. ابراہیم نے پوچھا اے شقیق بھائی! تم نے یہ بلند مرتبہ کیسے پایا؟ جناب شقیق نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ میرا ایک بیابان سے گزر ہوا. وہاں میں نے ایک ایسا پرندہ پڑا دیکھا جس کے دونوں بازو ٹوٹ گئے تھے۔ میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ دیکھوں تو سہی اسے کیسے رزق ملتا ہے. میں وہاں بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں ایک ٹڈی تھی اور اس نے وہ پرندے کے منہ میں ڈال دی. میں نے دل میں سوچا کہ وہ رازق کائنات ایک پرندے کے ذریعے دوسرے پرندے کا رزق پہنچا دیتا ہے، میرا رزق بھی مجھے ہر حالت میں پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا میں نے سب کاروبار چھوڑ دیئے اور عبادت میں مصروف ہو گیا۔ جناب ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے شقیق! تم نے مجبور و معذور پرندہ بننا پسند کیا اور تندرست پرندہ بننا پسند نہ کیا کہ تم کو مقام بلند نصیب ہوتا، کیا تم نے یہ فرمان نبوی نہیں سنا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، مومن تو ہمیشہ بلندی درجات کی تمنا کرتا ہے تا آنکہ وہ ابرار کی صف میں جگہ پاتا ہے. جناب شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنتے ہی جناب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو چوما اور کہا بیشک آپ میرے استاد ہیں

توکل حقیقی کیا ہے؟:

جب انسان رزق کے حصول کے اسباب مہیا کر لے تو اسباب کی بجائے اپنا نصب العین اس خالق کائنات کو بنائے جو حقیقت میں روزی رساں ہے، سائل جو کشکول لے کر گداگری کرتا رہتا ہے وہ کشکول کو نہیں بلکہ ہمیشہ دینے والے سخی کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو شخص اپنے آپ کو سب سے زیادہ غنی بنانا چاہتا ہے وہ اپنے مال سے زیادہ انعام خداوندی پر نظر رکھے۔

توکل حقیقی کی ایک مثال:

جناب حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی سال تک حضرت ابراہیم کی خدمت کی تھی. ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم جناب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا کوئی عجیب واقعہ سناؤ! انہوں نے کہا کہ ایک بار ہم مکہ معظمہ کی طرف جا رہے تھے، راستہ میں ہمارا زادِ راہ ختم ہو گیا ہم کوفہ کی ایک ویران مسجد میں اقامت گزیں ہوئے. جناب ابراہیم نے مجھے دیکھ کر فرمایا تم بھوک سے نڈھال نظر آتے ہو. میں نے کہا ہاں مجھے شدت کی بھوک لگ رہی ہے۔

آپ نے مجھ سے قلم دوات منگوائی اور کاغذ پر بسم اللہ کے بعد لکھا ہر حالت میں اے رب ذوالجلال! تو ہی ہمارا مقصود اور ہر کام میں تو ہی ملجا ہے، پھر یہ اشعار لکھے:

www.waseemziyai.com

أَنَا حَامِدٌ أَنَا شَاكِرٌ أَنَا ذَاكِرٌ — أَنَا جَائِعٌ أَنَا ضَائِعٌ أَنَا عَارِیْ
هِیَ سِتَّةٌ وَأَنَا الضَّمِيْنُ لِنِصْفِهَا — فَكُنِ الضَّمِيْنَ لِنِصْفِهَا يَا بَارِیْ
مَدْحِی لِغَيْرِكَ لَهَبُ نَارٍ خُضْتُهَا — فَاجِرْ عُبَيْدَكَ مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

1- میں تیری حمد کرنیولا شکر نیوالا اور ذکر نیوالا ہوں۔ میں بھوکا، خستہ حال اور برہنہ ہوں۔

2- اے اللہ! تین باتوں کا میں ضامن ہوں اور بقیہ تین کی ضمانت تو قبول فرمالے۔

3- تیرے سوا کسی اور کی ثنا میرے لئے آگ سے کم نہیں ہے، اپنے بندے کو اس آگ سے بچالے۔

اور مجھ سے فرمایا دل میں کسی غیر کا خیال نہ لانا، جو آدمی تمہیں سب سے پہلے نظر آئے یہ رقعہ دے دینا۔ سب سے پہلا شخص جو مجھے ملا وہ ایک خچر سوار تھا، میں نے وہ رقعہ اس کو دے دیا۔ اس نے پڑھا اور رونے لگا پھر پوچھا، اس رقعہ کا کاتب کہاں ہے؟ میں نے کہا فلاں ویران مسجد میں بیٹھا ہے، یہ سنتے ہی اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں چھ سو دینار تھے، بعد میں مجھے ایک اور شخص ملا، میں نے اس سے خچر سوار کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ نصرانی تھا میں نے واپس آ کر جناب ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو سارا واقعہ کہہ سنایا، آپ نے فرمایا ذرا ٹھہرو وہ ابھی آجائے گا۔ کچھ دیر کے بعد وہ نصرانی آ گیا اور جناب ابراہیم کے سر کو چومنے لگا اور مسلمان ہو گیا۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی ایک قوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاملین عرش (فرشتوں) کو پیدا فرمایا اور انہیں عرش کو اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ نہ اٹھا سکے، اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ سات آسمانوں کے فرشتوں کے برابر فرشتے پیدا کئے، پھر انہیں عرش کو اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ نہ اٹھا سکے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے فرشتوں کے برابر فرشتے پیدا فرمائے اور انہیں عرش اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ پھر بھی نہ اٹھا سکے، تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہو جب انہوں نے یہ کہا تو عرش الٰہی کو اٹھا لیا گیا مگر ان کے قدم ساتویں زمین میں ہوا پر جم گئے۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ ہمارے قدم ہوا پر ہیں اور نیچے کوئی ٹھوس چیز موجود نہیں ہے تو انہوں نے عرش الٰہی کو مضبوطی سے تھام لیا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے میں محو ہو گئے تاکہ وہ انتہائی پستیوں پر گرنے سے محفوظ رہیں اب وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش الٰہی انہیں تھامے ہوئے ہے بلکہ ان تمام کو قدرت الٰہی سنبھالے ہوئے ہے۔

روایت ہے کہ جو شخص صبح و شام سات مرتبہ

حَسْبِیَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ (پ ۱۱ التوبۃ ۱۲۹)

مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

www.waseemziyai.com

پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام عزائم کو پورا کر دیتا ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ اس کے دنیا و آخرت کے تمام کام پورے ہو جاتے ہیں۔

باب ۳۱:

ترک دنیا و مذمت دنیا

قرآن مجید میں دنیا کی مذمت اور دنیا سے توجہ ہٹا کر آخرت کی جانب مائل کرنے کے لئے بیشمار آیات ہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سبب یہی چیز تھی۔ قرآن مجید کی آیات اتنی مشہور ہیں کہ یہاں ان کے ذکر سے صرف نظر کر کے صرف بعض احادیث کے ذکر پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

مذمت دنیا میں چند احادیث:

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا یہ بکری اپنے مالک کو پسند ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی اس کی بدبو کی وجہ سے تو یہاں پھینک دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بخدا دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقار ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کا مقام مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کوئی کافر اس دنیا سے ایک گھونٹ بھی پانی نہ پی سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ مزید فرمایا دنیا ملعون ہے، اس کی ہر وہ چیز ملعون ہے جو اللہ کیلئے نہ ہو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا سے محبت کی اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو درخور اعتناء نہ سمجھا تم فانی دنیا پر باقی رہنے والی چیزوں کو ترجیح دو۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی بنیاد ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اشکباری:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے پانی منگوایا تو پانی اور شہد حاضر کیا گیا، آپ جب اسے منہ کے قریب لے گئے تو بے اختیار رونے لگے، یہاں تک کہ پاس بیٹھے ہوئے سب صحابہ کرام بھی رونے لگے، کچھ دیر بعد آپ نے پھر پینے کا ارادہ فرمایا مگر شہد اور پانی دیکھ کر دوبارہ رونے لگ گئے یہاں تک کہ صحابہ کرام نے خیال کیا کہ شاید ہم اس گریہ کی وجہ دریافت نہیں کر سکیں گے، جب آپ نے اپنے آنسو صاف کیئے تو صحابہ کرام نے عرض کیا اے خلیفۃ الرسول! آپ کے رونے کا باعث کیا تھا؟ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی کا شرف نصیب ہوا، آپ

www.waseemziyai.com

اپنے جسم مبارک سے کسی نظر نہ آنیوالی چیز کو دفع فرمارہے تھے. میں نے عرض کیا حضور! آپ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی دنیا آئی تھی. میں نے اسے کہا مجھ سے دور رہو؟ وہ لوٹ گئی ہے اور یہ کہہ گئی ہے کہ آپ نے مجھ سے کنارہ کشی فرمالی ہے مگر بعد میں آنے والے ایسا نہیں کرسکیں گے۔

آئی ہے بے حیا مرا ایمان لوٹنے
دنیا کھڑی ہے دولت دنیا لئے ہوئے

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ ایسے انسان پر انتہائی تعجب ہے جو بہشت پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا کے حصول میں سرگرم ہے۔

دنیا کی ایک تمثیل: مروی ہے، حضور ﷺ ایک تزیلہ (کوڑے کے ڈھیر) کے قریب کھڑے ہوئے اور فرمایا دنیا کی طرف آئیے آپ نے ایک پرانا چیتھڑا اور بوسیدہ ہڈی دست مبارک میں لیکر فرمایا یہ دنیا ہے۔

اس تمثیل سے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ دنیا کی زینت اس چیتھڑے کی طرح پرانی ہوجائے گی اور چلتے پھرتے انسان کی ہڈیاں اس ہڈی کی طرح بوسیدہ ہوجائیں گی۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے دنیا سبز (خوش آئند) اور شیریں ہے. اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ بنی اسرائیل پر جب دنیا فراغ کردی گئی تو انہوں نے اپنی تمام تر کوششیں زیورات، کپڑوں، عورتوں اور عطریات کے لئے وقف کردی تھیں (اوران کا انجام تم نے دیکھ لیا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا کو معبود بنا کر اس کے بندے بن جاؤ اپنا خزانہ اس ذات کے یہاں جمع کرو جو کسی کی کمائی کو ضائع نہیں کرتا. دنیاوی خزانوں کے لئے تو خوف ہلاکت ہوتا ہے مگر جس کے خزانے خدا کے یہاں جمع ہوں وہ کبھی تباہ نہیں ہوں گے۔

آپ نے مزید فرمایا: اے میرے حواریو! میں نے دنیا کو اوندھے منہ ڈال دیا ہے تم میرے بعد کہیں اسے گلے نہ لگا لینا، دنیا کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس میں آدمی اللہ کا نافرمان بن جاتا ہے اور اسے چھوڑے بغیر آخرت کی بھلائی ناممکن ہے دنیا میں دلچسپی نہ لو اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور باخبر ہو، دنیا کی محبت ہر برائی کی اصل ہے اور ایک لمحہ کی خواہش نفسانی اپنے پیچھے طویل پشیمانی چھوڑ جاتی ہے اور فرمایا کہ دنیا تمہارے لئے سواری بنائی گئی اور تم اس کی پشت پر سوار ہوگئے تو اب بادشاہ اور عورتیں تمہیں اس سے نہ اتار دیں، رہا بادشاہوں کا معاملہ تو ان سے دنیا کی وجہ سے مت جھگڑو، وہ تمہاری دنیا اور تمہاری پسماندہ چیزوں کو تمہیں واپس نہ کریں گے، رہی عورتیں تو ان کے صوم وصلوۃ سے ہوشیار رہو۔

مزید فرمایا: دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی ہے، جو خوشنودی خدا کا طالب ہوتا ہے دنیا اس کی

www.waseemziyai.com

طالب رہتی ہے اور اسے رزق بہم پہنچاتی ہے اور جو دنیا کا طالب ہوتا ہے اسے آخرت طلب کرتی ہے اور موت اسے گدی سے پکڑ کر لے جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ ناپسند یہی دنیا ہے. اللہ نے اسے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام ایک مرتبہ اپنے تخت پر کہیں جا رہے تھے. پرندے آپ پر سایہ کر رہے تھے. انسان اور جنات آپ کے دائیں بائیں بیٹھے تھے. بنی اسرائیل کے ایک عابد نے دیکھ کر کہا اے سلیمان! بخدا اللہ نے آپ کو ملک عظیم دیا ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ بندہ مومن کے نامۂ اعمال میں درج صرف ایک تسبیح میری تمام سلطنت سے بہتر ہے کیونکہ یہ سب فانی ہے مگر تسبیح باقی رہنے والی ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو. اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو. بیوقوف ہی اسے جمع کرتا ہے، بے علم ہی اس کیلئے جھگڑتا ہے ناسمجھ ہی اس کے لئے دشمنی اور حسد کرتا ہے اور بے یقین ہی اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس کی سب سے بڑی تمنا حصول دنیا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ایسے کے دل پر چار چیزوں کو مسلط کر دیتا ہے دائمی غم، دائمی مشغولیت، دائمی فقر اور کبھی نہ پوری ہونے والی آرزوئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھے دنیا کی حقیقت دکھلاؤں؟ میں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ! آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مدینہ کی ایک وادی میں لے گئے جہاں کوڑا پڑا تھا اور اس میں گندگی، چیتھڑے اور انسان کے سر کی بوسیدہ ہڈیاں تھیں آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ! یہ سر بھی تمہارے سروں کی طرح حریص تھے اور ان میں تمہاری طرح بہت آرزوئیں تھیں مگر آج یہ خالی ہڈیاں بن چکی ہیں جن پر کھال بھی نہیں رہی اور عنقریب یہ مٹی ہو جائیں گے، یہ گندگی ان کے کھانوں کے رنگ ہیں جنہیں انہوں نے کما کما کر کھایا. آج لوگ ان سے منہ پھیر کر گذرتے ہیں، یہ پرانے چیتھڑے جو کبھی ان کے ملبوسات تھے. آج ہوا انہیں اڑائے پھرتی ہے اور یہ ان کی سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر سوار ہو کر وہ شہروں شہروں گھوما کرتے تھے، جو دُنیا کے انجام پر رونا پسند کرتا ہو اسے رونا چاہئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت روئے

روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تباہی کے لئے عمارتیں بناؤ اور موت کے لیے بچے پیدا کرو۔

www.waseemziyai.com

حضرت داؤد بن بلال رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں مرقوم ہے کہ اے دنیا! تو نیکوکاروں کی نظر میں اپنی تمام تر زیب و زینت کے باوجود بے وقار ہے۔ میں نے ان کے دلوں میں تیری عداوت اور تجھ سے بے توجہی رکھ دی ہے۔ میں نے تجھ جیسی بے وقار کوئی اور چیز نہیں پیدا کی۔ تیری ہر ادا جھوٹی اور فانی ہے۔ میں نے تیری پیدائش کے وقت فیصلہ فرما دیا تھا کہ نہ تو کسی کے پاس ہمیشہ رہے گی اور نہ ہی وہ ہمیشہ رہے گا، اگرچہ تجھے پانے والا کتنا ہی بخل کرتا رہے۔ نیکوکاروں کیلئے میری بشارت ہے جن کے دل میری رضا پر راضی ہیں اور جن کے دل صدق و استقامت کا گہوارہ ہیں۔ ان کے لئے خوشخبری ہے کہ جب وہ قبروں سے گروہ در گروہ اٹھیں گے تو میں انہیں یہ جزا دوں گا کہ ان کے آگے نور ہوگا اور فرشتے انہیں گھیرے ہوئے ان کی تمناؤں کے مرکز یعنی بہشت میں پہنچائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے، دنیا زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے اسے اللہ تعالیٰ نے جب سے پیدا فرمایا کبھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا، قیامت کے دن دنیا بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گی، مجھے اپنے دوستوں کے مقدر میں لکھ دے، رب فرمائے گا میں دنیا میں اس ملاپ کو ناپسند کرتا تھا اور آج بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی حیرانی و سرگردانی: مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے ممنوعہ شجر کھا لیا تو انہیں پیٹ میں گرانی محسوس ہوئی حالانکہ جنت کی نعمتوں میں یہ بات نہیں ہے، حضرت آدم علیہ السلام قضائے حاجت کے لئے چاروں طرف حیران پھر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ حاضر ہوا اور کہنے لگا آدم! حیران کیوں پھر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا میں اپنے پیٹ کی گرانی ختم کرنا چاہتا ہوں، فرشتہ بولا: اس گرانی کو کہاں ڈالو گے؟ جنت کے فرش پر تختوں پر، درختوں کے سایہ میں، جنت کی نہروں کے کناروں پر؟ جنت میں ان چیزوں کی کوئی جگہ نہیں ہے، آپ دنیا میں چلے جائیں۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ قیامت کے دن ایسے لوگ آئیں گے جن کے اعمال حسنہ تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں گے مگر انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا صحابہ کرام نے پوچھا وہ نماز روزہ ادا کرنے والے ہوں گے، فرمایا ہاں وہ روزہ دار اور رات کا ایک حصہ عبادت میں گزارنے والے ہوں گے مگر وہ دنیا کے دلدادہ ہوں گے۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے بندۂ مومن دو خوفوں کے درمیان ہوتا ہے اعمال گزشتہ پر فکرمند رہتا ہے اور آنے والے وقت کیلئے پریشان رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر میں میرے لئے کیا مرقوم ہے۔

بندہ اپنی زندگی سے اپنے لئے بھلائی پیدا کرے، اپنی دنیا سے آخرت کو سنوارے، حیات سے موت

www.waseemziyai.com

کو اور جوانی سے بڑھاپے کو آراستہ کرے کیونکہ دنیا تمہارے لئے اور تم آخرت کے لیے بنائے گئے ہو۔ رب ذوالجلال کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، موت کے بعد بندہ کے لئے اور کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے اور دنیا کے بعد بہشت یا دوزخ کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتا اسی طرح ایک دل میں دنیا اور آخرت کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔

مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے تو بہت طویل عمر پائی ہے۔ یہ فرمائیں کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا دنیا ایک سرائے ہے جس کے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے میں سے نکل گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ اپنی رہائش کیلئے گھر کیوں نہیں بناتے آپ نے فرمایا گذشتہ لوگوں کے یہ پرانے مکان میری رہائش کیلئے بہت ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ دنیا سے ڈرو، یہ ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام میں تشریف لائے اور فرمایا کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے اندھے پن کا نہیں بلکہ بصارت کا سوال کرتا ہے؟ باخبر ہو جاؤ، جو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اس سے بے انتہا امیدیں رکھنے لگا اس کا دل اندھا ہو گیا اور جس نے دنیا سے کنارہ کشی کر لی اور اس سے کوئی مخصوص امیدیں نہ رکھیں، اللہ تعالیٰ نے اسے نورِ بصیرت عطا فرما دیا، وہ تعلیم کے بغیر علم اور تلاش کے بغیر ہدایت یاب ہو گیا۔ تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جن کی سلطنت کی بنیاد قتل اور جور و جفا پر ہو گی، جن کی امیری و تمول بخل و تکبر سے بھرپور ہو گی اور نفسانی خواہشات کے سوا نہیں کسی چیز سے محبت نہیں ہو گی، خبردار تم میں سے کوئی اگر وہ وقت پائے اور مالداری کی قوت رکھتے ہوئے فقر پر راضی ہو جائے، محبت پا سکنے کے باوجود ان سے عداوت پر راضی ہے اور رضائے الٰہی میں عزت حاصل کر سکنے کے باوجود تواضع سے زندگی بسر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقوں کا درجہ دے گا۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سخت بارش میں گھر گئے۔ آپ کو پناہ تلاش کرتے ہوئے ایک خیمہ نظر آیا جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ اس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ واپس لوٹے تو پہاڑ کا ایک غار نظر آیا، وہاں جا کر دیکھا تو ایک شیر کھڑا تھا۔ آپ نے اس پر ہاتھ رکھا اور عرض کی اے ربِ ذوالجلال! تو نے ہر چیز کا ٹھکانا بنایا ہے مگر میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا تیرا ٹھکانا میری رحمت ہے، میں قیامت کے دن اپنے دست قدرت سے پیدا کردہ سو حوروں سے تیرا عقد کروں گا اور تیری دعوت ولیمہ چار ہزار سال جاری رہے گی، ہر سال کے دن دنیا کی زندگی کے برابر ہوں گے اور ندا کرنے والا تیرے فرمان سے ندا

www.waseemziyai.com

کرے گا اے دنیا سے کنارہ کشی کرنے والو! آؤ اور زاہد اعظم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی شادی دیکھو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ طالب دنیا کیلئے ہلاکت ہو وہ دنیا کو کیسے چھوڑ کر مریگا جس کی ساری توجہ، اعتماد اور بھروسہ اسی دنیا پر ہے۔ یہ لوگ اپنی ناپسندیدہ چیز (موت) کا کیسے مقابلہ کریں گے۔ جو انہیں محبوب چیزوں سے جدا کر دے گی اور جس کے بارے میں ان کو پہلے سے ہی بتا دیا گیا تھا۔ ہلاک ہو وہ شخص جس کی تمام تر کوششیں حصول دنیا کے لئے ہیں۔ جس کے اعمال گناہوں پر مشتمل ہیں۔ وہ کل قیامت کے دن اپنے گناہوں سے کیسے رہائی پائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ! تمہارا ظالموں کے گھر سے کیا تعلق! تم اپنی توجہ اور تعلق اس دنیا سے جو بہت برا گھر ہے، ہٹا لو، یہ صرف اسی کے لئے اچھی ہے جو اس میں رہ کر اپنے خالق کو راضی کر لیتا ہے، اے موسیٰ! میں ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاؤں گا۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انصار سے خطاب:

مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا، وہ وہاں سے مال و دولت لے کر آئے، جب انصار کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ سب صبح کی نماز میں حاضر ہوئے، نماز سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو حضور نے مسکرا کر فرمایا شاید تمہیں ابو عبیدہ کے مال لے کر آنے کی خبر مل گئی ہے۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو، رب ذوالجلال کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں فقر و فاقہ کا خوف نہیں ہے بلکہ میں اس وقت سے ڈرتا ہوں جب تم پر پہلی امتوں کی طرح دنیا فراخ ہو جائے گی اور تم اس میں پہلی امتوں کی طرح مشغول ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اکثر اس بات کا اندیشہ کرتا ہوں جب اللہ تعالیٰ تم پر یہ دنیا اپنی تمام فتنہ سامانیوں کے ساتھ فراخ کر دے گا۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اپنے دلوں کو دنیا کی یاد میں نہ لگاؤ۔ آپ نے دنیا کی یاد سے منع کر دیا ہے چہ جائیکہ انسان اپنی تمام تر توجہ اسی پر مرکوز کر دے۔

بے گوروکفن نعشیں:

جناب عمار بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ایسی بستی سے گزر ہوا جس کے مکین مختلف اطراف اور راستوں پر مردہ پڑے ہوئے تھے، آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا شکار ہیں ورنہ انہیں ضرور دفن کیا جاتا۔ حواریوں نے عرض کی ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ان کے حالات کا پتہ چل جائے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی تو رب ذوالجلال نے فرمایا جب رات آجائے تو ان سے پوچھنا یہ اپنی ہلاکت کا سبب بتائیں گے۔ جب رات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بستی والو! ایک آواز آئی لبیک یاروح اللہ!

آپ نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیوں ہے اور عذاب کے نزول کا باعث کیا ہے؟ جواب آیا ہم نے عافیت کی زندگی گذاری اور جہنم کے مستحق قرار پائے اس لئے کہ ہم دنیا سے محبت رکھتے تھے اور گنہگاروں کی پیروی کیا کرتے تھے۔

آپ نے پوچھا تمہیں دنیا سے کیسی محبت تھی؟ جواب آیا جیسے ماں کو بچہ سے محبت ہوتی ہے جب ہمارے پاس دنیا آجاتی ہم نہایت مسرور ہوتے اور جب دنیا چلی جاتی تو ہم نہایت غمگین ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ صرف تو ہی جواب دے رہا ہے اور تیرے باقی ساتھی خاموش ہیں. جواب ملا. طاقتور پُرہیبت فرشتوں نے ان کو آگ کی لگامیں ڈالی ہوئی ہیں. آپ نے فرمایا پھر تو کیسے جواب دے رہا ہے؟ جواب ملا میں ان میں رہتا ضرور تھا مگر ان جیسی بداعمالیاں نہیں کرتا تھا، جب عذاب الٰہی آیا تو میں بھی اس کی لپیٹ میں آگیا، اب میں جہنم کے کنارے پر لٹکا ہوا ہوں کیا خبر اس سے نجات پاتا ہو یا اس میں گر جاتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو فرمایا نمک سے جو کی روٹی کھانا، پھٹا پرانا کپڑا پہننا اور کوڑے کے ڈھیر پر سونا، دنیا اور آخرت کی بھلائی کیلئے بہت عمدہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عضبا نامی اونٹنی تھی جو تیز رفتاری میں سب سے عمدہ تھی، ایک دفعہ بدوی کی اونٹنی اس سے آگے نکل گئی جس کی وجہ سے صحابہ کو بہت افسوس ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ قانون قدرت ہے کہ ہر کمال کو زوال نصیب ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو سمندر کی لہروں پر عمارت بنائے یہ دنیا اسی طرح ہے تم اسے جائے قرار نہ بناؤ۔

حضرت عیسیٰ السلام سے کہا گیا ہمیں ایک ایسی چیز بتلائیے۔ جس کے سبب اللہ تعالیٰ ہمیں محبوب بنا لے، فرمایا تم دنیا سے عداوت رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب رکھے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں سے خطاب:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو آبادی چھوڑ کر ویران ٹیلوں کی طرف نکل جاتے اور اپنے آپ کو ریاضت میں مشغول کرتے، گریہ وزاری کرتے اور ضروری سامان کے علاوہ تمام مال ومتاع چھوڑ دیتے لیکن دنیا تمہارے اعمال کی مالک بن گئی ہے اور دنیا کی امیدوں نے تمہارے دل سے آخرت کی یاد مٹا کر رکھ دی ہے اور تم اس کیلئے جاہلوں کی طرح سرگرداں ہو، تم میں سے بعض لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں جو اپنی خواہشات میں اندھے بن کر انجام کی

www.waseemziyai.com

فکر نہیں کرتے تم سب دینی بھائی ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے ہو اور نہ ہی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو، تمہارے خبث باطن نے تمہارے راستے جدا کر دیئے ہیں۔ اگر تم صراط مستقیم پر چلتے تو ضرور باہم محبت کرتے۔ تم دنیاوی امور میں تو باہم مشورے کرتے ہو مگر آخرت کے امور میں مشورہ نہیں کرتے اور تم اس ذات سے محبت نہیں رکھتے جو تمہیں محبوب رکھتا ہے اور تمہیں آخرت کی بھلائی کی طرف لیجانا چاہتا ہے، یہ سب اس لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کمزور پڑ چکا ہے اگر تم آخرت کی بھلائی اور برائی پر یقین رکھتے جیسے دنیاوی اونچ نیچ پر یقین رکھتے ہو تو تم دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے کیونکہ آخرت تمہارے اعمال کی مالک ہے، اگر تم یہ کہو کہ ہم پر دنیا کی محبت غالب ہے تو یہ تمہارا عذر لنگ ہے کیونکہ تم مقررہ معیاد پر آنے والی آخرت پر اس دنیا کو ترجیح دے رہے ہو اور اپنے جسم کو ان کاموں سے دکھ درد جھیلنے پر مجبور کر رہے ہو جنہیں تم کبھی بھی نہیں پاسکتے تم بڑے ناہنجار ہو، تم ایمان کی حقیقت کو پہچانتے ہی نہیں، اگر تمہیں محمد ﷺ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن مجید) میں شک ہے تو ہمارے پاس آؤ، ہم تمہاری ایسے نور کی طرف راہنمائی کریں گے جس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں گے.. بخدا تم کم عقلی کا بہانہ بنا کر جان نہیں چھڑا سکتے کیونکہ دنیاوی امور میں تم صائب الرائے ہو اور انہیں بخوبی سرانجام دے رہے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم معمولی سی دنیا پر خوش ہو جاتے ہو اور معمولی سے دنیاوی نقصان پر انتہائی رنجیدہ ہو جاتے ہو، تمہارے چہرے اور زبانیں دکھ کا مظہر ہیں اور تم اسے مصیبت کہتے ہو اور تم دنیا پر گناہوں سے آلودہ زندگی بسر کرتے ہو اور دین کے اکثر احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہو اور اس سے نہ تمہارے چہروں پر شکن آتی ہے اور نہ ہی تمہاری حالت میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم سے بری ہو، تم باہم محبت رکھتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے بہت برا سمجھتے ہو، تم خائن بن گئے اور امیدوں کے پیچھے دوڑنے لگے اور موت کا انتظار ختم کر دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں، وہ مجھے تم سے علیحدگی بخشے اور مجھے اپنے محبوب کی خدمت میں پہنچا دے، اگر وہ دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو میں کبھی تم میں رہنا پسند نہیں کرتا، اگر تم میں نیک بننے کی تڑپ ہے تو میں تمہیں بہت کچھ بتا چکا، اللہ تعالیٰ سے نعمتوں کا سوال کرو، بہت آسانی سے پالو گے، میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے دعا مانگتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک ناصحانہ ارشاد:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا جس طرح دنیادار دنیا کی چاہت میں معمولی سے دین پر راضی ہیں تم بھی دین کی سلامتی کے لئے معمولی سی دنیا پر راضی ہو جاؤ۔

اسی موضوع پر کسی شاعر نے کہا ہے:

اَرٰی رِجَالًا بِاَدْنَی الدِّیْنِ قَدْ قَنِعُوْا　　　وَمَا اَرٰهُمْ رَضُوْا فِی الْعَیْشِ بِالدُّوْنِ۔

www.waseemziyai.com

فَاسْتَغْنِ بِالدِّیْنِ عَنْ دُنْیَا الْمُلُوْکِ کَمَا اِسْتَغْنَی الْمُلُوْکُ بِدُنْیَاھُمْ عَنِ الدِّیْنِ

1- میں نے لوگوں کو دیکھا ہے وہ تھوڑے سے دین پر راضی ہو گئے مگر تھوڑی سی دنیا پر راضی نہیں ہوئے۔

2- جس طرح دنیا دار دنیا کے بدلے دین سے بے نیاز ہو گئے تو بھی دین کے بدلے دنیا سے بے نیاز ہو جا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے دنیا کو سونے چاندی کیلئے طلب کرنے والے! ترک دنیا بہت عمدہ چیز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تم پر دنیا آئے گی اور تمہارے ایمان کو ایسے کھا جائیگی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

دنیا کی محبت سب سے بڑا گناہ ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ! دنیا کی محبت میں مشغول نہ ہونا، میری بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روتے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے، جب آپ واپس ہوئے تو وہ شخص ویسے ہی رو رہا تھا، موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر آنسو کے راستے اس کا دماغ باہر نکل آئے اور اس کے اُٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں تب بھی میں اسے نہیں بخشونگا، یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص میں چھ عادتیں پائی جاتی ہیں وہ نارِ جہنم سے دور اور جنت کا مطلوب ہے۔

1- اللہ کو پہچان کر اس کی عبادت کی۔ 2- شیطان کو پہچان کر اس کی مخالفت کی۔
3- حق کو پہچان کر اس کی اتباع کی۔ 4- باطل کو پہچان کر اس سے اجتناب کیا۔
5- دنیا کو پہچان کر اسے ترک کر دیا۔ 6- آخرت کو پہچان کر اس کا طلب گار رہا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر رحم فرمایا جن کے پاس دنیا امانت کے طور پر آئی اور انہوں نے اسے خیانت کے بغیر لوٹا دیا اور اللہ کی بارگاہ میں بہت سبکبار روانہ ہوئے۔

مزید فرمایا جو تجھے دین کی طرف رغبت دلائے اسے قبول کر لے اور جو تجھے دنیا کی طرف رغبت دلائے، اسے اس کے گلے میں ڈال دے (قبول نہ کر)

دنیا ایک گہرا سمندر ہے: حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ یہ دنیا بہت گہرا سمندر ہے، اس میں بہت لوگ غرق ہو گئے ہیں، اس سے گزرنے کیلئے خوفِ خدا کی کشتی بنا، جس میں بھراؤ ایمان خداوندی کا ہو اور اسے توکل کے راستوں پر چلانا کہ نجات پا جائے ورنہ

www.waseemziyai.com

نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں اس ارشاد ربانی میں "بلاشبہ ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کے لئے زینت بنا دیا ہے تا کہ آزمائیں کون اچھے عمل کرتا ہے اور ہم ان چیزوں کو بنجر نا قابل زراعت بنانے والے ہیں" بہت غور وفکر کرتا ہوں۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ تجھے دنیا میں جو کچھ ملا ہے تجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ اس کے مالک بنے تھے اور تیرے بعد بھی اور لوگ اس کے مالک بنیں گے، تیرے لئے دنیا میں صبح وشام کی روٹی ہے، اس روٹی کے لئے خود کو ہلاکت میں نہ ڈال دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت پر افطار کر، دنیا کا مال خواہشات ہیں اور ان کا منافع نار جہنم ہے

کسی راہب سے زمانہ کے متعلق پوچھا گیا، اس نے جواب دیا یہ جسموں کو پرانا کرتا ہے، امیدیں بڑھاتا ہے، موت کو قریب کرتا ہے اور آرزوؤں کو دور کر دیتا ہے، دنیا والوں کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا جس نے دنیا کو پالیا وہ دکھ میں مبتلا ہوا اور جس نے اسے نہ پایا وہ مصیبت میں گھر گیا اسی لئے کہا گیا ہے:

وَمَنْ يَّحْمَدِ الدُّنْيَا بِعَيْشٍ يَسُرُّهٗ فَسَوْفَ بِعُمْرِيْ عَنْ قَلِيْلٍ يَلُوْمُهَا

اِذَا اَدْبَرَتْ كَانَتْ عَلَى الْمَرْءِ حَسْرَةً وَاِنْ اَقْبَلَتْ كَانَتْ كَثِيْرَةً هُمُوْمُهَا

1- جو دنیاوی عیش وعشرت کے سبب اس کی تعریف کرتا ہے، مجھے زندگی کی قسم عنقریب وہ اسے برا بھلا کہے گا۔

2- جب دنیا چلی جاتی ہے تو حسرت چھوڑ جاتی ہے اور جب آتی ہے تو غم ساتھ لے کر آتی ہے

ایک دانا کا قول ہے، دنیا تھی اور میں نہیں تھا، یہ دنیا رہے گی اور میں نہیں رہوں گا، میں اس کی پروا نہیں کرتا ہوں کیونکہ اس کی زندگی قلیل ہے، اس کی صفا میں بھی کدورت ہے، اس میں رہنے والے زائل ہونے، مصیبت کے نازل ہونے اور موت کے آنے سے سخت خوفزدہ رہتے ہیں۔

ایک اور دانا کا قول ہے، دنیا انسان کو اس کو منشا کے مطابق نہیں ملتی، یا تو زیادہ ملتی ہے یا پھر کم

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، تم دنیا کی نعمتوں کو دیکھو وہ اپنی برائی کی وجہ سے ہمیشہ نالائقوں کے پاس ہی ہوتی ہیں۔

حضرت ابوسلیمان الدرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب کسی طالب دنیا کو دنیا ملتی ہے تو وہ زیادہ کی تمنا کرتا ہے اور جب کسی طالب آخرت کو آخرت کا اجر ملتا ہے تو وہ زیادہ کی تمنا کرتا ہے۔ نہ اس کی تمنا ختم ہوتی ہے اور نہ اس کی تمنا ختم ہوتی ہے۔

ایک شخص نے جناب ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا کی محبت کا شکوہ کیا اور یہ بھی بتلایا کہ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ آپ نے کہا جو کچھ تم کو اللہ نے دیا ہے اس میں سے صرف رزق حلال لے لو اور اسے صحیح مصرف میں

www.waseemziyai.com

خرچ کرو. اس طرح تم کو دنیا کی محبت کوئی نقصان نہیں دے گی اور آپ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اگر تو نے اپنے نفس کو اس سے لگایا تو یہ تجھے ایسی تکلیف میں ڈال دے گی کہ تو دنیا سے تنگ ہو جائے گا اور اس سے نکلنے کی کوشش کرے گا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے. اس میں سے کچھ نہ لو. اگر تم نے کچھ لے لیا تو شیطان تلاش کرتا ہوا تم تک پہنچ جائے گا۔

خالص سونے پر خزف ریزے کو ترجیح کس طرح ہو سکتی ہے:

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر دنیا مٹ جانے والے سونے اور آخرت باقی رہنے والی ٹھیکری کی ہوتی تب بھی فانی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دینا مناسب ہوتا چہ جائیکہ یہ دنیا ٹھیکری ہے اور آخرت خالص سونا ہے مگر ہم نے پھر بھی دنیا کو پسند کر لیا ہے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ طلب دنیا سے بچو! میں نے سنا ہے جو شخص دنیا کی توقیر کرتا ہے، قیامت کے دن اسے بارگاہ خداوندی میں کھڑا کر کے کہا جائے گا یہ اس چیز کی عزت کرتا تھا جسے اللہ نے ذلیل پیدا کیا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اس دنیا میں ہر شخص بطور مہمان ہے اور یہاں کی ہر چیز مستعار ہے مہمان آخر کوچ کر جاتا ہے اور مستعار چیز واپس کرنی پڑتی ہے۔

اسی موضوع پر ایک اور شاعر نے اس طرح اظہار خیال کیا ہے:

وَمَا الْمَالُ وَالْاَهْلُوْنَ اِلَّا وَدِيْعَةٌ   وَلَا بُدَّ لَوْمًا اَنْ نُرَدَّ الْوَدَائِعُ

1- یہ مال اور اولاد مستعار چیزیں ہیں انہیں ایک دن یقیناً واپس کرنا ہے۔

حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کے یہاں ان کے ساتھی جمع ہوئے اور دنیا کی مذمت کا ذکر چھیڑ دیا، آپ نے کہا چپ ہو جاؤ دنیا کا ذکر نہ کرو شاید تمہارے دلوں کے کسی گوشے میں دنیا کی محبت ضرور موجود ہے کیونکہ جس شخص کو جس چیز سے محبت ہو جاتی ہے وہ اکثر اس کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

نُرَقِّعُ دُنْيَا نَابِتَمْزِيْقِ دِيْنِنَا   فَلَا دِيْنُنَا يَبْقٰى وَلَا مَا نُرَقِّعُ

فَطُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰثَرَ اللّٰهَ رَبَّهٗ   وَجَادَ بِدُنْيَاهُ لِمَا يَتَوَقَّعُ

1- ہم نے دنیا کیلئے دین کو پارہ پارہ کر دیا مگر نہ دنیا ملی اور نہ دین باقی رہا۔

2- وہ بندہ خوش نصیب ہوتا ہے جس نے اللہ کی طرف توجہ کی اور دنیا کو بہتر آخرت کی امید میں صرف کر دیا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

www.waseemziyai.com

اَرَیٰ طَالِبَ الدُّنْیَا وَاِنْ طَالَ عُمْرُہٗ — وَ نَالَ مِنَ الدُّنْیَا سُرُوْرًا وَاَنْعُمَا
کَبَانٍ بَنٰی بُنْیَانَہٗ فَاَقَامَہٗ — فَلَمَّا اسْتَوٰی مَا قَدْ بَنَاہُ تَھَدَّمَا

1- دنیا کے طلبگار کی اگرچہ طویل عمر ہو اور اسے ہر قسم کا عیش ونشاط میسر ہو
2- مگر میں اس اس شخص جیسا سمجھتا ہوں جس نے ایک عمارت بنائی اور وہ عمارت مکمل ہوتے ہی زمین بوس ہوگئی ہو۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

ھَبِ الدُّنْیَا تُسَاقُ اِلَیْکَ عَفْوًا — اَلَیْسَ مَصِیْرُ ذَاكَ اِلَی انْتِقَالٖ
وَمَا دُنْیَاكَ اِلَّا مِثْلُ فِیْ — اَظَلَّكَ ثُمَّ اٰذَنَ بِالزَّوَالٖ

1- یہ دنیا آخر کسی اور کی طرف منتقل ہو جائے گی، اسے راہ خدا میں خرچ کر دے، تجھے بخشش سے ہمکنار کرا دے گی۔
2- تیری دنیا سائے کی طرح ہے، کچھ دیر تیرے او پر سایہ گستر رہے گی اور پھر ڈھل جائیگی۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! دنیا کو آخرت کے لئے بیچ دے دونوں طرف سے نفع اٹھائے گا اور آخرت کو دنیا کیلئے نہ بیچ کہ دونوں طرف سے نقصان میں رہے گا۔

جناب مطرف بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بادشاہ کے عیش ونشاط اور زرم ونازک لباس کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ دنیا سے کتنی جلدی جارہے ہیں اور کیسا برا ٹھکانا ان کو ملے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین حصے کئے ہیں، ایک حصہ مومن کے لئے، دوسرا منافق کے لئے اور تیسرا حصہ کافر کا ہے، مومن اسے زادِ راہ بناتا ہے، منافق زیب وزینت کرتا ہے اور کافر اس سے نفع اندوز ہوتا ہے۔

بعض صالحین کا قول ہے کہ دنیا مردار ہے، جو اسے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ کتوں کی زندگی بسر کرنے پر تیار ہے، اسی لئے کہا گیا ہے:

یَا خَاطِبَ الدُّنْیَا اِلٰی نَفْسِھَا — تَنَحَّ عَنْ خِطْبَتِھَا تَسْلَمِ
اِنَّ الَّتِیْ تَخْطُبُ غَدَّارَۃٌ — قَرِیْبَۃُ الْعُرْسِ مِنَ الْمَاتَمِ

1- اے دنیا کو اپنے قریب بلانے والے تو اسے نہ بلا، سلامت رہے گا۔
2- جس فریبی کو تم اپنے پاس بلا رہے ہو وہ ہیبت ناک اور گناہ سے معمور چیز ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں دنیا کی بے قدری اس لئے ہے کہ ہر گناہ اسی میں پروان چڑھتا ہے اور اس سے کنارہ کشی کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہیں پایا جاسکتا ہے اسی لیے

www.waseemziyai.com

کہا گیا ہے:

إِذَا امْتَحَنَ الدُّنْيَا لَبِيبٌ تَكَشَّفَتْ لَهُ مِنْ عَدُوٍّ فِيْ ثِيَابِ صَدِيْقِ

1- جب عقلمند نے دنیا کو جانچا تو اسے دوست کے لباس میں ایک دشمن نظر آیا۔

اس موضع پر چند اشعار یہ بھی ہیں:

يَا رَاقِدَ اللَّيْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِهٖ إِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْ يَطْرُقْنَ اَسْحَارًا
اَفْنَى الْقُرُوْنَ الَّتِيْ كَانَتْ مُنَعَّمَةً كَرُّ الْجَدِيْدَيْنِ اِقْبَالًا وَّ اِدْبَارًا
كَمْ قَدْ اَبَادَتْ صُرُوْفُ الدَّهْرِ مِنْ مَلَكٍ قَدْ كَانَ فِي الدَّهْرِ نَفَّاعًا وَّضَرَّارًا
يَامَنْ يُعَانِقُ دُنْيَاهُ لَا بَقَاءَ لَهٗ يُمْسِيْ وَيُصْبِحُ فِيْ دُنْيَا سَفَّارًا
هَلَّا تَرَكْتَ مِنَ الدُّنْيَا مُعَانَقَةً حَتّٰى تُعَانِقَ فِي الْفِرْدَوْسِ اَبْكَارًا
إِنْ كُنْتَ تَبْغِيْ جِنَانَ الْخُلْقِ لِسُكْنِهَا فَيَنْبَغِيْ لَكَ اَنْ لَّا تَأْمَنَ النَّارَ

1- اے اول رات میں خوش خوش سونے والے! حوادثات زمانہ کبھی رات کے آخری حصہ میں بھی نازل ہوتے ہیں۔
2- دن رات کی گردش نے ان صدیوں کو بھی فنا کر دیا ہے جو خوشحالی میں بے مثال تھیں
3- گردش دوراں نے ایسے کتنے ملکوں کو ویران کر دیا جو زمانہ میں سکھ دکھ دینے والے تھے
4- اے فانی دنیا کو گلے لگانے والے! تو صبح وشام سفر میں ہے پھر گلے لگانے سے کیا فائدہ؟
5- تو نے دنیا سے تعلق ختم کیوں نہیں کیا تا کہ جنت الفردوس میں عقب مآب حوروں سے ہم آغوش ہو سکتا۔
6- اگر تو جنت میں سکونت کا خواہشمند ہے تو تجھے نار جہنم سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا تو شیطان اپنے لشکر کے پاس آیا، انہوں نے شیطان سے کہا کہ ایک نبی مبعوث ہوا ہے اور اس کے ساتھ اس کی امت بھی ہے، شیطان نے پوچھا کیا وہ لوگ دنیا کو پسند کرتے ہیں! انہوں نے کہا ہاں! شیطان نے کہا پھر تو کوئی پروا نہیں، اگر وہ بتوں کو نہیں پوجتے تو نہ پوجیں، ہم انہیں تین باتوں میں پھنسائیں گے، دوسرے کی چیز لے لینا، غیر پسندیدہ جگہوں پر خرچ کرنا اور لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنا، یہی تین چیزیں تمام برائیوں کی بنیاد ہیں۔

ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دنیا کی تعریف پوچھی، آپ نے فرمایا میں اس گھر کی کیا تعریف کروں جس کا صحت مند اصل میں بیمار، جس کا بے خوف پشیمان، جس کا مفلس غمگین، جس کا مالدار مصائب میں مبتلا اور جس کے حلال کا حساب ہو، حرام پر عذاب ہو اور مشکوک پر ملامت ہو، یہی بات آپ سے دوسری مرتبہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: وضاحت سے بیان کروں یا مختصر جواب دوں۔ عرض کیا گیا: مختصر

www.waseemziyai.com

فرمائیے۔آپ نے فرمایا:اس کے مالِ حلال کا حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ زبردست جادوگر سے بچو جو علماء کے دلوں پر بھی جادو چلا لیتی ہے اور فرمایا گیا وہ جادوگر دنیا ہے۔

دنیا کس صورت میں مزاحمت کرتی ہے:

حضرت ابوسلیمان الدرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب دل میں آخرت کا تصور بسا ہوا ہو تو دنیا اس سے مزاحمت کرتی ہے اور جب دل میں دنیا کا تصور جاگزیں ہو تو آخرت کوئی مزاحمت نہیں کرتی اس لئے کہ آخرت کے تصورات کریمانہ ہیں اور دنیاوی وساوس انتہائی جاہلانہ ہیں اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ہمارے خیال میں اس سلسلہ میں جناب سیار بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ کی بات زیادہ دانشمندانہ ہے،انہوں نے کہا ہے،دنیا اور آخرت دونوں میں جنگ ہوتی ہے ہیں پھر ان میں جو غالب آجائے،دوسرا فریق اس کا تابع بن جاتا ہے۔

دنیا کا غم بڑھتا ہے تو آخرت کا غم کم ہو جاتا ہے:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے تم جس قدر دنیا کیلئے غمگین ہوتے ہو اسی قدر آخرت کا غم کم ہو جاتا ہے اور جس قدر آخرت کا غم کھاتے ہو اس قدر دنیا کا غم مٹ جاتا ہے،آپ کا یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے کہ”دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں،ایک کو جتنا راضی کرو گے،دوسری اتنی ہی ناراض ہو گی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے،بخدا رب نے ایسی قومیں بھی پیدا کی ہیں جن کے سامنے یہ دنیا مٹی کی طرح بے وقار تھی،انہیں دنیا کے آنے جانے کی کوئی پرواہ نہیں تھی چاہے وہ اس کے پاس ہو یا اُس کے پاس ہو۔کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے وہ اس سے راہ خدا میں دیتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے،کیا ایسا شخص تلاش معاش کرے تاکہ کچھ اور دنیا حاصل کرے! آپ نے فرمایا نہیں،اگر ساری دنیا اسی کے دامن میں سمٹ آئے تب بھی اس کے لئے بس ایک دن کی روزی ہو گی۔

حضرت فضیل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر مجھے ساری دنیا کسب حلال کی صورت میں مل جائے مگر آخرت کی بھلائی اس میں نہ ہو تو اس سے اس طرح دامن بچا کے نکل جاؤں گا جیسے تم مردار سے دامن بچا کے نکل جاتے ہو۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی مملکت میں داخل ہوئے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی پر آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے جس کی نکیل رسی کی تھی،سلام و دعا کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے خیمہ میں تشریف لائے وہاں اونٹ کے پالان،تلوار اور ڈھال کے علاوہ کچھ نہیں تھا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا

www.waseemziyai.com

کوئی اور سامان بھی ہے. انہوں نے عرض کیا ہمارے آرام کے لئے یہی کافی نہیں ہے؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دنیا کی محبت میں ڈوب کر بنی اسرائیل نے اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت شروع کردی تھی۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بدن کے لئے دنیاوی غذا حاصل کرو اور دل کے لئے اخروی غذا کی تلاش کرو۔

جناب وہب رضی اللہ عنہ کا قول ہے، میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ دنیا عقلمندوں کے لئے مال غنیمت اور جاہلوں کے لئے سامان غفلت ہے۔ انہوں نے اس کی حقیقت نہ جانی یہاں تک دنیا سے کوچ کر گئے، جب وہاں ان پر اس کی حقیقت منکشف ہوئی تو انہوں نے واپسی کا سوال کیا جو نا منظور ہوا۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اگر تو نے دنیا سے بے توجہی برتی اور آخرت کی طرف متوجہ رہا تو ایسے گھر کے قریب پہنچ گیا جو اس گھر سے بدرجہا بہتر ہے۔

حضرت سعید بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کی دنیا بڑھ رہی ہو اور آخرت کم ہو رہی ہو مگر وہ اس بات پر راضی ہو تو سمجھ لو کہ وہ شخص فریب خوردہ ہے کہ اس کی صورت مسخ کی جا رہی ہے اور اسے محسوس بھی نہیں ہو رہا ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا بخدا میں نے تم جیسی قوم نہیں دیکھی، جس چیز سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنارہ کش رہے، تم اس میں مگن ہو. بخدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسے تین دن کبھی نہیں گزرے کہ ان پر ان کے مال سے زیادہ قرض نہ ہو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا پڑھ کر فرمایا کہ جانتے ہو یہ کس کا فرمان ہے! یہ خالق دنیا، مالک دنیا رب تعالیٰ کا فرمان ہے، خود کو دنیا کی مشغولیت سے بچاؤ. دنیا میں بہت سے شغل ہیں، اگر انسان دنیا کے کسی شغل کا دروازہ کھول دیتا ہے تو اس پر دنیا کے دس اور دروازے خود بخود وا ہو جاتے ہیں۔

مزید فرمایا کہ انسان کتنا مسکین ہے ایک ایسے گھر پر راضی ہو گیا ہے جس کے حلال کا حساب ہو گا اور حرام پر عذاب! اگر وہ کسب حلال سے دنیا حاصل کرتا ہے تو قیامت کے دن اس سے اس کا حساب لیا جائے گا اور اگر مال حرام کھاتا ہے تو عذاب میں مبتلا ہو گا، انسان مال کو کم سمجھتا ہے مگر افسوس کہ عمل کو کم نہیں سمجھتا، دینی مصیبت پر خوش ہوتا ہے اور دنیاوی مصیبت پر فریاد و فغاں کرتا ہے۔

جناب حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو ایک خط لکھا جس میں بعد از تسلیمات تحریر فرمایا کہ تم آخری انسان ہو جنہوں نے موت کا پیالہ پیا آپ نے جواب میں لکھا بعد از تسلیم گویا تم دنیا میں کبھی نہیں رہے اور ہمیشہ آخرت میں رہے ہو (یعنی میری طرح دنیا میں تم بھی رہتے ہو اور موت کا پیالہ تم کو بھی پینا ہے)

www.waseemziyai.com

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا میں آنا آسان ہے مگر اس سے نکلنا سخت مشکل ہے۔

بعض صوفیاء کا قول ہے کہ اس شخص پر انتہائی تعجب ہے جو موت کو حق سمجھتے ہوئے بھی مسرور ہے، جہنم کو یقینی سمجھتے ہوئے بھی ہنستا ہے، دنیا کی ہلاکتوں کو دیکھتے ہوئے بھی مطمئن ہے، تقدیر خدا کو یقینی سمجھتے ہوئے بھی غمگین ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نجران کا ایسا شخص آیا جس کی عمر دو سو سال تھی، آپ نے پوچھا تو نے یہ دنیا کو کیسا پایا! کہنے لگا بری بھی ہے بھلی بھی ہے، دن کے بدلے دن اور رات کے بدلے رات، اس کی برائی اور بھلائی برابر رہتی ہے، بچہ پیدا ہوتا ہے اور اسے ہلاک کرنے والا ہلاک کر دیتا ہے اگر نئی مخلوق پیدا نہ ہوتی رہتی تو مخلوق بہت پرانی اور ویران ویران سی ہو جاتی اور اگر ہلاک کرنے والا نہ ہوتا تو یہ دنیا مخلوق سے بھر جاتی اور اپنی تمام تر وسعت کے باوجود تنگ ہو جاتی۔ آپ نے فرمایا: کچھ مانگنا ہو تو مانگو۔ اس نے جواب دیا: میری گذشتہ عمر لوٹا دیجئے یا اجل مقررہ کو ٹال دیجئے۔ آپ نے فرمایا: یہ چیزیں تو میرے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا: پھر آپ سے مجھے کچھ اور مانگنا نہیں ہے۔

حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اے انسان تو امیدوں کو پا کر خوش ہو رہا ہے حالانکہ تیری اجل قریب آ گئی ہے اور تو نے نیک اعمال میں تاخیر کی ہے گویا یہ تیرے نہیں کسی اور کے کام آئے۔

حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ سے دنیا مانگتا ہے وہ گویا اللہ کی بارگاہ میں بہت دیر تک حساب کے لئے ٹھہرنے کا سوال کرتا ہے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو تجھے مسرور کرے مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک ایسی صفت بھی رکھ دی ہے جو تجھے بری معلوم ہو گی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر انسان دل میں تین حسرتیں لے کر مرتا ہے ایک یہ کہ وہ اپنے جمع کردہ مال سے سیر ہوتا اور نہیں ہوا۔ دوسرا یہ کہ اپنی امیدوں کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا مگر نہیں پہنچا سکا اور تیسرا یہ کہ وہ آخرت کے لئے نیک عمل بھیجتا اور نہ بھیج سکا۔

ایک بندہ مومن سے کسی نے کہا کہ میں نے غنا کو پالیا ہے، اس نے کہا جس نے خود کو دنیا کی غلامی سے آزاد کر لیا حقیقی مالداری اسی نے پائی (یعنی غنا کو پانے کا دعوے وہی کر سکتا ہے)

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا کی خواہشات سے وہی رکتا ہے جس کے دل میں آخرت کی فکر ہوتی ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ ہم نے محبت دنیا میں ایک دوسرے سے صلح کر لی ہے، ہم میں سے کوئی کسی کو نہ حکم دیتا ہے، نہ منع کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس چیز کا حکم نہیں فرمایا،

www.waseemziyai.com

کیا خبر ہم کس قسم کے عذاب میں مبتلا ہونگے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا کی معمولی سی محبت بھی آخرت سے کافی بے توجہی پیدا کر دیتی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی بے قدری کرو یہ اپنی بے قدری کرنیوالوں پر بہت آسان ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بہتری کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا کا عطیہ دیتا ہے، جب وہ ختم ہو جاتی ہے تو اور دے دیتا ہے اور جب بندہ دنیا کو حقیر سمجھنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے اندازہ مال و دولت دے دیتا ہے۔

ایک صالح اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکنے والے! مجھ سے دنیا کو روک لے۔ (مجھے دنیا نہ دے)

جناب محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قیامت کے دن ایسے شخص بھی ہوں گے جنہوں نے زندگی کے دن روزوں میں، راتیں عبادت میں گزاری ہوں گی راہ خدا میں مال و دولت خرچ کیا ہوگا، راہ خدا میں جہاد کیا ہوگا اور منکرات سے اپنا دامن بچایا جائے گا مگر ان کے بارے میں کہا جائے گا یہ وہ ہیں جنہوں نے رب کی حقیر کردہ چیز کو بہت بڑا سمجھا تھا اور رب کی عظیم چیزوں کو انہوں نے حقیر سمجھا تھا ذرا سوچیں تو سہی ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہیں، علاوہ ازیں گناہوں کے کوہ گراں کا بار بھی ہماری گردنوں پر موجود ہے۔ حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کے حصول میں دشواریاں ہیں فرق یہ ہے کہ آخرت کے حصول میں آپ کسی کو مددگار نہیں پائیں گے مگر دنیا کے حصول میں جب بھی کسی کی جانب ہاتھ بڑھاؤ گے تو دوسرے بدبخت کو اپنے سے پہلے موجود پاؤ گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے وہ زمین آسمان کے درمیان پرانے مشکیزے کی طرح لٹکی ہوئی ہے اور اسی طرح قیامت تک لٹکتی رہے گی، جب وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی ہے اے اللہ! تو نے مجھ کیوں ناپسند فرمایا ہے؟ تو رب کریم فرماتا ہے اے ناچیز خاموش رہ!

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب دنیا کی محبت اور گناہوں نے دل کو اپنا شکار بنا لیا ہے اب اس میں بھلائی کیسے پہنچ سکتی ہے۔ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس شخص کا دل کسی دنیاوی چیز سے خوش ہو گیا وہ دانائی سے ہٹ گیا اور جس نے دنیاوی خواہشات کو اپنے پیروں تلے روند دیا، شیطان اس کے سائے سے بھی بھاگتا ہے اور جس کا علم خواہشات پر غالب آ گیا حقیقت میں وہی غالب ہے۔

دنیا سے محبت رکھنے والے کو آخرت نفع نہیں دیتی:

حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ فلاں آدمی مر گیا ہے، آپ نے فرمایا اس نے دنیا کو

جمع کیا اور آخرت کو ضائع کر دیا۔ لوگوں نے کہا وہ تو یہ نیکیاں کیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا جس کے دل میں دنیا کی محبت ہو اسے نیکی نفع نہیں پہنچاتی۔

ایک صالح کا قول ہے کہ دنیا ہم سے نفرت کرتی ہے مگر ہم اس کے پیچھے بھاگتے ہیں، اگر وہ بھی ہم سے محبت کرتی ہوتی تو خدا جانے ہمارا کیا حال ہوتا۔

ترک دنیا و طالب دنیا:

ایک دانا سے پوچھا گیا کہ دنیا کس کی ہے! کہا جس نے اسے طلب کیا۔ ایک اور دانا کا قول ہے کہ دنیا ایک ویران گھر ہے اور وہ دل دنیا سے بھی زیادہ ویران ہے جو اس کی جستجو میں سرگرداں ہے، جنت ایک آباد گھر ہے، جنت ایک آباد گھر ہے وہ دل جنت سے بھی زیادہ آباد ہے جو اسے طلب کرتا ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بھائی کو نصائح:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں حق گو انسانوں میں سے تھے، انہوں نے اپنے بھائی کو خوف خدا کی نصیحت کی اور فرمایا اے بھائی! یہ دنیا لغزش کی جگہ اور رسوا کرنے والا گھر ہے اس کی آبادی ویرانی کی طرف اور اس میں رہنے والے قبروں کی طرف جا رہے ہیں۔ اس کی قلیل چیز بھی جدا ہونے والی ہے، اس کا تمول مفلسی کی طرف رواں دواں ہے اس کی کثرت قلت ہے اور اس کی مفلسی میں مالداری ہے، اللہ کی طرف توجہ کر اس کے عطا کردہ رزق پر راضی ہو جا، جنت کو دنیا میں گروی نہ رکھو کیونکہ تیری زندگی ڈھلتا ہوا سایہ اور گرتی ہوئی دیوار ہے لہٰذا عمل زیادہ کر اور امیدیں کم کر دے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے کہا کہ تو خواب کے ایک درہم کو یا بیداری کے ایک دینار کو اچھا سمجھتا ہے! اس نے کہا بیداری کے ایک دینار کو اچھا سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو کیونکہ دنیا کی ساتھ تیری محبت خواب کی محبت ہے اور آخرت کے ساتھ محبت بیداری کی محبت ہے۔

جناب اسمعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمارے دوست دنیا کو خنزیر کا نام دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم سے دور رہ! اگر انہوں نے دنیا کیلئے اس سے برا نام پایا ہوتا تو ضرور اس کا نام وہی رکھتے۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تم نے دنیا سے اتنی محبت کی ہے کہ اسے پوجنے لگے ہو۔

حضرت یحییٰ بن معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دانا تین ہیں:

1- جس نے دنیا کو چھوڑنے سے پہلے دنیا کو ترک کر دیا۔

2- قبر میں جانے سے پہلے اسے بنالیا۔

3- بارگاہ رب العزت میں حاضری سے پہلے اسے راضی کر لیا۔

مزید فرمایا کہ دنیا کی تمنا ہی انسان کو اللہ کی عبادت سے روک دیتی ہے چہ جائیکہ انسان سراپا دنیا ہی

www.waseemziyai.com

ہو جائے (تو کیا حال ہو گا)

حضرت بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص دنیا کے ساتھ دنیا سے بے پروائی برتنا چاہتا ہے وہ شخص آگ کو بھوسے سے بجھا رہا ہے (اس سے تو آگ اور بھڑکے گی)

جناب بندار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تو دنیا سے کنارہ کشی کی باتیں کرنے والے دنیاداروں کو دیکھے تو سمجھ لینا کہ یہ شیطان کے مرید ہیں۔ مزید فرمایا جو دنیا کی طرف متوجہ ہوا اس کے شعلے (حرص) نے اسے راکھ کر دیا. جو آخرت کی طرف متوجہ ہوا اس کے شعلوں نے اسے کندن کا ایک ٹکڑا بنا دیا اور جس نے رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اس کی وحدت کی آگ نے اسے بے مثال ہیرا بنا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، دنیا کی چھ چیزیں ہیں، کھانے کی، پینے کی، پہننے کی، سوار ہونے کی، شادی کرنے کی اور سونگھنے کی، سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے اور وہ مکھی کا لعاب ہے، پینے کی سب سے عمدہ چیز پانی ہے اور اس میں سب اچھے برے شریک ہیں، پہننے کی سب سے عمدہ چیز ریشم ہے اور وہ کیڑے کا بنا ہوا ہے. سب سے بہتر سواری گھوڑے کی ہے اور اسی پر انسان کو قتل کیا جاتا ہے، شادی کے لئے عورت عمدہ چیز ہے مگر یہ محل مباشرت کے سوا کچھ نہیں عورت کی سب سے عمدہ چیز (چہرے) کو سنوارا اور سب سے بری چیز (فرج) کو چاہا جاتا ہے سونگھنے والی چیزوں میں مشک سب سے عمدہ ہے اور یہ خون ہوتا ہے۔ بس سمجھ لو کہ دنیا کیا چیز ہے۔

باب ۳۲

مذمت دنیا

بعض تارکین دنیا کا کہنا ہے کہ نیک عمل کرنے میں پیش پیش رہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، جھوٹی امیدوں میں نہ پڑو، موت کو نہ بھولو اور دنیا سے رغبت نہ رکھو، کیونکہ یہ فریبی اور مکار ہے. جس نے دھوکہ دے کر راہ خدا سے دور کر دیا، اس کی جھوٹی امیدوں نے تمہیں آزمائش میں ڈال دیا اور یہ تمھارے سامنے انتہائی حسین شکل (بہروپ) میں بے پردہ دلہن بن کر آتی ہے، آنکھیں اسے دیکھتی ہیں، دل اس پر فدا ہیں اور روحیں اس کی فریفتہ ہیں مگر اس نے کتنے عاشقوں کو قتل کر دیا اور اپنے پروانوں کو ذلت و رسوائی کے گڑھوں میں دھکیل دیا ہے؟ تم اسے نگاہ حقیقت بین سے دیکھو تو معلوم ہو گا، یہ مصائب کا گھر ہے اس کے خالق نے بھی اس کی مذمت کی ہے اس کا ہر نیا پرانا ہو جاتا ہے، اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے، اس کا معزز، ذلیل ہو جاتا ہے اس کی کثرت، قلت میں تبدیل ہو جاتی ہے اس کی محبت فنا ہو جاتی ہے اس کی

www.waseemziyai.com

بھلائی گزر جاتی ہے۔اللہ تم پر رحمت کرے،غفلت سے جاگو!اس کی میٹھی نیند سے بیدار ہو جاؤ قبل اس کے کہ کہا جائے فلاں بیمار ہے اسے جان کے لالے پڑے ہیں کوئی ایسی دوا یا ایسا طبیب ہے جو اسے شفا دے،پھر طبیب بلایا جائے اور وہ تیری زندگی کے بارے میں ناامیدی کا اظہار کرے پھر کہا جائے کہ فلاں نے اپنی دولت کا حساب لگا کر وصیت کر دی ہے،پھر کہا جائے اس کی زبان بند ہو گئی اور وہ اپنے عزیزوں سے بات نہیں کرسکتا اور ہمسایوں کو نہیں پہچان سکتا ہے۔اس وقت تیزی سے پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئیں۔تیری آہ و بکا سنائی دے موت پر تیرا یقین راسخ ہو جائے۔تیری نگاہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے۔ تیرے اندیشے سچ ثابت ہوں۔تیری زبان گنگ ہو جائے۔تیرے عزیز رونے لگیں اور تجھ سے کہا جائے،یہ تیرا فلاں بیٹا ہے،یہ تیرا فلاں بھائی ہے مگر تو ان سے گفتگو نہ کر سکے۔تیری زبان پر مہر لگ جائے،تو اسے بلا نہ سکے پھر تجھ پر موت طاری ہو تیرے تمام اعضا سے روح نکل جائے اور اسے آسمان کی طرف لے جایا جائے۔اس وقت تیرے بھائی تجھ پر جمع ہو جائیں۔تیرے لئے کفن لایا جائے،پھر تجھے نہلایا جائے گا۔تیری تمام امیدیں منقطع ہو جائیں اور تیرے دشمن سکون کا سانس لیں۔تیرے اہل خانہ تیرے مال کی طرف متوجہ ہوں اور تو اپنے اعمال کی سزا پانے کے لئے تنہا رہ جائے۔

ایک زاہد کی ایک بادشاہ کو نصیحتیں:

کسی تارک دنیا نے ایک بادشاہ سے کہا کہ دنیا کی مذمت اور اسے چھوڑ دینے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو مالدار ہے اور دولت کے بل بوتے پر اپنے کام انجام دے رہا ہے،ہوسکتا ہے اس کے مال پر کوئی آفت نازل ہو کر اسے محتاج کر دے یا کوئی آفت اس کی جمع کردہ پونجی اور اس کے درمیان تفرقہ ڈال دے یا کوئی بادشاہ اس کے مال کو پامال کرتا ہوا گزر جائے یا کوئی تکلیف اس کے جسم میں سرایت کر جائے یا دنیا کی کوئی جان سے پیاری چیز اسے دوستوں کی نظروں میں گرا دے اور بایں طور پر بھی دنیا لائق مذمت ہے کہ یہ جو کچھ دیتی ہے واپس لے لیتی ہے،یہ ایک ہی وقت میں دو دو آدمیوں سے محبت کرتی ہے،یہ ہنسنے والوں پر ہنستی اور رونے والوں پر روتی ہے،دیتے وقت واپسی کا تقاضا بھی کر دیتی ہے۔آج مالداروں کے سر پر تاج رکھتی ہے اور کل اسے مٹی میں چھپا دیتی ہے،چاہے جانے والا اسی کے غم میں مر گیا ہو اور زندہ اسی کے لئے زندہ ہو،وہ ہر جانے والے کے وارث کے گلے میں مل جاتی ہے اور کسی تغیر و تبدل کی پرواہ نہیں کرتی۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ارشادات:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ دنیا کوچ کی جگہ ہے،ٹھہرنے کا مقام نہیں ہے،حضرت آدم علیہ السلام کو سزا کے طور پر اس پر اتارا گیا تھا اس لئے امیر المؤمنین اس سے دور دور رہیے۔

www.waseemziyai.com

اس دنیا کا توشہ اس کو چھوڑ دینا۔اس کی سرمایہ داری فقر و فاقہ ہے۔ہر وقت اپنے چاہنے والوں کو قتل کرتی رہتی ہے۔عزت والے کو ذلیل اور مالدار کو فقیر بنا دیتی ہے۔یہ زہر ہے جسے انسان بے خبری میں کھا کر موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔اس میں جراحت کا علاج کرانے والے مجروح کی طرح طویل دکھ سے بچنے کے لئے کچھ دیر صبر کیجئے۔اور اس فریبی دھوکہ باز سے جو خوب بن ٹھن کر جلوہ نما ہوئی ہے اور مکر کا جال پھیلائے ہوئے ہے۔جھوٹی امیدوں کی فراوانی ساتھ لائی ہے اور ایک ایسی دلہن کا انداز اپنائے ہوئے ہے جسے آنکھیں دیکھنا چاہتی ہیں۔جس کے دل شیدائی ہیں اور جانیں اس پر فدا ہیں اور یہ تمام چاہنے والوں کو ختم کرتی چلی آئی ہے اور مٹاتی چلی جائے گی۔کیا کوئی عقلمند اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتا؟

جب اس کا کوئی عاشق اسے پالیتا ہے تو وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور اس سے کامل شغف کرنے کے باعث اپنی آخرت کو بھی بھول جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور وہ دائمی حسرت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔اس پر موت کی سختیاں اور دکھ طاری ہوتے ہیں۔کماحقہ نہ پانے کی حسرت اور مطلوب تک رسائی حاصل نہ کر سکنے کا افسوس اسے اور زیادہ دکھی بنا دیتا ہے۔اس کی روح شدید دکھ کے عالم میں بغیر کسی زادِ راہ کے نکلتی ہے اور اس کے قدم کہیں نہیں ٹکتے امیر المومنین! اس سے بچتے رہیے کیونکہ دنیادار جب اس کی مسرت میں ڈوب جاتا ہے تو وہ اسے دکھ میں مبتلا کر دیتی ہے۔اس میں نقصان پانے والا فریب زدہ ہے اس میں نفع پانے والا فریب خوردہ ہے کیونکہ اس کی وسعت مصائب تک جا پہنچی ہے، اس کا وجود آمادۂ فنا ہے۔اس کی خوشی دکھوں میں لپٹی ہوئی ہے۔جو اس کا ہو جاتا ہے وہ واپس نہیں لوٹتا اور انجام سے بے خبر رہتا ہے۔اس کی امیدیں جھوٹی تمنائیں باطل۔اس کا صاف گدلا اس کی عیش مختصر ہے، انسان اگر غور کرے تو وہ اس کے خطرات میں گھرا ہوا ہے۔اس کی نعمتیں پرخطر اور اس کے الم ہولناک ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کو تنبیہ کی ہے اور نصیحت فرمائی ہے۔اللہ کے ہاں اس کی کوئی قدر نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کبھی رحمت کی نظر ڈالی ہے۔نبی اکرم ﷺ کے حضور میں اس کے خزانے اور ان کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی حیثیت مچھر کے پر سے بھی کم ہے۔اگر آپ اسے قبول فرما لیتے تب بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کوئی فرق نہ آتا دیکھنا! کہیں اس کی محبت میں حکمِ خداوندی کی مخالفت نہ ہو۔اس کی الفت میں اللہ کی ناراضگی نہ ہو اور اسے اس کے مالک کی منشا کے مخالف مقام نہ ملے۔اللہ تعالیٰ نے اسے بطور آزمائش مومنوں سے پھیر دیا اور اپنے دشمنوں کی فریفتگی کی وجہ سے انہیں دولت سے مالا مال کر دیا جو بیوقوف اسے پالیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ شاید اللہ نے اسے عزت دے دی ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ نے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھے تھے۔

مذمت دنیا میں ایک اور حدیثِ قدسی:

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جب تو دولتمندی کو اپنی جانب آتا دیکھے تو سمجھ لینا کہ کسی گناہ کی سزا آرہی ہے اور جب فقر وفاقہ کو دیکھے تو کہہ خوش آمدید. کیونکہ یہ نیکیوں کی علامت ہے. اے لوگو! اگر چاہو تو عیسیٰ علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلو جو فرمایا کرتے تھے کہ بھوک میری کھال ہے اور خوف میری عادت صوف میرا لباس. سرما میں سورج کی کرنیں میری آگ. چاند میرا چراغ. دو پاؤں میری سواری اور زمین کی سبزیاں میری غذا ہیں. نہ صبح میرے پاس کچھ ہوتا ہے اور نہ شام کو کچھ ہوتا ہے مگر دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا اس کی دنیاوی شان وشوکت سے خوف زدہ نہ ہونا وہ میری اجازت کے بغیر نہ بول سکتا ہے نہ سانس لے سکتا ہے اور نہ ہی پلک جھپک سکتا ہے کیونکہ اس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے اور دنیا سے اس کی نفع اندوزی تم کو تعجب میں نہ ڈالے، یہ چیز دنیا کی رونق ہے اور بے وقوفوں کی زینت. اگر میں چاہوں تو تمہیں ایسی جاہ وحشمت اور دنیاوی قدر ومنزلت دے کر بھیجوں کہ فرعون دیکھتے ہی اپنے عجز کا اقرار کرلے۔لیکن میں نے تم سے دنیا کو پوشیدہ کرلیا ہے اور تمہاری توجہ اس سے ہٹا دی ہے کیونکہ میں اپنے دوستوں کو دنیاوی نعمتوں سے دور کردیتا ہوں جیسے مہربان گڈریا اپنی بکریوں کو ہلاکت خیز چراگاہوں سے دور رکھتا ہے اور میں انہیں دنیا کے فریب سے بچاتا ہوں جیسے چرواہا اپنے اونٹوں کو خطرناک جگہوں سے بچاتا ہے، یہ ان کی حقارت کیلئے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ میری بخشی ہوئی عزت سے پورا حصہ پالیں، میں اپنے دوستوں کو انکساری، خوف، دلوں کے خضوع وخشوع اور تقویٰ سے مزین کرتا ہوں جن کا اثر ان کے جسموں پہ نمایاں ہوتا ہے، یہی ان کا لباس ہے، یہی ان کا ظاہر اور یہی ان کا باطن ہے یہ ان کی مطلوبہ نجات، تمنائیں، قابل فخر، عزت اور پہچان ہے، جب تم ان سے ملو، نرم برتاؤ کرو اور ان کیلئے دل اور زبان کو سراپا تواضع بناؤ اور یاد رکھو! جس نے میرے کسی دوست کو خوف زدہ کیا اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی اور میں قیامت کے دن اس پر غضبناک ہوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ دیا اور فرمایا باخبر رہو! تم مرنے والے ہو، موت کے بعد پھر اٹھائے جاؤ گے اور اپنے اعمال کی جزا و سزا پاؤ گے، تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں مبتلا نہ کردے، یہ مصائب میں لپٹی ہوئی ناپائیداری میں مشہور، دھوکے سے موصوف اور اس کی ہر چیز زوال پذیر ہے، یہ اپنے چاہنے والوں میں ڈول کی طرح ہے، ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتی، اس میں اترنے والا مصائب سے نہیں بچ سکتا، کبھی تو یہ اپنے چاہنے والوں پر خوشی ومسرتیں بکھیرتی ہے اور کبھی غم واندوہ سے

www.waseemziyai.com

ہمکنار کر دیتی ہے۔اس کی حالتیں مختلف ہیں۔یہ ادلتی بدلتی رہتی ہے۔اس میں آرام قابل مذمت اور وسعت مال ناپائیدار ہے، یہ اپنے بسنے والوں کو تیروں کی طرح کمان سے نکل کر نشانوں پر مارتی رہتی ہے اور انہیں موت سے ہمکنار کرتی رہتی ہے

ہر کسی کی موت کا وقت مقرر ہے اور ہر شخص کو پورا رزق دیا جاتا ہے اور اے بندگانِ خدا! باخبر رہو، تم اس راستے کے راہی ہو جس پر تم سے پہلے طویل عمروں والے گزر چکے ہیں۔وہ تم سے زیادہ طاقتور، بہترین کارگر اور عمدہ یادگاریں چھوڑنے والے تھے مگر دنیا کے انقلاب میں ان کی آوازیں خاموش ہوگئیں ان کے جسم بوسیدہ، شہر ویران اور یادگاریں مٹ گئیں اور مضبوط محلات اور مسرت کے بدلہ میں ان کو پتھروں کے تکیے ملے اور پتھروں سے تیار شدہ قبریں ان کا مدفن بنیں، ان کے ٹھکانے قریب ہیں لیکن ان کے مکین دور کے ہیں، وہ اپنے قبیلہ سے علیحدہ اور اہلِ محلہ سے بے پرواہیں، ان کا آبادی سے کوئی تعلق نہیں، عزیزوں اور پڑوسیوں کے قریب ہوتے ہوئے بھی ان کا باہم کوئی میل ملاپ نہیں ہے اور میل ملاپ ہو بھی کیسے سکتا ہے، انہیں مصائب کی چکیوں نے پیس دیا ہے اور نمناک مٹی اور پتھرا نہیں کھا گئے ہیں وہ چندروزہ زندگی گزار کر مر گئے، ان کی خوشحالی قصہ پارینہ بن گئی، ان کی موت پر ان کے عزیز روئے اور وہ مٹی کے نیچے جا سوئے انہوں نے دنیا سے کوچ کیا، اب انہیں واپس نہیں آنا ہے، افسوس! صد افسوس! گویا وہ ایک حکم تھے جو قائل کی زبان سے نکل چکا، اب لوٹ کر کس طرح آسکتا ہے اور ان کے سامنے قیامت کے دن تک عالم برزخ ہے، گویا تم بھی ویسے ہی ہو، جیسے وہ ہو چکے، وہی دکھ وہی قبر میں تنہائی ہے، تم ان قبروں کے گردہی ہو اور انہیں میں تمہیں رہنا ہے، تم پر کیا بیتے گی اگر تم ان باتوں کو دیکھ لو۔ جب قبریں کھولی جائیں گی، دلوں کے راز سامنے ہوں گے اور تم اعمال کی جزا حاصل کرنے کیلئے رب تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوگے، گزشتہ گناہوں پر تمہارے جگر پھٹنے کو ہوں گے، تمام پردے ہٹ جائیں گے اور تمام گناہ اور راز کی باتیں تمہارے سامنے ہوں گی، تب ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

فرمانِ الٰہی ہے: ''تاکہ برے اپنی برائیوں کی سزا اور نیک اپنی اچھائیوں کی جزا پائیں، مزید فرمایا کہ نامہ اعمال رکھے جائیں گے، ہر نیک و بد اسے دیکھے گا۔

رب ذوالجلال ہمیں اور آپ کو اپنے احکامات پر عمل پیرا ہونے اور اپنے دوستوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے تاکہ ہم اسکی رحمت کے طفیل خلد بریں کو حاصل کرلیں، بلاشبہ وہ حمید و مجید ہے۔

بعض داناؤں کا قول ہے کہ دن تیر اور لوگ نشانے ہیں، زمانہ ہر دن ایک تیر پھینکتا ہے اور تجھ کو دن رات کی گردش کے فریب میں مبتلا کر دیتا ہے یہاں تک کہ تیرے تمام اجزا بوسیدہ ہو جاتے ہیں، مرور ایام میں تیری بقا اور سلامتی ناممکن ہے، اگر تجھے اپنے اوپر گزرے حوادثات زمانہ کی خبر لگ جائے جنہوں

www.waseemziyai.com

نے تیرے وجود کو نقصان میں ڈالا ہے تجھے ہر آنے والا دن خوفزدہ کر دے اور ایک ایک لمحہ تجھ پر بھاری ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہر تدبیر سے بالا ہے. اس نے انسانوں کو دنیاوی لذتوں کی مٹھاس میں ڈال دیا ہے حالانکہ یہ دنیا حنظل (تمہ) سے بھی زیادہ تلخ بنائی گئی ہے. ہر مداح اس کی ظاہری شان و شوکت کی وجہ سے اس کے عیوب سمجھنے میں ناکام رہا ہے اور ہر واعظ اس کے عجائبات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے. اے اللہ! ہمیں نیکی کی ہدایت دے۔ آمین۔

کسی دانا سے دنیا اور بقا کے متعلق پوچھا گیا. اس نے کہا اس کا وقفہ چشم زدن جتنا ہے کیونکہ جو وقت گزر گیا وہ واپس نہیں آئے گا اور مستقبل کا تجھے علم ہی نہیں ہے ہر دن گزشتہ رات کی خبر سناتا ہے اور لمحات کے گزرنے کی داستان بیان کرتا ہے حوادثات زمانہ انسان کو متواتر تغیر اور نقصان سے ہمکنار کرتے رہتے ہیں. زمانہ جماعتوں کو منتشر اور پراگندہ کر دیتا ہے اور دولت کو منتقل کرتا رہتا ہے. امیدیں طویل اور زندگی تھوڑی ہے اور اللہ ہی کی طرف ہر کام کو رجوع ہونا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تم ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہو. اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو تو تم بے وقوف ہو کیونکہ تمہارے اعمال ویسے نہیں ہیں اور اگر تم اسے جھٹلاتے ہو تو ہلاکت میں پڑ گئے ہو۔

تمہیں اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے. اے بندگانِ خدا! تم ایسے گھر میں رہتے ہو جس کا کھانا گلے میں پھندا ہے اور جس کا پینا اچھو لگنا ہے. اگر تم ایک نعمت کے حصول میں خوش ہوتے ہو تو دوسری نعمت کی جدائی تمہیں مغموم کر دیتی ہے. اس گھر کو پہچانو جس کی طرف تم کو لوٹنا ہے اور جس میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے پھر آپ روتے ہوئے منبر سے آئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور دنیا کو چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں، دنیا تمہیں چھوڑنے والی ہے مگر تم اس سے چمٹے ہوئے ہو، وہ تمہارے اجسام بوسیدہ کرتی جا رہی ہے اور تم اسے بنا کر نیکی کی فکر میں ہو. تمہاری مثال ایک مسافر کی ہے. دنیا میں تم سفرِ آخرت کیلئے زادِ راہ تیار کرنے آئے ہو جس طرح مسافر کو سفر کے درمیان آرام نہیں ہوتا اور شب و روز طے منازل کے لئے قدم مارتا چلا جاتا ہے. اسی طرح دنیا میں قرار نہیں لینا چاہئے اور شب و روز اعمال صالحہ کے قدموں سے سفرِ آخرت طے کرنا چاہئے۔

بہت سے انسان ایسے ہیں جن کی اجل قریب آ گئی اور کچھ ایسے ہیں جن کی زندگیوں میں سے ابھی ایک ہی دن باقی ہے اسے تلاش کرنے والا اس کی تمنا میں اسے چھوڑ جاتا ہے لہٰذا اس کے دکھ تکلیف پر

www.waseemziyai.com

واویلامت کرو کیوں کہ یہ عنقریب زائل ہو جائیگی. طالب دنیا پر حیرانگی ہے وہ دنیا کو تلاش کر رہا ہے اور موت اس کی تلاش میں ہے، وہ موت سے غافل ہے مگر موت اس سے غافل نہیں ہے۔

ارباب طریقت کا دنیا کے حصول میں طریق کار: حضرت محمد بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب اہل علم و فضل، صاحب ادب و معرفت لوگوں کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مذمت کی ہے اور وہ اس کے حضور انتہائی ذلیل چیز ہے اور وہ اسے اپنے دوستوں کیلئے پسند نہیں کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کنارہ کشی پسند فرمائی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے فریب سے بچنے کی تاکید کی تو اہل علم حضرات نے اس سے درمیانی حصہ لیا باقی کو اللہ کی راہ میں بانٹ دیا، وہ قوت لایموت پر راضی ہو گئے اور باقی کو چھوڑ دیا، انہوں نے معمولی کپڑوں سے تن ڈھانپا، معمولی غذا سے بھوک مٹائی اور دنیا کو فانی اور آخرت کو باقی سمجھتے ہوئے وہ دنیا سے ایک سوار کا زادِ راہ لے کر چلے، انہوں نے دنیا کو ویران اور آخرت کو آباد کر لیا اور وہ سراپا آخرت کی طرف متوجہ ہو گئے جس کے متعلق انہیں یقین تھا کہ وہ عنقریب اسے پا لیں گے اور وہ دلی طور پر آخرت کی طرف کوچ کر گئے جس کے متعلق انہیں کامل یقین تھا کہ وہ عنقریب اپنے جسموں سمیت ادھر ہی جائیں گے جہاں وہ طویل نعمتیں حاصل کریں گے اور مصائب سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہو گا اور یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہو گا جس کی پسند کو انہوں نے اپنی پسند اور جس کی ناپسندیدگی کو انہوں نے ناپسند سمجھ لیا ہے۔

❁❁❁❁

باب ۳۳:

فضیلت قناعت

فقیر کیلئے ضروری ہے کہ وہ قانع ہو مخلوقات سے امیدیں وابستہ نہ کرے ان کے اموال پر نگاہ نہ رکھے اور نہ ہی مال و دولت کے حصول میں حریص ہو، یہ اس وقت ممکن ہے جب انسان بقدرِ ضرورت اپنے کھانے، پینے، پہننے اور رہائش کی چیزوں پر مطمئن ہو جائے اور ہر معمولی چیز پر اکتفا کرے اور اپنی امیدیں ایک دن یا ایک ماہ سے زیادہ طویل نہ کرے کیوں کہ کثرت کی طلب اور طول امل سے قناعت کا مفہوم ختم ہو جاتا ہے اور انسان حرص اور لالچ میں مبتلا ہو جاتا ہے، پھر یہی طمع اور لالچ اسے بد اخلاقی اور برائیوں پر آمادہ کرتے ہیں جن سے انسان کی اچھی عادات تباہ ہو جاتی ہیں اور حرص و طمع اس کی فطرت ثانیہ بن جاتے ہیں۔

انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے: فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اگر انسان کو سونے کی دو وادیاں بھی مل جائیں تو وہ تیسری کی تمنا کرے گا،

انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی پر کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو ہم بغرض تعلیم حاضر ہوتے. ایک مرتبہ ہم حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے. ہم نے مال و دولت. نماز. زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے دیا ہے. اگر انسان کو سونے کی ایک وادی مل جائے تو وہ دوسری کی تمنا کرے گا. اگر دوسری مل جائے تو تیسری کی آرزو کرے گا. انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے. سورۃ براۃ جیسی ایک اور سورت بھی نازل ہوئی تھی جو بعد میں اٹھالی گئی. اس میں تھا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کی ایسی قوموں سے امداد کروائے گا جن کے لئے بھلائی میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اگر انسان کو دولت کی دو وادیاں دے دی جائیں تو وہ تیسری وادی کی تمنا کرے گا انسان کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے: ”دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے: علم کا بھوکا اور دولت کا بھوکا“۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں، حرص اور دولت کی محبت۔

چونکہ یہ خصلت انسان کو گمراہ کر دیتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے قناعت کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو اسلام کے راستہ پر چلا اور زندگی کی معمولی گذران پر قناعت کر لی۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ تونگری مال کی کثرت سے نہیں بلکہ حقیقی مالداری دل کی بے پروائی ہے۔ (تونگری بہ دل است نہ بہ مال)

دنیا کی بہت جستجو مت کرو:

حضور ﷺ نے حرص اور دنیا کی بہت جستجو کرنے سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اچھے طریقے سے رزق حاصل کرو کیونکہ بندے کو وہی کچھ ملتا ہے جو اس کی قسمت میں لکھ دیا جاتا ہے اور کوئی انسان اپنا رزق ختم کئے بغیر دنیا سے نہیں جائے گا۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب جلیل سے سوال کیا، تیرا کونسا بندہ زیادہ غنی ہے؟ ارشادِ ربانی ہوا، جو میرے عطا کردہ رزق پر قناعت کرتا ہے، پھر پوچھا عادل کون ہے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا جو اپنے آپ سے انصاف کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، روح القدس نے مجھے خبر دی ہے

www.waseemziyai.com

کہ کوئی شخص دنیا سے اپنا رزق پورا کئے بغیر نہیں جائے گا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق حلال حاصل کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب تجھے بھوک لگے تو ایک روٹی اور پانی کا پیالہ تیرے لئے کافی ہے اور دنیا کی مزید خواہش ہلاکت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پرہیز گار بن! تو سب سے بڑا عابد ہو گا، قناعت کر! تو سب سے بڑا شکرگذار ہوگا، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کیلئے پسند کر! تو مومن ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لالچ سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدوی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، مجھے ایک مختصر نصیحت کیجئے، آپ نے فرمایا ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھ! کوئی ایسی بات نہ کر جس پر کل معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے مال سے امید نہ رکھ۔

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سات، آٹھ یا نو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کی ہم تو پہلے ہی بیعت کر چکے ہیں، پھر آپ نے فرمایا تم رسول اللہ کی بیعت نہیں کرتے؟ چنانچہ ہم نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی، ہم میں سے کسی نے پوچھا یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے ہم سے کس چیز کی بیعت لی؟ آپ نے فرمایا یہ کہ اللہ کی عبادت کرو، اسے لا شریک سمجھو، پانچ نمازیں پڑھو، سنو اور اطاعت کرو، ایک بات آپ نے آہستہ کی، پھر فرمایا اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔ راوی کہتا ہے کہ ہم میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن کا اگر تازیانہ گر جاتا تو وہ کسی سے اٹھا کر دینے کا سوال نہ کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے طمع کا ترک، فقر اور لوگوں سے ناامیدی غنی ہے، جو لوگوں کے مال و دولت سے ناامید رہتا ہے وہ سب سے بے پروا ہو جاتا ہے۔

کسی دانا سے مالداری کے معنی پوچھے گئے تو اس نے جواب دیا کہ مختصر امیدیں اور معمولی گذران پر راضی ہونے کا نام غناء ہے، اسی لئے کہا گیا ہے:

اَلْعَيْشُ سَاعَاتٌ تَمُرُّ   وَخُطُوْبُ اَيَّامٍ تُكَرّ
اِقْنَعْ بِعَيْشِكَ تَرْضَهُ   وَاتْرُكْ هَوَاكَ تَعِيْشُ حُرّ
فَلَرُبَّ حَتْفٍ سَاقَهُ   ذَهَبٌ وَّيَاقُوْتٌ وَّدُرّ

1- عیش کی صرف چند گھڑیاں ہیں اور کارہائے نمایاں انجام دینے کیلئے وقت کم ہے۔
2- تو قناعت کر اس عیش پر جو تجھ کو حاصل ہے اور خواہشات نفسانی کو چھوڑ کر آزاد ہو جا اور عیش کی زندگی بسر کر۔
3- بہت سے وہ لوگ جن کو موت آئی وہ سونا چاندی اور لعل و جواہر چھوڑ کر مر گئے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے اور کہتے جو اس پر قناعت کرے وہ

www.waseemziyai.com

کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔

بہترین دولت: حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تمہارے لئے بہترین دولت وہ ہے جو تمہارے قبضہ میں نہیں ہے اور قبضہ میں آئی ہوئی دولت میں وہ بہترین دولت ہے جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے ہر دن ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ اے انسان! گمراہ کرنے والے بہت سے مال سے وہ معمولی مال بہتر ہے جو زندہ رہنے میں مدد دے۔

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اے انسان تیرا بالشت بھر پیٹ تجھے جہنم میں نہ لے جائے۔ کسی دانا سے پوچھا گیا تیرا مال کیا ہے؟ اس نے کہا ظاہر میں پاکیزگی، باطن میں نیکی اور لوگوں سے ناامیدی۔

مروی ہے کہ رب ذوالجلال نے انسان سے فرمایا اگر تجھے ساری دنیا مل جاتی تب بھی تجھے اس دنیا سے دو وقت کی خوراک ملتی، اب جب کہ میں نے دنیا سے تجھے صرف خوراک دی ہے اور اس کا حساب دوسروں پر رکھ دیا ہے تو میں نے یہ تجھ پر احسان کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جب تم کوئی حاجت طلب کرو تو تھوڑی مانگو، اتنا نہ مانگو کہ دوسرے پر وبال بن جاؤ کیونکہ جو کچھ تمہارا نصیب ہے وہ تمہیں ضرور ملے گا۔

بنو امیہ کے ایک حاکم نے جناب ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خط لکھا جس میں ان سے کسی ضرورت کے متعلق پوچھا گیا تاکہ وہ پوری کر دیں۔ ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا، میں نے اپنی ضرورتیں اپنے مالک کی بارگاہ میں پیش کی ہوئی ہیں جن کو وہ پورا کر دیتا ہے، خوش ہو جاتا ہوں اور جن کو وہ روک دیتا ہے اس سے قناعت کر لیتا ہوں۔

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ کونسی چیز دانا کے لئے باعث خوشی اور دکھ دور کرنیکا سامان ہے؟ دانا نے جواب دیا کہ دانا کے لئے سب سے بڑی خوشی نیک عمل اور غم دور کرنے میں اس کا مددگار اللہ کی رضا پر راضی رہنا ہے۔

ایک دانا کا قول ہے، میں نے لوگوں میں سب سے غمزدہ حاسد کو، سب سے بہترین زندگی والا قناعت پسند کو، سب سے زیادہ مصائب پر صبر کرنے والا لالچی کو، سب سے زیادہ خوش تارک دنیا کو اور سب سے زیادہ پشیمان حد سے تجاوز کرنے والے عالم کو پایا ہے۔ اسی موضوع پر کہا گیا ہے

اِرْفَهْ بِبَالٍ فَتًى اَمْسٰى عَلٰى ثِقَةٍ ۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْ قَسَمَ الْاَرْزَاقَ یَرْزُقُهٗ

فَالْعِرْضُ مِنْهُ مَصُوْنٌ لَّا یُدَنِّسُهٗ ۔۔۔ وَالْوَجْهُ مِنْهُ جَدِیْدٌ لَیْسَ یَخْلُقُهٗ

www.waseemziyai.com

إِنَّ الْقَنَاعَةَ مَنْ يَحْلُلْ بِسَاحَتِهَا لَمْ يَلْقَ فِيْ دَهْرِهٖ شَيْئًا يُوْرِقُهٗ

1- جب جوان اس بات پر مکمل اعتماد کرتا ہے کہ رازق مطلق اسے ضرور رزق دے گا۔
2- تو اس کی عزت میلی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا چہرا کبھی پرانا ہوتا ہے۔
3- جو شخص قناعت اختیار کر لیتا ہے اسے کبھی کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوئی اور اس پر دکھ کا سایہ نہیں پڑتا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

حَتّٰى مَتٰى أَنَا فِيْ حَلٍّ وَّ تِرْحَالٍ وَطُوْلِ سَعْيٍ وَ اِدْبَارٍ وَّ اِقْبَالٍ
وَنَازِحِ الدَّارِ لَا انْفَكَّ مُغْتَرِبًا عَنِ الْاَحِبَّةِ لَا يَدْرُوْنَ مَا حَالٍ
بِمَشْرِقِ الْاَرْضِ طُوْلًا ثُمَّ مَغْرِبِهَا لَا يَخْطُرُ الْمَوْتُ مِنْ حِرْصِيْ عَلٰى بَالٍ
وَلَوْ قَنِعْتُ اَتَانِي الرِّزْقُ فِيْ دَعَةٍ اِنَّ الْقُنُوْعَ الْغِنٰى لَا كَثْرَةُ الْبَالٍ

1- کب تک میں اس طرح سفر کرتا رہوں گا اور زبردست جدوجہد اور یہ آمد و رفت جاری رکھوں گا۔
2- میں گھر سے دور ہمیشہ دوستوں سے پوشیدہ رہتا ہوں، انہیں میرے حالات کا علم نہیں ہوتا۔
3- میں کبھی مشرق میں ہوتا ہوں اور کبھی مغرب میں، حرص کا غلبہ یوں ہے کہ میرے دل میں کبھی موت کا خیال ہی نہیں آتا۔
4- اگر میں قناعت کرتا تو خوشحالی کی زندگی بسر کرتا کیوں کہ حقیقی تونگری قناعت میں ہے کثرت مال و دولت تونگری نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ میں اللہ تعالیٰ کے مال سے کیا کچھ لینا حلال سمجھتا ہوں؟ سنو! سردی اور گرمی کے لیے دو چادریں اور اس کے علاوہ مجھے حج، عمرہ اور غذا کے لئے قریش کے معمولی جوان کی شکم سیری کے بقدر غذا کی فراہمی، لوگو! میں مسلمانوں سے اعلیٰ اور ارفع نہیں ہوں، بخدا میں نہیں جانتا کہ اتنا لینا بھی جائز ہے یا نہیں؟ گویا آپ اتنی سی مقدار میں بھی شک فرما رہے تھے کہ کہیں یہ قناعت کے دائرہ سے خارج تو نہیں ہے؟

ایک بدوی نے اپنے بھائی کو حرص سے روکتے ہوئے کہا تم دنیا کے طالب ہو اور اس چیز کے مطلوب ہو جو کبھی ٹل نہیں سکتی، تم ایسی چیز کو تلاش کر رہے ہو جو پہلے ہی تمہاری ہو چکی ہے، گویا کہ غائب چیز تمہارے سامنے اور حاضر چیز تم سے منتقل ہونے والی ہے، شاید تم نے کسی حریص کو محروم اور کسی تارکِ دنیا کو رزق پاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، اس موضوع پر کسی شاعر نے کہا ہے:

أَرَاكَ يَزِيْدُكَ الْاِثْرَاءُ حِرْصًا عَلَى الدُّنْيَا كَاَنَّكَ لَا تَمُوْتُ
فَهَلْ لَّكَ غَايَةٌ اِنْ صِرْتَ يَوْمًا اِلَيْهَا قُلْتَ حَسْبِيْ قَدْ رَضِيْتُ

www.waseemziyai.com

1- میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا تمول تیرے حرص کو بڑھا رہا ہے گویا کہ تو نہیں مرے گا۔
2- کبھی تو اپنی حرص سے رک کر یہ بھی کہے گا کہ بس مجھے یہ کافی ہے اور میں اس قدر پر راضی ہوں۔

ایک حریص کو سبق: حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے چنڈول کو شکار کیا، چڑیا نے کہا تم میرا کیا کرو گے؟ اس آدمی نے کہا ذبح کر کے کھاؤں گا۔ چڑیا نے کہا: بخدا میرے کھانے سے تمہارا پیٹ نہیں بھرے گا، میں تمہیں تین ایسی باتیں بتاؤں گی۔ جو میرے کھانے سے کہیں بہتر ہیں۔ ایک تو میں تم کو اس قید کی حالت ہی بتاؤں گی، دوسری درخت پر بیٹھ کر اور تیسری پہاڑ پر بیٹھ کر بتاؤں گی۔

آدمی نے کہا: چلو ٹھیک ہے پہلی بات بتاؤ۔ چڑیا نے کہا یاد رکھو گذری بات پر افسوس نہ کرنا، آدمی نے اسے چھوڑ دیا، جب وہ درخت پر جا کر بیٹھ گئی تو آدمی نے کہا دوسری بات بتاؤ، چڑیا نے کہا ناممکن بات کو ممکن نہ سمجھنا۔ پھر وہ اڑ کر پہاڑ پر جا بیٹھی اور کہنے لگی اے بدنصیب! اگر تو مجھے ذبح کر دیتا تو میرے پوٹے سے بیس مثقال کے دو موتی نکلتے۔ یہ سن کر وہ شخص افسوس سے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہنے لگا کہ اب تیسری بات بتا دے۔ چڑیا بولی تم نے تو پہلی دو کو بھلا دیا ہے۔ اب تیسری بات کس لئے پوچھتے ہو؟ میں نے تم سے کہا تھا کہ گذشتہ بات پر افسوس نہ کرنا اور ناممکن چیز کو ممکن نہ سمجھنا، میں تو اپنے گوشت، خون اور پروں سمیت بھی بیس مثقال کی نہیں ہوں چہ جائیکہ میرے پوٹے میں بیس بیس مثقال کے دو موتی ہوں، یہ کہا اور وہ اڑ گئی۔

یہ انسان کے انتہائی حریص ہونے کی مثال ہے کیونکہ وہ بھی لالچ میں ناممکن کو ممکن سمجھتے ہوئے راہِ حق سے بھٹک جاتا ہے۔

جناب ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، امیدیں تیرے دل کا جال اور پیروں کی بیڑیاں ہیں، دل سے امیدیں نکال دے، تیرے پاؤں بیڑیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔

حرص کی مذمت: جناب ابو محمد الیزیدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں خلیفہ ہارون الرشید کے ہاں آیا تو وہ ایک ایسے کاغذ کو پڑھ رہا تھا، جس پر آبِ زر سے کچھ لکھا تھا، خلیفہ نے جب مجھے دیکھا تو مسکرا دیا۔ میں نے کہا امیر المومنین کوئی خاص بات ہے؟ کہا میں نے بنوامیہ کے خزانے میں یہ دو شعر پائے جو مجھے بہت اچھے لگے ہیں اور میں نے ان میں ایک اور شعر کا اضافہ کر دیا ہے:

اِذَا سُدَّ بَابٌ عَنْكَ مِنْ دُوْنِ حَاجَةٍ ... فَدَعْهُ لِاُخْرٰى يَنْفَتِحُ لَكَ بَابُهَا
فَاِنَّ قِرَابَ الْبَطْنِ يَكْفِيْكَ مِلْؤُهٗ ... وَيَكْفِيْكَ سَوْاٰتُ الْاُمُوْرِ اجْتِنَابُهَا
وَلَا تَكُ مُبْذًالًا لِعِرْضِكَ وَاجْتَنِبْ ... رُكُوْبَ الْمَعَاصِيْ يَجْتَنِبْكَ عِقَالُهَا

1- جب تیری حاجت روائی کا دروازہ تجھ پر بند ہو جائے تو رک جا، کوئی اور تیری حاجت روائی کر دے گا۔

www.waseemziyai.com

2- پیٹ کا بندہ ہونا اس کے بھرنے کیلئے کافی ہے اور کام کی برائیوں سے بچنے کیلئے ان سے اجتناب ضروری ہے۔

3- اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے رکیک حرکتیں مت کر اور ارتکاب معاصی سے پرہیز کر جس کی وجہ سے تو سزا سے محفوظ ہو جائے گا۔

علم انسان کو حرص اور گدایانہ ابرام سے محفوظ رکھتا ہے:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ علماء کے علم حاصل کر لینے کے بعد کونسی چیز ان کے دلوں سے علم کو نکال لیتی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا لالچ۔ حرص اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا کسی شخص نے حضرت فضیل رضی اللہ عنہ سے اس قول کی تشریح چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ انسان لالچ میں جب کسی چیز کو اپنا مطلوب و مقصود بنا لیتا ہے تو اس کا دین رخصت ہو جاتا ہے۔ حرص یہ ہے کہ انسان کبھی اس چیز کی اور کبھی اس کی طلب میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اور کبھی اس مقصد کے حصول کیلئے تیرا سابقہ مختلف لوگوں سے پڑے گا۔ جب وہ تیری ضرورتیں پوری کریں گے تو تیری ناک میں نکیل ڈال کر جہاں چاہیں گے لے جائیں گے، وہ تجھ سے اپنی عزت چاہیں گے اور تو رسوا ہو جائے گا اور اسی محبت دنیا کے باعث جب بھی تو ان کے سامنے سے گزرے گا تو انہیں سلام کرے گا اور جب وہ بیمار ہوں گے، تو عیادت کو جائے گا اور تیرے تمام افعال خدا کی رضا کے لئے نہیں ہوں گے، تیرے لئے بہت اچھا ہوتا، اگر تو ان لوگوں کا محتاج نہ ہوتا۔

❀❀❀❀

باب ۳۴:

فقراء کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ اس امت کے سب سے بہترین لوگ فقراء ہیں اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے کمزور لوگ ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے، میری دو باتیں ہیں، جو انہیں پسند کرتا ہے وہ مجھے پسند کرتا ہے اور جو انہیں برا سمجھتا ہے وہ مجھے برا سمجھتا ہے، فقر اور جہاد۔

یہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو:

مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں پہاڑ سونے کا بنا دوں، جو آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چند لمحے

خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ جبریل! یہ دنیا تو اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو، یہ اس کی دولت ہے جس کے پاس کوئی دولت نہ ہو، اور اسے وہی جمع کرتا ہے جو بے وقوف ہو، جبریل بولے، اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کو اسی حق و صداقت پر قائم رکھے۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اثنائے سفر ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو کمبل لپیٹے سو رہا تھا، آپ نے اسے جگا کر فرمایا اے سونے والے اٹھ! اور اللہ کو یاد کر! اس شخص نے کہا تم مجھ سے اور کیا چاہتے ہو کہ میں نے دنیا کو دنیا داروں کے لئے چھوڑ دیا ہے، آپ نے فرمایا تو پھر اے میرے دوست سو جا۔

اللہ اپنے محبوب بندے کے دل سے دنیا کی محبت نکال دیتا ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے شخص کے قریب سے گذرے جو اینٹ کا تکیہ بنائے کمبل میں لپٹا ہوا زمین پر سو رہا تھا اور اس کی داڑھی اور تمام چہرہ غبار آلود ہو رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب تعالیٰ! تیرا بندہ دنیا میں برباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا تمہیں پتہ نہیں، جب میں کسی بندے پر اپنے کرم کے دروازے مکمل طور پر کھول دیتا ہوں، اس سے دنیا کی الفت ختم کر دیتا ہوں۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مہمان آیا مگر آپ کے پاس اسکی میزبانی کیلئے کچھ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خیبر کے ایک یہودی کے پاس بھیجا اور فرمایا اسے کہو کہ رجب المرجب کے چاند تک ہمیں قرض یا ادھار میں آٹا دے دے میں اس یہودی کے پاس گیا تو اس نے کہا کوئی چیز گروی رکھو تب آٹا ملے گا میں نے آپ کو خبر دی تو آپ نے ارشاد فرمایا بخدا میں زمین و آسمان کا امین ہوں اگر وہ قرض یا ادھار میں آٹا دے دیتا تو میں ضرور واپس کرتا، لو میری یہ زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس گروی رکھ دو۔ جب میں زرہ لے کر نکلا تو آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ۔ (پ ۱۴ الحجر ۸۸)

اے سننے والے! اسکی طرف اپنی آنکھیں نہ لگا، جو ہم نے کافروں کے جوڑوں (زن و شوہر) کو برتنے کیلئے دی ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ فقر مومن کیلئے گھوڑے کے منہ پر حسین بالوں سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس کا جسم تندرست، دل مطمئن ہے اور اس کے پاس ایک دن کی غذا موجود ہے تو گویا اسے کائنات کی ساری دولت مل گئی ہے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جب تو فقر کو آتا دیکھے تو کہنا خوش آمدید، اے نیکوں کے لباس!

www.waseemziyai.com

دیندار شکار نہ کر سکا اور دنیادار کو خوب شکار ہوا: حضرت عطاء الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کا ساحل دریا سے گذر ہوا، وہاں انہوں نے دیکھا ایک شخص مچھلیوں کا شکار کر رہا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دریا میں جال ڈالا مگر کوئی مچھلی نہ پھنسی۔ پھر انہی نبی کا گزر ایک دوسرے شخص کے پاس سے ہوا، جو مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ اس نے شیطان کا نام لے کر اپنا جال پھینکا، جب جال کھینچا تو وہ مچھلیوں سے بھرا نکلا اللہ کے نبی نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی اے عالم الغیب! اس میں کیا راز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے نبی کو ان دو شخصوں کا مقام آخرت دکھلاؤ۔ جب انہوں نے پہلے شخص کا اللہ تعالیٰ کے حضور عزت و وقار اور دوسرے شخص کی بے حرمتی دیکھی تو بے ساختہ کہہ اٹھے الٰہ العالمین! میں تیری تقسیم پر راضی ہوں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: میں نے جنت کو دیکھا اس میں اکثر فقراء تھے، میں نے جہنم کو دیکھا اس میں اکثر مالدار اور عورتیں تھیں، ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا، مالدار کہاں ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا انہیں مالداری نے گرفتار کر رکھا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے میں نے جہنم میں اکثر عورتوں کو دیکھ کر کہا ایسا کیوں ہے؟ تو مجھے بتلایا گیا یہ ان کی سونے اور خوشبوؤں سے محبت کی وجہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں فقر، دنیا میں مومن کے لئے تحفہ ہے۔ ایک روایت میں ہے، انبیائے کرام میں سب سے آخر میں حضرت سلیمان علیہ السلام جنت میں داخل ہوں گے کیوں کہ وہ دنیاوی دولت اور اسکی شاہی رکھتے تھے اور صحابہ میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے تمول کی وجہ سے سب سے آخر میں جنت میں جائیں گے دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے انہیں (حضرت عبدالرحمن بن عوف کو) گھٹنوں کے بل جنت میں داخل ہوتے دیکھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ مالدار بہت دشواری کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے اور جب کسی سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تو اس کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے، پوچھا گیا حضور ذخیرہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس انسان کے مال اور اولاد میں سے کچھ باقی نہیں رہتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب تو فقر کو اپنی طرف متوجہ پائے تو اسے خوش آمدید کہہ اور اسے نیکیوں کی علامت کہہ کر اس کا خیر مقدم کرو اور جب تم مال و دولت کو اپنی طرف آتا دیکھو تو کہو، دنیا میں مجھے یہ کسی گناہ کی جلدی سزا مل رہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: الٰہی! مخلوق میں تیرے دوست کونسے ہیں تاکہ میں

www.waseemziyai.com

ان سے محبت کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فقرا اور فقرا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے: میں فقر کو دوست رکھتا ہوں اور مالداری سے نفرت کرتا ہوں اور آپ کو اے مسکین کہہ کر بلایا جانا سب ناموں سے اچھا لگتا ہے۔

جب عرب کے سرداروں اور مالداروں نے حضور ﷺ سے کہا آپ اپنی مجلس میں ایک دن ہمارے لئے اور ایک دن ان فقراء کیلئے متعین کیجئے۔ پس وہ ہمارے دن میں نہ آئیں اور ہم ان کے دن میں نہیں آئیں گے۔ فقراء سے ان کی مراد حضرت بلال، حضرت ابو ہریرہ اور اصحاب صفہ کے فقراء رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس بات کو مان لیا کیوں کہ ان فقراء کے لباس سے ان دولت مندوں کو بدبو آتی تھی، ان فقراء کے لباس اُون کے تھے اور پسینہ آنے کی صورت میں ان کے کپڑوں سے جو بدبُو آتی تھی وہ اقرع بن حابس التیمی، عیینہ بن حصن الفرازی، عباس بن مراد السلمی اور دیگر اغنیائے عرب کو بہت چیں بہ جبیں کر دیا کرتی تھی چنانچہ حضور ﷺ کی اس بات پر رضامندی کے باعث قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے۔ اس کا کہا مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ (پ۱۵ الکہف ۲۸،۲۹)

ایک روز حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی۔ اس وقت آپ کے پاس ایک قریشی سردار بیٹھا ہوا تھا۔ (سرورِ کائنات ﷺ اس سردار کو دعوتِ اسلام دے رہے تھے) آپ کو ابن ام مکتوم کی آمد ناپسندیدہ معلوم ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں:

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾ (پ۳۰ عبس ۱تا۶)

اس نے تیوری چڑھائی اور منہ موڑ لیا جب اس کے پاس نابینا آیا اور کس چیز نے تمہیں یہ معلوم کرایا کہ شاید وہ پاک ہو جاتا یا نصیحت سنتا پس اسے نصیحت فائدہ دیتی، جو شخص بے پروائی کرتا ہے تم اس کی خاطر اسے روکتے ہو۔

www.waseemziyai.com

یہاں نابینا سے مراد حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور بے پرواہ شخص سے مراد وہ قریشی سردار ہے جو حضور کی خدمت میں آیا ہوا تھا۔

دنیا کے نامراد بندے کا قیامت میں اعزاز:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح معذرت کرے گا جیسے دنیا میں ایک شخص دوسرے سے معذرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں نے تجھ سے دنیا کو تیری بے قدری کی وجہ سے نہیں پھیرا تھا بلکہ اس عزت اور کرامت کے سبب جو میں نے تیرے لئے تیاری کی تھی، تجھے دنیا سے محروم رکھا اے میرے بندے! لوگوں کی ان جماعتوں میں جاؤ جس کسی نے بھی میری رضامندی کی خاطر تجھے کھلایا پلایا یا لباس پہنایا اس کا ہاتھ پکڑلو۔ وہ تمہارا ہے۔ لوگ اس دن پسینہ میں غرق ہوں گے اور وہ صفوں کو چیرتا ہوا ان کو تلاش کر کے جنت میں لے جائے گا۔

فقراء کے پاس دولت ہے:

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ فقراء کو پہچانو اور ان سے بھلائی کرو، ان کے پاس دولت ہے پوچھا گیا کہ حضور کونسی دولت ہے؟ آپ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا جس نے تمہیں کھلایا پلایا یا لباس پہنایا اس کا ہاتھ پکڑلو۔ اور جنت میں لے جاؤ۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب میں شب معراج جنت میں گیا تو میں نے اپنے آگے حرکت کی آواز سنی، میں نے دیکھا تو وہ بلال تھے۔ میں نے جنت کی بلندیوں پر دیکھا، وہاں مجھے اپنی امت کے فقراء اور ان کی اولادیں نظر آئیں، میں نے نیچے دیکھا تو مالدار نظر آئے اور عورتیں کم تھیں، میں نے سبب پوچھا تو بتلایا گیا کہ عورتوں کو سونے اور ریشم نے جنت سے محروم کر دیا ہے اور مالداروں کو ان کے طویل حسابات نے اوپر نہیں آنے دیا میں نے پوچھا تم مجھ سے کیوں پیچھے رہ گئے؟ تو عبدالرحمن نے کہا میں بہت دکھ جھیل کر آپ کی خدمت میں پہنچا ہوں، میں تو سمجھ رہا تھا کہ شاید میں آپ کو نہیں دیکھ پاؤں گا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف سابقین اولین مسلمانوں میں سے تھے، حضور کے جانثار اور ان دس حضرات میں سے تھے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر جس نے مال کو ایسے ایسے خرچ کیا۔ انہیں بھی مالداری نے اتنی مصیبت میں مبتلا کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جس کے پاس مال ومنال دنیا سے کچھ نہیں تھا، آپ نے فرمایا: اگر اس کا نور تمام دنیا والوں میں تقسیم کیا جائے تو پورا ہو جائے گا۔

www.waseemziyai.com

جنت کے بادشاہ: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کیا میں تمہیں جنتی بادشاہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ عرض کی گئی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ہر وہ شخص جسے کمزور و ناتواں سمجھا گیا، غبار آلود پریشان بالوں والا، دو پھٹی پرانی چادروں والا، جسے کوئی خاطر میں نہیں لاتا ہے، اگر وہ اللہ کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عالم غربت: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ مجھ سے حسن ظن رکھتے، ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمران! تمہارا میرے نزدیک ایک خاص مقام ہے، کیا تم میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کو چلو گے؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ضرور چلوں گا۔ چنانچہ ہم روانہ ہو گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر پہنچے، آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور سلام کے بعد اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تشریف لائیے۔ آپ نے فرمایا ساتھ ایک اور شخص بھی ہے، پوچھا گیا، حضور! دوسرا کون ہے؟ آپ نے فرمایا عمران! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں، رب ذوالجلال کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: میں صرف ایک چادر سے تمام جسم چھپائے ہوئے ہوں۔ آپ نے دست اقدس کے اشارے سے فرمایا: تم ایسے پردہ کرلو۔ انہوں نے کہا: اس طرح میرا جسم تو ڈھک جاتا ہے مگر سر نہیں چھپتا۔ آپ نے ان کی طرف ایک پرانی چادر پھینکی اور فرمایا: تم اس سے سر ڈھانپ لو۔ اس کے بعد آپ گھر میں داخل ہوئے اور سلام کے بعد پوچھا: بیٹی کیسی ہو؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضور مجھے دوہری تکلیف ہے، ایک بیماری کی تکلیف اور دوسری بھوک کی تکلیف! میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے، جسے کھا کر بھوک مٹا سکوں۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر اشکبار ہو گئے اور فرمایا: بیٹی گھبراؤ نہیں، رب کی قسم! میرا رب کے یہاں تم سے زیادہ مرتبہ ہے مگر میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا ہے اگر میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں تو مجھے ضرور کھلائے مگر میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا خوش ہو جاؤ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو، تم جنت کے ایسے محلات میں رہو گی جس میں کوئی عیب، کوئی دکھ اور کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ پھر فرمایا اپنے چچازاد کے ساتھ خوش رہو، میں نے تمہاری شادی دنیا اور آخرت کے سردار کے ساتھ کی ہے۔

روپیہ جمع کرنے والے پر چار مصیبتوں کا نزول: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جب لوگ فقراء سے دشمنی رکھیں، دنیاوی شوکت و حشمت کا اظہار کریں اور روپیہ جمع کرنے پر حریص ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر چار مصیبتیں نازل فرماتا ہے قحط سالی، ظالم بادشاہ، خائن حاکم اور دشمنوں کی ہیبت۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک درہم والے سے دو درہم والے کا حساب زیادہ ہوگا۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی گریہ وزاری کا باعث:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے، حضرت سعید اپنے گھر میں انتہائی غمزدہ حالت میں داخل ہوئے ان کی بیوی نے پوچھا کوئی خاص بات ہوگئی ہے؟ بولے اہم بات ہوگئی ہے پھر فرمایا اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور صبح تک رو رو کر عبادت کرتے رہے پھر فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، پھر آپ نے فرمایا میری امت کے فقراء مالداروں سے پانسو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اگر کوئی مالدار آدمی ان کی جماعت میں شامل ہوگا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔وہ شخص جس نے کپڑے دھونے کا ارادہ کیا مگر اس کے دوسرے پرانے کپڑے نہیں تھے جنہیں پہن کر وہ کپڑے دھولے۔جو شخص چولہے پر دو ہانڈیاں نہیں چڑھاتا اور جس کو پینے کی دعوت دے کر اس سے یہ نہ پوچھا تم کیا پیو گے؟

حضرت سفیان ثوری کو فقراء سے بے پایاں محبت تھی:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک فقیر آیا تو آپ نے اسے فرمایا: آگے آجاؤ، اگر تم مالدار ہوتے تو میں تمہیں آگے بڑھنے کی اجازت نہ دیتا، ان کی فقراء سے بے پایاں محبت دیکھ کر ان کے مالدار دوست یہ تمنا کرتے کہ کاش ہم بھی فقیر ہوتے۔

جناب مؤمل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں فقیر سے زیادہ باعزت اور مالدار سے زیادہ ذلیل کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک دانشمند کا قول ہے کہ انسان جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے، اگر اتنا جہنم سے ڈرتا تو نجات پالیتا اور جتنی اسے دولت سے محبت ہے اگر جنت سے اسے اتنی محبت ہوتی تو دونوں کو پالیتا جتنا ظاہر میں لوگوں سے ڈرتا ہے اگر اتنا باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تو دونوں جہانوں میں سعید شمار ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جو مالدار کی عزت اور فقیر کی توہین کرتا ہے، وہ ملعون ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بوسیدہ کپڑوں کی وجہ سے کسی کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ اس کا اور تمہارا رب ایک ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ فقرا سے تمہاری محبت رسولوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے، ان کی مجالس میں آنا نیکوں کی اور ان کی دوستی سے دور بھاگنا منافقوں کی علامت ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت معاویہ بن عامر رضی اللہ عنہما اور کچھ دوسرے لوگوں نے ایک لاکھ درہم بھیجے، آپ نے ان سب کو ایک ہی دن میں تقسیم کر دیا حالانکہ آپ کی اوڑھنی پر پیوند لگے ہوئے تھے. آپ کی لونڈی نے کہا کہ آپ روزے سے ہیں، اگر آپ مجھے ایک درہم دے دیتیں تو میں گوشت لے آتی اور آپ افطار کرتیں. آپ نے یہ سن کر فرمایا تم مجھے پہلے بتا دیتیں تو میں ایک درہم تمہیں دے دیتی۔

حضرت عائشہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی اگر تم مجھ سے ملاقات کی خواہشمند ہو تو فقراء جیسی زندگی بسر کرنا. دولت مندوں کی محفلوں سے علیحدہ رہنا اور اوڑھنی کو پیوند لگائے بغیر نہ اتارنا۔

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دس ہزار درہم لایا اور بڑی عاجزی سے انہیں قبول کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کیا تم دس ہزار دراہم کے بدلے فقراء کے دفتر سے میرا نام کاٹنا چاہتے ہو، بخدا میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے. اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو اسلام پر چلا اور اس نے معمولی گزران پر قناعت کر لی۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اے فقراء تم دل کی گہرائیوں سے اللہ کی رضا پر راضی رہو، تمہیں فقر کا ثواب ملے گا ورنہ نہیں، پہلا قانع اور دوسرا راضی برضائے الٰہی ہے. اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حریص کو فقر کا ثواب نہیں ملے گا مگر بعض احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسے فقر کا ثواب ملے گا۔ عنقریب ہم اس کی مکمل بحث کریں گے۔

شاید عدمِ رضا سے یہ مراد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس سے مال روک لینے کو برا سمجھتا ہے اور بہت سے طالب دنیا ایسے ہیں جو دل میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا منکر ہونا پسند نہیں کرتے لہٰذا ان کی طلب میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن اول الذکر بات اعمال کو تباہ کر دیتی ہے جس میں اللہ کے دولت نہ دینے کو برا سمجھا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کی ایک کلید ہوتی ہے اور جنت کی چابی فقراء اور مساکین کی محبت ہے، اپنے صبر کی وجہ سے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ سب سے زیادہ محبوب ہے جو فقیر ہو، اللہ کی رضا پر راضی ہو اور اس کے عطا کردہ رزق پر قناعت کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کی خوراک اندازے کے مطابق ہو اور فرمایا قیامت کے دن کوئی فقیر اور مالدار ایسا نہیں ہو گا جو یہ تمنا نہ کرے کہ مجھے دنیا میں خوراک کے مطابق ہی رزق دیا جاتا۔

www.waseemziyai.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مجھے شکستہ دلوں کے یہاں تلاش کرنا. آپ نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ رب تعالیٰ نے فرمایا وہ سچے فقراء ہیں۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ راضی برضا فقیر سے زیادہ کوئی فضیلت والا نہیں ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہ مخلوق میں میرے دوست کہاں ہیں؟ فرشتے پوچھیں گے یا اللہ وہ کون ہیں؟ رب تعالیٰ فرمائے گا وہ مسلمان فقراء ہیں جو میری عطا پر قانع تھے اور میری رضا پر راضی تھے، انہیں جنت میں داخل کر و چنانچہ لوگ ابھی اپنے حساب میں سرگرداں ہوں گے کہ وہ لوگ جنت میں کھا پی رہے ہوں گے. یہ تو قناعت گزیں اور اللہ کی رضا پر راضی ہونے والوں کا تذکرہ ہے، انشاءاللہ عنقریب زاہدوں کا ذکر بھی ان کے فضائل میں آئے گا۔

قناعت اور رضائے الٰہی:

قناعت اور رضا کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، یہ بات خوب ذہن نشیں کرلیں کہ قناعت کی ضد حرص و طمع ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ طمع تنگدستی اور قناعت مالداری ہے جو لوگوں سے طمع نہیں رکھتا اور قناعت کرلیتا ہے وہ لوگوں سے بے پرواہ کردیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہر انسان کی عقل میں کمزوری ہوتی ہے، جب اس کے پاس مال و دولت زیادہ آنے لگتا ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے مگر رات دن کی گردش جو اس کی عمر کم کر رہی ہے، اسے غمزدہ نہیں کرتی، افسوس! اے انسان تجھے مال کی زیادتی کوئی فائدہ نہیں دے گی جب کہ تیری عمر برابر کم ہوتی جارہی ہے۔

غنا کیا ہے؟:

ایک دانا سے غنا کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ قلیل امیدیں اور معمولی رزق پر راضی رہنا۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے امراء میں سے تھے، ایک مرتبہ محل سے باہر نکلے تو انہیں محل کے قریب ایک آدمی نظر آیا جس کے ہاتھ میں روٹی تھی جسے کھا کر وہ سوگیا، انہوں نے اپنے ایک غلام سے کہا۔

جب یہ شخص بیدار ہو تو اسے میرے پاس لانا، چنانچہ اس کے بیدار ہونے کے بعد اسے لایا گیا تو انہوں نے پوچھا اے جوان! تو بھوکا تھا اور ایک روٹی سے سیر ہوگیا؟ اس شخص نے کہا: ہاں۔ پھر پوچھا: تمہیں نیند خوب آئی؟ وہ بولا: ہاں۔ آپ نے دل میں سوچا میں آئندہ دنیا کے حصول میں سرگرداں نہیں پھروں گا، نفس انسانی تو ایک روٹی پر بھی قناعت کرلیتا ہے۔

ایک شخص نے عامر بن عبدالقیس رحمۃ اللہ علیہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ نمک کے ساتھ ساگ کھا

www.waseemziyai.com

رہے تھے۔ اس شخص نے کہا اے بندۂ خدا! کیا تو اتنی سی چیز پر راضی ہے؟ آپ نے فرمایا میں تمہیں بتلاؤں، جو اتنی وسیع دنیا پر راضی ہو جاتا ہے اسے کس چیز کی خوشخبری ملتی ہے؟ پھر فرمایا جو دنیا پر راضی ہو جاتا ہے اسے آخرت نہیں ملتی اور جو دنیا سے ترکِ تعلق کر لیتا ہے اسے آخرت ملتی ہے

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر نمک سے کھا لیتے اور فرماتے جو دنیا میں اتنی مقدار پر راضی ہو جاتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے جو اس کے تقسیم کردہ رزق پر راضی نہیں ہوئے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ۔ الآية۔

اور آسمانوں میں تمہارا رزق ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم وہ حق ہے۔ (پ۲۶ الذاریت ۲۲، ۲۳)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی بیوی نے آکر کہا تم ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہو اور گھر میں آٹے کی چٹکی اور پانی کا گھونٹ تک نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں پتہ نہیں ہمارے سامنے دشوار گذار گھاٹیاں ہیں ان سے وہی نجات پائے گا جس کا بوجھ ہلکا ہوگا۔ جب آپ کی بیوی نے یہ سنا تو چپ چاپ گھر میں واپس چلی گئیں۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بے صبر بھوکا کفر کے بہت قریب ہوتا ہے۔ ایک دانا سے پوچھا گیا تیری دولت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ظاہری صفائی، دل میں نیکی اور لوگوں سے ناامیدی۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض سابقہ آسمانی کتابوں میں فرمایا ہے، اے انسان! اگر تجھے ساری دنیا کی دولت مل جاتی تب بھی تجھے دو وقت کی روٹی ہی میسر آتی، اب جبکہ میں نے تجھے غذا دے دی ہے اور اس کا حساب کسی اور کے ذمے لگا دیا تو یہ میں نے تجھ پر احسان کیا ہے۔

قناعت کے متعلق ایک شاعر نے کہا ہے:

إِضْرَعْ إِلَى اللهِ لَا تَضْرَعْ إِلَى النَّاسِ وَاقْنَعْ بِيَاسٍ فَإِنَّ الْعِزَّ فِي الْيَاسِ

وَاسْتَغْنِ عَنْ ذِي قُرْبَى وَ ذِي رَحِمٍ إِنَّ الْغَنِيَّ مَنِ اسْتَغْنَى عَنِ النَّاسِ

1- اللہ سے مانگ، لوگوں سے نہ مانگ، ان سے ناامید ہو کر قناعت کو اپنا کیوں کہ لوگوں سے ناامید ہونے میں ہی عزت ہے۔

2- ہر عزیز اور بیگانے سے بے پرواہ ہو جا، کیوں کہ لوگوں سے بے نیازی ہی مالداری ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

www.waseemziyai.com

يَا جَامِعًا مَّانِعًا وَالدَّهْرُ يَرْمُقُهٗ مُقَدِّرٌ اَىُّ بَابٍ مِنْهُ تَغْلُقُهٗ
مُفَكِّرًا كَيْفَ تَاْتِيْهِ مُنْيَتُهٗ اَغَادِيًا اَمْ بِهَا يَسْرِىْ فَتَطْرُقُهٗ
جَمَعْتَ مَالًا فَقُلْ لِّىْ هَلْ جَمَعْتَ لَهٗ يَا جَامِعَ الْمَالِ اَيَّامًا تَفَرُّقُهٗ
اَلْمَالُ عِنْدَكَ مَخْزُوْنٌ بِوَارِثِهٖ مَا الْمَالُ مَالُكَ اِلَّا يَوْمَ تُنْفِقُهٗ
اِرْفَهْ بِبَالِ فَتًى يَغْدُوْ عَلٰى ثِقَةٍ اِنَّ الَّذِىْ قَسَمَ الْاَرْزَاقَ يَرْزُقُهٗ
فَالْعِرْضُ مِنْهُ مَصُوْنٌ لَا يُدَنِّسُهٗ وَالْوَجْهُ مِنْهُ جَدِيْدٌ لَيْسَ يَخْلُقُهٗ
اِنَّ الْقَنَاعَةَ مَنْ يَّحْلُلْ بِسَاحَتِهَا لَمْ يَلْقَ فِىْ ظِلِّهَا هَمًّا يُؤَرِّقُهٗ

1- اے مال کو جمع کرنے والے، زمانہ ہر کسی کا مقدر دیکھتا ہے۔ تو اس کے کس کس دروازے کو بند کرے گا؟

2- اس فکر میں کہ کس کس طرح امیدیں پوری ہوں گی، کیا اس کے ساتھ کوئی دشواری ہے یا آسانی پس تو اس کو چھوڑ دے گا۔

3- اے مال کے جمع کرنے والے! تو نے دولت اکٹھی کر لی، مجھے یہ بتلا تو نے اسے خرچ کرنے کے لئے اپنے دن بھی اکٹھے کر لئے ہیں؟ (کیا تجھے زندگی پر بھروسہ ہے)

4- دولت تیرے پاس وارثوں کا خزانہ ہے، راہِ خدا میں خرچ کرنے والے مال کے سوا تیرا کوئی مال نہیں ہے۔

5- جب جوان اس بات پر اعتماد کرتا ہے کہ جس ذات نے تقسیم رزق کیا ہے اسے بھی رزق دے گا۔

6- تب اس کی عزت محفوظ ہو جاتی ہے کبھی اس پر میل نہیں آتی اور نہ ہی اس کا چہرہ کبھی پرانا ہوتا ہے۔

7- جو شخص قناعت کو پالیتا ہے اس پر کبھی دکھ کا سایہ نہیں پڑتا۔

باب ۳۵

اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا ولی بنانا اور قیامت کا میدان

کفار سے میل ملاپ نہ رکھو: فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (پ ۱۲ ہود ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

www.waseemziyai.com

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اہل لغت اس بات پر متفق ہیں کہ "رکون" مطلق میلان اور توجہ کا نام ہے، چاہے وہ میلان معمولی ہو یا زیادہ۔ عبدالرحمن بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہاں رکون سے مراد چھپانا ہے یعنی ان کے کفر کا انکار کرنا۔ عکرمہ کا قول ہے رکون سے مراد ہے ان کفار سے نیکی نہ کرو۔ آیت کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ کفار اور بدکار مسلمانوں سے باہم میل ملاپ نہ رکھو۔

حضرت نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں، محققین کا قول ہے کہ جس رکون سے منع کیا گیا ہے وہ ہے کفار کے کفر کو اچھا سمجھنا۔ ان کے طریق کار کو خوب جاننا اور دوسروں کے سامنے ان کی تعریف کرنا اور گمراہی کے کاموں میں ان کا شریکِ کار بننا ہے، ہاں اگر ان کے مظالم کے سدِ باب اور نفع اندوزی کی وجہ سے ان سے میل ملاپ بڑھاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن میرا ضمیر یہ کہتا ہے کہ طلب معاش کیلئے ان سے میل ملاپ کی رخصت ہے مگر تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے بالکل علیحدگی کی جائے،
"کیا اللہ تعالیٰ بندہ کی مشکلات میں اسے کافی نہیں ہے"۔ (پ ۲۴ الزمر ۳۶)

میں کہتا ہوں کہ امامِ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول بالکل صحیح ہے، آج کے دور میں تو خصوصی طور پر اس بات کی ضرورت ہے کہ ان سے تعلقات نہ رکھے جائیں کیونکہ نیکی کا حکم کرنے اور برائیوں سے روکنا اس دھوکہ اور فریب کاری کے دور میں ناممکن ہے اور جب ان کا ظلم اس انداز پر آ گیا ہے کہ ان سے باہم تعلق ہلاکت میں ڈال سکتا ہے تو تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ان ظالموں اور سرکشوں سے زبردست محبت کرتا ہے، ان کی شراب نوشی اور حرام کاری کی محافل میں شریک ہوتا ہے اور ان کے تقاضائے دوستی کو پورا کرتا ہے اور ان کے طرزِ معاشرت میں گھل مل جاتا ہے، ان کا سا لباس پہن کر خوش ہوتا ہے اور ان کی ظاہری اور فانی رونق کو بہتر سمجھتا ہے اور ان کی معاشی خوشحالی پر رشک کرتا ہے حالانکہ اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ سب چیزیں ایک دانہ سے بھی حقیر اور مچھر کے پر سے بھی زیادہ بے وقار ہیں چہ جائیکہ انسان دل کی گہرائیوں سے انہیں چاہنے لگے، چاہنے والا اور جسے چاہا گیا ہے دونوں بے وقار ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، تم یہ دیکھو کہ تمہارا دوست کون ہے؟ منقول ہے کہ اچھے ساتھی کی مثال عطار جیسی ہے اگرچہ وہ عطر نہیں دے گا لیکن تم عطر کی خوشبو سے محروم نہیں رہو گے، اور ہر برے ساتھی کی مثال لوہار کی ہے اگرچہ وہ تجھے نہیں جلائے گا مگر اس کی دھونکنی کا دھواں تم تک ضرور پہنچے گا (اور کپڑوں کو کثیف کر دے گا اور تنفس کو بھی گزند پہنچائے گا)

اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا ولی بنانا:

فرمانِ الٰہی ہے کہ ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اپنے اور مددگار بنا لئے ہیں لکڑی کے گھڑے کی سی مثال ہے (جو بہت ہی بوداا اور کمزور ہوتا ہے)۔

www.waseemziyai.com

فرمانِ نبوی ﷺ ہے جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ یعنی ہم قیامت کے میدان میں تمام انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ (پ۱۵ بنی اسرائیل ۷۱)

مفسرین کرام کا امام کے تعین میں اختلاف ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء امام سے مراد نامۂ اعمال لیتے ہیں چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ⑦ اور جس شخص کو دائیں ہاتھ میں کتاب دی جائے گی۔

(پ۲۹ الحاقۃ ۱۹)

حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام سے مراد اللہ کی کتابیں اور لوگوں کو اے تورات والے، اے انجیل والے اور اے قرآن والے کہہ کر بلایا جائے گا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام سے مراد نبی ہے لوگوں کو یوں بلایا جائے گا اے ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرنے والو آؤ! اے موسیٰ کی اتباع کرنے والو آؤ! اے عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرنے والو آؤ! اور اے محمد ﷺ کی اتباع کرنے والو آؤ!

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ امام سے مراد امام عصر ہے جس کے روکنے سے وہ رک جاتے تھے اور جس کے حکم پر وہ عمل کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ہر خائن کو جھنڈا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی خیانت کا جھنڈا ہے۔

ترمذی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا، لوگوں میں سے ایک آدمی کو بلایا جائے گا، اس کے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا اس کے جسم کو ساٹھ ہاتھ لمبا کر کے اس کے سر پر چمکدار موتیوں کا تاج رکھا جائے گا اس کا چہرہ انتہائی روشن ہوگا پر وہ اپنے دوستوں کی طرف جائے گا جو اسے دور سے دیکھ کر کہیں گے اس کے مرتبہ میں اضافہ فرما اور ہمیں بھی ایسا ہی مقام عنایت فرما۔ جب وہ ان کے پاس آئے گا تو کہے گا کہ تمہیں خوشخبری ہو، تم میں سے ہر ایک کو یہی مقام ملے گا اور کافر کا منہ کالا کر کے اس کا قد آدم علیہ السلام کے قد کے برابر ساٹھ ہاتھ کر دیا جائے گا اور اسے ظلمت کا تاج پہنایا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے گا وہ اسے دیکھ کر کہیں گے اے اللہ! ہم اس کے شر سے پناہ چاہتے ہیں اور ہمیں ایسے انجام سے بچا، وہ ان کے پاس آئے گا تو وہ کہیں گے اے

www.waseemziyai.com

اللہ! اسے رسوا کر تب کافر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت سے دور کر دی تم میں سے ہر ایک کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا۔

فرمانِ الٰہی ہے:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ جب زمین زلزلے سے ہلائی جائے گی اور وہ اپنے
وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝٢ بوجھ نکال ڈالے گی۔ (پ۳۰ الزلزال ۱،۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ زمین نیچے سے ہلے گی اور اس کے پیٹ میں جتنے مردے اور دفینے ہیں سب کو باہر نکال دیگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔ (اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی) اور فرمایا جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا وہ ہر مرد اور ہر عورت کے ہر اس عمل کی گواہی دے گی جو اس کی پشت پر کیا گیا ہے۔

طبرانی کی حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین پر گناہ کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ تمہاری ماں ہے اور جو شخص بھی اس پر کوئی عمل کرتا ہے وہ اس کی (قیامت کے دن) خبر دے گی۔

❁❁❁❁

باب ۳۶:

نفخ صور، حشر اجساد و بعث بعد الموت

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، میں کیسے سکون پاؤں جبکہ صاحب صور یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام نے صور منہ میں لیا ہوا ہے پیشانی جھکائی ہوئی ہے اور کان اللہ تعالیٰ کے فرمان پر متوجہ کر رکھے ہیں کہ اسے کب صور پھونکنے کا حکم ملے اور وہ صور پھونکیں۔

نفخ صور: جنابِ مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صور ایک بوق یا قرنا کی طرح ہے جسے حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل کی طرح اپنے منہ میں لئے ہوئے ہیں اس صور کے سر کی گولائی آسمان و زمین کی چوڑائی (گولائی) کے برابر ہے حضرت اسرافیل ٹکٹکی باندھے عرش کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ انہیں کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو شدتِ اضطراب سے جبریل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل کے سوا زمین و آسمان کے سب جاندار ہلاک ہو جائیں گے پھر عزرائیل کو حکم ہوگا اور وہ ان تینوں فرشتوں کی روح بھی قبض کر لے گا، اس کے بعد عزرائیل کو بھی فنا سے ہمکنار کر دیا

www.waseemziyai.com

جائے گا. یہاں تک کہ نفخ صور کو چالیس سال گزر جائیں گے. تب. اللہ تعالیٰ عزرائیل کو زندہ کرے گا اور وہ اٹھ کر دوبارہ صور پھونکیں گے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾ (پ ۲۴ الزمر ۶۸)

پھر وہ (صور) دوبارہ پھونکا جائے گا. جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب سے اسرافیل کو پیدا کیا گیا ہے صور اس کے منہ میں ہے اور وہ ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے رکھے حکمِ خداوندی کے انتظار میں ہے، ہوشیار ہو جاؤ اور صور پھونکے جانے کے وقت سے ڈرو، اس وقت میں لوگوں کی ذلت اور رسوائی اور عاجزی کا تصور کرو جبکہ دوسری مرتبہ پھونک کر انہیں کھڑا کیا جائے گا اور وہ اپنے متعلق اچھا یا برا فیصلہ سننے کے منتظر ہوں گے اور اے انسان؟ تو بھی ان کی ذلت اور پریشانی میں برابر کا شریک ہوگا بلکہ اگر تو دنیا میں آسودہ حال اور دولت مند ہے تو جان لے کہ اس دن دنیا کے بادشاہ تمام مخلوق سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہوں گے اور وہ چیونٹیوں کی طرح پامال ہوں گے، اس وقت جنگلوں اور پہاڑوں سے درندے سر جھکائے قیامت کی ہیبت سے سہمے ہوئے اپنی ساری درندگی اور وحشت کو بھول کر لوگوں میں گھل مل جائیں گے یہ، درندے اپنے گناہ کے سبب نہیں بلکہ صور کی خوفناک آواز کی شدت کی وجہ سے زندہ ہو جائیں گے اور انہیں لوگوں سے خوف اور وحشت تک محسوس نہیں ہوگی چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾

اور جب وحشی جانور اٹھائے جائیں گے۔ (پ ۳۰ التکویر ۵)

پھر شیطان اور سخت نافرمان اپنی نافرمانی اور سرکشی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے انتہائی ذلت سے اس فرمانِ الٰہی کی تائید میں حاضر ہوں گے۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ (پ ۱۶ مریم ۶۸)

پس قسم ہے تیرے رب کی ہم انہیں شیطانوں کے ساتھ اکٹھا کریں گے پھر انہیں جہنم کے ارد گرد زانوؤں کے بل گراتے ہوئے حاضر کریں۔

ذرا سوچو! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ اور جب لوگ قبر سے اٹھانے کے بعد ننگے پیر اور ننگے بدن میدان قیامت میں جو ایک صاف شفاف زمین ہوگی جس میں کوئی کجی اور ٹیلہ نہیں ہوگا کہ انسان اس کے پیچھے اوجھل ہو جائے اور نہ ہی کوئی گھاٹی ہوگی جس میں انسان چھپ جائے بلکہ وہ ہموار زمین ہوگی جس پر لوگ گروہ در گروہ لائے جائیں گے، بیشک ربِ ذوالجلال عظیم قدرتوں کا مالک ہے جو روئے زمین کے گوشے گوشے سے تمام مخلوق کو ایک ہی میدان میں صور پھونکنے کے وقت جمع فرمائے گا، دل اس لائق ہیں کہ اس دن بیقرار ہوں اور آنکھیں خوفزدہ ہوں۔

www.waseemziyai.com

احوالِ قیامت کے بارے میں ارشاداتِ نبویہ:

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن لوگ ایک چٹیل میدان میں کھڑے کیے جائیں گے جو ہر قسم کے درختوں، اونچے نیچے ٹیلوں اور عمارتوں سے پاک ہوگا اور یہ زمین دنیا کی زمین جیسی نہیں ہوگی بلکہ یہ صرف نام کی زمین ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ۔ اس دن زمین اور آسمان دوسرے روپ میں بدل دیئے جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس زمین میں کمی بیشی کی جائے گی، اس کے درخت، پہاڑ، وادیاں، دریا سب ختم کر دیئے جائیں گے اور اسے عکاظی چمڑے کی طرح کھینچا جائے گا (جس طرح کچے چمڑے کو کھینچتے ہیں) وہ بالکل چٹیل میدان ہوگا جس پر نہ کسی کو قتل کیا گیا ہوگا اور آسمانوں کے سورج، چاند اور ستارے ختم کر دئے جائیں گے۔

اے ناتواں انسان! ذرا سوچ تو سہی کہ اس دن کی ہولناکی اور شدت کتنی عظیم ہوگی جب کہ لوگ اس میدان میں جمع ہوں گے، تمام ستارے بکھر جائیں گے اور سورج و چاند کی روشنی زائل ہونے کی وجہ سے زمین اندھیرے میں ڈوب جائے گی اور اسی حالت میں آسمان اپنی اس تمام تر عظمت کے باوجود پھر جائے گا، وہ آسمان جس کا حجم پانسو برس کا سفر اور جس کے اطراف و اکناف پر ملائکہ تسبیح میں مشغول ہیں، اس کے پھٹنے کی ہیبت ناک آواز تیری قوتِ سماعت پر زبردست خوف چھوڑ جائے گی اور آسمان زردی مائل پگھلی ہوئی چاندی کی طرح بہہ جائے گا اور سرخی مائل تیل جیسا ہو جائے گا۔ آسمان جھڑی ہوئی راکھ کی طرح پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوں گے اور برہنہ پا لوگ وہاں بکھرے ہوئے ہوں گے فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ لوگ ننگے پیر، ننگے بدن اٹھیں گے اور اپنے پسینے میں کان کی لوؤں تک غرق ہوں گے۔

اُمّ المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! کیسا عبرت ناک منظر ہوگا کہ ہم ایک دوسرے کو ننگا دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا اس دن لوگ ننگے ہوں گے مگر کوئی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوگا کیونکہ لوگ مختلف صورتوں میں چل رہے ہوں گے، بعض لوگ پیٹ کے بل، بعض منہ کے بل چلیں گے انہیں کسی کی طرف توجہ کرنے کا ہوش ہی نہیں ہوگا۔

قیامت کے دن کی تین حالتیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین حالتوں میں ہوں گے، سوار، پیدل اور منہ کے بل چلنے والے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ نے فرمایا جو پیروں پر چلا سکتا ہے وہ منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

www.waseemziyai.com

آدمی کی طبیعت میں انکار کا مادہ بہت ہے جس چیز کو دیکھ نہیں پاتا ہے اس کا انکار کر دیتا ہے چنانچہ اگر انسان سانپ کو پیٹ کے بل انتہائی برق رفتاری سے دوڑتا ہوا نہ دیکھتا یہ بات کبھی تسلیم نہ کرتا کہ پیٹ کے بل دوڑا اور چلا جا سکتا ہے جنہوں نے پیروں پر کسی کو چلتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا ان کیلئے یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہوگی کہ انسان صرف پیروں پر چلتا ہے لہٰذا تم دنیاوی قیاس سے کام لیتے ہوئے اخروی عجائبات کا انکار نہ کرو، بس اس پر قیاس کرلو کہ اگر تم نے دنیا کے عجائبات نہ دیکھے ہوتے اور تمہیں ان کے متعلق بتایا جاتا تو تم تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے۔

ذرا اپنے دل میں یہ سوچو کہ جب تم ننگے، ذلیل و رسوا، حیران و پریشان اپنے متعلق اچھے یا برے فیصلے کے منتظر ہو گے تب تمہاری کیا حالت ہوگی۔

عرصہ محشر کی کیفیت: مخلوق کے اژدہام اور بھیڑ بھاڑ کے متعلق ذرا خیال کرو کہ عرصہ محشر میں زمین و آسمان کی تمام مخلوق فرشتے، جن، انسان، شیطان، جانور، درندے، پرندے سب جمع ہوں گے، پھر سورج نکلے گا۔ اس کی گرمی پہلے سے دگنی ہوگی اور اس کی حدت میں موجودہ کمی دور ہو جائے گی۔ سورج لوگوں کے سروں پر ایک کمان کے فاصلہ کے برابر آجائے گا، اس وقت عرش الٰہی کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہیں ہوگا اور اس کے سایہ میں ابرار ہوں گے، سورج کی شدید تمازت کی وجہ سے ہر جاندار شدید دکھ اور بے پناہ مصیبت میں ہوگا، لوگ ایک دوسرے کو ہٹائیں گے تاکہ اژدہام کم ہو، اس وقت لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کے خیال سے انتہائی شرمندہ اور ذلیل و رسوا ہوں گے۔ اس وقت سورج کی گرمی، سانسوں کی گرمی، دلوں میں پشیمانی کی آگ اور زبردست خوف و ہراس طاری ہوگا اور ہر ایک بال سے پسینہ بہنا شروع ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ قیامت کے میدان میں پانی کی طرح بھر جائے گا اور ان کے جسم بقدر گناہ پسینے میں ڈوبے ہوں گے بعض گھٹنوں تک، بعض کمر تک، بعض کانوں کی لو تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت میں لوگوں کا پسینہ ستر ہاتھ اونچا ہو جائے گا اور ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ لوگ چالیس برس کے برابر آسمان کی جانب ٹکٹکی باندھے رہیں گے اور شدید تکلیف کی وجہ سے پسینہ ان کے منہ تک پہنچا ہوا ہوگا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے انتہائی قریب ہوگا، لوگوں کو شدید پسینہ آئے گا۔ چنانچہ بعض لوگ ٹخنوں تک، بعض آدھی پنڈلی تک، بعض گھٹنوں تک، بعض رانوں تک، بعض کمر تک، بعض منہ تک، (اور آپ نے ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ انہیں پسینہ کی لگام

www.waseemziyai.com

لگی ہوگی) اور بعض پسینہ میں ڈوب جائیں گے اور آپ نے سر کی طرف اشارہ فرمایا۔

اے ناتواں انسان! ذرا قیامت کے روز کے پسینہ اور دکھ درد کو یاد کر اور سوچ ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو کہیں گے اے اللہ! ہمیں اس مصیبت سے نجات دے اگرچہ تو ہمیں جہنم میں بھیج دے، اور تو انہی میں سے ایک ہوگا اور تجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں تک پسینہ میں غرق ہوگا۔

ہر وہ انسان جس کا حج، جہاد، روزہ، نماز، کسی بھائی کی حاجت روائی، نیکی کے حکم اور برائیوں سے منع کرنے کے سلسلے میں پسینہ نہیں بہا ہے، قیامت کے دن شرمندگی اور خوف کی وجہ سے اس کا پسینہ بہے گا اور شدید رنج والم ہوگا (اس سے ایسا کام سرزد نہیں ہوا ہے)

اگر انسان جہالت اور فریب سے کنارہ کش ہو کر سوچے تو اسے معلوم ہوگا کہ عبادات میں سختی برداشت کرنا، قیامت کے طویل، سخت اور شدید دن کے انتظار اور پسینہ (کے عذاب) سے، بہت ہی آسان ہے۔

باب ۳۷:

مخلوق کے فیصلے

مفلس کون ہے؟: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ ہم نے کہا مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور مال و متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: نہیں میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا ثواب لئے ہوئے آئے گا مگر اس نے کسی کو گالی، کسی کی غیبت، کسی کو ناحق قتل، کسی پر ظلم اور کسی کا مال کھایا ہوگا، اس کی تمام نیکیاں ان لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں گی، جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اے انسان ذرا سوچ! اس دن تیری کیا حالت ہوگی، تیرے پاس کوئی ایسی نیکی بھی نہیں ہے جسے تو نے ریا اور شیطان کے وسوسوں سے پاک ہو کر کیا ہوگا، اگر تو نے طویل مدت میں ایک خالص نیکی کر لی ہے تو وہ بھی قیامت میں تیرے دشمن لیجائیں گے شاید تو نے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے دیکھا ہوگا کہ اگرچہ تو ساری رات عبادت میں اور تمام دن روزوں میں گزارتا ہے مگر تیری زبان مسلمانوں کی غیبت سے نہیں رکتی اور تیری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں، دیگر برائیاں جیسے حرام کی چیزیں کھانا، مال مشکوک ہضم کر جانا اور مکمل طور پر عبادتِ الٰہی نہ کر سکنے کی کوتاہی سے تو کیسے عہدہ برآ ہو سکتا ہے جبکہ اس دن ہر بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بکریوں کو آپس میں سینگ مارتے ہوئے دیکھ کر فرمایا، ابوذر! جانتے ہو یہ ایسا کیوں کر رہی ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کیوں ایک دوسرے کو سینگ مار رہی ہیں اور وہ قیامت کے دن ان کا فیصلہ فرمائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی آیت:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط

زمین کے تمام جانور اور تمام پرندے تمہاری طرح ایک امت ہے۔ (پ۷ الانعام ۳۸)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں قیامت کے دن تمام مخلوق جانور، درندے پرندے وغیرہ اٹھائے جائیں گے اور ہر کسی کو انصاف دیا جائے گا یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ اور پھر کہا جائے گا تم مٹی ہو جاؤ، اس وقت یہ سن کر ہر کافر یہ پکار اٹھے گا کہ کاش! میں بھی مٹی ہوتا۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔

اے ناتواں انسان! اس وقت جب کہ تیرا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہوگا تو سخت دکھ میں مبتلا ہو کر کہے گا میری نیکیاں کہاں ہیں؟ اور تجھ سے کہا جائے گا کہ وہ تیرے دشمنوں کے نامہء اعمال میں منتقل ہو گئیں ہیں، اس وقت تو اپنے نامہ اعمال کو برائیوں سے بھرا ہوا پائے گا جن سے بچنے کے لئے تو نے دنیا میں انتہائی کوشش کی تھی؛ اور رنج وغم اٹھایا تھا، تب تو کہے گا اے اللہ! میں نے تو یہ گناہ نہیں کئے تھے، تو تجھے کہا جائیگا کہ یہ ان لوگوں کی برائیاں تیرے حصہ میں آئی ہیں جن کی تو نے غیبت کی، گالیاں دیں اور ان سے لین دین، ہمسائیگی گفتگو، مباحثوں اور دیگر معاملات میں تو نے بدسلوکی کی تھی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شیطان جزیرۃ العرب میں بت پرستی سے ناامید ہو گیا ہے لیکن وہ عنقریب تمہارے برے افعال سے راضی ہو جائے گا اور یہی بداعمالیاں تباہ کرنے والی ہیں، جہاں تک ہو سکے زیادتیوں سے بچو! کیوں کہ قیامت کے دن ایک ایسا انسان بھی آئے گا جس کی نیکیاں پہاڑوں کی طرح ہوں گی اور وہ یہ سمجھے گا کہ میں عنقریب نجات پا جاؤں گا مگر برابر انسان آتے جائیں گے اور کہیں گے اے اللہ اس نے ہم پر ظلم کیا تھا، رب فرمائیگا اس کی نیکیاں مٹا دو یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی باقی نہیں بچے گی، یہ ایسا ہی ہے جیسے کچھ لوگ سفر میں ایک صحرا میں اترے، ان کے پاس لکڑیاں نہیں تھیں، وہ ارد گرد پھیل گئے اور انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں مگر آگ جلانے سے پہلے ہی وہاں سے چل دیے، یہی حال گناہوں کا ہے۔

www.waseemziyai.com

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ (پ ۲۳ الزمر ۳۱)

بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اوران کو بھی مرنا ہے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے یہاں جھگڑو گے۔

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کرتے ہیں وہ لوٹائی جائیں گی؟ آپ نے فرمایا ہاں! تاکہ ہر مظلوم کو اس کا حق دلایا جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا یہ بات بہت عظیم ہے۔

ایسا عظیم دن جس میں کسی قدم کو نہیں بخشا جائے گا اور نہ ہی کسی تھپڑ سے درگزر کیا جائے گا تا آنکہ ہر مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلایا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ، غبار آلود، خالی ہاتھ اٹھائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا (اور یہ آواز قریب و دور یکساں سنی جائے گی) کہ میں بادشاہ ہوں ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دینے والا ہوں، کوئی جنتی جنت میں اور کوئی دوزخی دوزخ میں بغیر بدلہ دیے نہ جائے گا یہاں تک کہ معمولی سی چیزوں کا بھی بدلہ دلایا جائے گا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا حضور بدلہ کیسے دیا جائے گا لوگ تو برہنہ اور خالی ہاتھ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا نیکیوں اور گناہوں کے ساتھ بدلے دیے اور لیے جائیں گے لہٰذا اللہ سے ڈرو، لوگوں کے مال چھین کر، ان کی عزتیں پامال کر کے، ان کے دل دکھا کے اور ان سے برا سلوک کر کے ان پر ظلم نہ کرو کیونکہ جو گناہ بندے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہیں وہ بہت جلد معاف کر دیے جائیں گے۔

جو شخص گناہ اور لوگوں سے زیادتیاں کر کے تائب ہو چکا ہو اسے چاہیے کہ وہ نیکیوں میں دل لگائے اور ان کو یوم قیامت کیلئے ذخیرہ بنائے، مزید براں مکمل اخلاص سے ایسی نیکیاں کرے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو ممکن ہے اسی کے طفیل اللہ تعالیٰ اسے اپنا مقرب بنالے اور ان محبوب مومنوں کی جماعت میں اسے شامل فرمالے جسے وہ باوجود زیادتیوں کے اپنے لطف و کرم سے بخش دے گا۔

معافی کا انعام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اس طرح کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضور کس بات پر تبسم فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا میری امت کے دو آدمی اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، ان میں سے ایک کہے گا الٰہ العالمین! مجھے اس بھائی سے انصاف دلائیے، رب تعالیٰ دوسرے آدمی کو فرمائے گا کہ اسے اس کا حق دو۔ وہ عرض

کرے گا: یاالٰہی! میری نیکیوں میں کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انصاف چاہنے والوں سے فرمائے گا اب کیا کہتے ہو؟ وہ کہے گا اے اللہ! اس کے عوض میرے گناہوں کا بار اس پر کر دیجئے۔ حضور ﷺ کی چشمہائے اطہر اشکبار ہوگئیں، پھر فرمایا بے شک یہ بہت شدید دن ہوگا، لوگ اپنے گناہ دوسروں پر ڈالنے کے خواہشمند ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ پہلے شخص سے فرمائے گا کہ نظر اٹھا کر جنت کو دیکھو، وہ جنت کو دیکھ کر کہے گا، میں نے سونے چاندی کے اونچے اونچے محلات دیکھے ہیں جن میں موتی جڑے ہوئے ہیں، یہ کونسے نبی، صدیق یا شہید کے لئے ہیں؟ رب ذوالجلال فرمائے گا، جو اس کی قیمت ادا کرے گا اسے دوں گا وہ کہے گا اے اللہ! ان کی قیمت کس کے پاس ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے پاس ان کی قیمت ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو معاف کر دے چنانچہ وہ اسے معاف کر دے گا اور رب تعالیٰ فرمائے گا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کر دے، اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور ایک دوسرے سے نیکی کرو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں میں باہم صلح کرائے گا۔

اس ارشاد میں یہ تاکید پائی جاتی ہے کہ انسان اپنے اخلاق بہتر بنائے، لوگوں سے نیکی کرے۔ اب اے انسان ذرا غور کر! اگر تیرا نامہ اعمال اس دن مظالم سے پاک ہو یا اللہ تعالیٰ تجھے اپنے لطف و کرم سے بخش دے اور تجھے سعادتِ ابدی کا یقین ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی عدالت سے واپس لوٹتے ہوئے تجھے کتنی خوشی اور مسرت ہوگی، تیرے جسم پر رضائے الٰہی کا لباس ہوگا، تیرے لئے ابدی سعادت ہوگی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں حاصل ہوں گی، اس وقت تیرا دل خوشی و شادمانی سے اڑ رہا ہوگا، تیرا چہرہ سفید و نورانی ہوگا اور چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں! تو سر اٹھائے ہوئے فخر کے ساتھ لوگوں میں جائے گا، تیری پیٹھ گناہوں سے خالی ہوگی، جنت کی ہواؤں اور رضائے الٰہی کی ٹھنڈک سے تیری پیشانی چمک رہی ہوگی، ساری مخلوق کی نگاہیں تجھ پر جمی ہوں گی، وہ تیرے حسن و جمال پر رشک کریں گے، ملائکہ تیرے آگے پیچھے چل رہے ہوں گے، اور لوگوں سے کہیں گے یہ فلاں بن فلاں ہے، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوا اور اسے راضی کر دیا، اسے سعادت ابدی میسر آ گئی ہے اور اسے کبھی بھی شقاوت سے ہمکنار نہیں ہونا پڑے گا۔ کیا تو یہ مقام اس مقام سے بلند نہیں سمجھتا جسے تو ریا، تصنع، منافقت اور زیب و زینت سے لوگوں کے دلوں میں بناتا ہے۔ اگر تو اس بت کو اچھا سمجھتا ہے اور یقیناً وہی مقام آخرت اچھا ہے تو اخلاص اور اللہ تعالیٰ کے حضور نیت صادق کے ساتھ حاضری دے پھر تو یہ بلند مرتبہ حاصل کرے گا۔

نامہء اعمال کا برائیوں سے بھرا ہونا اور اس کا انجام: نعوذ باللہ اگر ایسا نہ ہوا اور تیرے نامہ اعمال سے تمام برائیاں نکلیں جنہیں تو معمولی سمجھتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑی غلطیاں تھیں، اسی وجہ سے تجھ پر اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا اور وہ

فرمائے۔اے بدترین انسان! تجھ پر میری لعنت ہو۔میں تیری عبادت قبول نہیں کرتا۔تو یہ آواز سنتے ہی تیرا چہرا سیاہ ہو جائے گا۔پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے سب اللہ کے فرشتے تجھ پر ناراض ہو جائیں گے اور کہیں گے تجھ پر ہماری اور تمام مخلوق کی طرف سے لعنت ہو۔اس وقت عذاب کے فرشتے اپنی بھرپور بدمزاجی۔ بدخلقی اور وحشت ناک شکلوں کے ساتھ رب تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے انتہائی غصہ میں تیری طرف بڑھیں اور تیری پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر تجھے تمام لوگوں کے سامنے منہ کے بل گھسیٹیں،لوگ تیرے چہرے کی سیاہی دیکھیں، تیری رسوائی دیکھیں اور تو ہلاکت کو پکارے اور فرشتے تجھے کہیں تو آج ایک ہلاکت کو نہیں بہت سی ہلاکتوں کو بلا اور فرشتے پکار کر کہیں، یہ فلاں بن فلاں ہے، اللہ تعالیٰ نے آج کی رسوائیوں کا پردہ چاک کر دیا ہے،اس کے برے اعمال کی وجہ سے اس پر لعنت کی ہے اور دائمی بدبختی اس کو نصیب ہوئی ہے اور یہ انجام بسااوقات ایسے گناہوں کا ہوتا ہے جسے تو نے لوگوں سے چھپ کر کیا ہو،ان سے شرمندگی یا اظہار تقویٰ کے طور پر تو نے ایسا کیا ہو مگر اس سے بڑھ کر تیری بے وقوفی اور کیا ہوگی کہ تو نے چند آدمیوں کے ڈر سے صرف دنیاوی رسوائی سے بچتے ہوئے چھپ کر گناہ کیا مگر اس عظیم رسوائی سے جو ساری دنیا کے سامنے ہوگی اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، عذاب الیم،اور عذاب کے فرشتوں کا تجھے جہنم کی طرف گھسیٹنا اور دوسرے عذاب شامل ہونگے تو نے بچنے کی کوئی تدبیر نہ کی۔قیامت میں تیری یہی کیفیات ہوں گی مگر افسوس کہ تجھے پیش آنیوالے خطرات کا ذرہ بھر احساس نہیں ہے۔

باب ۳۸:

مذمت مال و منال

اموال واولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں:

فرمان الٰہی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹

اے ایمان والو! تمہیں تمہارا مال و اولاد اللہ سے غافل نہ کرے اور جس نے ایسا کیا وہ نقصان پانے والے ہیں۔(پ۲۸ المنفقون ۹)

مزید ارشاد ہے:

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۵

بلاشبہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش اور اللہ کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے۔(پ۲۸ التغابن ۱۵)

www.waseemziyai.com

لہٰذا جس کسی نے بھی مال اور اولاد کو اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ترجیح دی اس نے عظیم نقصان کیا۔

فرمان الٰہی ہے:

"جو شخص دنیاوی زندگی اور زیب و زینت کی تمنا کرتا ہے"۔ (آخر آیت تک)۔ (پ ۱۲ ہود ۱۵)

فرمان الٰہی ہے:

كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝ أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝ (پ ۳۰ العلق ۶،۷)

تحقیق انسان سرکشی کرتا ہے اس لئے کہ وہ خود کو غنی اور بے پروا سمجھتا ہے۔

مزید فرمایا: "تمہیں کثرت مال کی طلب نے ہلاک کر دیا"۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جیسے پانی سبزیاں اگاتا ہے اسی طرح مال اور عزت کی محبت انسان کے دل میں نفاق پیدا کرتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ دو خطرناک بھیڑیئے بکریوں کے احاطہ میں گھس کر اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا کسی مسلمان کے دین میں مال، عزت اور وجاہت کی تمنا نقصان کرتی ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ زیادہ دولت مند ہلاک ہو گئے مگر جنہوں نے بندگان خدا پر بے اندازہ مال خرچ کیا (وہ ہلاکت سے محفوظ رہے) اور ایسے لوگ کم ہیں، آپ سے پوچھا گیا آپ کی امت میں سب سے برے لوگ کون ہیں؟ فرمایا دولت مند!

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ عنقریب تمہارے بعد ایک قوم آنے والی ہے جو دنیا کی خوش رنگ نعمتیں کھائیں گے، خوش قدم گھوڑوں پر سوار ہوں گے، بہترین حسین و خوبرو عورتوں سے نکاح کریں گے، بہترین رنگوں والے کپڑے پہنیں گے، ان کے معمولی پیٹ کبھی نہیں بھریں گے، ان کے دل کثیر دولت پر بھی قناعت نہیں کریں گے، صبح و شام دنیا کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کریں گے، اسے اپنا رب سمجھیں گے، اسی کے کاموں میں مگن اور اسی کی پیروی میں گامزن رہیں گے۔ جو شخص ان لوگوں کے زمانہ کو پائے، اسے محمد بن عبد اللہ ﷺ کی وصیت ہے کہ وہ انہیں سلام نہ کرے، بیماری میں ان کی عیادت نہ کرے، ان کے جنازوں میں شامل نہ ہو اور ان کے سرداروں کی عزت نہ کرے اور جس شخص نے ایسا کیا اس نے اسلام کو مٹانے میں ان سے تعاون کیا۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ دنیا، دنیاداروں کے لئے چھوڑ دو۔ جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ دنیا لے لی، اس نے بے خبری میں اپنے لئے ہلاکت لے لی۔

راہ خدا میں خرچ ہونے والا مال باقی رہتا ہے:

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ انسان میرا مال میرا مال کرتا ہے مگر تمہارے مال سے وہ ہے جو تم

www.waseemziyai.com

نے کھالیا اور وہ ختم ہو گیا اور جو پہن لیا وہ پرانا ہو گیا، جو راہ خدا میں خرچ کیا وہی باقی رہا۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں موت کو اچھا نہیں سمجھتا؟ آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ مال و دولت ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا مال کو راہ خدا میں خرچ کر دو کیونکہ مومن کا دل اپنے مال کے ساتھ رہتا ہے اگر وہ مال کو روکے رکھتا ہے تو اس کا دل مرنے پر تیار نہیں ہوتا اور اگر وہ مال کو آگے بھیج دیتا ہے (راہ مولیٰ میں خرچ کر دیتا ہے) تو اسے بھی وہاں جانے کی آرزو ہوتی ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ انسان کے تین دوست ہیں، ایک اس کی موت تک ساتھ رہتا ہے، دوسرا قبر تک اور تیسرا قیامت تک ساتھ رہے گا، موت تک کا ساتھی اس کا مال ہے، قبر تک ساتھ دینے والا اس کا خاندان ہے اور قیامت تک ساتھ دینے والے اس کے اعمال ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہیں اور ہم نہیں چل سکتے؟ آپ نے فرمایا تم مال و دولت کو کیسا سمجھتے ہو؟ وہ بولے اچھا سمجھتے ہیں، آپ نے فرمایا مگر میرے نزدیک مٹی کا ڈھیلا اور روپیہ برابر ہے۔

گناہ گار دولت مند پل صراط سے نہیں گزر سکے گا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اے بھائی خود کو اتنی دنیا جمع کرنے سے بچاؤ جس کا تم شکر ادا کر سکو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار دولت مند اپنا مال لئے قیامت میں آئے گا، وہ پل صراط سے گزرنے لگے گا تو اس کا مال کہے گا گزر جا کیونکہ تو نے میرا حق ادا کیا تھا اور جب گناہ گار دولت مند آئے گا اور پل صراط سے گزرنے لگے گا تو اس کا مال کہے گا تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے میرے بارے میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حقوق پورے نہیں کئے تھے پس اسے ہلاکت میں ڈال دیا جائے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جب انسان مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس نے کیا بھیجا تھا (راہ خدا میں کیا کچھ خرچ کیا تھا) اور انسان کہتے ہیں اس نے کیا کچھ چھوڑا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جائیداد نہ بناؤ، تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے۔

مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو سخت سست کہا آپ کو ناگوار گزرا اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے بد دعا کی، اے اللہ! جس نے مجھے برا کہا ہے، اس کے جسم کو تندرست رکھ، اس کو طویل زندگی اور کثیر مال و منال عطا کر دے گویا انہوں نے تندرستی اور طویل زندگی کے ساتھ مال و دولت کی فراوانی کو بھی برا اور راہ راست سے ہٹانے والا سمجھا۔

www.waseemziyai.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک درہم ہاتھ پر رکھ کر فرمایا تو جب تک مجھ سے جدا نہیں ہوگا، مجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کچھ رقم بھیجی، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں رقم بھیجی ہے۔ آپ بولیں اللہ تعالیٰ عمر پر رحمت فرمائے، پھر ایک پردہ لیکر اس کے چند ٹکڑے کئے اور اس کی تھیلیاں بنا کر ان میں رقم ڈال کر تمام کی تمام رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دی اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے الٰہ العالمین! قبل اس کے کہ میرے پاس آئندہ سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایسی ہی رقم آئے، مجھے دنیا سے اٹھا لے چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلی زوجہ محترمہ تھیں جنہوں نے سب سے پہلے انتقال فرمایا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس نے دولت کو عزت دی اللہ نے اسے ذلیل کیا، کہتے ہیں جب روپیہ پیسہ بنتا ہے تو سب سے پہلے شیطان انہیں اٹھا کر ماتھے سے لگا کر چومتا ہے اور کہتا ہے جس شخص نے تم سے محبت کی وہ یقیناً میرا بندہ ہے۔ حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے روپیہ پیسہ منافقوں کی ایسی مہاریں ہیں جو انہیں جہنم میں لے جاتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ روپیہ پیسہ بچھو ہیں، اگر تمہیں اس کے کاٹے کا منتر نہ آتا ہو تو اسے ہاتھ نہ لگاؤ، اگر اس نے تجھے ڈنگ مار دیا تو اس کا زہر تجھے ہلاک کر دے گا، پوچھا گیا اس کا منتر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حلال سے کمانا اور صحیح کام میں خرچ کر دینا۔

حضرت علاء بن زیاد کہتے ہیں کہ میرے سامنے دنیا تمام زینتوں سے مزین ہو کر آئی تو میں نے کہا میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ دنیا نے کہا اگر تم میرے شر سے بچنا چاہتے ہو تو روپے پیسے سے دشمنی رکھو کیونکہ دولت اور روپے پیسے کو حاصل کرنا، دنیا کو حاصل کرنا ہے جو ان سے الگ تھلگ رہے وہ دنیا سے بچ جاتا ہے۔

اسی لئے کہا گیا ہے:

اِنِّیْ وَجَدْتُ فَلَا تَظُنُّوْا غَیْرَهٗ ... اِنَّ التَّوَرُّعَ عِنْدَ هٰذَا الدِّرْهَمِ

فَاِذَا قَدَرْتَ عَلَیْهِ ثُمَّ تَرَكْتَهٗ ... فَاعْلَمْ بِاَنَّ تُقَاكَ تَقْوَى الْمُسْلِمِ

1- میں نے یہ راز پالیا ہے اور تم بھی سمجھ لو کہ دولت کو چھوڑ کر ہی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔

2- جب تو دنیا پا کر اسے چھوڑ دے تو واقعی تو نے ایک مسلمان کا سا تقویٰ حاصل کیا ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

www.waseemziyai.com

لَا یَغُرَّنَّکَ مِنَ الْمَرْءِ قَمِیْصُ رَفعه — اَوْ اِزَارٌ فَوْقَ عَظْمِ السَّاقِ رَفْعُهٗ!
اَوْ جَبِیْنٌ لَاحَ فِیْهِ اَثَر قَدْ خلته — اَر الدِّرْهَمَ تَعْرِفُ حُبَّهٗ اَوْ وَرْعَهٗ

1- تجھے کسی کی پیوند لگی قمیض یا موٹی پنڈلی تک اٹھی ہوئی چادر (تہبند)۔
2- یا اس کی پیشانی پر نشان عبادت دھوکہ میں نہ ڈالے تم تو یہ دیکھو کہیں وہ مال و دولت سے محبت تو نہیں کرتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا وقت مرگ: مروی ہے کہ جناب عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت مسلمہ بن عبد المالک نے آ کر کہا امیر المومنین! آپ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے حکمرانوں نے نہیں کیا۔ آپ اپنی اولاد کو تنگدست چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تیرہ بچے تھے، آپ نے یہ سن کر فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ جب آپ بیٹھ گئے تو فرمایا تم نے یہ کہا ہے کہ میں نے ان کے لئے مال و دولت نہیں چھوڑی ہے۔ میں نے کبھی ان کا حق نہیں روکا اور نہ کبھی انہیں دوسروں کا حق دیا ہے، اگر یہ اطاعت گزار رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی ضرورتیں پوری کرے گا، وہی نیکوں کا سرپرست ہے اور اگر یہ بدکار نکلے تو مجھے انکی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

روایت ہے کہ جناب محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ کو کہیں سے بہت سی دولت مل گئی، ان سے کہا گیا کہ اپنی اولاد کے لئے کچھ جمع کر دیجئے، آپ نے فرمایا کہ میں اسے اپنے لئے اللہ کے ہاں جمع کروں گا اور اپنے رب کو اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جاؤنگا۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے ابو عبد ربہ سے کہا اے برادر اپنی اولاد کے لئے برائی نہیں بلکہ بھلائی چھوڑ کر جائیے تو انہوں نے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم نکالے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دو مصیبتیں ایسی ہیں کہ ان جیسی مصیبتیں اگلے پچھلے لوگوں نے نہیں سنی ہیں، وہ ہے موت کے وقت بندے کا مال پر افسوس، پوچھا گیا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا اس سے تمام دولت چھن جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ اسے تمام دولت کا حساب اللہ کو دینا پڑتا ہے۔

❁❁❁❁

باب ۳۹:

اعمال، میزان اور نارِ جہنم

میزانِ عمل اور نامہ اعمال کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیے جانے کے بارے میں غور کرتے رہنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ حساب کے بعد لوگوں کی تین جماعتیں ہوں گی، ایک جماعت وہ ہوگی

www.waseemziyai.com

جس کی کوئی نیکی نہیں ہوگی. تب آگے سے ایک سیاہ گردن نمودار ہوگی جو انہیں اس طرح اچک لے گی جیسے پرندہ دانے کو اچک لیتا ہے اور انہیں لپیٹ کر آگ میں ڈال دے گی اور آگ انہیں نگل لے گی. پھر پکار کر کہا جائے گا. ان کی بدبختی دوامی ہے اور ان کے لئے کسی بھلائی کی توقع نہیں ہے۔ دوسری جماعت وہ ہوگی جس کی کوئی برائی نہیں ہوگی. اس دن نداء آئے گی کہ ہر حال میں اللہ کی حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں، وہ کھڑے ہو جائیں گے اور نہایت اطمینان سے جنت میں داخل ہوں گے پھر راتوں کو عبادت کرنے والوں، تجارت اور خرید و فروخت کے باعث ذکر خدا سے نہ رکنے والوں کو اسی طرح جنت میں بھیجا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان کے لئے دوامی سعادت ہے جس کے بعد کوئی دکھ تکلیف نہیں ہے۔ تیسری جماعت وہ ہوگی جن کے نامہ ہائے اعمال میں نیکیاں اور گناہ دونوں درجے ہوں گے لیکن انہیں خبر نہیں ہوگی، جب تک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنے عذاب کا اظہار فرمائے، ان لوگوں کے نامہ اعمال میں گناہ اور نیکیاں لپٹی ہوئی ہوں گی ان کے اعمال میزان کئے جائیں گے اور ان کی آنکھیں نامہ اعمال کی طرف ہوں گی کہ کون سے ہاتھ میں آتا ہے اور میزان کا پلہ کدھر جھکتا ہے اور یہ ایسی خوفناک حالت ہوگی جس سے لوگوں کے ہوش اڑ جائیں گے۔

آخرت کی یاد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اشکباری:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھا اور آپ کو اونگھ آ گئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آخرت کو یاد کر کے رو پڑیں اور ان کے آنسو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر گرے تو حضور کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے فرمایا عائشہ! کیوں روتی ہو؟ عرض کی حضور! آخرت کو یاد کر کے روتی ہوں، کیا لوگ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد کریں گے؟ آپ نے فرمایا بخدا! تین جگہوں میں لوگوں کو اپنے سوا کچھ یاد نہیں ہوگا۔

1- جب میزان عدل رکھا جائے گا اور اعمال تولے جائیں گے، لوگ سب کچھ بھول کر یہ دیکھیں گے کہ ان کی نیکیاں کم ہوتی ہیں یا زیادہ؟
2- نامہ اعمال دیے جانے کے وقت یہ سوچیں گے کہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں ہاتھ میں۔
3- پل صراط سے گزرتے ہوئے سب کچھ بھول جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کو میزان کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور ایک فرشتہ مقرر کر دیا جائے گا، اگر اس کی نیکیاں بھاری ہو گئیں تو فرشتہ بلند آواز سے کہے گا کہ فلاں نے سعادت ابدی حاصل کر لی ہے اور اسے کبھی بدبختی سے واسطہ نہیں پڑے گا اور اگر اس کی برائیاں زیادہ ہو گئیں تو فرشتہ بلند آواز سے پکارے گا جس کی آواز تمام مخلوق سنے گی کہ فلاں نے دائمی بدبختی پالی ہے اس

www.waseemziyai.com

کے لئے کبھی کوئی سعادت نہیں ہوگی. تب عذاب کے فرشتے لوہے کے گرز لئے آگ کے کپڑے پہنے ہوئے آئیں گے اور جہنمیوں کو جہنم میں لے جائیں گے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو بلا کر فرمائے گا کہ اٹھیے اور جہنمیوں کو جہنم میں بھیج دیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام پوچھیں گے کہ کتنوں کو جہنم میں بھیجوں؟ رب فرمائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے کو بھیج دیجئے۔

صحابہ کرام نے ذکر قیامت پر خوف سے ہنسنا بند کر دیا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ بات سنی تو وہ ناامید ہو گئے اور ہنسنا مسکرانا چھوڑ دیا۔

حضور ﷺ نے جب یہ مشاہدہ فرمایا تو ارشاد کیا کہ عمل کرو اور خاطر جمع رکھو، رب ذوالجلال کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کافر انسانوں اور شیطان کے چیلوں کے علاوہ دو ایسی مخلوقات بھی ہیں جو اپنی تعداد میں تم سے بہت زیادہ ہیں۔ صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یاجوج اور ماجوج، صحابہ کرام یہ سنتے ہی خوش ہو گئے۔ آپ نے مزید فرمایا عمل کرو اور اطمینان رکھو بخدا تم قیامت کے دن لوگوں میں ایسے ہو گے جیسے اونٹ کے پہلو میں تل یا جیسے جانور کی ٹانگ پر نقطہ ہوتا ہے۔

اے فانی دنیا کے دھندوں میں مگن اور فریب خوردہ غافل انسان! اس دار فانی میں غور و فکر نہ کر بلکہ اس منزل کی فکر کر جس کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ وہ تمام انسانوں کا پڑاؤ ہے۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

''اور تم میں سے ہر ایک اس پر گزرنے والا ہے، تیرے رب کا حتمی وعدہ یہ ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑیں گے''۔ وہاں پر تیرا اترنا یقینی اور تیری نجات مشکوک ہے لہٰذا دل کو اس جگہ سے خوفزدہ کر، شاید کہ تو اس طرح نجات کا راستہ پالے اور مخلوقات کے حالات کے متعلق سوچ جب وہ قیامت کی سختیوں کے متعلق اندازے لگا رہے ہوں گے اور وہ اس دکھ اور دہشت میں مبتلا ہوں گے اور نظریں اٹھا کر اپنے نامہ اعمال کی حقیقت کے اظہار کا انتظار کر رہے ہوں گے اور کسی شفاعت کرنے والے کے منتظر ہوں گے کہ اچانک ایک ہولناک اندھیرا مجرموں کو گھیر لے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ ان پر سایہ فگن ہوگی اور اس کی شدت غضب سے وہ مکروہ آوازیں، چیخ اور پکاریں سنیں گے، اس دم وہ اپنی ہلاکت کا یقین کر لیں گے، لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اس وقت نیک لوگ بھی اپنے برے انجام سے خوفزدہ ہوں گے، اس وقت عذاب کا فرشتہ پکارے گا کہ فلاں بن فلاں کہاں ہے جو خود کو دنیا میں طول امل سے تسلیاں دیا کرتا تھا اور اپنی زندگی کو برے اعمال میں تج دیا پس عذاب کے فرشتے لوہے کے گرز لے کر بڑھیں گے اور اس کا بہت ہی بھیانک استقبال کریں گے یعنی اسے سخت عذاب کے لئے لے جائیں گے، اسے جہنم کے غار میں ڈال کر کہیں گے اب عذاب کا مزا چکھو، تم تو بڑے بزرگ

www.waseemziyai.com

اور مہربان تھے اور

جہنم کے چند عذاب: وہ اسے ایسی جگہ ٹھہرائیں گے جس میں کنارے تنگ، تاریک راستے اور پوشیدہ ہلاکتیں ہوں گی، مجرم اس میں دائماً رہے گا اس میں آگ بھڑکائی جائے گی، ان کا مشروب گرم پانی اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، عذاب کے فرشتے انہیں منتشر کریں گے اور جہنم انہیں جمع کرے گا، وہ ہلاکت کی تمنی ہوں گی مگر انہیں موت نہیں آئے گی، ان کے پاؤں پیشانیوں سے بندھے ہوئے ہوں گے اور ان کے چہرے گناہوں کی سیاہی سے کالے ہوں گے، وہ ہر چہار سو پکارتے پھریں گے۔

اے مالک! ہمارے لئے سزا کا وعدہ پورا ہو چکا۔ اے مالک! لوہا ہمیں فنا کر دے گا ہماری کھالیں اتر گئیں۔ اے مالک! ہمیں اس سے نکال ہم دوبارہ برے اعمال نہیں کریں گے، عذاب کے فرشتے جواب میں کہیں گے، اس وقت تمہیں تمہارا، آسف کوئی امن فراہم نہیں کرے گا اور تم اس ذلت کی جگہ سے کبھی نہیں نکل سکو گے، اسی میں رہو اور کوئی دوسری بات نہ کرو۔ اگر تم اس سے نکال بھی دیے گئے تو تم وہی کچھ کرو گے جو پہلے کیا کرتے تھے، تب وہ ناامید ہو جائیں گے اور اپنے گناہوں پر انتہائی پریشانی کا اظہار کریں گے مگر انہیں ندامت نہیں بچائے گی اور نہ ہی ان کا عذاب، افسوس دور کر سکے گا بلکہ وہ باندھ کر منہ کے بل نیچے ڈال دیے جائیں گے اور ان کے اوپر، نیچے، دائیں، بائیں آگ ہی آگ ہوگی اور وہ سراپا غرق آتش ہوں گے، ان کا کھانا پینا، بستر، لباس سب کچھ آگ کا ہوگا اور وہ آگ کے شعلوں میں لپٹے ہوں گے، جہنم کا قطران کا لباس اور لوہے کے ڈنڈے ان کی سزا کے لئے ہوں گے اور زنجیروں کی گراں باری تنگی کی وجہ سے آواز پیدا کر رہی ہوگی، وہ جہنم کی گہرائیوں میں شکست خوردگی کے ساتھ سرگرداں ہوں گے اور اس کی آگ میں سخت پریشان ہوں گے، آگ انہیں ایسا ابال دے گی جیسے ہانڈیوں میں ابال آتا ہے اور وہ گریہ وزاری کریں گے، موت کو بلائیں گے جونہی وہ ہلاکت کی تمنا کریں گے، ان کے سروں پر جہنم کا کھولتا پانی انڈیلا جائے گا جس سے ان کی آنتیں اور چمڑا گل جائے گا اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے، جن سے ان کی پیشانیوں کو توڑا جائے گا، ان کے منہ سے پیپ بہنے لگے گی اور پیاس سے ان کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، ان کی آنکھوں کی پتلیاں ان کے رخساروں پر پڑیں گی جس سے ان کے رخساروں کا گوشت ادھڑ جائے گا اور جب ان کا چمڑہ گل جائے گا تو دوسرا چمڑہ پیدا ہو جائے گا، ان کی ہڈیاں گوشت سے خالی ہوں گی، ان کی روح کا رشتہ لوگوں سے قائم ہوگا، جو جسم سے لپٹی ہوئی ہوں گی وہ آگ کی گرمی سے پھولی ہوں گی اور وہ اس وقت موت کی تمنا کریں گے مگر انہیں موت نہیں آئے گی۔

اگر تم انہیں اس حالت میں دیکھو تو نظر آئے گا کہ ان کی شکلیں بہت زیادہ سیاہ ہیں، آنکھیں اندھی،

زبانیں گونگی، کمریں شکستہ، ہڈیاں ریزہ ریزہ، کان بہرے، چمڑہ چیتھڑوں کی طرح پارہ پارہ، ہاتھ گردنوں کے پیچھے بندھے ہوئے یعنی شکن کی ہوئی پیشانی اور پاؤں یکجا، منہ کے بل آگ پر چلتے ہوئے، اپنی پلکوں سے گرم لوہا روندتے ہوئے، ان کے تمام اعضائے بدن میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی جہنم کے سانپ اور بچھوان کے جسم پر چمٹے ہوئے ہوں گے تو یہ مناظر دیکھ کر تمہاری کیا حالت ہوگی؟

اب ذرا ان کے ہولناک عذاب کی تفصیل پر غور کرو اور جہنم کی وادیوں اور گھاٹیوں کے سلسلہ میں تامل کرو۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں ستر ہزار سانپ اور ستر ہزار بچھو ہیں، کافروں اور منافقوں کو ان تمام جگہوں ہی میں جانا ہوگا۔

ریاکار کو عذاب: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا وادی حزن یا حزن کی گھاٹی سے پناہ مانگو، پوچھا گیا حضور وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس سے ہر روز جہنم بھی ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے، یہ وادی اللہ تعالیٰ نے ریاکار قاریوں کیلئے تیار کی ہے۔

یہ جہنم کی وسعت، اس کی وادیوں کی گھاٹیاں، زندگی کے نشیب و فراز اور خواہشات نفسانی کی تعداد کے برابر ہیں اور جہنم کے دروازے انسانی جسم کے ان اعضاء کی تعداد کے برابر ہیں جن سے انسان جرائم کا ارتکاب کرتا ہے، وہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں، اوپر والا جہنم، پھر سقر، پھر لظی، پھر حطمہ، پھر سعیر، پھر جحیم اور سب سے نیچے ہاویہ ہے، ذرا ہاویہ کی گہرائی کا تصور کرو، جس قدر انسان کی شہوات نفسانی گہری ہوں گی، اسی قدر اسے ہاویہ کی گہرائی میں ٹھکانا ملے گا اور جیسے انسان کی ہر امید ایک دوسری امید پر ختم ہوتی اسی طرح ہاویہ کی ہر گہرائی دوسری گہرائی پر جا کر رکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک ہم نے ایک دھماکہ سنا حضور ﷺ نے فرمایا، جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے، آپ نے فرمایا ستر سال پیشتر جہنم کے کنارے سے پتھر لڑھکایا گیا تھا جو اب اس کی گہرائی میں جا پہنچا ہے یہ اس کی آواز تھی۔

درجات جہنم: اب جہنم کے درجات پر غور کیجئے، بے شک آخرت اپنے طبقات اور خصائص کے اعتبار سے بہت عظیم ہے، جیسے دنیا میں لوگوں کے مختلف درجات ہیں اسی طرح جہنم میں مختلف درجات ہوں گے جو گناہوں کا عادی اور سخت نافرمان ہوگا وہ آگ میں غرق ہوگا اور معمولی طور پر گناہ کرنے والا ایک محدود حد تک جلے گا اسی طرح آگ بھی گناہ گار کے گناہوں کے مطابق عذاب دے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک ذرہ کے برابر ظلم نہیں کرتا ہے۔

لہٰذا ہر انسان کو ایک جیسا عذاب نہیں ہوگا بلکہ گناہوں کی مقدار کے مطابق سزا ملے گی مگر جہنم کا

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

سب سے معمولی عذاب بھی اگر دنیا پر پیش کر دیا جائے تو اس کی حدت سے ساری دنیا جل کر بھسم ہو جائے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جہنم کا معمولی عذاب یہ ہوگا کہ دوزخی کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جس کی گرمی سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔

اس معمولی عذاب سے اس بڑے عذاب کا اندازہ لگاؤ، اگر تمہیں آگ کے جلانے میں شبہ ہو تو اپنی انگلی اس دنیا کی آگ میں ڈال کر دیکھو تو تمہیں پتہ چل جائے گا، اگرچہ اس دنیاوی آگ کو جہنم کی آگ سے کوئی نسبت نہیں ہے لیکن سوچو تو، جب یہ آگ دنیا کے سخت ترین عذابوں میں شمار ہوتی ہے تو اس آگ کا کیا عالم ہوگا، اگر جہنمی وہاں اس دنیاوی آگ کو پالیں تو خوشی سے دوڑتے ہوئے اس میں گھس جائیں، اسی میں اپنی نجات سمجھیں۔

آتشِ دوزخ اور دنیاوی آگ:

اسی لئے بعض احادیث میں ہے کہ جہنم کی آگ کو ستر مرتبہ رحمت کے پانی سے دھو کر دنیا میں لوگوں کے استعمال کیلئے بھیجا گیا ہے بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جہنم میں آگ بھڑکائی جائے، ہزار سال کے بعد جہنم سرخ ہو گیا پھر ہزار سال تک آگ بھڑکائی گئی جس سے وہ سفید ہو گیا، جب مزید ہزار سال آگ بھڑکائی گئی تو وہ بالکل سیاہ اور تاریک ترین ہو گیا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، جہنم نے رب عظیم سے شکایت کی کہ میرے بعض حصے بعض حصوں کی تپش سے فنا ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اسے صرف دو سانسوں کی اجازت دے دی، ایک گرمی میں اور ایک سردی میں، گرمیوں میں گرمی کی شدت اس کے گرم سانس سے اور سردی کی شدت اس کے سرد سانس سے ہوتی ہے۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، قیامت کے دن مالدار ترین کافر کو لایا جائے گا اور اسے آگ میں غوطہ دے کر پوچھا جائے گا کہ تو نے دنیا میں کوئی نعمت پائی تھی؟ وہ کہے گا بالکل نہیں، پھر ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں سب سے زیادہ دکھ اٹھائے ہوں گے، اسے جنت میں لے جا کر باہر نکالا جائے گا اور پوچھا جائے گا تو نے کبھی کوئی دکھ پایا ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر مسجد میں ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ لوگ موجود ہوں اور وہاں جہنمی شخص سانس لے تو وہ سب کے سب مر جائیں۔

بعض علماء نے اس فرمانِ الٰہی کی کہ "آگ ان کے منہ کو جھلس دے گی" تشریح میں لکھا ہے کہ آگ کی ایک ہی لپیٹ سے ان کی ہڈیوں کا گوشت نیچے گر جائے گا۔

اب اس پیپ کے متعلق غور کرو جو انتہائی بدبودار بن کر ان کے جسموں سے اس قدر بہے گی کہ وہ

اس میں غرق ہو جائیں گے۔ قرآن کریم میں اسی کو غساق کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دوزخیوں کی پیپ کا ایک ڈول دنیا میں پھینک دیا جائے تو اس کی بدبو سے تمام مخلوق کا دم گھٹ جائے۔

جب دوزخی پیاس کی شدت محسوس کریں گے تو انہیں یہی پینے کو دی جائے گی وہ پیپ کا پانی حلق میں ڈالیں گے، ایک گھونٹ لیں گے مگر اسے نگل نہیں سکیں گے اور موت ہر جانب سے ان پر حملہ کرے گی مگر وہ نہیں مریں گے، اگر وہ پانی کی تمنا کریں گے تو انہیں تابنے کی رنگت جیسا پانی دیا جائے گا جو چہروں کو جلا دیتا ہے، یہ بہت برا مشروب ہے اور جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔

دوزخیوں کی غذا:

ان کے طعام کے متعلق سو چو وہ زقوم (تھوہر) ہو گا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے "پھر تم اسے جھٹلانے والے گمراہ ہو، زقوم کا درخت کھانے والے ہو، اس سے پیٹ بھرنے والے ہو، پھر اس پر گرم پانی پینے والے ہو اور تشنہ لب اونٹوں کی طرح پینے والے ہو"۔ مزید فرمایا "وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی گہرائی سے نکلتا ہے، اس کا سر سانپ کے سروں کی مانند ہے، پھر ان کے لئے اس میں گرم پانی کی ملاوٹ ہے پھر ان کا دوزخ کی طرف جانا ہے وہ ان مراحل سے گزر کر جہنم میں جائیں گے"۔

ایک اور روایت میں ارشاد ربانی ہے "وہ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے، کھولتے ہوئے چشمہ سے نہائے جائیں گے" اور فرمایا "بے شک ہمارے پاس ان کیلئے بیڑیاں اور آگ ہے اور گلے میں اٹک جانیوالا کھانا اور دردناک عذاب ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں اور سمندروں میں ڈال دیا جائے تو لوگوں کے لئے زندگی دوبھر ہو جائے پھر ان لوگوں کا کیا حشر ہو گا جن کی غذا ہی زقوم ہو گی۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں محبوب رکھو اور جن چیزوں سے پرہیز کا حکم دیا ہے ان سے پرہیز کرو، اللہ کے عذاب اور جہنم سے ڈرو، اگر جنت کا ایک ذرہ تمہارے پاس دنیا میں ہوتا تو دنیا تمہارے لیے انتہائی جاذب نظر اور پرکشش ہو جاتی اور اگر جہنم کی آگ کی ایک چنگاری تمہارے ساتھ ہوتی تو دنیا تمہارے لئے انتہائی مہلک اور تباہ کن بن جاتی۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں پر بھوک مسلط کی جائے گی یہاں تک کہ وہ عذاب کو بھول کر کھانے کی التجا کریں گے ان کی التجا کے جواب میں انہیں ضریع پیش کی جائے گی جو ایلوے سے زیادہ کڑوی اور نہایت بدبودار ہو گی جو انہیں نہ تو فربہ کرے گی اور نہ ان کی بھوک

www.waseemziyai.com

مٹائے گی۔ پھر کھانے کی درخواست کریں گے تو انہیں ایسا کھانا دیا جائے گا جو ان کے گلے میں اٹک جائے گا تب انہیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں حلق میں پھنسا ہوا لقمہ پانی سے اتارتے تھے لہٰذا وہ پانی کے لئے التجا کریں گے تو لوہے کی سنسیوں سے پکڑ کر گرم پانی کا برتن ان کے آگے لایا جائے گا جب وہ منہ کے قریب ہوگا تو تپش سے ان کے چہرے جھلس جائیں گے اور جب وہ پانی ان کے پیٹ میں پہنچے گا تو ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، پھر وہ کہیں گے کہ جہنم کے نگہبانوں کو بلاؤ اور انہیں بلا کر کہیں گے اپنے رب سے دعا کرو وہ ہم پر ایک دن کے عذاب کی تخفیف کر دے، وہ نگہبان کہیں گے کیا تمہارے پاس پیغمبر دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟ جہنمی کہیں گے ہاں آئے تھے، تب وہ کہیں گے تم خود دعا کرو اور کافروں کی دعا کبھی راہ راست پر نہیں آتی پھر وہ کہیں گے مالک جہنم کو بلاؤ اور اسے بلا کر کہیں گے، اللہ تعالیٰ ہم پر موت مسلط کر دے۔ مالک جواب دیگا تمہیں مرنا نہیں ہے، ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، ان کی دعا اور مالک کے جواب کے درمیان ایک ہزار برس گزر جائیں گے۔ پھر کہیں گے کہ رب سے بڑھ کر کوئی مہربان نہیں ہے لہٰذا اپنے رب کے حضور میں عرض کریں گے، اے رب! ہم پر بدبختی غالب آگئی اور ہم گمراہ ہو گئے اب ہمیں نکال، اگر ہم پھر وہی کام کریں تو ہم ظالم ہوں گے۔ انہیں جواب ملے گا دور ہو جاؤ اسی جہنم میں رہو اور خاموش ہو جاؤ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت انہیں ہلاکت، سختی اور ندامت گھیرے گی اور وہ ہر قسم کی بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمان الٰہی "اور وہ پیپ کے پانی سے سیراب کیا جائے گا، وہ اس کا گھونٹ گھونٹ لے گا مگر گلے سے نہیں اترے گا"۔ جب ہونٹوں کے قریب آئے گا تو چہروں کو جھلسا دے گا اور سر کی کھال بالوں سمیت جلا دے گا، جب وہ اسے پیئے گا تو اس کی آنتیں کاٹ کا باہر نکال دے گا، فرمان الٰہی ہے: "اور ان کو گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا"۔ مزید فرمایا: "اور جب وہ پانی طلب کریں گے تو انہیں پیپ جیسا پانی دیا جائے گا جو چہروں کو بھون ڈالے گا" یہ بھوک کے وقت ان کا کھانا پینا ہوگا۔

اب دوزخ کے سانپ بچھو، ان کی جسامت، تیز زہر اور دوزخیوں کی رسوائی پر غور کرو، سانپ بچھو جو ان پر مسلط کئے جائیں گے، ان کے سخت دشمن ہونگے، ایک لحہ بھی کاٹنے اور ڈنگ مارنے سے باز نہیں رہیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کی پیشانی پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ اس کے گلے سے لپٹ کر اس کے جبڑوں کو پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال اور

www.waseemziyai.com

تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (پ ۴. ال عمران ۱۸۰)

اور جو ہمارے دیئے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لئے اچھا ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں جیسے موٹے اور لمبے سانپ ہوں گے جب وہ پھنکاریں گے تو ان کی گرمی چالیس برس کے فاصلے سے محسوس کی جائے گی اور ہیبت ناک بچھو ہوں گے جن کی سانس کی گرمی چالیس برس کے فاصلے سے محسوس کی جائے گی۔ یہ سانپ اور بچھو اس آدمی پر مسلط ہوں گے جس پر دنیا میں بخل، بدخلقی اور لوگوں کو ستانے کا ظلم عائد ہوگا اور جس میں یہ برائیاں نہیں پائی جاتیں، اسے کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی۔

اس کے بعد دوزخیوں کے طویل و عریض جسموں پر غور کرو، اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کے طول و عرض میں اضافہ کر دے گا تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ عذاب ہو لہٰذا وہ دوزخی متواتر اپنے اجسام پر جہنم کی گرمی اور سانپوں، بچھوؤں کے ڈنک جھیلتا رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جہنم میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر اور اس کے چمڑے کی موٹائی تین دن کے سفر کے برابر ہوگی۔ مزید فرمایا کہ اس کا نچلا ہونٹ سینے پر پڑا ہوگا اور اوپر والا ہونٹ اس قدر اوپر اٹھا ہوا ہوگا جس سے سارا چہرا چھپا ہوگا۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ کافر جہنم میں اپنی زبان گھسیٹ رہا ہوگا اور لوگ اس کی زبان کو روندتے ہوئے جائیں گے۔

ان کے ان عظیم جسامتوں کے باوجود آگ انہیں جلاتی رہے گی اور کئی کئی مرتبہ ان کے چمڑے اور گوشت کو تبدیل کیا جائے گا، جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ اس ارشاد الٰہی کے بارے میں کہ:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا۔ (پ ۵ النساء ۵۶)

جب بھی ان کے چمڑے گل جائیں گے ہم اور چمڑے بدل دیں گے۔

کہتے ہیں کہ آگ ان کے اجسام کو دن میں ستر ہزار مرتبہ جلائے گی مگر جونہی ان کے چمڑے جلیں گے، اللہ تعالیٰ دوبارہ ان کے اجسام کو مکمل کر دے گا۔

پھر دوزخیوں کی گریہ وزاری، فریاد و فغاں اور ہلاکت و موت کی التجاؤں کے متعلق غور کرو جو ابتدائے قیامت ہی سے ان کا مقدر بن جائیں گی۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، قیامت کے دن جہنم کو ستر ہزار مہاریں ڈال کر لایا جائے گا اور ہر مہار کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔

www.waseemziyai.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمیوں پر گریہ وزاری بھیجی جائے گی، وہ روتے رہیں گے یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے یہاں تک کہ ان کے چہروں پر گڑھے پڑ جائیں گے، اگر ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو وہ بھی رواں ہو جائیں۔ انہیں گریہ وزاری، آہ و فریاد اور موت کی دعا مانگنے کی اجازت ہوگی جس سے وہ دل کا بوجھ ہلکا کریں گے مگر بعد میں انہیں اس سے بھی منع کر دیا جائے گا۔

دوزخیوں کی التجائیں رد کر دی جائیں گی:

جناب محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخیوں کی پانچ باتوں میں سے چار کا جواب دے گا مگر پانچویں جواب کے بعد پھر کبھی کلام نہیں فرمائے گا، وہ کہیں گے "اے رب تو نے ہمیں دو مرتبہ مارا اور دو مرتبہ زندہ کیا، ہم نے اپنے گناہوں کو مان لیا ہے پس کوئی نکلنے کا راستہ ہے"۔ رب فرمائے گا: "یہ اس لیے ہے کہ جب تمہیں اللہ کی وحدانیت کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے، اگر اس کا شریک لایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے، حکم صرف اللہ بزرگ و برتر کے لئے ہے"۔

پھر وہ کہیں گے: "اے رب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں واپس بھیج تا کہ ہم نیک عمل کریں"۔ رب فرمائے گا: "کیا تم اس سے پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ تمہیں کوئی زوال نہیں آئے گا"۔ پھر کافر کہیں گے: "اے رب ہمیں جہنم سے نکال، ہم پہلے سے اچھے عمل کریں گے"۔ رب فرمائے گا: "کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی جس میں تم نصیحت کرنے والے کی نصیحت کو یاد کرتے اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا اب تم عذاب چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے"۔ تب وہ کہیں گے: "اے رب! ہم پر بد بختی غالب آ گئی اور ہم گمراہ ہو گئے تھے اے رب! ہمیں اس سے نکال، اگر ہم اسی راستے پر لوٹے تو ہم ظالم ہوں گے"۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا: "جہنم میں رہو اور اب مت بولو"۔ یہ ان کیلئے انتہائی درجے کا عذاب ہوگا اور پھر وہ کبھی باری تعالیٰ سے کلام نہیں کر سکیں گے۔

جناب مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، حضرت زید بن اسلم نے اس فرمان الٰہی:

سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ (پ ۱۳ ابراہیم ۲۱)

برابر ہے ہمارے لئے کہ ہم جزع و فزع کریں یا صبر کریں، ہمارے لئے بھاگنے کی جگہ نہیں ہے۔

کی تشریح میں فرمایا وہ سو سال صبر کریں گے، پھر سو سال آہ و فغاں کریں گے، پھر سو سال صبر کرنے کے بعد کہیں گے، ہمارے لئے صبر کرنا اور آہ و بکا کرنا دونوں برابر ہیں۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ قیامت کے دن موت کو ایک موٹے مینڈھے کی شکل میں لا کر جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کیا جائے گا اور کہا جائے گا اے جنت والو! اب موت کا خوف کئے بغیر ہمیشہ کے لئے

www.waseemziyai.com

جنت میں رہو، اور جہنم والوں سے کہا جائے گا کہ تمہیں موت نہیں آئے گی ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک آدمی جہنم سے ہزار سال بعد نکلے گا، کاش وہ حسن ہو۔ کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ایک گوشے میں روتا دیکھ کر پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ آپ نے فرمایا کہیں بے نیاز پروردگار مجھے جہنم میں نہ ڈال دے۔

یہ مجموعی طور پر عذاب جہنم کی قسمیں تھیں، وہاں کے غم، تکلیفوں اور حسرتوں کی تفصیل بہت طویل ہے، ان کے لئے بدترین عذاب یہ ہوگا کہ وہ جنت کی نعمتیں، رضائے خداوندی اور دیدار الٰہی سے محروم ہوں گے کیونکہ دنیا میں کھوٹے سکے خریدے اور پھر ان کے بدلے چند روزہ زندگی میں انتہائی رسوا کن نفسانی خواہشات خرید لیں، وہ اپنے ضائع شدہ اعمال اور برباد کردہ ایام پر افسوس کرتے ہوئے کہیں گے، ہائے افسوس! ہم نے اپنے جسموں کو رب کی نافرمانی میں تباہ کر دیا، ہم نے زندگی کے مختصر ایام میں اپنے نفس کو صبر پر کیوں نہ مجبور کیا، اگر ہم ان گزرنے والے دنوں میں صبر کر لیتے تو رب العالمین کے جوار رحمت میں جگہ پاتے، جنت اور رضائے الٰہی حاصل کر لیتے۔

ہائے افسوس! ان کی زندگی گناہوں میں تباہ ہوگئی، مصائب میں گھر گئے، دنیاوی نعمتوں اور لذتوں کا کوئی حصہ ان کے لئے باقی نہ رہا، اگر وہ باوجود ان مصائب کے جنت کی نعمتوں کا نظارہ نہ کرتے تو ان کی حسرت دوچند نہ ہوتی مگر انہیں جنت دکھائی جائے گی، چنانچہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف لایا جائے گا جب وہ جنت کے قریب پہنچیں گے، اس کی خوشبو سونگھیں گے، جنتیوں کے محلات کو دیکھیں گے، تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا، انہیں واپس لے جاؤ، ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے، وہ ایسی حسرت لے کر لوٹیں گے کہ اول و آخر اس کی مثال نہیں ملے گی اور کہیں گے اے رب! اگر ہمیں جنت اور اس میں رہنے والوں کے لئے جو انعامات تیار ہیں وہ دکھانے سے پہلے ہی ہمیں جہنم میں بھیج دیتا تو ہمیں کچھ آسانی رہتی رب تعالیٰ فرمائے گا، یہ تمہارے ساتھ اس لیے کیا گیا ہے کہ جب تم میری بارگاہ میں آتے تو اکڑ کر آتے لیکن جھک جھک کر ملتے تھے، تم لوگوں کو اپنے دلوں میں چھپی باتوں سے بے خبر رکھتے اور ریا کاری سے کام لیتے تھے، تم لوگوں سے ڈرتے تھے مگر مجھ سے نہیں ڈرتے تھے، تم لوگوں کو بڑا سمجھتے تھے اور مجھے نہیں، تم ذاتی غرض کے لئے لوگوں کے لئے تو تعلقات ختم کر دیتے تھے مگر میرے لئے نہیں، آج میں تمہیں دائمی نعمتوں سے محروم کر کے دردناک عذاب کا مزہ چکھاؤں گا۔

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، ہم دھوپ پر سائے کو ترجیح دیتے ہیں مگر جہنم پر جنت کو ترجیح نہیں دیتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کتنے تندرست جسم، خوبصورت چہرے اور شیریں کلام کرنے والی

www.waseemziyai.com

زبانیں کل جہنم کے طبقات میں پڑے چیخ رہے ہوں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں التجا:

حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی الٰہی! جب میں سورج کی تپش پر صبر نہیں کرسکتا تو تیرے جہنم کی آگ پر کیسے صبر کروں گا میں تیری رحمت کی آواز سننے کا حوصلہ نہیں رکھتا، تیرے عذاب کی آواز کیسے سنوں گا؟

اے ناتواں! ان ہولناکیوں پر غور کر اور سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کو اس کی تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس میں رہنے والوں کو پیدا کر دیا ہے جو نہ کم ہوں گے نہ زیادہ، اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ فرما چکا ہے، فرمان الٰہی ہے ''اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے، جب کام مکمل کیا جائے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ اپنی جان کی قسم! اس میں قیامت کی طرف اشارہ ہے بلکہ یوم ازل مراد ہے لیکن چونکہ ان فیصلوں کا اظہار قیامت کے دن ہوگا اس لئے اسے قیامت سے منسوب کیا گیا ہے۔

تجھ پر تعجب ہے کہ اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ جانے میرے حق میں کیا فیصلہ ہو چکا ہے تو دنیاوی برائیوں اور لہو ولعب میں مشغول ہے اور غفلت میں پڑا ہے، اگر تیری تمنا یہ ہے کہ کاش تجھے اپنے ٹھکانے اور انجام کا پتہ چل جائے تو اسکی چند علامتیں ہیں، ان پر نظر کر اور پھر اپنی امیدیں قائم رکھ، پہلے تو اپنے احوال اور اعمال کو دیکھ، اگر تو اس عمل پر کاربند ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے دنیا میں بھیجا ہے اور تجھے نیکیوں سے محبت ہے تو سمجھ لے کہ جہنم سے دور ہے اور اگر تو نیکی کا ارادہ کرتا ہے مگر ایسے موانع حائل ہو جاتے ہیں کہ تو نیکی کر نہیں پاتا لیکن جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے آسانی سے کر لیتا ہے تو سمجھ لے تیرے لئے فیصلہ ہو چکا ہے کیونکہ جیسے بارش کا وجود سبزے کی نشوونما اور دھواں آگ پر دلالت کرتا ہے تو اسی طرح یہ فعل بھی برے انجام کا پتہ دیتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿۱۴﴾ نیک نعمتوں اور بدکار جہنم میں ہوں گے۔

(پ۳۰ الانفطار ۱۳،۱۴)

اپنے اعمال کو ان آیات کے آئینہ میں دیکھ، تب تو اپنا مقام پہچان لے گا۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۰:

فضیلتِ اطاعت

اطاعتِ خداوندی کے معنیٰ تمام نیکیوں کو پالینا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد آیات میں لوگوں کو اسی بات کی ترغیب دی ہے اور اسی لئے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا تا کہ لوگوں کو نفس کی تاریکیوں

www.waseemziyai.com

سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کی روشنیوں میں لائیں اور وہ اس جنت سے نفع اندوز ہوں جو نیکوں کیلئے تیار کی گئی ہے کہ اس جیسی جنت کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نے نہیں سنی اور کسی دل میں اس کا تصور بھی نہیں گزرا۔ لوگوں کو فضول نہیں پیدا کیا گیا بلکہ اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ بروں کو ان کی برائی کی سزا ملے اور نیکوں کو ان کی نیکیوں کا اجر عطا ہو۔

اللہ تعالیٰ عبادت سے بے نیاز ہے، لوگوں کی برائیاں نہ اسے نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ ہی اس کے کمال میں کوئی نقص آتا ہے۔ اگر مخلوق اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے تب بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے فرشتے ہیں جو صبح و شام رب کی حمد کرتے رہتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے۔

جس شخص نے نیکی کی، اس نے اپنے لئے کی اور جس نے گناہ کیا اس کا عذاب اسی کی گردن پر ہو گا، اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔

حیران کن بات تو یہ ہے کہ ہم اگر کوئی غلام خریدتے ہیں تو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت خدمت ماموره پوری تندہی سے سرانجام دیتا رہے، ہمارا مطیع و فرمانبردار رہے حالانکہ اسے معمولی قیمت سے خریدا گیا ہے، اس کی ایک غلطی پر اسے دشمن سمجھ لیتے ہیں، بے انتہا غصہ کرتے ہیں، اس کا کھانا بند کر دیتے ہیں، اسے آنکھوں سے دور کر دیتے ہیں یا پھر اسے بیچ دیتے ہیں لیکن ہم اس مالک حقیقی کی اطاعت نہیں کرتے جس نے ہمیں بہترین صورت میں پیدا کیا ہے، ہم بارش کے قطروں کے برابر گناہ کرتے ہیں مگر وہ اپنی نعمتیں ہم سے نہیں روکتا، اپنی رحمت کی نصرت نہیں روکتا جس کے بغیر ہمارے لئے ایک قدم چلنا بھی مشکل ہو جائے، اگر وہ چاہے تو ہمیں ایک گناہ کے بدلے پکڑنے پر قادر ہے مگر وہ ہمیں مہلت دیتا ہے تاکہ ہم توبہ کریں اور وہ توبہ قبول فرما کر ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے عیوب ڈھانپ لے۔

ہر عقل مند بخوبی جانتا ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کے لائق کون ہے؟ وہ اسی ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اسی کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈتا ہے، جب اس سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہے، اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا اور اس کے انعامات کا شکر ادا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شمار ہونے لگتا ہے، جب اسے موت آتی ہے تو وہ دیدار الٰہی کا مشتاق اور رب بے نیاز اس سے ملاقات کا خواہش مند ہوتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے تورات کی ایک خاص آیت سناؤ، انہوں نے جواب میں یہ آیت سنائی: رب فرماتا ہے نیکوں کو میرے دیدار کا شوق ہے اور میں ان کی ملاقات کا ان سے بھی زیادہ خواہش مند ہوں۔ حضرت کعب نے کہا: اس آیت کے حاشیہ میں لکھا ہوا تھا جس نے

www.waseemziyai.com

مجھے تلاش کیا. پالیا اور جس نے کسی اور کو ڈھونڈا وہ میرے دیدار سے محروم رہا۔ حضرت ابو الدرداء فرمانے لگے بخدا میں نے حضور ﷺ سے بھی ایسے ہی سنا ہے۔

دنیا والوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کی زبانی پیغام الٰہی:

حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی. اے داؤد! میرا یہ پیغام دنیا والوں تک پہنچا دو. میں اس کا دوست ہوں جو مجھے دوست رکھتا ہے، اپنی مجلس میں آنے والوں کا ہم مجلس ہوں، جو میرے ذکر سے الفت رکھتا ہے، میں اس سے الفت رکھتا ہوں جو مجھ سے دوستی رکھتا ہے میں اس سے دوستی رکھتا ہوں، جو مجھے پسند کرتا ہے میں اسے پسند کرتا ہوں، جو میرا فرمانبردار بن جاتا ہے میں اس کا کہنا قبول کرتا ہوں، جو شخص بھی دل کی گہرائیوں سے مجھے محبوب جانتا ہے میں اسے اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور اس سے بے مثال محبت کرتا ہوں، جس نے حقیقتاً مجھے طلب کیا اس نے مجھے پالیا اور جس نے میرے غیر کو طلب کیا وہ مجھ سے محروم رہا، پس اے دنیا والو! تم کب تک دنیا کے دھوکہ میں رہو گے، میری کرامت، دوستی اور ہم مجلس کی طرف آؤ اور مجھ سے انس رکھو، میں تجھے اپنی محبت سے مالا مال کر دوں گا کیونکہ میں نے اپنے دوستوں کا خمیر ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ نجی اللہ اور محمد صفی اللہ علیہم السلام کے خمیر سے بنایا ہے، ان کی روحیں اپنے نور سے اور ان کی نعمتیں اپنے جمال سے پیدا کی ہیں۔

ایک صدیق پر الہام کا نزول اور صدیقین کی صفات:

ایک مرد صالح سے مروی ہے کہ حضرت رب العزت نے ایک صدیق پر الہام فرمایا کہ میرے بندوں میں کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو مجھے محبوب رکھتے ہیں، میں انہیں محبوب رکھتا ہوں، وہ میرے مشتاق دیدار ہیں، میں ان کا مشتاق دیدار ہوں، وہ مجھے یاد کرتے ہیں، میں انہیں یاد فرماتا ہوں وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں ان پر نگاہ رحمت ڈالتا ہوں، اگر تو ان کے راستہ پر چلے گا تو میں تجھے محبوب بناؤں گا اور اگر تو نے ان کا راستہ نہ اپنایا تو میں تجھ سے دشمنی رکھوں گا اس صدیق نے پوچھا یا اللہ ان کی علامتیں کیا ہیں؟ تو رب ذوالجلال نے فرمایا وہ دن ڈھلنے کا ایسا خیال رکھتے ہیں جیسے مہربان چرواہا اپنی بکریوں کا خیال رکھتا ہے وہ غروب شمس کے ایسے مشتاق ہوتے ہیں جیسے سورج ڈوبنے کے بعد پرندہ اپنے آشیانے میں پہنچنے کا مشتاق ہوتا ہے۔

جب رات بھیگ جاتی ہے، تاریکی بڑھ جاتی ہے، بستر بچھا دیئے جاتے ہیں، لوگ اٹھ جاتے ہیں اور دوست دوستوں کے ساتھ خوش گپیاں کرتے ہیں تو وہ میرے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، میرے لئے چہروں کا فرش بچھا دیتے ہیں (سجدے کرتے ہیں) میرے کلام میں مجھ سے ہم کلام ہوتے ہیں، میرے انعامات کی آرزو کرتے ہیں، اُن کی ساری رات گریہ وزاری کرتے ہوئے، رحمت کی امید رکھتے اور خوف

www.waseemziyai.com

عذاب سے ڈرتے ہوئے، قیام وقعود، رکوع وسجود میں گزر جاتی ہے، مجھے اپنی نظر رحمت کی قسم! وہ میری وجہ سے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتے اور مجھے اپنی سماعت کی قسم! وہ میری محبت کا شکوہ نہیں کرتے۔ میں پہلے پہل انہیں تین چیزیں عطا کرتا ہوں، ان کے دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں جس سے وہ میری خبر پالیتے ہیں جیسے میں ان کی خبر پاتا ہوں، دوسرا یہ کہ اگر زمین وآسمان اپنی تمام تر اشیاء کے ساتھ ان کے میزان عمل میں رکھ دیے جائیں تب بھی ان کے پلڑے ہلکے ہوں گے اور میں ان کی نیکیاں بھاری کر دوں گا۔ تیسرا یہ کہ میں اپنی رحمت کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہوں اور وہ اس بات کو جان لیتا ہے کہ وہ جو کچھ مانگے گا میں اسے دے دوں گا۔

مشتاقان خداوندی کی صفات:

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے داؤد! تم جنت کا تذکرہ کرتے ہو مگر مجھ سے میرے مشتاقوں میں شمولیت کی دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے عرض کی یا اللہ! تیرے مشتاق کون ہیں؟ رب ذوالجلال نے فرمایا میرے مشتاق وہ ہیں جن کے دلوں کو میں نے ہر کدورت سے پاک کر دیا ہے، انہیں منہیات سے متنبہ کر دیا ہے، وہ اپنے دل کے گوشوں سے مجھے دیکھتے ہیں اور میری رحمت کے امیدوار رہتے ہیں، میں ان کے دلوں کو دست رحمت میں لے کر آسمانوں پر رکھتا ہوں اور اپنے مقرب فرشتوں کو بلاتا ہوں، فرشتے اکٹھے ہو کر مجھے سجدہ کرتے ہیں اور میں فرماتا ہوں میں نے سجدہ کرنے کیلئے تمہیں نہیں بلایا بلکہ تمہیں اپنے مشتاق ہائے دیدار کے دل دکھانے کے لئے بلایا ہے یہ اہل شوق قابل فخر ہیں، ان کے دل آسمان پر ایسے چمکتے ہیں جیسے زمین پر سورج چمکتا ہے۔

اے داؤد! میں نے مشتاقوں کے دل اپنی رضا سے، ان کا عیش اپنے نور سے پیدا کیا ہے، میں نے انہیں اپنا ہمراز بنایا ہے، ان کے وجود دنیا میں میری نگاہ رحمت کا مرجع ہیں اور میں نے ان کے دلوں میں ایک راستہ بنایا ہے جس سے وہ میرا دیدار کرتے ہیں اور ان کا شوق فزوں سے فزوں تر ہوتا رہتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! مجھے اپنے کسی مشتاق کا دیدار کرا دے، رب تعالیٰ نے فرمایا داؤد لبنان کے پہاڑ پر جاؤ، وہاں میرے چودہ محب رہتے ہیں جن میں جوان اور بوڑھے سبھی شامل ہیں انہیں میرا اسلام کہو اور کہنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میرے دوست اور محبوب ہو وہ تمہاری خوشی میں خوش ہوتا ہے اور تمہیں بہت محبوب رکھتا ہے اور فرماتا ہے تم مجھ سے کوئی حاجت کیوں نہیں بیان کرتے؟ حضرت داؤد علیہ السلام ان سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے اور انہیں ایک چشمہ کے قریب پایا وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت جلال پر غور وفکر کر رہے تھے۔

جب انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھا تو ادھر ادھر چھپ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے،

www.waseemziyai.com

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہارے پاس اللہ کا پیغام پہنچانے آیا ہوں تو نظریں جھکائے سراپا اشتیاق بنے اس کا فرمان سننے کے لئے واپس آ گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے تم مجھ سے حاجت کیوں نہیں طلب کرتے مجھے اپنی ضرورتوں کے لئے کیوں نہیں پکارتے تاکہ میں تمہارا کلام سنوں تم میرے دوست اور محبوب ہو، میں تمہاری خوشی سے خوش ہوتا ہوں، تمہاری محبت کو بہتر سمجھتا ہوں اور میں ہر وقت مہربان، شفیق ماں کی نگاہ سے تم کو دیکھتا ہوں۔

جب انہوں نے یہ سنا تو ان کے رخساروں پر آنسو بہنے لگے، ان کا شیخ پکار اٹھا: اے رب! تو پاک ہے، تو پاک ہے، ہم تیرے غلام اور غلاموں کی اولاد ہیں، ہماری گذشتہ عمروں کے وہ لمحات جو تیرے ذکر سے غفلت میں گزرے انہیں معاف فرمادے۔ دوسرا بولا: تو پاک ہے، تو پاک ہے، ہم تیرے غلام اور غلاموں کے بیٹے ہیں جو معاملات ہمارے اور تیرے درمیان ہیں، ہمیں ان میں حسن ظن عطا فرما۔ تیسرے نے کہا: اے اللہ! تو پاک ہے اے اللہ! تو پاک ہے ہم تیرے غلام اور تیرے غلاموں کی اولاد ہیں، اے رب! تو نے ہمیں دعا کی ترغیب دی ہے اور تجھے معلوم ہے کہ ہمیں اپنے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، ہم پر مکمل احسان فرما اور اپنے راستہ پر ہمیشہ گامزن رکھ۔

ایک اور محب یوں کہنے لگا: الٰہی! ہم تیری رضامندی کو پوری نہیں پا سکتے، ہماری امداد فرما، تاکہ ہم اسے پالیں۔ ایک اور محب نے کہا، تو نے ہمیں نطفہ سے پیدا کیا اور اپنی ذات میں تفکر کی دولت بخشی ہے۔ اے اللہ! تو نے ہمیں کلام کی ترغیب دی ہے، جو تیری شان عظمت کے فہم میں مشغول ہیں اور تیرے جلال میں غور و فکر کرتے ہیں اور ہم تجھ سے تیرے نور کے قرب کی درخواست کرتے ہیں۔ ایک اور محب پکار اٹھا کہ تیری عظمت شان، دوستوں سے انتہائی قرب اور محبین پر بے شمار انعامات کی وجہ سے ہماری زبانیں دعا مانگنے سے رک گئی ہیں۔ ایک اور بولا تو نے ہمارے دلوں کو اپنے ذکر کی توفیق بخشی، اپنی رحمت میں مشغول فرما کر ساری دنیا سے بے نیاز کر دیا، کما حقہ شکر ادا نہ کر سکنے کی ہماری تقصیر کو معاف فرمادے۔

ایک اور نے کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ ہماری تمنا تیرے دیدار کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک اور نے کہا مالک غلام سے مانگنے کو فرماتا ہے مگر غلام اپنے مانگنے کی جرأت نہیں کر سکتا، ہمیں نور عنایت فرما تاکہ ہم آسمان کی تاریکیوں سے نکل کر تیری بارگاہ میں آئیں۔

ایک نے کہا ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ ہماری یہ عبادت قبول فرمالے۔ اور ہمیں ہمیشہ اسی پر قائم رکھ، ایک اور محب نے کہا تو نے ہمیں جو فضیلت اور انعامات بخشے ہیں انہیں مکمل فرمادے۔ دوسرے نے کہا دنیا میں ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں اپنا جمال جہاں آرا دکھادے۔

www.waseemziyai.com

ایک اور محب نے کہا میری آنکھیں دنیا اور اس کی زیب و زینت سے کور کر دے اور میرے دل کو آخرت کے خیالات سے پاک فرما دے۔

ایک اور محب نے کہا میں نے تیری رفعت اور پاکی کو جان لیا اور دوستوں سے تجھ کو جو محبت ہے اس کو پہچان لیا ہے، ہم پر یہ احسان اور فرما کہ ہم کو ایسا کر دے کہ ہم تیرے سوا کسی اور چیز کا دل میں خیال تک نہ لائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! ان سے کہہ دو، میں نے تمہاری باتیں سن کر انہیں قبول کر لیا ہے، تم ایک دوسرے سے الگ الگ ہو جاؤ اور خود کو دیدار کے لئے آمادہ کر لو تمہارے اور اپنے درمیان حائل پردے اٹھانیوالا ہوں تاکہ تم میرے نور اور جلال کو دیکھو۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! انہیں یہ مقام کیسے ملا ہے؟ رب نے فرمایا حسن ظن، دنیا اور اس کے لوازمات سے کنارہ کشی، میرے حضور مناجات اور تنہائی میں حاضر ہونے کی وجہ سے انہیں یہ مقام ملا ہے اور اس مقام کو وہی پاتا ہے جو دنیا اور مافیہا کو چھوڑ دے، اس سے بالکل تعلق نہ رکھے، دل کو میری یاد سے معمور کر لے، تمام مخلوق کو چھوڑ کر مجھے پسند کر لے۔ تب میں اس پر رحمت نازل کرتا ہوں۔ اسے دنیاوی علائق سے آزاد کرتا ہوں، اس کے اور اپنے درمیان حجابات اٹھا دیتا ہوں۔ وہ مجھے ایسے دیکھتا ہے جیسے کوئی انسان اپنے سامنے کسی چیز کو دیکھتا ہے، ہر لحہ اسے اپنی عزت و کرامت کا نظارہ دکھاتا ہوں، اسے نور معرفت سے سرفراز کرتا ہوں، جب وہ بیمار ہو جاتا ہے تو میں مہربان ماں کی طرح اسکی تیمارداری کرتا ہوں۔ اگر وہ پیاسا ہوتا ہے تو میں اسے سیراب کرتا ہوں اور اسے اپنے ذکر سے غذا فراہم کرتا ہوں۔

اے داؤد علیہ السلام جب میں اس سے یہ سلوک کرتا ہوں تو وہ دنیا اور اس کے علائق سے نابینا ہو جاتا ہے، اسے دنیا سے کوئی محبت نہیں رہتی، وہ میرے سوا کسی کی طرف توجہ نہیں دیتا، وہ جلدی مرنے کو پسند کرتا ہے مگر میں اس کی موت کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ ساری مخلوق میں وہی تو میری نظر رحمت کا مورد و مرجع ہوتا ہے، وہ میرے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور میں اس کے سوا کسی اور کو پسند نہیں کرتا۔

اے داؤد! اگر تو اسے اس حالت میں دیکھے کہ اس کا جسم پر عیب ہو، دبلا ہو، اس کے اعضاء ٹوٹ چکے ہوں اور اس کا دل نظام سے بے ربط ہو چکا ہو تو جب میں فرشتوں میں اس پر فخر کرتا ہوں اور آسمان والوں میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں تو وہ یہ سن کر اپنی عبادت اور خوف کو زیادہ کر دیتا ہے۔

اے داؤد! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں اسے جنت الفردوس میں جگہ دوں گا اور اس کے دل کو اپنے دیدار سے معمور کر دوں گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔

مشتاقان خداوندی نقصان سے مامون ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا کہ میری محبت کے مشتاق بندوں سے کہہ دیجئے، تمہیں اس

وقت کوئی محرومی نہیں ہوگی جبکہ میں مخلوق کے سامنے حجابات ڈال دوں تو تم بے پردہ دل کی آنکھوں سے میرا دیدار کرتے رہو گے اور تمہیں کوئی ضرر نہیں ہوگا جبکہ میں نے دنیا کے بدلے تمہیں دین دے دیا اور تمہیں میری رضا کی خواستگاری کے باعث دنیا پر میری ناراضگی کوئی نقصان نہیں دے گی۔

اللہ اور دنیا کی محبت دل میں یکجا نہیں ہو سکتیں:

حضرت داؤد علیہ السلام کی خبروں میں یہ بھی مرقوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اگر تم میری محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو دل سے دنیا کی محبت نکال دو کیونکہ میری اور دنیا کی محبت ایک دل میں نہیں سما سکتیں۔

اے داؤد! دنیا سے میل جول رکھو مگر محبت خالصۃً مجھ سے ہی رکھ، تم میرے دین کی پیروی کرو، لوگوں کے ادیان کی پیروی نہ کرو، جو چیز تم کو میری محبت کے شایاں نظر آئے اسے حاصل کرو، جس چیز میں تمہیں مشکل پیش آئے تو اس میں میری پیروی کرو، میں تمہارے احوال وحوائج کی اصلاح کروں گا، تمہارا قائد اور رہبر بنوں گا، سوال سے پہلے عطا کروں گا، مصائب میں تمہاری مدد کروں گا، میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں اپنے بندے کو بدلہ دوں گا جو طلب صادق اور پختہ ارادوں کے ساتھ میرے حضور گردن جھکا کے آتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھ سے بے نیازی و بے اعتنائی ممکن نہیں ہے، جب تو اس مقام پر پہنچ جائے گا تو میں تم سے رسوائی اور وحشت کو دور کروں گا، تمہارے دل میں لوگوں سے بے نیازی ڈال دوں گا کیونکہ میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ جب کوئی بندہ دنیا سے تعلق توڑ کر میری ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے مطمئن ہو جاتا ہے تو میں اسے دنیا سے مالا مال کر دیتا ہوں، اعمال میں تضاد پیدا نہ کرو۔ لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ، تم کو تمہارا ساتھی کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اپنا دھیان مجھ تک محدود رکھو، میری معرفت کی کوئی حد نہیں ہے اسے محدود نہ سمجھو، مجھ سے جتنا زیادہ طلب کرو گے اتنا عطا کروں گا، میرے دینے کی کوئی حد نہیں ہے اور بنی اسرائیل کو بتاؤ کہ میرے اور میری کسی مخلوق کے درمیان رشتہ داری نہیں ہے، میرے بارے میں ان کے عزائم کو اور ان کی رغبت کو بڑھاؤ۔ انہیں اس جنت کا مژدہ سناؤ جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے نہیں سنا اور کسی دل پر اس کا تصور نہیں گزرا، مجھے ہر وقت آنکھوں کے سامنے سمجھو! مجھے سر کی آنکھ سے نہیں، دل کی آنکھ سے دیکھو۔

میں نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو بندہ جان بوجھ کر تاخیر سے میری عبادت کرے گا میں اسے ثواب نہیں دوں گا، سیکھنے والوں سے تواضع سے پیش آؤ اور مریدین پر زیادتی نہ کرو، میرے محب اگر اس مقام کو جانتے جو میں نے مریدین کے لئے مقرر کیا ہے تو وہ بھی اسی راستہ پر چلنا پسند کرتے۔

اے داؤد! کسی مرید کو اس کی سرمستی سے ہشیار نہ کرو! اسے میری ذات میں مگن رہنے دو، میں تم کو

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

جہید (بے انتہاء کوشش کرنیوالا) لکھوں گا اور جسے میں اپنے ہاں جہید لکھ دیتا ہوں، اس پر مخلوقات سے کوئی خوف اور محتاجی باقی نہیں رہتی۔

اے داؤد! میرا کلام خوب سمجھو اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو، اپنی ذات کے لئے اپنے نفس سے نیکیاں لو، دنیا میں مشغول نہ ہوتا کہ مجھ سے تمہاری محبت پس پردہ نہ چلی جائے، میرے بندوں کو میری رحمت سے ناامید نہ کرو، میرے لئے اپنی خواہشات کو ختم کر دو کیونکہ میں نے شہوات کمزور بندوں کے لئے بنائی ہیں، قوی مردوں کا خواہشات نفسانی سے کیا کام؟ کیونکہ یہ میری بارگاہ میں مناجات کی شیرینی کو ختم کر دیتی ہے، میرے ہاں طاقتوروں کا عذاب یہ ہے کہ جب وہ میرے دیدار کی لذت پالینے کے قریب ہوتے ہیں، میں ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیتا ہوں اور وہ محروم رہتے ہیں، میں اپنے دوست کے لئے دنیا اور دنیا کی وجہ سے اپنی دوری پسند نہیں کرتا۔

اے داؤد! میرے اور اپنے درمیان مخلوق کو نہ لاؤ کہیں اس کی سرمستی تم کو میری محبت سے دور نہ کر دے کیونکہ یہ مخلوق میرے ارادت مند بندوں کے لئے چوروں کی طرح ہے، ہمیشہ روزے رکھو شہوات کو ترک کر سکو گے، خود کو بے روزہ ہونے سے بچاؤ کیونکہ مجھے ہمیشہ روزے رکھنے والے بہت پسند ہیں۔

باب ۴۱:

شکر

رب ذوالجلال نے قرآن مجید میں ذکر کے ساتھ شکر کو بھی شامل فرمایا ہے، ارشاد الٰہی ہے:

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ (پ۲۱ العنکبوت ۴۵)
اور بے شک اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کی عظمت کا تذکرہ کیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ (پ۲ البقرۃ ۱۵۲)
پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر کرو اور کفر نہ کرو۔

مزید فرمایا:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ
اگر تم ایمان لائے اور شکر گزار بن گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب نہیں دے گا۔ (پ۵ النساء ۱۴۷)

اور فرمایا:

وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ (پ۴ آل عمران ۱۴۵)
ہم عنقریب شکر کرنے والوں کو اجر دیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے شیطان مردود کا قصہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے بارگاہِ ربی میں کہا:

لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ﴿۱۶﴾ (پ۸ الاعراف ۱۶)
میں انہیں بہکانے کیلئے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ یہاں صراط مستقیم سے مراد شکر کا راستہ ہے. شیطان نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر طعن کرتے ہوئے کہا تھا:۔

وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ ﴿۱۷﴾ (پ۸ الاعراف ۱۷)
تو ان میں سے اکثر کو شکرگزار نہیں پائے گا۔

اور فرمان الٰہی ہے:

وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِيَ الشَّكُوۡرُ ﴿۱۳﴾ (پ۲۲ سبا ۱۳)
میرے بندوں میں تھوڑے ہیں جو شکر ادا کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے پر نعمتوں میں زیادتی کا تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:۔

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ۔ (پ۱۳ ابراہیم ۷)
اگر تم نے شکر کیا تو میں نعمتوں کو زیادہ کردوں گا۔

اور اس فرمان میں کسی کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔

اور پانچ چیزیں ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے استثناء کیا ہے، وہ ہیں تونگری، قبولیت، رزق، بخشش اور توبہ چنانچہ فرمان الٰہی ہے:۔

فَسَوۡفَ يُغۡنِيۡكُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖۤ اِنۡ شَآءَ ؕ (پ۱۰ التوبہ ۲۸)
اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب تمہیں مالدار کر دے گا۔

اور ارشاد فرمایا ہے:

"اگر وہ چاہے گا تو تمہاری تمنائیں پوری کردے گا"۔

اور ارشاد فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ (پ۲ البقرۃ ۲۱۲)
وہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اور فرمایا "اور اللہ تعالیٰ شرک کے سوا جو گناہ چاہے، بخش دے گا"۔ مزید فرمایا "اللہ تعالیٰ جس کی توبہ چاہتا ہے، قبول کر لیتا ہے"۔

شکر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:۔

www.waseemziyai.com

وَاللّٰهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿۱۷﴾ اور اللہ تعالیٰ شکور و حلیم ہے۔ (پ ۲۸ التغابن ۱۷)

اللہ تعالیٰ نے شکر کو جنتیوں کا مبتدائے کلام قرار دیا ہے اور فرمایا جنتی جنت میں داخل ہوتے ہی کہیں گے ”حمد اور شکر ہے اللہ کے لئے جس نے اپنا وعدہ سچا فرمایا“۔

اور فرمایا:

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ (پ ۱۱ یونس ۱۰) ان کی آخری پکار یہ ہوگی، حمد ہے اللہ رب العالمین کیلئے۔

شکر کی فضیلت میں بہت سی احادیث بھی وارد ہوئی ہیں چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے ”کھا کر شکر ادا کرنے والے صابر روزہ دار کی طرح ہیں۔“

حضور کی شکر گزاری: حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ ہمیں حضور ﷺ کی کوئی عجیب بات سنائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اشکبار ہو گئیں اور فرمایا حضور ﷺ کی کونسی بات عجیب نہیں تھی، سنو! حضور ﷺ ایک رات تشریف لائے اور میرے بستر پر میرے لحاف میں میرے ساتھ لیٹ گئے، یہاں تک کہ آپ کا جسم اطہر میرے جسم سے مس ہونے لگا۔ تب آپ نے فرمایا اے ابوبکر کی بیٹی! مجھے اجازت دو تاکہ میں رب کی عبادت کروں، میں نے عرض کیا اگرچہ میں آپ کے قرب کو بے انتہا پسند کرتی ہوں مگر آپ کی خواہش کو ترجیح دیتی ہوں لہٰذا میں آپ کو اجازت دیتی ہوں، آپ ضرور عبادت فرمائیں۔

آپ اٹھ کر پانی کے مشکیزہ کی طرف گئے اور تھوڑے سے پانی سے وضو فرما کر آپ نے نماز شروع کر دی اور آپ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسو سینہ پر بہنے لگے، پھر آپ رکوع میں، سجدہ میں اور سجدہ سے سر اٹھا کر بھی روتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر نماز فجر کے متعلق عرض کیا۔ میں نے پوچھا آپ تو بخشے ہوئے ہیں، آپ کس لئے روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اور میں کیوں نہ روؤں حالانکہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ (پ ۴ آل عمران ۱۹۰) بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کیلئے۔

ایک پتھر کی گریہ وزاری: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کبھی بھی بارگاہ رب العزت میں رونا بند نہ کرے اور اس راز کی طرف یہ روایت بھی اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کا ایسے پتھر سے گذر ہوا جو خود تو چھوٹا تھا مگر اس سے پانی بہت نکل رہا تھا، اللہ تعالیٰ

www.waseemziyai.com

کے نبی کو بہت تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر کو قوت گویائی عطا کر دی اور اس نے کہا جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے کہ:

وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ (پ ا البقرۃ ۲۴)

میں برابر اللہ کے خوف سے رو رہا ہوں۔

اللہ کے نبی نے اللہ سے دعا مانگی کہ اس پتھر کو جہنم کی آگ سے بچا لے۔ اللہ نے دعا قبول فرما لی۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد ان کا پھر اسی طرف جانا ہوا، دیکھا تو پتھر برابر روئے جا رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا اب کیوں روئے جا رہا ہے؟ پتھر نے جواب دیا اس وقت خوف کی وجہ سے رو رہا تھا اور اب خوشی اور مسرت میں رو رہا ہوں۔

انسان کا دل بھی پتھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ سخت ہے، اس کی سختی خوف اور شکر دونوں حالتوں میں گریہ وزاری کرنے سے ختم ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن کہا جائے گا کہ حمد کرنیوالے کھڑے ہو جائیں، لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا، ان کیلئے جھنڈا لگایا جائے گا اور وہ تمام جنت میں جائیں گے، پوچھا گیا یا رسول اللہ! حمد کرنیوالے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا جو لوگ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: "جو ہر دکھ سکھ میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں"۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ شکر رب رحمٰن کی چادر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں طویل باتوں کے بدلے اپنے دوستوں سے شکر کرنے پر راضی ہو گیا ہوں اور صابرین کی تعریف میں فرمایا کہ ان کا گھر جنت میں ہے، جب وہ جنت میں جائیں گے تو میں انہیں شکر کرنا سکھلاؤں گا کیونکہ شکر بہترین بات ہے اور اس میں نعمتیں زیادہ کروں گا اور ان کی مدت دیدار طویل کرتا جاؤں گا۔

جب جمع اموال کے سلسلہ میں وحی ربانی کا نزول ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ ہم کونسا مال اکٹھا کریں؟ آپ نے فرمایا ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمیں مال کے بدلے شکر گزار دل کو پسند کرنا چاہئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شکر نصف ایمان ہے۔

ادائے شکر کے طریقے: شکر، زبان، دل اور اعضائے بدن سے ہوتا ہے۔ دل کا شکر نیکیوں کا ارادہ کرنا اور مخلوق سے اسے پوشیدہ رکھنا۔ زبان کا شکریہ ہے کہ ان کلمات کو ادا کرے جو اظہار شکر کے لئے مخصوص ہیں۔ اعضائے بدن کا شکریہ ہے کہ انہیں عبادات الٰہی میں مصروف رکھے اور

www.waseemziyai.com

برے کاموں میں استعمال نہ کرے. آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ وہ جس مسلمان کا عیب دیکھیں تو اسے ڈھانپ لیں۔ کانوں کا شکر یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کی برائی سنیں تو اسے چھپائیں، یہی ان کا شکر ہے۔ زبان کا شکر یہ ہے کہ وہ تقدیر الٰہی پر اپنی رضا کا اظہار کرے اور اسے یہی حکم دیا گیا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا کیسے ہو؟ اس نے کہا اچھا ہوں۔ آپ نے پھر پوچھا تا آنکہ تیسری مرتبہ پوچھنے پر اس شخص نے کہا اچھا ہوں، اللہ کی حمد و شکر کرتا ہوں تب حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں یہی کچھ تم سے سننا چاہتا تھا۔

بزرگان سلف کا طریقہ شکر گزاری:

بزرگان سلف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ دوسروں سے پوچھا کرتے تھے کہ کیسے ہو؟ ان کی نیت یہ ہوتی تھی کہ لوگ جواب میں اللہ کا شکر کریں اور دینے والا اور پوچھنے والا دونوں کا شمار شکر گزاروں میں ہو جائے، ان کی اس بات میں ریا کا قطعی دخل نہیں ہوتا تھا۔

جس شخص سے بھی اس کی حالت پوچھی جائے وہ تین باتوں میں سے ایک بات کریگا، شکر ادا کرے گا، شکایت کرے گا یا پھر خاموش رہے گا، اللہ کا شکر ادا کرنا عبادت ہے، شکایت کرنا گناہ ہے جو دین داروں کے نزدیک سخت ناپسندیدہ فعل ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی برائی کا کہنا ہی کیا جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے جس کے دست قدرت میں بندہ ناچیز کی تمام چیزیں ہیں لہٰذا انسان کے لئے ضروری ہے، اگر وہ مصائب پر صبر نہیں کر سکتا، قضائے الٰہی پر راضی نہیں رہ سکتا اور لامحالہ وہ اپنی تہی دامنی کا شکوہ کرنا چاہتا ہے تو وہ لوگوں کے آگے شکایتیں کرنے کے بجائے اللہ رب العزت کے حضور اپنی گزارشات پیش کرے وہی مصائب میں مبتلا کرنے والا اور وہی ان سے نجات دینے والا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ بندہ ناچیز کا اللہ کی بارگاہ میں اپنی ذات کا اظہار کرنا حقیقی عزت ہے مگر اپنے جیسے بندوں کے آگے شکوے کرنا اور ذلت اٹھانا انتہائی رسوا کن چیز ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

”تحقیق تم اللہ کے سوا جن کو (خدا سمجھ کر) پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے اللہ کے بندے ہیں“۔

نیز فرمایا:

”تحقیق تم اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں ہیں، اللہ کے یہاں رزق تلاش کرو اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو“۔

شکر کی اقسام میں زبان سے شکر ادا کرنا بھی ہے چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک وفد آیا تو ان میں سے ایک جوان کھڑا ہو کر آپ سے گفتگو کرنے کی تیاری کرنے لگا، آپ نے فرمایا بڑوں کی عزت کرو یعنی بڑوں کو مجھ سے گفتگو کرنے دو، اس پر وہ جوان بولا اے امیر المومنین!

www.waseemziyai.com

اگر قیادت کا معیار عمر ہوتا تو مسلمانوں میں ایسے بوڑھوں کی کثیر تعداد موجود ہے جو آپ سے عمر میں بڑے ہیں۔آپ نے یہ سن کر فرمایا چلو بات کرو اس نے کہا ہم کچھ لینے نہیں آئے کیونکہ آپ کی مہربانیوں سے ہمیں بہت کچھ مل چکا ہے۔کسی سے خوفزدہ ہو کر نہیں آئے کیونکہ آپ کے عدل وانصاف نے ہمارے تمام خوف دور کر کے امن کی زندگی بخشی ہے۔ہم صرف اس لئے آئے ہیں کہ اپنی زبانوں سے آپ کا شکریہ ادا کریں اور واپس چلے جائیں۔

✿✿✿✿

باب ۴۲:

مذمت عُجب وتکبر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں تکبر کی مذمت کی ہے اور ہر خود سر متکبر کو برا گردانا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِیَ الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ

البتہ میں ان لوگوں کو اپنی آیات سے پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔(پ۹ الاعراف ۱۴۶)

اور فرمایا:

كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلۡبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۵ (پ ۲۴ المومن ۳۵)

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر سرکش متکبر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

مزید فرمایا: "اور انہوں نے فتح مانگی اور ہر سرکش عناد رکھنے والا نامراد ہوا"۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡتَكۡبِرِيۡنَ ۝۲۳

وہ تکبر کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا۔(پ ۱۴ النحل ۲۳)

مزید ارشاد فرمایا:

"بیشک انہوں نے اپنی زندگیوں میں تکبر کیا اور بہت بڑی سرکشی کی"۔(پ ۱۹ الفرقان ۲۱)

فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَيَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيۡنَ ۝۶۰

جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں، بہت جلد جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔(پ ۲۴ المومن ۶۰)

اور بھی متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے تکبر کی مذمت فرمائی ہے۔

اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

www.waseemziyai.com

"جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عظمت اور کبریائی میری چادریں ہیں جو ان میں سے کسی کا دعویٰ کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا، مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی کوہ صفا پر ملاقات ہوئی، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رونے لگے، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے، انہوں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے "جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ برابر تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا"۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ آدمی اپنے نفس کی پیروی میں برابر بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے متکبرین میں لکھا جاتا ہے اور اسے انہیں کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے ایک مرتبہ پرندوں، انسانوں جنوں اور درندوں سے فرمایا کہ میری معیت میں چلو چنانچہ آپ دو لاکھ انسانوں اور دو لاکھ جنوں کے ساتھ تخت پر جلوہ فرما ہوئے اور اتنی بلندی تک جا پہنچے کہ وہاں سے فرشتوں کی تسبیحات کی آواز بآسانی سنی جارہی تھی، پھر وہاں سے نیچے اترے یہاں تک کہ ان کے قدم سمندر کو چھونے لگے تو آپ نے آواز سنی، اگر تمہارے کسی ساتھی کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا تو جتنی بلندی تک میں تم کو لے گیا ہوں، اس سے بھی زیادہ گہرائی میں اسے دھنسا دونگا۔

تین شخصوں پر جہنم کا مخصوص عذاب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو کان، دو آنکھیں اور قوت گویائی رکھنے والی زبان ہوگی، وہ کہے گی کہ مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے، ہر سرکش متکبر کیلئے، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کیلئے اور تصویریں بنانے والے کیلئے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ بخیل، متکبر اور بدخصال جنت میں نہیں جائے گا۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جنت اور جہنم نے باہم گفتگو کی، جہنم بولا کہ میں نے سرکشوں اور متکبروں کو اپنے لئے پسند کیا ہے، جنت نے کہا میرے اندر کمزور، ضعیف اور درماندہ لوگ آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے، میں جس بندے کو چاہوں گا اسے تیرے سپرد کر دوں گا اور جہنم سے فرمایا تو میرا عذاب ہے، میں جسے چاہوں گا تیرے عذاب میں جھونک دوں گا اور تم

www.waseemziyai.com

دونوں کو بھر دوں گا۔

بہت ہی برا بندہ: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ بندہ بہت برا ہے جس نے تکبر کیا، سرکشی اختیار کی اور قادر مطلق خدا کو بھول گیا، وہ بندہ بہت برا ہے جس نے تکبر کیا، اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھا اور بہت بڑے بلند و باعزت خدا کو بھول گیا، وہ بندہ بہت برا ہے جو مقصود زندگی سے غافل ہو گیا، اسے بھول گیا اور قبروں اور مصائب کو بھلا بیٹھا، وہ بندہ بہت برا ہے جس نے بغاوت اور سرکشی کی اور اپنی ابتداء و انتہاء کو بھول گیا۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ سے کہا گیا کہ فلاں میں کتنا تکبر ہے، آپ نے فرمایا کیا اس کے لئے موت نہیں ہے؟ یعنی وہ موت سے نہیں ڈرتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے وفات کے وقت اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا میں تمہیں دو باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے روکتا ہوں، میں تمہیں تکبر اور شرک سے منع کرتا ہوں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پر کار بند رہنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اگر ایک پلڑے میں آسمان و زمین اپنی تمام اشیاء سمیت رکھ دیے جائیں اور دوسرے پلڑے میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رکھ دیا جائے تو یہ پلڑہ بھاری ہو جائے گا۔ اگر آسمان و زمین اپنی تمام تر اشیاء سمیت ایک دائرہ کی طرح ہو جائیں اور ان میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رکھ دیا جائے تو وہ دائرہ ٹوٹ جائے گا اور میں تمہیں سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی تسبیح ہے اور اسی کے سبب ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے بشارت ہو جسے اللہ نے اپنی کتاب کا علم دیا اور وہ متکبر نہیں مرا۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ ہر سنگدل، اترا کر چلنے والا متکبر، مال جمع کرنے والا اور کسی کو راہ خدا سے روکنے والا جہنمی ہے اور ہر مفلس ضعیف جنتی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے ہمیں سب سے زیادہ محبوب ہمارا سب سے زیادہ مقرب قیامت میں وہ شخص ہوگا جو تم میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور قیامت کے دن ہمیں سب سے زیادہ ناپسند اور ہم سے سب سے زیادہ دور، لوگوں کا مضحکہ اڑانے والے، بیہودہ گو اور متفیقین ہوں گے پوچھا گیا حضور! یہ کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا یہ متکبر ہوں گے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، قیامت کے دن متکبر چیونٹیوں کی طرح اٹھائے جائیں گے لوگ انہیں روندیں گے اور ریزہ ریزہ کر دیں گے اور وہ انتہائی ذلت میں ہوں گے پھر انہیں جہنم کے قید خانہ کی طرف لے جایا جائے گا جس کا نام بولس ہے، ان پر جہنم کی آگ بھڑکے گی، انہیں دوزخیوں کے جسموں

www.waseemziyai.com

سے نکلنے والی پیپ پلائی جائے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سرکش اور متکبروں کو قیامت کے دن چیونٹیوں جیسی جسامت میں پیدا کیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی ناقدری کی وجہ سے لوگ انہیں روندرہے ہوں گے۔

جناب محمد بن واسع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بلال بن ابی بردہ کے ہاں گیا اور ان سے کہا کہ تمہارے والد نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث سنائی تھی کہ "جہنم میں وادی ہے جس کا نام وہب ہے۔اللہ تعالیٰ اس وادی میں ہر متکبر کو داخل کرے گا" اے بلال! خیال رکھنا اس وادی کے رہنے والوں میں سے نہ ہوجانا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جہنم میں ایک محل ہے جس میں تمام متکبروں کو جمع کیا جائے گا اور پھر وہ محل ان پر گرادیا جائے گا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اے اللہ! میں تکبر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور فرمایا کہ جو شخص دنیا سے اس حال میں جائے کہ وہ تین چیزوں سے بری ہو، وہ جنت میں جائے گا۔(1) تکبر (2) قرض (3) خیانت۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ حقیر مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت معزز ہوتا ہے۔

جناب وہب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرما کر کہا، تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

جناب احنف بن قیس رضی اللہ عنہ جناب مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا کرتے تھے، ایک دن احنف تشریف لائے تو حضرت مصعب پیر لمبے کئے ہوئے دراز تھے،انہیں دیکھ کر انہوں نے پیر نہیں سمیٹے،حضرت احنف بیٹھ گئے اور انہیں بہت دکھ ہوا۔یہاں تک کہ ان کے چہرے پر ناراضگی کی علامات ظاہر ہوگئیں،تب انہوں نے کہا تعجب ہے کہ انسان تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ دو پیشاب گاہوں سے نکلا ہے۔

جناب حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تعجب ہے کہ انسان روزانہ ایک یا دو مرتبہ پاخانہ دھوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے۔

آیۂ کریمہ وَفِيٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کے متعلق بعض علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد انسان کی شرمگاہیں ہیں۔

حضرت محمد بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ انسان کے دل میں جتنا تکبر داخل ہوتا ہے اتنا ہی اس کی عقل کم ہوتی ہے،تکبر زیادہ ہو تو عقل بہت کم ہوتی ہے اور اگر تکبر تھوڑا ہو تو اسی کے حساب سے عقل کم ہوجاتی ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت سلیمان علیہ السلام سے اس گناہ کے متعلق پوچھا گیا جس کی موجودگی میں نیکی کوئی فائدہ نہیں دیتی تو انہوں نے کہا وہ تکبر ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا شیطان کے کچھ جال ہیں. ان جالوں میں یہ جال بھی ہیں. اللہ کی نعمتوں پر اترانا. اس کی عطاؤں پر فخر کرنا. بندگان خدا سے تکبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ خواہشات کی اتباع کرنا. اے اللہ! اپنی منت اور احسان کے طفیل دنیا اور آخرت میں ہمیں عفو اور عافیت عطا فرما! آمین۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنے تہبند کو گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے نگاہ رحمت سے نہیں دیکھتا ہے، مزید فرمایا کہ ایک شخص اپنی چادر پر فخر کر رہا تھا، اس کا نفس بہت اترا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت کے دن تک اسی طرح دھنستا چلا جائے گا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو تکبر سے اپنے کپڑے گھسیٹ کر چلتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نگاہ رحمت نہیں فرمائے گا۔

حضرت زید بن اسلم سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو عبداللہ بن واقد کا گزر ہوا جو نئے کپڑے پہنے ہوئے تھا، میں نے سنا حضرت عبداللہ بن عمر کہہ رہے تھے اے بیٹے! تہبند کو اونچا کر لو کیونکہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو اپنے تہبند کو تکبر سے گھسیٹ کر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نگاہ رحمت نہیں کرتا۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی ہتھیلی پر لعاب دہن لگا کر فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو عجب و غرور کر رہا ہے حالانکہ میں نے تجھے اس جیسے پانی سے پیدا کیا ہے، یہاں تک کہ جب میں نے تجھے مکمل کر دیا تو رنگ برنگے کپڑے پہن کر زمین پر دندناتا پھر رہا ہے حالانکہ تجھے اسی زمین میں جانا ہے تو نے مال جمع کر کے اسے روک لیا مگر جب موت تیرے سامنے آجاتی ہے تو صدقہ کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے، اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں؟

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب میرا امتی اترا کر چلے گا اور فارس و روم والے ان کے خدمت گزار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر دوسروں کو مسلط کر دے گا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اترا کر چلتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو گا۔

جناب ابو بکر الہذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن الأهتم کا گذر ہوا جو اپنے محل کی طرف جا رہا تھا، اس نے متعدد ریشمی عبائیں ایک دوسرے پر پہن

www.waseemziyai.com

رکھی تھیں اور ان کی وجہ سے اس کی اچکن کھلی ہوئی تھی .وہ نہایت متکبرانہ انداز میں ایک ایک قدم رکھتا ہوا جا رہا تھا۔حضرت حسن نے ایک نظر اسے دیکھا اور فرمایا افسوس! ناک چڑھانے والا اترا کر چلنے والا منہ پھیلائے ہوئے اپنے دونوں پہلو دیکھتا ہوا جا رہا ہے.اے بیوقوف! تو اپنے پہلوؤں میں ایسی نعمتوں کو دیکھ رہا ہے جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنائی گئی اور نہ ہی تو نے اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کیا ہے. تیرے بدن کے ہر ایک عضو میں اللہ کی نعمت ہے اور شیطان ہر عضو پر قبضہ کی فکر میں ہے ۔بخدا! اپنی فطرت کے مطابق چلنا یا دیوانے کی طرح لڑکھڑا کر چلنا اس چلنے سے بہتر ہے۔

ابن الاھتم نے جب یہ سنا تو آ کر معذرت کرنے لگا۔آپ نے فرمایا مجھ سے معذرت نہ چاہو، اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، کیا تو نے یہ فرمان الٰہی نہیں سنا ہے:

''اور زمین پر اترا کر نہ چل، بے شک تو نہ تو زمین کو پھاڑے گا اور نہ ہی پہاڑوں جتنا لمبا ہو جائے گا''۔(پ۱۵ بنی اسرائیل ۳۷)

جوانی پر فخر نہیں کرنا چاہیے:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قریب سے ایک جوان کا گزر ہوا جو خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھا آپ نے اسے بلا کر فرمایا اے انسان! اپنی جوانی پر فخر کرتا ہے؟ اپنی عادتوں سے محبت کرتا ہے؟ گویا کہ قبر نے تیرے وجود کو چھپا لیا ہے اور تو نے اپنے اعمال دیکھ لئے ہیں؟ تجھ پر حیف صد حیف! جا اور اپنے دل کا علاج کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کے عمدہ دلوں کی ضرورت ہے ۔روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالنے سے پہلے حج کیا، حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دیکھا کہ وہ اترا اترا کر چل رہے ہیں۔طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے پہلو کو انگلی سے دبا کر کہا یہ اس کی چال نہیں ہے جس کے پیٹ میں گندگی بھری ہو۔جناب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے معذرت خواہانہ لہجہ میں کہا اے عم محترم! میرے جسم کے ہر عضو نے مجھے اس چال پر مجبور کیا اور میں یہ چال سیکھ گیا۔حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو ناز و تبختر سے چلتے ہوئے دیکھ کر بلایا اور کہا جانتے ہو تم کون ہو؟ تمہاری ماں کو میں نے سو درہم میں خریدا تھا اور تمہارا باپ مخلوق خدا میں بہت سے لوگوں سے کم مرتبہ ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو تہبند گھسیٹ کر چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ شیطان کے بھی بھائی ہیں۔آپ نے دو یا تین مرتبہ یہ جملہ دھرایا۔

روایت ہے کہ مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمۃ اللہ علیہ نے مہلب کو ریشمی جبہ پہنے ناز سے چلتے دیکھ کر کہا کہ اے بندہ خدا! یہ چال ان لوگوں کی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہیں، مہلب نے کہا مجھے پہنچانتے ہو میں کون ہوں؟ جناب مطرف رحمۃ اللہ علیہ بولے کہ اچھی طرح پہچانتا ہوں، تیری ابتداء ناپاک نطفہ سے، تیری انتہا گندے مردار کے طور پر ہے اور درمیانی مدت میں تو گندگی

www.waseemziyai.com

اٹھائے پھرتا ہے۔ مہلب نے یہ سن کر متکبرانہ چال ترک کر دی اور آگے روانہ ہوگیا۔

اسی موضوع پر اکثر شعراء نے بہت سے اشعار کہے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

عَجِبْتُ مِنْ مُعْجِبٍ بِصُوْرَتِهٖ   وَكَانَ بِاَمْسِ نُطْفَةً مُذْرَه

وَفِيْ غَدٍ بَعْدَ حُسْنِ هَيْئَتِهٖ   يَصِيْرُفِي الْقَبْرِ جِيْفَة قذره

1- میں اپنی صورت پر فخر کرنیوانے والے پر حیران ہوں کیونکہ وہ کل تک ایک ناپاک نطفہ تھا۔

2- اور اپنی خوبصورتی کے باوجود کل قبر میں ایک بدبودار مردار ہو جائے گا۔

خلف احمر کہتا ہے:

لَنَا صَاحِبٌ مُوْلِعٌ بِالْخِلَافِ   كَثِيْرُ الْخَطَاءِ قَلِيْلُ الصَّوَابِ

اَشَدُّ لِجَاجًا مِّنَ الْخُنْفَسَا   وَاَزْهٰى اِذَا مَا مَشٰى مِنْ غُرَابٍ

1- میرا ایک اختلاف پسند دوست ہے جس کی غلطیاں زیادہ اور اچھائیاں کم ہیں۔

2- وہ گبریلے سے بھی زیادہ ضدی ہے اور کوے سے بھی زیادہ اکڑ کر چلتا ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے: (ترجمہ)

1- میں نے تکبر سے کہا جبکہ اس نے کہا مجھ جیسے رجوع نہیں کیا کرتے۔

2- اے بہت جلد دنیا سے کوچ کرنے والے تو تواضع کیوں نہیں کرتا؟

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اسی موضوع پر فرماتے ہیں:

اَيُّهَا الْمَشَامِخُ الَّذِيْ يُرَامُ   نَحْنُ مِنْ طِيْنَةٍ عَلَيْكَ السَّلَامُ

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ مَتَاعٌ   ومع الموت تستوى الاقدام

1- اے موت کو نہ چاہنے والے متکبر تجھ پر سلامتی ہو ہم مٹی سے ہیں۔

2- یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے، موت کے ساتھ ہی پیر برابر ہو جائیں گے۔

مجاہد نے فرمان الٰہی ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى کے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ وہ اپنے گھر والوں کی طرف اتراتا ہوا گیا۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۳:

زندگی کے بارے میں غور و فکر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر انسان کو غور و فکر کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ۔ (پ ۴۔ال عمران ۱۹۰)

بیشک زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف میں۔(اہل بصیرت کیلئے نشانیاں ہیں)

یعنی رات دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے غور وفکر کی دعوت ہے کیونکہ جونہی ایک جاتا ہے، دوسرا آجاتا ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً۔ (پ ۱۹ الفرقان ۶۲)

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا کر دیا ہے۔

جناب عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ پہلی آیت میں اختلاف سے مراد نور و ظلمت کمی اور زیادتی ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِہٖ ... اِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْ یَطْرُقْنَ اَسْحَارًا

لَا تَفْرَحَنَّ بِلَیْلٍ طَابَ اَوَّلُہٗ ... فَرُبَّ اٰخِرِ لَیْلٍ اَجَّجَ النَّارَا

1- اے رات کے ابتدائی حصہ میں خوش خوش سونے والے، کبھی صبح کو مصائب بھی نازل ہوجایا کرتے ہیں۔

2- رات کے پہلے پہر کی پاکیزگی سے خوش نہ ہو، رات کے بہت سے آخری حصے جہنم کے شعلوں کو بھڑکا دیتے ہیں۔

دوسرا شاعر کہتا ہے:

اِنَّ اللَّیَالِیَ لِلْاَنَامِ مَنَاھِلٌ ... تطری وتنشر دُوْنَھَا الْاَعْمَارُ

فَقِصَارُھُنَّ مَعَ الْھُمُوْمِ طَوِیْلَۃٌ ... وَطِوَالُھُنَّ مَعَ السُّرُوْرِ قِصَارُ

1- بے شک راتیں لوگوں کی منزل ہیں۔

2- چھوٹی چھوٹی راتیں غموں کی وجہ سے طویل ہوجاتی ہیں اور طویل راتیں مسرت کی وجہ سے چھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔

اولو الالباب کون ہیں: اور اللہ تعالیٰ نے غور و فکر کرنے والوں کی تعریف کی۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا (پ ۴۔ال عمران ۱۹۱)

یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے ان کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے۔

ذات باری میں غور وفکر کی ممانعت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں غور وفکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوق خدا کے احوال میں غور وفکر کرو، اللہ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔ کیونکہ تم اس کی بے مثال قدرت پر قادر نہیں ہو سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک دن آپ ایک ایسی جماعت کے پاس گئے جو غور وفکر میں ڈوبی ہوئی تھی، آپ نے پوچھا کیا بات ہے تم بولتے کیوں نہیں ہو؟۔ انہوں نے جواب دیا ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور وفکر کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا اچھا! لیکن مخلوق خدا میں غور وفکر کرو، خالق کائنات کی ذات میں غور وفکر مت کرو، پھر آپ نے فرمایا مغرب میں ایک سفید براق نورانی زمین ہے، سورج کا وہاں تک چالیس دنوں کا سفر ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا فرمائی ہے، وہ جب سے پیدا ہوئے ہیں انہوں نے ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی، لوگوں نے پوچھا حضور! ان میں شیطان کا گزر نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا انہیں شیطان کی پیدائش کا علم نہیں، پوچھا گیا وہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا انہیں تو آدم علیہ السلام کی پیدائش کا بھی علم نہیں ہے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں اور عبید بن عمیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کے اور ہمارے درمیان پردہ پڑا ہوا تھا، انہوں نے پوچھا عبید! تم ہماری ملاقات کو کیوں نہیں آتے؟ عبید نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے دیر سے حاضر ہوتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔ تاخیر سے ملاقات کرو، محبت بڑھے گی۔

ابن عمیر بولے آپ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ کی ہوئی عجیب باتوں سے کوئی عجیب بات بتلائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات عجیب تھی۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو میرے ہاں تشریف لائے اور میرے ساتھ آرام فرما ہوئے، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ مجھے اجازت دو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔ چنانچہ آپ ایک مشکیزہ کی طرف گئے، وضو فرمایا اور نماز میں کھڑے ہو گئے۔ نماز شروع کرتے ہی آپ نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، پھر سجدہ کیا یہاں تک کہ روتے روتے زمین گیلی ہو گئی، سلام کے بعد آپ پہلو کے بل لیٹ گئے تا آنکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان دے دی اور آپ کو نماز کے لئے بلایا اور عرض کی یارسول اللہ! آپ کس لئے روتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی خطائیں معاف فرما دی ہیں۔ آپ نے فرمایا افسوس! بلال تم مجھے رونے سے

www.waseemziyai.com

روکتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آج کی رات مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (پ:۴، اٰل عمران ۱۹۰)

بیشک زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا اس شخص پر افسوس ہے جس نے یہ آیت پڑھی اور اس پر غور و فکر نہیں کیا۔

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ان آیات میں غور و فکر کرنے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ان آیات کو پڑھو اور پھر انہیں سمجھنے کی کوشش کرو۔

محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ بصرہ کا ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی زوجہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی عبادت کے متعلق پوچھا، ان کی زوجہ نے جواب دیا کہ وہ سارا دن گھر کے کونے میں بیٹھے غور و فکر کیا کرتے تھے۔

جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک لمحہ کا غور و فکر رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے، حضرت فضیل کا قول ہے کہ غور و فکر ایک آئینہ ہے جو تجھے تیری نیکیاں اور برائیاں دکھاتا ہے۔

جناب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ بہت زیادہ غور و فکر کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ غور و فکر عقل کا مغز ہے۔

جناب سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ شاعر کے اس شعر کو اکثر بطور تمثیل پیش کیا کرتے تھے۔

اِذَا الْمَرْءُ کَانَتْ لَهٗ فِکْرَةٌ فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ عِبْرَةٌ

1- جب آدمی میں غور و فکر کرنے کا مادہ ہو تو اسے ہر چیز میں عبرتیں نظر آتی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواریوں کو جواب:

جناب طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آج روئے زمین پر آپ جیسا کوئی اور بھی ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا بولنا ذکر الٰہی میں ہو، جس کی خاموشی غور و فکر میں اور جس کی نگاہ نگاہ عبرت ہو، وہ مجھ جیسا ہے۔

جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس شخص کی گفتگو حکیمانہ نہیں وہ لغو ہے، جس کی خاموشی غور و فکر کی خاموشی نہیں ہے وہ بھول ہے اور جس کی نگاہ نگاہ عبرت نہیں وہ بیہودہ ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ

البتہ میں اپنی نشانیوں سے زمین پر ناحق تکبر کرنے والوں کو پھیر دوں گا۔ (پ۹ الاعراف ۱۴۶)

www.waseemziyai.com

جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ میں ان کے دلوں میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہنے دوں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو عبادت کا حصہ دو، عرض کی گئی حضور! ان کا عبادت سے کیا حصہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا قرآن مجید کو دیکھنا، اس میں غور وفکر کرنا اور اس کے عجائبات میں سبق حاصل کرنے والی نگاہ سے غور و خوض کرنا۔

مکہ معظمہ کے قریب جنگل میں رہنے والی عورت سے مروی ہے، اس نے کہا اگر نیکوں کے دل غور وفکر میں ڈوب کر غیب کے پردوں میں پوشیدہ ان انعامات کو دیکھ لیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے تیار کیا ہے تو ان کی دنیاوی زندگی ان پر بھاری ہو جائے اور دنیا ان کی نظروں میں بالکل حقیر ہو جائے۔

حضرت لقمان تنہائی میں بیٹھ کر بہت دیر تک غور وفکر میں ڈوبے رہتے، ان کا خادم وہاں سے گزرتا اور کہتا کہ آپ ہمیشہ تنہا بیٹھے رہتے ہیں، اگر لوگوں کے ساتھ بیٹھا کریں تو آپ ان سے الفت حاصل کریں، آپ جواب میں فرماتے کہ طویل تنہائی دائمی غور وفکر عطا فرماتی ہے اور طویل تفکر جنت کا راستہ ہے۔

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص کا غور وفکر بڑھ جاتا ہے اسے علم عطا ہوتا ہے۔ اور جسے علم عطا ہوتا ہے وہ عمل کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے ایک دن سہل بن علی رضی اللہ عنہ کو خاموش اور متفکر دیکھ کر پوچھا کہاں تک پہنچے ہو؟ وہ بولے کہ پل صراط کے متعلق غور وفکر کر رہا ہوں۔

جناب بشیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں غور وفکر کریں تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ایسی دو رکعتیں جو حضور قلب اور انتہائی غور وفکر سے پڑھی جائیں، وہ ساری رات کی بے حضور قلب عبادت سے افضل ہیں۔

جناب ابوشریح رحمۃ اللہ علیہ چلے جا رہے تھے کہ اچانک چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے اور رونا شروع کر دیا، رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اپنی گزشتہ عمر قلیل نیکیوں اور موت کے جلد آنے پر غور کر رہا ہوں۔

ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ آنکھوں کو رونے والا اور دلوں کو غور وفکر کرنے کا عادی بناؤ، مزید فرمایا دنیا کے بارے میں غور وفکر آخرت کے لئے ایک پردہ ہے اور نیکوں کے لئے عذاب ہے لیکن آخرت کے متعلق غور وفکر علم کا وارث بناتا ہے اور دلوں کو زندہ کرتا ہے۔

جناب حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ عبرت حاصل کرنے سے علم بڑھتا ہے، ذکر سے محبت بڑھتی ہے اور

www.waseemziyai.com

غور وفکر سے خوف خدا بڑھتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ نیکیوں میں غور وفکر نیکیوں کی ترغیب دیتا ہے اور گناہوں پر پشیمانی گناہ چھوڑنے پر آمادہ کرتی ہے۔

روایت ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا کہ میں ہر عالم و دانشمند کا کلام نہیں، اس کی نیت اور محبت دیکھتا ہوں، اگر اس کی نیت و محبت میرے لئے ہوتی ہے تو میں اس کی خاموشی کو غور وفکر کی خاموشی، اس کی گفتگو کو حمد قرار دیتا ہوں، اگرچہ وہ خاموش بیٹھا ہوا ہو۔

جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ عقل مند ہمیشہ ذکر سے فکر کی جانب اور غور وفکر سے ذکر خدا کی جانب رجوع ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کے دل بولتے ہیں اور علم و حکمت کی باتیں کرتے ہیں۔

اسحق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب داؤد طائی ایک چاندنی رات میں چھت پر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کے عجائبات ارض و سما میں غور وفکر کر رہے تھے اور وہ آسمان کی طرف دیکھ کر رو رہے تھے یہاں تک کہ بے خودی کی حالت میں ہمسایہ کے گھر میں گر پڑے، مکان کا مالک اپنے بستر سے برہنہ تلوار لے کر جھپٹا، وہ سمجھا شاید کوئی چور آگیا ہے لیکن جب اس نے آپ کو دیکھا تو تلوار نیام میں کر کے پوچھا، آپ کو کسی نے چھت سے دھکا دیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

جناب جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بہترین اور عمدہ مجلس، مجلس غور وفکر ہے جو توحید کے میدان میں انجام دی جائے اور محبت کے سمندر سے محبت کے جام پینا بہترین شراب اور معرفت کی معطر ہواؤں سے لطف اندوز ہونا سب ہواؤں سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سے اجر حسن کی امید رکھنا عمدگی میں بے مثال ہے، پھر فرمایا وہ دل کیسا بہترین ہے جو ان مجالس کا شناسا ہے اور اسے خوشخبری ہو جو محبت کے ان لذیذ ترین جاموں سے کام و دہن کی تواضع کرتا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ گفتگو پر خاموشی سے اور حصول علم کے لئے غور وفکر کرنے سے امداد طلب کرو۔ مزید فرمایا کاموں کے بارے میں اچھی طرح سوچ سمجھ لینا دھوکہ سے بچاتا ہے اور عمدہ رائے شرمندگی اور حد سے زیادہ بڑھ جانے سے بچا لیتی ہے، کاموں میں تفکر اور غور وخوض ہوشیاری پیدا کرتا ہے، داناؤں کے مشورے اور ذہانت نفس کی پائیداری اور بصیرت کی قوت ہیں لہٰذا ارادہ کرنے سے پہلے سوچ، کام کرنے سے پہلے غور وفکر کر اور قبل از وقت مشورہ حاصل کر۔

مزید فرمایا کہ فضائل چار ہیں، پہلی حکمت، جس کا دارومدار غور وفکر پر ہو، پاکبازی جس کا دارومدار شہوت سے اجتناب ہے، قوت جس کا دارومدار غصہ پر ہے، عدل جس کا دارومدار قوائے نفسانی کے اعتدال پر ہے۔

❁❁❁❁

www.waseemziyai.com

باب ۴۴:

شدائدِ مرگ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت، اس کے دکھ درد اور اس کی خواری کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا: دکھ تلوار کی تین سو ضربات کے درد کے برابر ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موت کی شدت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسان ترین اُن میں کانٹے دار ٹہنی کی طرح ہے۔ اسے جب کھینچا جائے گا تو اس کے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ اون بھی کھینچی چلی آئے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مریض کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ کس حال میں ہے اور پسینہ اسے کس لئے آرہا ہے؟ درد والم موت کی شدت وحدت کی وجہ سے ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو جہاد پر ابھارتے اور فرماتے کہ اگر تم جہاد میں شمولیت اختیار کرو گے تب بھی مرنا ضرور ہے۔ بخدا مجھے تلواروں کے ایک ہزار وار بستر پر مرنے سے زیادہ آسان نظر آتے ہیں۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ مردہ قبر سے اٹھنے کے وقت تک موت کی تلخی محسوس کرتا رہے گا۔

بعض شدائدِ مرگ کی تفصیل:

جناب شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ موت مومن کے لئے دنیا اور آخرت کے خوفوں میں سب سے زیادہ خوف ہے، وہ آریوں سے چر جانے، قینچیوں سے اعضاء کاٹ دیے جانے اور دیگوں میں ابلنے سے بھی زیادہ سخت ہے، اگر کوئی مردہ زندہ ہو کر دنیا والوں کو موت کی تلخی کی خبر دے دے تو وہ زندگی کے لطف کو بھول جائیں اور کبھی آرام کی نیند نہ سوئیں۔

زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن کسی اپنے اعمال کی وجہ سے کسی درجہ کو نہیں پا سکتا تو موت کے وقت اسے سکرات اور اس کے دکھ سے واسطہ پڑتا ہے تاکہ وہ اس طرح جنت کے اس آخری درجہ کو بھی حاصل کرے جسے وہ اعمال سے حاصل نہیں کر سکا، اگر کسی کافر کے کچھ اچھے اعمال ہوتے ہیں اور دنیا میں اسے اس کا بدلہ حاصل نہیں ہو سکا ہے تو اس پر موت کی شدت کو ہلکا کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ ان اچھے کاموں کا بدلہ پالے اور مرنے کے بعد سیدھا جہنم میں جائے۔

ایک صاحب اکثر مریضوں سے موت کی شدت کے متعلق گفتگو کیا کرتے تھے، جب وہ خود مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو لوگوں نے ان سے موت کی شدت کے بارے میں سوال کیا، وہ کہنے لگا ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آسمان زمین مل گئے ہیں اور میری روح سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ مرگِ مفاجات مومن کے لئے راحت اور گناہگار کیلئے باعث رحمت ہے۔

www.waseemziyai.com

جناب مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میت کے بالوں میں سے ایک بال زمین و آسمان میں رہنے والوں پر رکھ دیا جائے تو سب مر جائیں کیوں کہ میت کے ہر ایک بال میں موت ہوتی ہے اور موت جب کسی چیز پر طاری ہوتی ہے تو وہ چیز فنا ہو جاتی ہے۔

مروی ہے کہ اگر موت کے درد کا ایک قطرہ دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو سب پہاڑ پگھل جائیں۔

انبیاء علیہم السلام پر موت بہت آسان کر دی جاتی ہے:

مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے خلیل! تم نے موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے عرض کی. جیسے سیخ کو گیلی اون میں ڈال کر کھینچا جائے. رب تعالیٰ نے فرمایا! ہم نے تمہارے لئے موت کو بہت آسان کر دیا ہے۔ (تب تو نے اس کی یہ شدت محسوس کی ہے)

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئی تو رب جلیل نے فرمایا: موسیٰ! تم نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی جیسے چڑیا جال میں پھنس جاتی ہے اور وہ مرتی نہیں بلکہ آسائش طلب کرتی ہے اور نہ رہائی پاتی ہے کہ اڑ جائے (یہی حال دم نزع انسان کا ہوتا ہے)

یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ایسا درد محسوس کیا جیسے زندہ بکری کی قصاب کھال اتار رہا ہو۔

مروی ہے کہ موت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پانی کا پیالہ رکھا تھا، آپ اس میں دست اطہر ڈبو کر پیشانی پر ملتے اور فرماتے اے اللہ! مجھ پر موت کی سختیوں کو آسان فرما اور حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی رو رہی تھیں، ہائے میرے ابا کی تکلیف! اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ تیرے باپ پر آج کے بعد کوئی دکھ وارد نہیں ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں موت کی شدت کے متعلق بتاؤ۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین! موت ایسی ٹہنی کی طرح ہے جس میں بہت زیادہ کانٹے ہوں اور وہ انسان کے جسم میں داخل ہوگئی ہو اور اس ہر ہر کانٹے نے رگ میں جگہ پکڑ لی ہو پھر اسے ایک آدمی انتہائی سختی سے کھینچے. جو کچھ باہر آجائے اور باقی جسم میں باقی رہ جائے۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ بندہ موت کی سختیوں کو بیماری سمجھ کر ان کا علاج کرتا ہے مگر اس کے جسم کے اعضاء ایک دوسرے سے وداع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تجھ پر سلام ہو. اب ہم قیامت تک کیلئے ایک دوسرے سے جدا ہو رہے ہیں۔

مذکورہ بالا احوال ان مقدس ہستیوں کے تھے جو اللہ تعالیٰ کے دوست اور محبوب ہیں، ہم جو گناہوں سے آلودہ ہیں، ہماری کیا حالت ہوگی؟ ہمارے لئے تو موت کی سختیوں کے علاوہ اور بھی آفتیں ہوں گی۔

www.waseemziyai.com

موت کی تین مصیبتیں ہوتی ہیں. پہلی نزع کی تکلیف. جو ابھی مذکور ہو چکی ہے. دوسری عزرائیل کی صورت کا مشاہدہ اور اسے دیکھ کر دل میں انتہائی خوف و دہشت کا پیدا ہونا. اگر بے پناہ ہمت والا آدمی بھی ملک الموت کی اس صورت کو دیکھ لے جو وہ فاسق و فاجر کی موت کے وقت لے کر آتے ہیں تو اسے تاب تحمل نہ رہے۔

مروی ہے کہ حضرت ابرہیم رضی اللہ عنہ نے ملک الموت سے کہا کیا تم مجھے اپنی وہ صورت دکھا سکتے ہو جس میں تم گنہگاروں کی روح قبض کرنے جاتے ہو؟ ملک الموت بولے آپ میں دیکھنے کی تاب نہیں ہے آپ نے فرمایا میں دیکھ لوں گا چنانچہ ملک الموت نے کہا تھوڑی سی دیر دوسری طرف توجہ کیجئے۔

جب آپ نے کچھ دیر کے بعد دیکھا تو ایک کالا سیاہ آدمی جس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے، بدبو کے بھبکے اٹھ رہے تھے، سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور اس کے منہ اور نتھنوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور دھواں اٹھ رہا تھا، سامنے نظر آیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر بیہوش ہو گئے، جب آپ کو ہوش آیا، تو دیکھا کہ ملک الموت سابقہ شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا! اگر فاسق و فاجر کیلئے موت کی اور کوئی سختی نہ ہو تب بھی صرف تمہاری صورت دیکھنا ہی اس کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضرت داؤد علیہ السلام انتہائی غیرت مند جوان تھے، جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو دروازے بند کر جاتے، ایک دن آپ گھر کے باہر تشریف لے گئے آپ کی زوجہ محترمہ نے دیکھا کہ صحن میں ایک آدمی کھڑا ہوا تھا، وہ بولیں جانے اس کو کس نے گھر میں داخل ہونے دیا، اگر حضرت داؤد علیہ السلام آ گئے تو ضرور انہیں دکھ پہنچے گا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور اسے کھڑا دیکھ کر پوچھا کون ہو؟ اس نے کہا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا، نہ کوئی پردہ میری راہ میں حائل ہوتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام خاموش کھڑے رہ گئے اور فرمایا تب تم ملک الموت ہو۔

ایک کاسہ سر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو:

مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا ایک انسانی کھوپڑی کے قریب سے گزر ہوا، آپ نے اسے پاؤں سے ٹھوکا دیا اور فرمایا بحکم خدا مجھ سے بات کر کھوپڑی بولی! اے روح اللہ! میں فلاں فلاں زمانے کا بادشاہ تھا. ایک مرتبہ میں اپنے ملک میں تاج سر پر رکھے، لشکر کے گھیرے میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا، اچانک ملک الموت میرے سامنے آ گیا جسے دیکھ کر میرا ہر عضو معطل ہو گیا اور میری روح پرواز کر گئی۔ پس اس اجتماع میں کیا رکھا تھا. جدائی تو سامنے کھڑی تھی اور اس انس و محبت میں کیا تھا، وحشت ہی وحشت اور تنہائی تھی. یہ دھوکہ ہے جو نافرمانوں نے ڈال دیا جو اطاعت مندوں کیلئے نصیحت ہے۔

یہ وہ آفت ہے جسے ہر گنہگار اور فرمانبردار دیکھتا ہے۔ انبیائے کرام نے موت کے وقت صرف

www.waseemziyai.com

نزع کی سختی کو بیان فرمایا ہے اس خوف و دہشت کا تذکرہ نہیں کیا جو ملک الموت کی صورت دیکھنے والے انسان پر طاری ہوتا ہے ۔ اگر ملک الموت کی صورت کو کوئی رات کو خواب میں دیکھ لے تو اسے بقیہ زندگی بسر کرنا اجیرن ہو جائے چہ جائیکہ اسے موت کی سختی کے وقت ایسی ہیبت ناک شکل میں دیکھے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور نیک لوگ ملک الموت کو انتہائی حسین و جمیل شکل میں دیکھتے ہیں چنانچہ حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت غیرت مند انسان تھے۔ آپ کا ایک عبادت خانہ تھا. جب آپ باہر جاتے اسے بند کر جاتے ۔ ایک دن باہر سے تشریف لائے تو دیکھا کہ عبادت خانہ میں ایک آدمی کھڑا ہے ۔ آپ نے پوچھا تجھے کس نے میرے گھر میں داخل کیا ہے؟ وہ بولا اس کے مالک نے! آپ نے فرمایا اس کا مالک تو میں ہوں. اس نے کہا مجھے اس نے داخل کیا ہے جو اس مکان کا آپ سے اور مجھ سے زیادہ مالک ہے ۔ آپ نے پوچھا کیا تم فرشتوں میں سے ہو؟ وہ بولا ہاں! میں ملک الموت ہوں ۔ آپ نے فرمایا کیا تم مجھے اپنی وہ صورت دکھلا سکتے ہو جس شکل میں تم مومنوں کی روح قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا: ہاں! آپ ذرا دوسری طرف توجہ کیجئے۔

چند لمحے دوسری طرف متوجہ ہونے کے بعد آپ نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا تو انہیں ایک حسین و جمیل جوان نظر آیا جس کے چہرے پر نور برس رہا تھا. لباس انتہائی پاکیزہ پہنے اور اس سے خوشبو کی لپیٹیں اٹھ رہی تھیں ۔ آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا اے عزرائیل! اگر مومن کو موت کے وقت اور کوئی انعام نہ ملے، صرف تمہاری صورت ہی دیکھنے کو مل جائے تو یہی کافی ہے اور بڑا انعام ہے۔

موت کے وقت ایک مصیبت میں محافظ فرشتوں کا مشاہدہ ہے۔

محافظ فرشتوں کا مشاہدہ:

جناب وہیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ جب بھی کوئی آدمی مرتا ہے تو وہ مرنے سے پہلے نامہء اعمال لکھنے والے فرشتوں کا مشاہدہ کرتا ہے. اگر وہ آدمی نیک ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر دے. تو نے ہمیں بہت سی بہترین مجالس میں بٹھلایا اور بہت ہی نیک کام لکھنے کو دئے،

اور اگر مرنے والا گنہگار ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر نہ دے. تو نے بہت ہی بری مجالس میں ہمیں بٹھلایا اور گناہوں اور فحش کلام سننے پر مجبور کیا. اللہ تجھے بہتر جزا نہ دے اس وقت انسان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں اور وہ کسی چیز کو نہیں دیکھ پاتا سوائے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے۔

تیسری آفت گنہ گاروں کا جہنم میں اپنے ٹھکانے کو دیکھنا اور وہاں جانے سے پہلے ہی انتہائی خوفزدہ ہو جانا ہے. اس وقت وہ نزع کے عالم میں ہوتا ہے. اس کے اعضائے بدن ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اس کی روح نکلنے کو تیار ہوتی ہے مگر ملک الموت کی آواز کے (جو دو بشارتوں میں سے ایک پر مشتمل ہو

www.waseemziyai.com

تی ہے) بغیر نہیں نکل سکتی. یا تو یہ کہ اے دشمن خدا! تجھے جہنم کی بشارت ہو یا پھر یہ کہ اے اللہ کے دوست تجھے جنت کی بشارت ہو. اسی لئے عقلمند موت کے وقت سے بہت خوفزدہ رہتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک دنیا سے نہیں نکلتا جب تک کہ اپنا ٹھکانا. خواہ وہ جنت میں ہو یا جہنم میں ہو. دیکھ نہ لے۔

❀❀❀❀

باب ۴۵:

حالات وسوالاتِ قبر

فرمان نبوی ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے اے انسان! تجھ پر افسوس ہے. تجھے میرے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈالا تھا؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میں آزمائشوں. تاریکیوں. تنہائی اور کیڑے مکوڑے کا گھر ہوں. جب تو مجھ پر سے آگے پیچھے قدم رکھتا. گزرا کرتا تھا تو تجھے کونسا غرور گھیرے ہوتا تھا؟ اگر میت نیک ہوتی تو اس کی طرف سے کوئی جواب دینے والا قبر کو جواب دیتا ہے کیا تجھے معلوم نہیں ہے یہ شخص نیکیوں کا حکم دیتا اور برائیوں سے روکا کرتا تھا۔ قبر کہتی ہے تب تو میں اس کیلئے سبزے میں تبدیل ہو جاؤں گی. اس کا جسم نورانی بن جائیگا اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے قرب رحمت میں جائے گی۔

مدفن کی نداء: عبید بن عمیر اللیثی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص مرتا ہے تو زمین کا وہ ٹکڑا جس میں اس نے دفن ہونا ہوتا ہے. نداء کرتا ہے کہ میں تاریکی اور تنہائی کا گھر ہوں. اگر تو اپنی زندگی میں نیک عمل کرتا رہا تو میں آج تجھ پر سراپا رحمت بن جاؤں گا اور اگر تو نافرمان تھا تو میں آج تیرے لئے سزا بن جاؤں گا۔ میں وہ ہوں کہ جو مجھ میں حق کا فرمانبردار بن کر آتا ہے وہ خوش ہو کر باہر نکلتا ہے اور جو نافرمان بن کر آتا ہے وہ ذلیل ہو کر باہر نکلتا ہے۔

جناب محمد بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے قریبی مردے کہتے ہیں اے اپنے بھائیوں اور ہمسائیوں کے بعد دنیا میں رہنے والے! کیا تو نے ہمارے جانے سے کوئی نصیحت حاصل نہ کی اور تیرے سامنے ہمارا مر کر قبروں میں دفن ہو جانا کوئی قابل غور بات نہ تھی؟ تو نے ہماری موت سے ہمارے اعمال ختم ہوتے دیکھے؟ لیکن تو زندہ رہا اور تجھے عمل کرنے کی مہلت دی گئی مگر تو نے اس مہلت کو غنیمت نہ جانا اور نیک اعمال نہ کئے اور اس سے زمین کا وہ ٹکڑا کہتا ہے اے دنیا کی ظاہری پر اترانے والے! تو نے اپنے ان رشتہ داروں سے عبرت کیوں نہ حاصل

www.waseemziyai.com

کی جو دنیاوی نعمتوں پر اترایا کرتے تھے مگر وہ تیرے سامنے میرے پیٹ میں گم ہو گئے. ان کی موت انہیں قبروں میں لے آئی اور تو نے انہیں کندھوں پر سوار اس منزل کی طرف آتے دیکھا کہ جس سے کوئی راہ فرار نہیں ہے۔

اعمال بھی میت سے سوال کرتے ہیں:

یزید الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھے یہ روایت ملی ہے جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال جمع ہو جاتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ انہیں قوتِ گویائی دیتا ہے اور وہ کہتے ہیں اے قبر کے تنہا انسان! تیرے سب دوست اور عزیز تجھ سے جدا ہو گئے ہیں آج ہمارے سوا تیرا اور کوئی ساتھی نہ ہوگا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نیک آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمالِ صالحہ نماز، روزہ، حج، جہاد اور صدقہ وغیرہ اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں، جب عذاب کے فرشتے اس کے پیروں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے اس سے دور رہو، تمہارا یہاں کوئی کام نہیں، یہ ان پیروں پر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی لمبی لمبی عبادت کرتا تھا۔ پھر وہ فرشتے سر کی طرف سے آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے تمہارے لئے اس طرف کوئی راہ نہیں ہے کیوں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اس نے بہت روزے رکھے اور طویل بھوک پیاس برداشت کی فرشتے اس کے جسم کے دوسرے حصوں کی طرف سے آتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں کہ ہٹ جاؤ، اس نے اپنے جسم کو دکھ میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج اور جہاد کیا تھا لہٰذا تمہارے لئے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ پھر وہ ہاتھوں کی طرف سے آتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے، میرے دوست سے ہٹ جاؤ، ان ہاتھوں سے کتنے صدقات نکلے ہیں جو محض خوشنودی خدا کے لئے دئے گئے اور ان ہاتھوں سے نکل کر وہ بارگاہ الٰہی میں مقبولیت کے درجے پر فائز ہوئے لہٰذا یہاں تمہارا کوئی کام نہیں ہے۔

پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تیری زندگی اور موت دونوں بہترین ہیں اور رحمت کے فرشتے اس کی قبر میں جنت کا فرش بچھاتے ہیں، اس کیلئے جنتی لباس لاتے ہیں۔ حدِ نگاہ تک اس کی قبر کو فراخ کر دیا جاتا ہے اور جنت کی ایک قندیل اس کی قبر میں روشن کر دی جاتی ہے جس سے وہ قیامت کے دن روشنی حاصل کرتا رہے گا۔

جناب عبید بن عمیر نے ایک جنازہ کے جلوس میں کہا مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میت کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے، درآں حالیکہ وہ چلنے والوں کے قدموں کی چاپ کو سن رہا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ قبر گفتگو کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اے انسان تجھ پر افسوس ہے؟ کیا تجھے مجھ سے، میری تنگی سے، بدبو سے، ہیبت اور کیڑوں سے نہیں ڈرایا گیا تھا، اب تو میرے لئے کیا تیاری کر کے لایا ہے؟

www.waseemziyai.com

مومن کی وفات پر فرشتوں کی آمد:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری جوان کے جنازہ میں گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر پر سر جھکا کر بیٹھ گئے، پھر تین مرتبہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ۔ اے اللہ! میں تجھ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔

کہہ کر فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایسے فرشتے بھیجتا ہے جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں وہ اس کے لئے خوشبوئیں اور کفن ساتھ لاتے ہیں اور حد نظر تک بیٹھ جاتے ہیں۔ جب اس مومن کی روح پرواز کرتی ہے تو اس آسمان و زمین کے درمیان رہنے والے تمام فرشتے اس کے درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہیں، اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمان کے ہر دروازے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ روح میرے یہاں سے داخل ہو، جب اس کی روح اوپر کو جاتی ہے تو کہا جاتا ہے اے اللہ تیرا فلاں بندہ آگیا ہے، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اسے لے جاؤ اور اسے وہ انعامات دکھلاؤ جو میں نے اس کے لئے تیار کئے ہیں کیونکہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ انہیں مٹی سے میں نے پیدا کیا ہے اور اسی میں ان کو لوٹاؤں گا"۔

مردہ قبر میں لوگوں کے جوتوں کی چاپ کو سنتا ہوتا ہے، جب وہ اسے دفن کر کے واپس جارہے ہوتے ہیں، تب اسے کہا جاتا ہے کہ اے انسان! تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے وہ جواب میں کہتا ہے میرا رب اللہ، میرا دین اسلام اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

پھر فرمایا قبر میں فرشتے سخت سرزنش کرتے ہیں اور یہ آخری مصیبت ہے جو میت پر قبر میں نازل ہوتی ہے جب وہ ان کے سوالات کے جواب سے فارغ ہو جاتا ہے تو منادی نداء کرتا ہے تو نے سچ کہا اور یہی فرمان الٰہی ہے:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ۔ (پ۱۳ ابراہیم ۲۷) اللہ تعالیٰ مومنوں کو مستحکم بات کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے۔

پھر اس کے پاس ایک حسین و جمیل شخص آتا ہے جس کے جسم سے خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں اور وہ انتہائی دیدہ زیب لباس زیب تن کئے ہوتا ہے وہ آ کر کہتا ہے کہ تجھے رحمت خداوندی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی امین جنت کی خوشخبری ہو، مومن جواب میں کہتا ہے اللہ تعالیٰ تجھے بھلائی سے سرفراز فرمائے تو کون ہے؟ جواب ملتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں، تو نیکیوں میں بڑھ کر حصہ لیتا تھا اور برائیوں سے رک جاتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے بہترین جزا دی ہے۔ پھر منادی ندا کرتا ہے کہ اس مومن کے لئے جنتی

www.waseemziyai.com

فرش بچھادو اور اس کیلئے جنت کی جانب ایک دروازہ کھول دو. چنانچہ اس کیلئے جنتی فرش بچھادیا جاتا ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ دعا مانگتا ہے. اے اللہ قیامت کو جلدی قائم فرما تاکہ میں اپنے اہل وعیال اور مال سے ملاقات کروں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جب کافر کا آخری وقت قریب آتا ہے اور روح دنیا سے رخصت ہوا چاہتی ہے تو سخت بے رحم فرشتے آگ اور دوزخ کے تارکول کا لباس لئے آتے ہیں اور اسے انتہائی خوفزدہ کر دیتے ہیں. جب اس کی روح نکلتی ہے تو آسمان اور زمین کے درمیان رہنے والے تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں آسمانوں کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور ہر دروازہ یہ چاہتا ہے کہ یہ روح ادھر سے نہ گزرے. جب اس کی روح اوپر چڑھتی ہے تو اسے نیچے پھینک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اے اللہ تیرا فلاں بندہ آیا ہے جسے زمین وآسمان نے قبول نہیں کیا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے واپس لوٹاؤ اور اسے وہ عذاب دکھلاؤ جو میں نے اس کیلئے قبر میں تیار کیا ہے کیوں کہ انسان سے میرا وعدہ ہے "تمہیں ہم نے مٹی سے پیدا کیا ہے اور ہم تمہیں اسی میں لوٹائیں گے" اور وہ مردہ قبر میں دفن کر کے واپس جانے والوں کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے. تب اس سے کہا جاتا ہے اے انسان! تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا اور اسے کہا جاتا ہے تو نہ جانے. پھر اس کے پاس ایک بدصورت، بدبودار اور انتہائی غلیظ کپڑوں والا آ کر کہتا ہے تجھے قہر خداوندی اور دائمی دردناک عذاب کی خوشخبری ہو، مردہ کافر کہتا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے بری خبر سنائے تو کون ہے وہ کہتا ہے میں تیرے اعمال بد ہوں بخدا تو برائیوں میں بہت تیزی دکھاتا تھا اور نیکیوں سے اعراض کیا کرتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تجھے بری جزا دی ۔کافر کہتا ہے اللہ تعالیٰ تجھے بھی جزا دے پھر اس کیلئے ایک گونگا. اندھا اور فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ہتھوڑا ہوتا ہے جسے اگر جن وانسان مل کر اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھاسکیں. اگر وہ پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے ۔وہ فرشتہ اس انسان کو ہتھوڑا مارتا ہے جس سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے پھر وہ زندہ ہو جاتا ہے اور فرشتہ اسے آنکھوں کے درمیان مارتا ہے. جس کی آواز جن وانس کے سوا زمین کی تمام مخلوق سنتی ہے. پھر منادی ندا کرتا ہے. اس کیلئے جہنم کی دو تختیاں بچھاؤ اور اس کیلئے جہنم کی جانب ایک دروازہ کھول دو لہٰذا اس کیلئے جہنم کے دو تختے بچھا دئے جاتے ہیں اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہر مرنے والے پر موت کے وقت اس کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے جاتے ہیں. وہ نیکیوں کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتا ہے اور گناہوں کے دیکھنے سے آنکھیں چراتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا، مومن پر جب موت کا وقت

www.waseemziyai.com

قریب آتا ہے تو فرشتے ریشم کے ایک کپڑے میں مشک اور ناز بو کی ٹہنیاں لاتے ہیں. ان جنتی اشیاء کو دیکھ کر مومن کی روح ایسی آسانی سے نکلتی ہے جیسے آٹے میں سے بال نکلتا ہے اور کہا جاتا ہے اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف خوش اور پسندیدہ ہو کر لوٹ جا۔

اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ آسائشوں اور عزت کی طرف جا. اور جب روح نکل آتی ہے تو اسے اس مشک اور ناز بو میں رکھ کر اوپر سے ریشم لپیٹ کر جنت کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

کافر پر عذاب: جب کافر پر موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے ایک ٹاٹ پر جہنم کی چنگاریاں رکھ کر آتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی روح شدید عذاب سے کھینچی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے اے نفس خبیث! مصیبت زدہ اور مقہور ہو کر اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ذلت و رسوائی کی طرف نکل جا، جب اس کی روح نکل آتی ہے تو اسے ان انگاروں پر رکھا جاتا ہے جس سے وہ ابلنے لگتی ہے اور اس پر ٹاٹ لپیٹ کر پھر جہنم کی طرف لیجایا جاتا ہے۔

جناب محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے. انہوں نے یہ فرمان الٰہی:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ۔ (پ۱۸ المومنون ۹۹، ۱۰۰)

یہاں تک کہ جب ان میں کسی ایک پر موت آئے تو وہ کہتا ہے اے میرے رب مجھے واپس لوٹا تاکہ میں نیک عمل کروں. اس جگہ جسے میں چھوڑ آیا ہوں۔

پڑھ کر کہا، یہ سن کر رب تعالیٰ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اور تجھے کس چیز کی خواہش ہے؟ کیا تو اس لئے جانا چاہتا ہے تاکہ مال جمع کرے؟، درخت لگائے، عمارتیں بنائے اور نہریں کھدوائے؟ وہ کہے گا نہیں بلکہ اس لئے کہ میں چھوڑے ہوئے نیک عمل کرلوں گا۔ رب فرماتا ہے ''تحقیق یہ بات ہے جسے وہ کہنے والا ہے، یعنی ہر کافر موت کے وقت یہی کلمات ضرور کہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی قبر ایک سبز باغ ہوتا ہے، اس کی قبر ستر ہاتھ فراخ کر دی جاتی ہے اور وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا، پھر فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ:

فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا۔ بیشک اس کیلئے زندگی تنگ ہوتی ہے۔ (پ۱۶ طٰہٰ ۱۲۴)

جانتے ہو کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، آپ نے فرمایا یہ کافر کے عذاب کے متعلق ہے، اس کی قبر میں اس پر ننانوے سانپ مسلط کر دئے جاتے ہیں جو ہر سانپ کے سات سر ہوتے ہیں جو اس کے وجود کو نوچتے. اسے کھاتے اور حشر کے دن تک اس پر گرم گرم پھونکیں مارتے رہتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اور یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ اس مخصوص عدد پر تعجب نہ کیجئے کیوں کہ ان سانپوں کی تعداد ان برائیوں کی تعداد کے برابر ہے جیسے تکبر، دکھاوا، حسد، کینہ اور کسی کے لئے دل میں میل رکھنا وغیرہ اگرچہ ان برائیوں کے اصول گنے چنے ہیں مگر ان کی شاخیں اور پھر ان شاخوں کی شاخیں بہت زیادہ ہیں جو سب کی سب مہلک ہیں اور قبر میں یہی صفات مذمومہ سانپوں کی شکل میں تبدیل ہو کر آئیں گی، جو برائی اس کافر کے وجود میں زیادہ راسخ ہوگی وہ اژدہا کی طرح ڈسے گی، جو ذرا کم ہوگی وہ بچھو کی طرح ڈنگ مارے گی اور جو ان دو کے درمیان ہوگی وہ سانپ کی شکل میں نمودار ہوگی۔

اصحاب معرفت اور صاحب دل حضرات اپنے نور بصیرت سے ان مہلکات اور ان کی فروع کو جانتے ہیں مگر ان کی تعداد پر مطلع ہونا، یہ نور نبوت کا کام ہے اس جیسی حدیثوں کے ظاہری معنی صحیح اور ان کے پوشیدہ معانی بھی ہیں جو اہل معرفت بخوبی سمجھتے ہیں، لہٰذا اگر کسی ظاہر بین پر ان کے حقائق منکشف نہ ہوں تو اسے انکار کی بجائے تصدیق اور تسلیم سے کام لینا چاہئے کیوں کہ ایمان کا کم از کم درجہ یہی ہے۔

❁❁❁❁

باب ۴۶:

علم الیقین، عین الیقین اور سوالات قیامت

فرمان الٰہی ہے:

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جانتے۔ (پ ۳۰ التکاثر ۵)

یعنی اگر قیامت کے احوال و واقعات کو یقینی طور پر جانتے، مگر تم کو مال کی کثرت اور ایک دوسرے پر تفاخر نے اس بات سے غافل کر دیا ہے، اگر تم یہ بات جان لیتے تو تم وہ کام کرتے جو تمہارے لئے فائدہ مند ہوتے اور ان کاموں سے بچتے جو تمہارے لئے مضر ہیں۔ لہٰذا فرمایا گیا اگر تم صحیح معنی میں علم یقین حاصل کر لیتے، جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے تمہیں سمجھایا کہ مال اور اپنے قابل فخر کارناموں کا شمار تمہیں قیامت میں کوئی فائدہ نہیں دے گا، تم نے جو مال کی کثرت و تعداد پر فخر کیا ہے اس کی بدولت تم ضرور نار جہنم کو دیکھو گے چنانچہ خالق کائنات نے قسم کھائی کہ تم ضرور اپنی ان آنکھوں سے اپنے روبرو جہنم اور اس کی شدت کو دیکھو گے۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ پھر تم اسے ضرور یقین کی آنکھ سے دیکھو گے۔

(پ ۳۰ التکاثر ۷)

یعنی جہنم کا اس طریقے سے مشاہدہ کرو گے کہ جسے عین الیقین کہا جاتا ہے اور جس کے بعد کسی شک و شبہ کی

www.waseemziyai.com

گنجائش باقی نہیں رہتی۔

مراتب یقین کا فرق:

اگر علم الیقین اور عین الیقین کا فرق دریافت کیا جائے تو یہ ہے کہ علم الیقین انبیائے کرام کو اپنی نبوت کے متعلق حاصل تھا اور عین الیقین فرشتوں کو حاصل ہے جو جنت، دوزخ، لوح و قلم اور عرش و کرسی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اسی کا نام عین الیقین ہے۔

یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ علم الیقین زندوں کا موت اور قبروں کے متعلق علم ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ موتی قبروں میں ہیں لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے اور عین الیقین موتی کو حاصل ہے کیونکہ وہ قبور کو جنت کا ایک باغ یا پھر جہنم کا ایک گڑھا خود دیکھ چکے ہیں۔

یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ علم الیقین قیامت کا علم اور عین الیقین قیامت اور اس کی ہولناکیوں کا دیکھ لینا ہے۔

یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ علم الیقین جنت اور دوزخ کا علم اور عین الیقین ان کا دیکھ لینا ہے، فرمانِ الٰہی ہے "پھر تم اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے"۔ یعنی قیامت کے دن تم سے دنیاوی نعمتوں جیسے تندرستی، قوت سماعت، قوت بینائی، حصول رزق کے طریقے اور خورد و نوش کی تمام اشیاء کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تم نے ان چیزوں کو پا کر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہ کیا تھا؟ اس کی معرفت حاصل کی تھی یا انکار و کفر کے مرتکب ہوئے تھے۔

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ کی روایت ہے کہ حضرت زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا کہ "تم کو اموال کی کثرت کے مقابلوں نے ہلاک کر دیا" یعنی تم عبادت سے غافل ہوئے، "یہاں تک کہ تم نے قبروں کو دیکھا" یعنی تمہیں موت آ گئی۔ "ہرگز نہیں، البتہ تم جان لو گے"۔ یعنی جب تم قبروں میں داخل ہو گے "پھر بے شک تم عنقریب جان لو گے"۔ جب تم قبروں سے نکل کر میدان محشر میں آؤ گے ہر گز نہیں اگر تم علم یقین کے طور پر جان لیتے یعنی تم اس وقت کو جانتے جب تم اپنے اعمال سمیت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے اور جہنم کو دیکھ رہے ہوں گے۔ یہ بایں طور واقع ہو گا کہ پل صراط کو جہنم کے درمیان رکھا جائے گا، پس بعض مسلمان نجات پانیوالے ہوں گے، بعض زخمی ہوں گے اور بعض جہنم میں گرائے جائیں گے۔ پھر اس دن ضرور تم سے نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا، یعنی شکم سیری، سرد مشروبات، مکانات کے سائے، تمہاری بہترین تخلیق کا مصرف اور نیند کی آسائشوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نعمت سے مراد تندرستی ہے۔ مزید فرمایا کہ جس نے گیہوں کی روٹی کھائی، فرات کا ٹھنڈا پانی پیا اور اس کے رہنے کے لئے گھر بھی ہے، یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا میری امت کے لوگ گھی میں خالص شہد ملا کر اسے کھائیں گے جن کے متعلق ان سے سوال کیا جائے گا۔

ٹھنڈا پانی بھی ایک نعمت ہے:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے پوچھا: ہمیں کون کون سی نعمت حاصل ہے، ہم نے تو کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی طرف وحی فرمائی: ان سے فرمائیے جوتم پہنتے ہو اور ٹھنڈا پانی پیتے ہو، کیا یہ نعمتیں نہیں ہیں؟

ترمذی وغیرہ کی روایت ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ہم سے کونسی نعمتوں کا سوال ہوگا، ہمیں تو پانی اور کھجوروں کے سوا کوئی غذا ہی میسر نہیں ہے، ہر وقت تلواریں ہماری گردنوں میں آویزاں ہیں اور دشمنوں سے لڑائیوں میں مصروف رہنا پڑتا ہے، وہ کونسی نعمت ہے جس کے متعلق سوال ہوگا؟ آپ نے فرمایا عنقریب تمہیں نعمتیں ملیں گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے انسان سے جن نعمتوں کا سوال ہوگا وہ یہ ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تمہیں تندرستی نہیں دی تھی اور تمہیں پینے کیلئے ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا؟

گوشت، کھجور اور سرد پانی کے متعلق قیامت میں سوال ہوگا:

مسلم وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے تو آپ کو اچانک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مل گئے، آپ نے پوچھا اس وقت گھر سے باہر کس لئے آنا ہوا؟ عرض کی حضور! بھوک نے ہمیں گھروں سے نکالا ہے۔ آپ نے فرمایا بخدا میں بھی بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں۔ کچھ توقف کے بعد آپ ایک انصاری کے گھر تشریف لائے مگر وہ گھر پر موجود نہیں تھے، ان کی بیوی نے آپ کو دیکھ کر خوش آمدید کہا۔ آپ نے اس انصاری کے متعلق پوچھا تو اس کی بیوی نے عرض کیا حضور! وہ ہمارے لئے ٹھنڈا پانی لینے گئے ہیں۔ اسی وقت وہ انصاری صحابی بھی واپس آگئے، انہوں نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر کہا الحمدللہ! آج میں انتہائی باعزت مہمانوں کا شرف میزبانی حاصل کر رہا ہوں، پھر وہ گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ لائے جس میں کچی پکی بہت سی کھجوریں تھیں اور عرض کی تناول فرمائیے اور چھری اٹھائی تو حضور ﷺ نے فرمایا دودھ دینے والی کا خیال رکھنا، چنانچہ اس نے بکری ذبح کی اور آپ سب نے بکری کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں پانی پیا، جب کھانے اور پانی سے سیر ہو چکے تو آپ نے فرمایا بخدا اے ابوبکر و عمر! تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا۔

www.waseemziyai.com

باب ۴۷:

فضیلتِ ذکرِ الٰہی

فرمان الٰہی ہے:

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ ۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ (پ ۲ البقرۃ ۱۵۲)

جناب ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ جب میرا رب مجھے یاد فرماتا ہے۔ یہ سن کر لوگ کچھ پریشان ہوگئے اور دریافت کیا آپ کو یہ کیسے پتہ چل جاتا ہے؟ آپ نے کہا جب میں اسے یاد کرتا ہوں تو وہ بھی مجھے یاد فرماتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ اللہ کو بہت یاد کرو۔ (پ ۲۲ الاحزاب ۴۱)

مزید فرمایا:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ پس جب تم عرفات سے پلٹو تو مشعر حرام کے نزدیک اللہ کو یاد کرو اور جیسے تمہیں ہدایت دی گئی ہے ویسے اسے یاد کرو۔ (پ ۲ البقرۃ ۱۹۸)

دوسرے پارہ میں ارشاد ربانی:

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ (پ ۲ البقرۃ ۲۰۰) جب تم مناسک حج پورے کر چکو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جیسے تم اپنے آباء کو یاد کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔

ارشاد الٰہی ہے:

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ۔ وہ لوگ اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے، یاد کرتے ہیں۔ (پ ۴۔ اٰل عمران ۱۹۱)

فرمان الٰہی ہے:

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ پس جب تم نماز پوری کر لو تو اللہ تعالیٰ کو قیام، قعود اور پہلو پر لیٹے یاد کرو۔ (پ ۵ النساء ۱۰۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو رات، دن، بحر و بر، سفر و حضر، مالداری و مفلسی، مرض و صحت، ظاہر و نہاں غرض ہر حالت میں یاد کرو۔

www.waseemziyai.com

اللہ تعالیٰ کا منافقوں کی مذمت میں ارشاد ہے:

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ وہ اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔ (پ۵ النساء ۱۴۲)

فرمانِ الٰہی ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اور اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی سے اور پوشیدگی میں یاد کرو اور صبح و شام آواز سے یاد کرو اور غافلوں میں سے نہ بنو۔ (پ۹ الاعراف ۲۰۵)

اور فرمانِ الٰہی:

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ اور بے شک ذکرِ خدا بہت بڑا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس آیت کے دو معنی ہو سکتے ہیں، پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد فرمانا تمہارے ذکر سے بہت بڑی چیز ہے، دوسرا یہ کہ ذکرِ خدا ہر عبادت سے زیادہ برتر اور اعلیٰ ہے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی آیات وارد ہوئی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ غافلوں میں ذکرِ خدا کرنے والوں کی مثال سوکھے گھاس میں سبز پودے کی سی ہے۔ مزید فرمایا کہ غافلوں میں ذکرِ خدا کرنے والے کی مثال بھگوڑوں کے درمیان جہاد کرنے والے کی سی ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے، رب ذوالجلال فرماتا ہے جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ وا ہوتے ہیں تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

ذکرِ خدا سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے، انسان کے لئے ذکرِ خدا سے بڑھ کر کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو عذابِ الٰہی سے جلد نجات دلانے والا ہو، عرض کی گئی کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر یہ کہ تو اپنی تلوار سے جہاد کرے اور وہ ٹوٹ جائے۔ (بار بار کے جہاد سے بھی افضل ہے)۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ جو شخص جنت کے باغوں سے سیر ہونا چاہتا ہے وہ اللہ کو بہت یاد کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جب تو مرے تو تیری زبان ذکرِ خدا سے شیریں ہو۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ ذکرِ خدا میں صبح و شام بسر کر، تو اس حالت میں دن اور رات مکمل کرے گا کہ تجھ پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوگا۔

www.waseemziyai.com

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ صبح وشام یادِ الٰہی، جہاد فی سبیل اللہ میں تلواریں توڑنے اور بے دریغ راہِ خدا میں مال لٹانے سے بہتر ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں، اللہ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں جب وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کی وسعت کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل پڑتا ہے تو میری رحمت بڑھ کر اسے سایہ عافیت میں لے لیتی ہے یعنی میں اس کی دعاؤں کو بہت جلد قبول فرمالیتا ہوں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، سات شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں اس دن جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا، ان میں سے ایک وہ ہے جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور خوفِ خدا کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

بہترین عمل:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے بہترین عمل کی خبر نہ دوں؟ جو اللہ کے نزدیک سب اعمال سے پاکیزہ سب اعمال میں بلند مرتبہ، سونے چاندی کی بخشش سے بہتر، دشمنوں سے تمہارے اس جہاد سے جس میں تم انہیں قتل کرو وہ تمہیں شہید کر دیں، افضل و اعلیٰ ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا حضور! وہ کونسا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا دائمی ذکرِ الٰہی۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، جس شخص کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے روکے رکھا میں اسے بغیر مانگے سب سائلوں سے بہتر دوں گا۔

جناب فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے! تو مجھے صبح کے بعد اور عصر کے بعد کچھ دیر یاد کر لیا کر، یہ عمل تجھے سارے دن کے لئے کافی ہوگا۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب میں کسی شخص کے دل کو اپنی یاد میں سرگرمِ عمل دیکھتا ہوں تو میں اس کے جملہ امور کا متولی ہو جاتا ہوں اور میں اس کا ساتھی، اس کا ہم نشین اور ہم سخن بن جاتا ہوں۔

جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ذکر دو ہیں، ایک تو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا جو بہت عمدہ اور اجرِ عظیم کا سبب ہے اور اس سے بھی بہتر ذکر یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں میں اللہ کو یاد رکھے اور ایسے امور سے باز رہے۔

www.waseemziyai.com

مروی ہے کہ یاد الٰہی میں زندگی بسر کرنے والے کے سوا ہر انسان موت کے وقت پیاسا جاتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جنتی اس لمحے کے سوا جو یاد الٰہی میں بسر نہیں ہوا کسی چیز پر حسرت نہیں کرے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی جماعت بھی ایسی نہیں ہے جو یاد الٰہی کیلئے بیٹھی ہو مگر فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور رحمت خداوندی اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں انہیں یاد کرتا ہے۔

ذکر خدا کیلئے جمع ہونیوالوں پر انعام الٰہی:

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب کچھ لوگ محض رضائے الٰہی کیلئے ذکر خدا کیلئے جمع ہوتے ہیں تو آسمان سے منادی ندا کرتا ہے کہ کھڑے ہو جاؤ، تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا گیا ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں جو کہیں بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجے اور قیامت کے دن وہ حسرت سے دو چار نہ ہو۔

حضرتِ داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، الٰہ العالمین! جب تو مجھے دیکھے کہ میں ذکر کرنیوالوں کی مجلس سے اٹھ کر غافلوں کی مجلس میں جا رہا ہوں تو میرے پاؤں توڑ دے، بلاشبہ میرے اوپر یہ تیرا انعام ہوگا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ نیک محفل مومن کے لئے دو لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہے۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے، آسمان کے رہنے والے ان گھروں کو جن میں یاد الٰہی ہوتا ہے، ایسے دیکھتے ہیں جیسے تم ستاروں کو دیکھتے ہو (پرشوق نگاہوں سے)

جناب سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے جب کوئی جماعت ذکر خدا کیلئے جمع ہوتی ہے۔ تو شیطان اور دنیا علیحدہ ہو جاتے ہیں، پھر شیطان دنیا سے کہتا ہے کیا تو نے انہیں دیکھا یہ کیا کر رہے ہیں؟ دنیا کہتی ہے انہیں چھوڑ دے، جونہی یہ ذکر الٰہی سے فارغ ہوں گے، میں انہیں گردنوں سے پکڑ کر تیرے حوالے کر دوں گی۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف لائے اور فرمایا لوگو! میں تمہیں یہاں دیکھ رہا ہوں حالانکہ مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگ بازار چھوڑ کر مسجد کی طرف گئے مگر انہیں کوئی میراث بٹتی دکھائی نہ دی، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا ہم نے تو مسجد میں کوئی میراث تقسیم ہوتے نہیں دیکھی۔ آپ نے پوچھا تم نے وہاں کیا دیکھا ہے؟ بولے ہم نے وہاں ایسی جماعت دیکھی ہے جو ذکر خدا کر رہے ہیں اور قرآن مجید پڑھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا یہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے۔

www.waseemziyai.com

ذکر کرنیوالوں پر رحمت الٰہیہ:

اعمش نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ایسے سیاح فرشتوں کو پیدا فرمایا جو زمین میں سرگرم سفر رہتے ہیں. جب وہ کسی جماعت کو ذکر میں مشغول پاتے ہیں تو دوسروں سے کہتے ہیں کہ ادھر اپنی مطلوبہ چیز کی طرف آؤ۔ لہٰذا وہ سب فرشتے جمع ہو جاتے ہیں اور انہیں آسمان تک گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ کیا کر رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! وہ تیری حمد، تیری بزرگی اور تیری تسبیح بیان کر رہے تھے۔ رب جلیل فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں، رب جلیل فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی، فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اس سے بھی زیادہ تیری تسبیح و تحمید کریں۔ رب فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ رب فرماتا ہے: انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں، رب فرماتا ہے اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو گی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں اور نفرت کریں۔ رب فرماتا ہے وہ کیا چیز مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جنت کا سوال کر رہے تھے، رب فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: نہیں۔ رب فرماتا ہے: اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی۔ فرشتے کہتے ہیں وہ اسے اور زیادہ چاہیں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں بن فلاں بھی تھا جو اپنی کسی ضرورت کے لئے آیا تھا، رب جلیل فرماتا ہے، یہ ایسی جماعت ہے جس کا ہم مجلس و ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سب سے افضل کلمہ جو میں نے اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے زبان سے ادا کیا ہے وہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے ہر روز ایک سو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ زبان سے ادا کیا، اسے دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے، اس کے نامۂ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس دن شام تک وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی اور عمل نہیں ہوتا مگر یہ کہ کوئی شخص اس سے زیادہ بار یہ کلمات پڑھے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے: ایسا کوئی بندہ نہیں جو بہترین طریقہ سے وضو کرے پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور

www.waseemziyai.com

اس کیلئے جنت کے دروازے نہ کھول دیے جاتے ہوں. پھر وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

باب ۴۸:

فضائل صلوٰۃ

فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ تحقیق نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ پر لکھی ہوئی ہے۔

اور فرمانِ نبوی ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص انہیں باعظمت سمجھتے ہوئے مکمل شرائط کے ساتھ ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے وعدہ ہے کہ وہ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا اور جو نہیں ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے کوئی وعدہ نہیں ہے، چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو جنت میں داخل فرمادے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ پانچ نمازوں کی مثال تم میں سے کسی ایک کے گھر کے ساتھ بہنے والی وسیع خوشگوار پانی کی نہر جیسی ہے جس سے وہ دن میں پانچ مرتبہ نہاتا ہے، کیا اس کے جسم پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کی نہیں، آپ نے فرمایا پانی میل کچیل کو بہالے جاتا ہے اسی طرح پانچ نمازیں بھی گناہوں کو بہالے جاتی ہیں۔

نماز گناہوں کا کفارہ ہے: حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ نمازیں اپنے اوقات کے مابین سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ بیشک نیکیاں برائیوں کو کھا جاتی ہیں۔ (پ ۱۲ ہود ۱۱۴)

مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، گویا کہ گناہ تھے ہی نہیں۔

بخاری و مسلم اور دیگر اصحاب سنن وغیرہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ کہہ سنایا، گویا وہ اس کا کفارہ پوچھنا چاہتا تھا، جب حضور ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ ۔ اور قائم کر نماز دن کے دونوں اطراف میں۔

(پ ۱۲ ہود ۱۱۴)

تو اس شخص نے عرض کی کہ یہ میرے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا میرے ہر اس امتی کے لئے ہے جس

www.waseemziyai.com

نے ایسا کام کیا۔

نماز کی تاکید میں ارشادات نبویہ: مسند احمد اور مسلم شریف میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھ پر حد جاری فرمائیے اس نے ایک یا دو مرتبہ یہی بات کہی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توجہ نہیں فرمائی، پھر نماز پڑھی گئی۔ جب نماز سے آپ فارغ ہوئے تو فرمایا وہ آدمی کہاں ہے؟ اس نے عرض کی میں حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تو نے مکمل وضو کر کے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا تو گناہوں سے ایسا پاک ہے جیسے تیری ماں نے تجھے جنا تھا، آئندہ ایسا نہ کرنا! اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نیکیاں گناہوں کو لے جاتی ہیں، اور آپ کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق، عشاء اور فجر کی نماز ہے وہ ان میں آنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ اس نے نمازیں ضائع کر دی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کی پرواہ نہیں کرے گا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین (کی عمارت) کو ڈھا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نماز کو ان کے اوقات میں ادا کرنا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس نے مکمل پاکیزگی کے ساتھ صحیح اوقات میں ہمیشہ پانچ نمازوں کو ادا کیا قیامت کے دن نمازیں اس کے لئے نور اور حجت ہونگی اور جس نے انہیں ضائع کر دیا وہ فرعون اور ہامان کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد نماز سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل فرض نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے پسندیدگی ہی کی وجہ سے فرشتوں کو اسی عبادت میں مصروف فرمایا ہے، لہٰذا ان میں سے کچھ رکوع میں، کچھ سجدہ میں بعض قیام میں اور بعض قعود کی حالت میں عبادت کر رہے ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ حد کفر کے قریب ہو گیا یعنی وہ ایمان سے نکلنے کے قریب ہو گیا کیونکہ اس نے اللہ کی مضبوط رسی کو چھوڑ دیا اور دین کے ستون کو گرا دیا جیسے اس شخص کو جو شہر کے قریب پہنچ جائے کہا جاتا ہے کہ وہ شہر میں پہنچ گیا ہے، داخل ہو گیا ہے، اسی طرح اس حدیث میں بھی فرمایا گیا ہے۔

www.waseemziyai.com

اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ محمد ﷺ کی ذمہ داری سے نکل گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جس نے بہترین وضو کیا پھر نماز کے ارادہ سے نکلا وہ نماز میں ہے جب تک کہ وہ نماز کے ارادہ سے مسجد کی طرف چلتا رہے، اس کے ایک قدم کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے بدلہ میں ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک اقامت سنے تو اس کے لئے تاخیر مناسب نہیں ہے، تم میں سے وہ زیادہ اجر پاتا ہے جس کا گھر دور ہوتا ہے پوچھا گیا ابو ہریرہ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا زیادہ قدم چلنے کی وجہ سے اسے یہ فضیلت حاصل ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تنہائی کی عبادت سے افضل کوئی عمل نہیں ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ کا قرب جلد حاصل ہو جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جو رضائے الٰہی کے لئے سجدہ کرتا ہے اور اس کے ہر سجدہ کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند نہ ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ نہ مٹا دیتا ہو۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی شفاعت کے مستحقین میں سے بنائے اور جنت میں آپ کی صحبت نصیب فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کثرت سجود سے میری اعانت طلب کرو (یعنی کثرت سے عبادت کرو)۔

نیز کہا گیا ہے کہ انسان سجدہ میں رب کے بہت قریب ہوتا ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ (پ ۳۰ العلق ۱۹) — اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔

فرمان الٰہی ہے:

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ (پ ۲۶ الفتح ۲۹) — ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کے اثرات ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں، یہ کہ اس سے مراد چہروں کا وہ حصہ ہے جو سجدوں کے وقت زمین سے لگتا ہے، یا یہ کہ اس سے مراد خشوع و خضوع کا نور ہے جو باطن سے ظاہر پر چمکتا ہے اور اس کی شعاعیں چہروں پر نمایاں ہوتی ہیں اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔[1]

یا یہ کہ اس سے مراد وہ نور ہے جو وضو کے نشانات پر قیامت کے دن ان کے چہروں پر چمکے گا۔

فرمان نبوی ﷺ ہے جب انسان سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے علیحدہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس! اسے سجدوں کا حکم دیا گیا ہے اور اس نے سجدہ کر کے جنت پائی اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تھا مگر میں نے نافرمانی کی اور میرے لئے جہنم بنایا گیا۔

1- اس نکتہ پر تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے عارف المعارف از شیخ المشائخ حضرت سہروردی۔

www.waseemziyai.com

نماز کے بارے میں ارشاداتِ بزرگانِ دین:

حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آپ ہر روز ہزار سجود کرتے تھے اس لیے لوگ انہیں سجاد کہا کرتے تھے۔

مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہمیشہ مٹی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ جناب یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے اے جوانو! مرض سے پہلے تندرستی کو غنیمت سمجھتے ہوئے آگے بڑھو، سوائے ایک آدمی کے اور کوئی ایسا نہیں ہے جس پر میں رشک کرتا ہوں، وہ ہے رکوع اور سجود مکمل کرنے والا۔ یہی میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سجود کے سوا مجھے دنیا کی کسی چیز سے انس نہیں ہے۔

حضرت عقبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، اللہ تعالیٰ کو بندہ کی اس عادت سے بڑھ کر کوئی اور چیز زیادہ پسند نہیں ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور ایسا کوئی لمحہ نہیں ہے جس میں انسان اللہ کے قریب تر ہو جاتا ہو جبکہ وہ سربسجود ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے انسان سجدہ کی حالت میں رب سے بہت قریب ہو جاتا ہے لہٰذا سجود میں بہت زیادہ دعائیں مانگا کرو۔

❀❀❀❀

باب ۴۹:

تارکِ نماز پر عذاب

ترکِ صلوٰۃ پر وعیدیں:

دوزخیوں کے متعلق خبر دیتے ہوئے رب جلیل نے فرمایا کہ ان سے جہنم میں یہ پوچھا جائے گا کہ تم کو جہنم میں کیا چیز لے گئی؟ وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلانے والوں میں سے تھے بلکہ بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے۔

جناب احمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اور کفر کے درمیان فرق، نماز کا چھوڑ دینا ہے۔

صحاح ستہ کی چند احادیث:

مسلم کی روایت ہے کہ آدمی اور شرک یا کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔

ابوداؤد اور نسائی کی روایت ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کے سوا اور کوئی فرق نہیں۔

www.waseemziyai.com

ترمذی کی روایت ہے کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق ترک نماز ہے۔

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔

ترمذی وغیرہ کی روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور ان کے درمیان فرق نماز کا ہے. جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کافروں جیسا کام کیا۔

طبرانی کی روایت ہے کہ جس نے عمداً نماز چھوڑ دی اس نے کھلم کھلا کافروں جیسا کام کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ بندے اور شرک یا کفر کے درمیان فرق ترک نماز ہے، جب اس نے نماز چھوڑ دی تو کافروں جیسا کام کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ بندے اور شرک یا کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے، جس نے نماز چھوڑ دی اس نے مشرکوں جیسا کام کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے اسلام کو برہنہ کر دیا اور اسلام کی تین بنیادیں ہیں جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے، جس نے ان میں سے ایک کو ترک کر دیا، وہ کافر ہے اور اس کا قتل کر دینا حلال ہے، کلمہ شہادت پڑھنا یعنی اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی گواہی دینا، فرض نماز ادا کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

دوسری روایت جس کو اسناد حسن کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، یہ ہے کہ جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا وہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہے، اس سے کوئی حیلہ اور بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا اور اس کا خون اور مال لوگوں کے لئے حلال ہے۔

طبرانی وغیرہ میں وہ بطریق حسن مروی ہے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے سات باتوں کی وصیت فرمائی، کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ چاہے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے یا پھانسی پر لٹکا دیا جائے، عمداً نماز نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ دین سے نکل گیا۔ گناہ اور نافرمانی نہ کرو، یہ اللہ تعالیٰ کے قہر کے اسباب ہیں اور شراب نہ پیو کیونکہ یہ گناہوں کا منبع ہے۔ (الحدیث)

ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ترک نماز کے علاوہ کسی اور عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ بندے اور کفر و ایمان کے درمیان فرق نماز ہے، جب اس نے نماز چھوڑ دی تو گویا اس نے شرک کیا۔

بزاز کی روایت ہے کہ جو نماز ادا نہیں کرتا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے اور جس کا وضو صحیح نہیں ہے اس کی نماز نہیں۔

طبرانی کی روایت ہے کہ جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا دین نہیں رہا، جیسے وجود میں سر کا مقام ہے اسی طرح دین میں نماز کا مقام ہے۔

ابن ماجہ اور بیہقی میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تجھے کاٹ دیا جائے اور جلا دیا جائے، فرض نماز عمداً نہ چھوڑ کیونکہ جس نے عمداً نماز چھوڑ دی وہ ہمارے ذمہ سے نکل گیا اور شراب نہ پی کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

مسند بزاز میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ نے فرمایا جب میری پتلیوں کی صحت کے باوجود میری بینائی ضائع ہو گئی تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ کچھ نماز چھوڑ دیں، ہم آپ کا علاج کرتے ہیں، میں نے کہا ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا جس نے نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔

طبرانی کی ایک روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتائیے جسے کر کے میں جنت میں جاؤں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو اگرچہ تجھے عذاب دیا جائے اور زندہ جلا دیا جائے۔ والدین کا فرمانبردار بن، اگرچہ وہ تجھے تیرے تمام مال و اسباب سے بے دخل کر دیں اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑ کیونکہ جس نے دیدہ و دانستہ نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے نکل گیا۔

ایک اور روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے، والدین کی نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ تجھے تیرے اہل و عیال اور مال سے نکال دیں، فرض نماز کو عمداً نہ چھوڑ کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے نکل گیا، شراب کبھی نہ پی کیونکہ اس کا پینا ہر برائی کی جڑ ہے، خود کو نافرمانیوں سے بچا کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے، اپنے آپ کو جنگ کے دن بھگوڑا بننے سے بچا اگرچہ لوگ ہلاک ہو جائیں اور لوگ مر جائیں مگر تو ثابت قدم رہ، اپنی طاقت کے مطابق اپنے اہل و عیال پر خرچ کر، ان کی تادیب سے کبھی غافل نہ ہو اور انہیں خوف خدا دلاتا رہ۔

صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ بادل والے دن نماز جلدی پڑھ لیا کرو کیونکہ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

طبرانی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیز حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر پانی ڈال رہی تھی کہ ایک شخص نے آ کر کہا مجھے وصیت فرمائی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اگرچہ تجھے کاٹ دیا جائے اور جلا دیا جائے، والدین کی نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ

www.waseemziyai.com

تجھے تیرے گھر اور مال و دولت کے چھوڑنے کا کہیں تو سب کچھ چھوڑ دے. شراب کبھی نہ پی کیونکہ یہ برائی کی کنجی ہے اور فرض نماز کبھی بھی جان بوجھ کر نہ چھوڑ کیونکہ جس نے ایسا کیا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ سے نکل گیا۔

ابو نعیم کی روایت ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی. اللہ تعالیٰ اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیتا ہے جس میں سے اسے داخل ہونا ہوتا ہے۔

طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس کا مال اور اہل وعیال (سب کچھ) ختم ہو گیا۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ قریش! تم نماز ضرور ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین کے لئے تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔

بزار کی روایت ہے کہ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں، اور جس کا وضو صحیح نہیں اس کی نماز صحیح نہیں ہے۔

مسند احمد کی ایک مرسل روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو شخص ان میں سے تین کو پورا کرتا ہے مگر ایک کو چھوڑ دیتا ہے اسے عذاب سے کوئی چیز نہیں بچائے گی تا آنکہ وہ چاروں پر عمل کرے، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

اصبہانی کی روایت ہے کہ جس نے عمداً نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو برباد کر دیتا ہے اور اسے اپنے ذمہ سے نکال دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے۔

طبرانی کی روایت ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کھلم کھلا کفر کیا۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ عمداً نماز کو نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس سے اللہ اور رسول کا ذمہ ختم ہو گیا۔

ابن ابی شیبہ اور تاریخ البخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت ہے. جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔

ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے۔

ابن عبد البر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ تک موقوف روایت کی ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے۔

ایک اور روایت میں ہے جو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے کہ جو نماز ادا نہیں کرتا اس کا ایمان نہیں ہے اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔

www.waseemziyai.com

ابن ابی شیبہ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔
محمد بن نصر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اسحٰق سے سنا وہ کہتے تھے حضور ﷺ سے یہ حدیث صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا تارک نماز کافر ہے۔
حضور ﷺ کے زمانہ مقدسہ سے لے کر آج تک تمام علماء کی یہ رائے ہے کہ تارک نماز جو بغیر کسی عذر شرعی کے نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ نماز کا وقت نکل جاتا ہے تو وہ کافر ہے۔
جناب ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ترک نماز کفر ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنۡ تَابَ۔ (پ۱۶ مریم ۶۰)

پس ان کے بعد برے لوگ جانشین ہوئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور خواہشات نفسانی کی پیروی کی پس عنقریب وہ غی میں جائیں گے مگر جس نے توبہ کی۔ (وہ محفوظ رہے گا)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضائع کرنے کا یہ معنی نہیں ہے کہ بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں بلکہ یہ کہ اسے موخر کر کے پڑھتے ہیں۔

ضیاع صلوٰۃ کا کیا معنی ہے:

امام التابعین حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ضیاع سے یہ مراد ہے کہ ظہر کی عصر کے وقت اور عصر کی مغرب کے وقت اور مغرب کی عشاء کے وقت اور عشاء کی فجر کے وقت اور فجر کی سورج کے طلوع ہونے کے وقت کے قریب پڑھی جائے، جو شخص اس طریقہ سے نمازیں پڑھتا ہوا مر جائے اور اس نے توبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے "غی" کا وعدہ فرمایا ہے، جو جہنم کی ایک گہری اور عذاب سے بھرپور وادی ہے۔
فرمان الٰہی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۹﴾ (پ۲۸ المنٰفقون ۹)

اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جس نے ایسا کیا پس وہ لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے یہاں ذکر سے مراد نمازیں ہیں لہٰذا جو شخص نماز کے وقت اپنے مال کی وجہ سے جیسے اس کی خرید و فروخت وغیرہ میں مشغول ہو کر نماز سے غافل ہو گیا یا اپنی اولاد میں مشغول ہو کر نماز بھول گیا وہ نقصان پانے والوں میں سے ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن انسان کے سب اعمال سے پہلے نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر اس کی نمازیں مکمل ہوئیں تو وہ

www.waseemziyai.com

فلاح وکامرانی پا گیا اور اگر اس کی نمازیں کم ہوگئیں تو وہ خائب وخاسر ہے۔

اور فرمان الٰہی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ پس ویل ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔ (پ ۳۰ الماعون ۴،۵)

حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نمازوں کو ان کے اوقات سے موخر کر کے پڑھتے ہیں۔

مسند احمد کی بسند صحیح، طبرانی اور صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن نماز کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا جس نے ان نمازوں کو پابندی سے ادا کیا، وہ نماز اس شخص کے لئے قیامت کے دن اس کے لئے نور، حجت اور نجات ہوگی اور جس شخص نے نمازوں کو ادا نہ کیا قیامت کے دن اس کے لئے نماز، نور، حجت اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

بعض علماء کا کہنا ہے، ان لوگوں کے ساتھ تارکِ نماز اس لئے اُٹھایا جائے گا کہ اگر اس نے اپنے مال واسباب میں مشغولیت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی تو وہ قارون کی طرح ہوگیا اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اگر ملک کی مشغولیت میں نماز نہیں پڑھی تو فرعون کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اگر وزارت کی مشغولیت نماز سے مانع ہوئی تو وہ ہامان کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھے گا، اگر تجارت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی تو وہ ابی بن خلف تاجرِ مکہ کی طرح ہے اور اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

بزاز نے حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے اس آیت کے معنی پوچھے "جو لوگ اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں" تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیتے ہیں۔ ابو یعلی نے سندِ حسن کے ساتھ مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ کا قول اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ مصعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے عرض کی ابا جان! آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کیا ہے "جو لوگ اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں"، ہم میں سے کون ہے جو نہیں بھولتا اور اس کے خیالات منتشر نہیں ہوتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا مطلب یہ نہیں بلکہ اس کا مطلب نمازوں کا وقت ضائع کر دینا ہے۔

ویل کا معنی سخت عذاب ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی شدید گرمی کی وجہ سے پگھل جائیں اور یہ وادی ان لوگوں کا مسکن ہے جو نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور ان کو ان کے اوقات سے موخر کر کے پڑھتے ہیں، ہاں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور توبہ کرلیں اور گزشتہ اعمال پر پشیمان ہوجائیں تو اور بات ہے۔

قضاء صلوٰۃ پر وعید:

صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ جس کی نماز قضاء ہوگئی تو گویا اس کا مال اور گھرانا تباہ ہوگیا۔

www.waseemziyai.com

حاکم کی روایت ہے کہ جس نے بغیر کسی عذر شرعی کے دو نمازوں کو یکجا کیا تو وہ کبیرہ گناہوں کے دروازہ میں داخل ہوا۔

صحاح ستہ کی روایت ہے کہ جس کی نماز عصر قضا ہوگئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال تباہ ہوگیا۔

ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ امام مالک کا قول ہے کہ اس سے مراد وقت کا نکل جانا ہے۔

نسائی کی روایت ہے کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ جس کی وہ نماز قضا ہوگئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال ومتاع سب تباہ ہوگیا اور وہ ہے نماز عصر۔

مسلم اور نسائی کی روایت ہے کہ یہ نماز عصر تم سے پہلے لوگوں پر پیش کی گئی لیکن انہوں نے اسے کھو دیا، پس تم میں سے جو شخص اسے پابندی سے پڑھتا ہے اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور اس نماز کے بعد ستارے نظر آنے تک کوئی نماز نہیں ہے (مغرب کا جب وقت شروع ہوتا ہے تو بعض ستاروں پر تابندگی آجاتی ہے)۔

احمد، بخاری اور نسائی میں روایت ہے کہ جس نے نماز عصر چھوڑ دی اس کا عمل برباد ہوگیا۔

مسندِ احمد اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ جس نے نماز عصر چھوڑ دی، عمداً بیٹھا رہا یہاں تک کہ نماز قضا ہوگئی تو بے شک اس کا عمل تباہ ہوگیا۔

عبدالرزاق کی روایت ہے کہ تم میں سے کسی ایک کا اہل اور مال ومتاع سے تنہا رہ جانا نماز عصر کے قضاء ہو جانے سے بہتر ہے۔

طبرانی اور احمد کی روایت ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز عصر چھوڑ دی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال برباد ہوگیا۔

شافعی اور بیہقی کی روایت ہے کہ جس کی ایک نماز فوت ہوگئی گویا اس کا گھرانا اور مال ہلاک ہوگیا۔

بخاری میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو بیان کرے، لوگ اپنے خواب آپ کو سنایا کرتے، ایک صبح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتلایا کہ میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے جگا کر کہا کہ ہمارے ساتھ چلئے! میں ان کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ ہم نے ایسے آدمی کو دیکھا جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا ایک بھاری پتھر لئے کھڑا تھا۔ جب وہ بھاری پتھر اس کے سر پر مارتا تو اس سونے والے کا سر ریزہ ریزہ ہو جاتا، پھر وہ پتھر اٹھالیتا ہے اور اس آدمی کا سر صحیح ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا، وہ پھر پتھر مارتا ہے اور اس کا پہلے جیسا حشر ہو جاتا ہے، میں نے ان دونوں سے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے مجھے کہا ابھی! اور چلئے! اور چلئے! پھر ہم ایک ایسے آدمی کے پاس آئے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ میں لوہے کی

www.waseemziyai.com

سنسی لئے کھڑا تھا اور سونے والے کے چہرے کی ایک جانب سنسی سے اس کی باچھ کو گدی کی طرف کھینچتا ہے اور اس کے نتھنوں اور آنکھوں سے بھی یہی سلوک کرتا ہے اور اس کے یہ اعضائے بدن گدی کی طرف مڑ جاتے ہیں، پھر وہ دوسری سمت سے آتا ہے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو پہلے کر چکا ہے۔

جب وہ دوسری جانب جاتا ہے تو پہلی جانب چہرہ صحیح ہو جاتا ہے پھر وہ واپس آتا ہے اور پہلی طرف سے اس کے چہرے کو وہی اذیت دیتا ہے، میں نے کہا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ابھی اور چلئے اور چلئے! ہم چل پڑے اور تنور جیسی ایک چیز دیکھی، راوی کہتا ہے کہ مجھے ایسے یاد پڑتا ہے کہ شاید حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے دیکھا اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں، اچانک ان کے نیچے سے آگ کا شعلہ نکلتا، جونہی یہ شعلہ نکلتا وہ شدید گھبراہٹ کے عالم میں آہ وفغاں شروع کر دیتے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا ابھی اور چلئے اور چلئے! ہم پھر روانہ ہو گئے اور تب ایک ایسی نہر پر پہنچے جو میں سمجھتا ہوں کہ خون کی طرح سرخ تھی، اس میں ایک آدمی تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی بہت سے پتھر لئے کھڑا ہے، وہ اسے پتھر مارتا ہے اور وہ تیرنے لگتا ہے۔ جب وہ اس کے قریب آتا ہے وہ اسے پتھر مارتا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ابھی اور چلئے اور چلئے ہم پھر چل دیے اور ایک ایسے بدصورت آدمی کے پاس آئے کہ تم نے اس جیسا بدصورت نہیں دیکھا ہوگا، وہ آگ بھڑکاتا ہے اور پھر اس کے اردگرد بھاگنے لگتا ہے، میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا چلئے اور چلئے! ہم پھر چل پڑے اور ایسے باغ کے قریب پہنچے جس میں طویل وعریض سبزہ اور ہر قسم کے پودے، پھول وغیرہ لگے تھے اور باغ کے بیچ ایک طویل القامت آدمی ہے جس کا سر آسمان سے چھو رہا ہے۔ اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بچے جمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اور یہ سب کون ہیں؟ ان دو فرشتوں نے مجھے کہا ابھی اور چلئے اور چلئے! پھر ہم نے ایک عظیم درخت دیکھا، میں نے آج تک اس جیسا طویل اور حسین درخت نہیں دیکھا ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھئے چنانچہ اس پر چڑھ کر ایک ایسے شہر میں پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا، ہم نے دروازہ کھولنے کو کہا تو ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں ہمیں انتہائی حسین وجمیل اور کچھ انتہائی بدصورت آدمی ملے، ان دو فرشتوں نے ان آدمیوں سے کہا تم جاؤ اور اس نہر میں گھس جاؤ آپ نے فرمایا تب میں نے دیکھا، ایک سفید براق نہر بہہ رہی ہے، وہ لوگ نہر کی طرف چل دئے جب واپس آئے تو ہم نے دیکھا ان کی بدصورتی زائل ہو چکی تھی اور وہ انتہائی خوبصورت بن گئے تھے۔

مجھ سے ان دو فرشتوں نے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی منزل ہے، آپ نے فرمایا پھر میں نے نگاہ اٹھا کر اوپر دیکھا تو مجھے سفید بادل کی طرح ایک محل نظر آیا انہوں نے کہا یہ آپ کا گھر ہے، میں نے

www.waseemziyai.com

ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکتوں سے نوازے مجھ کو اجازت دو تاکہ میں اس میں داخل ہوں۔ انہوں نے کہا ابھی نہیں لیکن جائیں گے آپ ہی!

پھر میں نے ان سے کہا آج رات میں نے بہت سے عجائب دیکھے ہیں۔ یہ جو کچھ میں نے دیکھا۔ کیا ہے؟ انہوں کہا ہم ابھی آپ کو بتلاتے ہیں پہلے جس آدمی کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جارہا ہے، وہ ایسا شخص ہے جو قرآن، مجید پڑھ کر اس پر عمل نہیں کرتا اور فرض نمازوں سے سوجاتا ہے۔ ادا نہیں کرتا، وہ آدمی جس کی باچھیں، نتھنے اور آنکھیں سنسی سے گدی کی طرف موڑی جارہی ہیں، وہ ایسا آدمی ہے جو جھوٹ گھڑتا اور جھوٹی باتیں پھیلاتا ہے اور آپ نے تنور جیسی عمارت جو ننگے مرد اور ننگی عورتیں دیکھی ہیں وہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں اور جس آدمی کو آپ نے خون کی نہر میں تیرتے اور پتھر کھاتے دیکھا ہے وہ سود خور ہے اور جس آدمی کو آپ نے آگ بھڑکاتے اور اس کے گرد گھومتے دیکھا وہ مالک ہے جو جہنم کا داروغہ ہے۔ آپ نے جس طویل آدمی کو باغ میں دیکھا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے ارد گرد جو بچے تھے وہ ایسے بچے ہیں جو بچپن ہی میں دین فطرت پر فوت ہوئے ہیں۔

بعض مسلمانوں نے پوچھا یارسول اللہ! مشرکوں کے ننھے منے فوت ہوجانے والے بچے بھی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں!

اور جس جماعت کے لوگوں کا آپ نے ایک پہلو خوبصورت اور دوسرا پہلو بدصورت دیکھا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اعمال میں نیکیاں اور برائیاں دونوں ساتھ لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں سے درگزر فرماتا ہے۔

بزاز کی روایت میں اس طرح ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی قوم پر تشریف لائے جن کے سر پتھروں سے پھوڑے جارہے تھے، جب وہ ریزہ ریزہ ہوجاتے تو پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتے یہی عذاب انہیں برابر دیا جارہا ہے، آپ نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز پڑھنے سے بھاری ہوجاتے ہیں یعنی یہ نماز نہیں پڑھتے۔

مردِ مومن کی نماز:

خطیب اور ابن النجار کی روایت ہے کہ نماز اسلام کی علامت ہے جس کا دل نماز کی طرف متوجہ رہا اور اس نے تمام شرائط کے ساتھ صحیح وقت پر اور صحیح طریقے سے نماز پڑھی، وہ مومن ہے۔

ابن ماجہ کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رب ذوالجلال کا ارشاد ہے میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے لئے وعدہ کرلیا ہے کہ جو شخص ان نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی پابندی نہیں کرے گا، میرا اس شخص کے لئے

www.waseemziyai.com

کوئی وعدہ نہیں ہے۔

احمد اور حاکم کی روایت ہے کہ جس شخص نے یہ جان لیا کہ نماز اس پر واجب اور ضروری ہے اور اس نے اسے ادا کیا وہ جنت میں جائے گا۔

ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت میں سب سے پہلا عمل جس کا بندے سے محاسبہ ہوگا وہ نماز ہے۔ اگر نمازیں صحیح ہوئیں تو وہ کامیاب و کامران ہوا اور اگر نمازوں میں نقصان نکلا تو وہ خائب و خاسر ہوا۔ اگر اس کے فرائض کم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، دیکھو میرے بندے کی نفلی عبادت ہے اور نوافل سے اس کے فرائض کو پورا کیا جائے گا پھر سارے اعمال کا دارومدار نماز کے معاملہ میں کامیابی اور ناکامی پر ہوگا۔

نسائی کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انسان سے نماز کا محاسبہ کیا جائے گا اور سب سے پہلے لوگوں میں خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

احمد ابو داؤد، نسائی ابن ماجہ اور حاکم میں یہ حدیث ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انسان کی نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر پوری ہوئیں تو انہیں مکمل لکھ دیا جائے گا اگر کم ہوئیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کی نفلی عبادت ہے اور اس سے فرض عبادت مکمل کی جائے گی، پھر زکوٰۃ کا محاسبہ ہوگا اور اس طرح پھر سارے اعمال کا۔

ابن عساکر کی حدیث ہے کہ پہلی وہ چیز جس کا بندے سے اول قیامت میں محاسبہ کیا جائے گا اس کی نماز دیکھی جائے گی، اگر نماز صحیح ہوئی تو سارے اعمال صحیح ہوئے اور اگر نماز میں نقصان ہوا تو سارے اعمال میں نقصان پایا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کی نفلی عبادت ہے، اگر نفلی عبادت ہوگی تو اس سے فرائض پورے کئے جائیں گے، اس کے باقی فرائض کا محاسبہ ہوگا یہی اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت کا طریقہ ہے۔

طبرانی کی حدیث ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے انسان کی نمازوں کا سوال ہوگا، اگر اس کی نمازیں درست ہوئیں تو سارے اعمال درست ہوئے اور وہ نجات پا گیا، اگر اس کی نمازیں صحیح نہ ہوئیں تو وہ ناکام و نامراد ہوا۔

احمد ابو داؤد، حاکم اور نسائی کی حدیث ہے، قیامت کے دن سب سے پہلے انسان کے سارے اعمال سے نماز کی پرسش ہوگی، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے کہ میرے بندے کی نمازیں دیکھو مکمل ہیں یا نہ مکمل ہیں اگر مکمل ہوئیں تو مکمل لکھ دیا جائے اور اگر کچھ کم ہوئیں تو فرمان ہوگا کیا میرے بندے کی نفلی عبادت ہے؟ نفلی عبادت ہوئی تو حکم ہوگا کہ اس سے فرائض کو مکمل

www.waseemziyai.com

کرو پھر اسی طرح اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

طیالسی، طبرانی اور الضیاء فی المختارہ کی حدیث ہے کہ میرے پاس رب تعالیٰ کا پیغام لے کر جبریل امین آئے اور کہا رب تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد! ﷺ میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص انہیں صحیح وضو سے صحیح رکوع اور سجود سے ادا کرے گا، میرا ان نمازوں کے سبب اس سے وعدہ ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے مجھ سے اس عالم میں ملاقات کی کہ اس کی کچھ نمازیں کم ہیں تو میرا اس کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں ہے، چاہوں تو اسے عذاب دوں اور چاہوں تو اس پر رحم کروں۔

بیہقی کی حدیث ہے کہ نماز ترازو ہے، جس نے اسے پورا کیا وہ کامیاب ہے۔

دیلمی کی حدیث ہے کہ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے، صدقہ اس کی کمر توڑتا ہے، اللہ کے لئے لوگوں سے محبت اور علم دوستی اسے شکست فاش دیتی ہے، جب تم یہ اعمال کرتے ہو تو شیطان تم سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ جیسے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ غروب ہونے کی جگہ سے دور ہے۔

ترمذی، ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچ نمازیں پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، مال کی زکوۃ دو، اپنے حاکموں کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت کو پالو گے۔

احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل نماز کو اس کے صحیح وقت میں ادا کرنا ہے۔ پھر والدین سے حسنِ سلوک اور پھر راہِ خدا میں جہاد کرنا ہے۔

صحیح وقت پر نماز کی ادائیگی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے:

بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کی مجھے بتلائیے کہ اللہ کو سب سے زیادہ کونسا عمل پسند ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو صحیح وقت میں ادا کرنا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس کا دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے اسی لئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شدید زخمی کر دیا گیا تو کسی نے آپ سے کہا امیر المومنین! نماز، آپ نے فرمایا بہت اچھا، بلاشبہ اس شخص کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے جس نے نماز کو ضائع کر دیا اور آپ نے نماز پڑھی حالانکہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

ذہبی کی روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جب بندہ اول وقت میں نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز آسمانوں کی طرف جاتی ہے اور وہ نورانی شکل میں ہوتی ہے یہاں تک کہ عرش الٰہی تک جا پہنچتی ہے اور نمازی کے لئے قیامت تک دعا کرتی رہتی ہے کہ اللہ تیری حفاظت فرمائے جیسے تو نے میری حفاظت کی ہے اور جب آدمی بے وقت نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز سیاہ شکل میں اوپر آسمانوں کی طرف چڑھتی ہے۔ جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر مارا جاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کی نماز اور ذکر قبول نہیں کرتا، ان میں سے ایک وہ ہے جو وقت گزر جانے کے بعد نماز پڑھتا ہے۔

بعض علما کا کہنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ پانچ چیزوں سے سرفراز فرماتا ہے، اس سے تنگدستی ختم کر دی جاتی ہے۔ اسے عذاب قبر نہیں ہوگا نامہ اعمال اسے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، پل صراط پر بجلی کی طرح گزرے گا اور جنت میں بلاحساب داخل ہوگا۔

نماز میں سستی پر مصائب:

جو شخص نمازوں میں سستی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پندرہ مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے، پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیاوی مصائب یہ ہیں کہ اس کی عمر سے برکت چھین لی جاتی ہے، اس کے چہرے سے صالحین کی نشانی مٹ جاتی ہے، اس کے کسی عمل کا اللہ تعالیٰ اجر نہیں دیتا، اس کی دعا آسمانوں کی طرف بلند نہیں ہوتی، نیکوں کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

اور جو مصائب اس موت کے وقت درپیش ہوں گے وہ یہ ہیں کہ وہ ذلیل ہو کر مرے گا اور پیاسا مرے گا، اگر اسے دنیا کے تمام سمندر پلا دئے جائیں تو بھی اس کی پیاس نہیں بجھے گی۔

قبر کے مصائب یہ ہیں کہ قبر اس پر تنگ ہوگی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، اس کی قبر میں آگ بھڑکائی جائے گی جس کے انگاروں پر وہ رات دن لوٹتا رہے گا، اس کی قبر میں ایک اژدھا مقرر کر دیا جائے گا جس کا نام شجاع یعنی گنجا ہوگا، اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی اور ان کے ناخن لوہے کے ہوں گے جن کی لمبائی ایک دن کے سفر کے برابر ہوگی۔ وہ کڑک دار بجلی جیسی آواز میں میت سے ہمکلام ہوگا اور کہے گا میں گنجا اژدھا ہوں، میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے نمازوں کے ضیاع کے بدلے میں صبح سے شام تک ڈستا رہوں، صبح کی نماز کیلئے سورج تک، نماز ظہر کے ضائع کرنے پر تجھے ظہر سے عصر تک، عصر کی نماز کے لئے مغرب تک، مغرب کی نماز کے ضیاع پر عشاء تک اور نماز عشاء کے ضائع کرنے کی وجہ سے تجھے صبح تک ڈستا رہوں، اور جب وہ اسے ڈسے گا وہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جائے گا اور قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔

اور جو مصائب اس قبر سے نکلتے ہوئے حشر کے میدان میں جھیلنے ہوں گے وہ ہیں، سخت حساب، اللہ کی ناراضگی اور جہنم میں داخلہ۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ قیامت میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوں گی، پہلی سطر یہ ہوگی، اے اللہ کے حقوق ضائع کرنے والے! دوسری سطر ہوگی: اے اللہ کی

www.waseemziyai.com

ناراضگی کے لئے مخصوص! اور تیسری سطر ہوگی کہ جیسے تو نے اللہ کے حقوق دنیا میں ضائع کئے ہیں ایسے ہی تو آج اللہ کی رحمت سے ناامید ہوگا۔ اس حدیث میں مجموعی تعداد پندرہ بتائی گئی ہے مگر تفصیلاً چودہ کا ذکر ہے. شاید راوی پندرہویں بات بھول گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص اللہ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم میں جانے حکم دیا ہوگا وہ پوچھے گا یا اللہ! مجھے کس لئے جہنم میں بھیجا جا رہا ہے؟ رب تعالیٰ فرمائے گا کہ نمازوں کو ان کے اوقات سے موخر کر کے پڑھنے اور میرے نام کی جھوٹی قسمیں کھانے کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے۔

بعض محدثین سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ تم یوں دعا مانگا کرو' اے اللہ! ہم میں سے کسی کو شقی اور محروم نہ بنا۔ پھر فرمایا جانتے ہو بد بخت محروم کون ہوتا ہے؟ کہا گیا کون ہوتا ہے؟ یارسول اللہ! آپ نے فرمایا جو انسان تارک نماز ہوتا ہے۔

نیز فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تارکین نماز کے منہ کالے کئے جائیں گے اور جہنم میں ایک وادی ہے جسے ململم کہا جاتا ہے، اس میں سانپ رہتے ہیں، ہر سانپ اونٹ جتنا موٹا اور ایک ماہ کے سفر کے برابر طویل ہوگا وہ بے نمازی کو ڈستا رہے گا حتیٰ کہ اس کا زہر ستر سال تک بے نمازی کے جسم میں جوش مارتا رہے گا، پھر اس کا گوشت گل جائے گا۔

عمداً نماز ترک کرنیوالا زانی سے بھی بدتر ہے:

نیز یہ بھی مروی ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا اے نبی اللہ! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے اور توبہ بھی کی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ وہ میرے گناہ کو بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو نے کونسا گناہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں نے زنا کی مرتکب ہوئی اور جو بچہ پیدا ہوا میں نے اسے قتل کر دیا ہے! یہ سن کر موسیٰ بولے اے بد بخت نکل جا! کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں نہ جلا دے!

چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چل پڑی، تب جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے گناہ سے توبہ کرنے والی کو کیوں واپس کر دیا ہے؟ کیا تو نے اس سے بھی زیادہ برا آدمی نہیں پایا؟ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے جبریل! علیہ السلام اس عورت سے زیادہ برا کون ہے؟ جبریل علیہ السلام بولے کہ اس سے برا وہ ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے۔

بعض صالحین سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی مردہ بہن کو دفن کیا تو اس کی تھیلی بے خبری میں

گر گئی۔ جب سب لوگ اسے دفن کر کے چلے گئے تو اسے اپنی تھیلی یاد آئی. چنانچہ وہ آدمی لوگوں کے چلے جانے کے بعد بہن کی قبر پر پہنچا اور اسے کھودا، تاکہ تھیلی نکال لے. اس نے دیکھا کہ اس کی قبر میں شعلے بھڑک رہے ہیں. چنانچہ اس نے قبر پر مٹی ڈالی اور انتہائی غمگین روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور پوچھا. ماں! یہ بتاؤ کہ میری بہن کیا کرتی تھی؟ ماں نے پوچھا تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ وہ بولا میں نے اپنی بہن کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑکتے دیکھے ہیں۔ اس کی ماں رونے لگی اور کہا تیری بہن نماز میں سستی کرتی رہتی تھی، اور نمازوں کو ان کے اوقات سے موخر کر کے پڑھا کرتی تھی۔

یہ تو اس کا حال ہے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے موخر کر کے پڑھا کرتی تھی اور ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے اور پابندی سے نماز پڑھنے کی توفیق طلب کرتے ہیں بے شک اے رب! تو مہربان، کریم، رؤف اور رحیم ہے۔

❀❀❀❀

باب ۵۰:

طبقاتِ جہنم اور ان کے عذاب

فرمانِ الٰہی ہے:

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ۭ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿۴۴﴾ (پ ۱۴ الحجر ۴۴)

اس (جہنم) کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ کا جزء مقرر ہے۔

یہاں جزء سے مراد گروہ، جماعت اور فریق ہے اور دروازوں سے مراد طبقات ہیں جو اوپر نیچے بنے ہوئے ہیں۔

جہنم کا ہر طبقہ ایک گروہ کیلئے مخصوص ہے: ابن جریج کا قول ہے کہ جہنم کے طبقات سات ہیں۔ جہنم، لظی، حطمہ، سعیر، سقر، جحیم اور ہاویہ۔ پہلا طبقہ موحدین کیلئے، دوسرا یہود کیلئے، تیسرا نصاریٰ کیلئے، چوتھا صائبین کیلئے، پانچواں آتش پرستوں کیلئے چھٹا مشرکوں کیلئے، اور ساتواں منافقوں کیلئے ہے، جہنم سب سے اوپر کا طبقہ ہے اور باقی سب مذکورہ ترتیب کے ساتھ اس کے نیچے ہیں۔

اور یہ بایں معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ابلیس کے پیروکاروں کو سات گروہوں میں تقسیم فرمائے گا اور ہر گروہ اور فریق جہنم کے ایک طبقہ میں رہے گا، اس کا سبب یہ ہے کہ کفر اور گناہوں کے مراتب چونکہ مختلف

www.waseemziyai.com

ہیں اس لئے جہنم میں دخول کیلئے ان کے درجات بھی مختلف ہیں ۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سات طبقات کو انسان کے ساتھ اعضائے بدن کے مطابق بنایا گیا ہے.اعضاء یہ ہیں: آنکھ.کان.زبان.پیٹ.شرمگاہ اور پیر.کیونکہ یہی اعضاء گناہوں کا مرکز ہیں اسی لئے ان کے وارد ہونے کے دروازے بھی سات ہیں۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جہنم کے اوپر نیچے (تہ بہ تہ) سات طبقات ہیں لہٰذا پہلے پہلا بھرا جائے گا،پھر دوسرا،پھر تیسرا،اسی طرح سب طبقات بھرے جائیں گے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ترمذی نے حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں،ان میں ایک دروازہ اس شخص کیلئے ہے جس نے میری امت پر تلوار سونتی۔

آتشِ جہنم کی ہولناکیاں:

طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ جبریل علیہ السلام ایسے وقت میں تشریف لائے کہ اس وقت میں اس سے قبل کسی وقت میں نہیں آتے تھے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا: جبریل! کیا بات ہے؟ میں تم کو متغیر دیکھ رہا ہوں؟ جبریل نے عرض کی: میں اس وقت آپ کے پاس آیا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دہکا دینے کا حکم دیا ہے۔آپ نے فرمایا: جبریل! مجھے اس آگ یا جہنم کے بارے میں بتلاؤ! جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو حکم دیا اور اس میں ایک ہزار سال تک آگ دہکائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی،پھر اسے ہزار سال تک مزید بھڑکانے کا حکم ملا یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی،پھر اسے حکمِ خداوندی سے ہزار سال تک اور بھڑکایا گیا تا آنکہ وہ بالکل سیاہ ہو گئی،اب وہ سیاہ اور تاریک ہے،نہ اس میں چنگاری روشن ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا بھڑکنا ختم ہوتا ہے اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں،اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے،اگر سوئی کے ناکے کے برابر بھی جہنم کو کھول دیا جائے تو تمام اہلِ زمین فنا ہو جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! اگر جہنم کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو زمین کی تمام مخلوق اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے ہلاک ہو جائے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اگر جہنم کے زنجیروں کا ایک حلقہ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ذکر کیا ہے،دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور وہ حلقہ تحت الثریٰ میں جا ٹھہرے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا بس جبریل بس،اتنا تذکرہ ہی کافی ہے، میرے لئے یہ بات انتہائی پریشان کن ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل کو دیکھا،وہ رو رہے ہیں،آپ نے فرمایا: جبریل! تم کیوں روتے ہو حالانکہ تمہارا تو اللہ کے ہاں بہت بڑا مقام ہے۔جبریل نے کہا: میں کیوں نہ روؤں؟ میں

www.waseemziyai.com

ہی رونے کا زیادہ حقدار ہوں. کیا خبر علم خدا میں میرا اس مقام کے علاوہ کوئی اور مقام ہو. کیا خبر کہیں مجھے ابلیس کی طرح نہ آزمایا جائے. وہ بھی تو فرشتوں میں رہتا تھا اور کیا خبر مجھے ہاروت و ماروت کی طرح آزمائش میں نہ ڈال دیا جائے. تب حضور ﷺ اور جبریل علیہ السلام دونوں اشکبار ہو گئے اور یہ اشکباری برابر جاری رہی یہاں تک کہ آواز آئی اے جبریل! اے محمد! اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ کر لیا ہے. پس اس کے بعد جبریل علیہ السلام آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے۔

حضور ﷺ کا گذر انصار کی ایک جماعت سے ہوا جو ہنس رہے تھے اور فضول باتوں میں مصروف تھے. آپ نے فرمایا تم ہنستے ہو حالانکہ تمہارے پیچھے جہنم ہے جسے میں جانتا ہوں. اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے، تم کھانا پینا چھوڑ دیتے اور پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور انتہائی مصائب برداشت کر کے اللہ کی عبادت کرتے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے محمد ﷺ میرے بندوں کو ناامید نہ کرو، آپ خوشخبری دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں، لوگوں کو مصائب میں ڈالنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے. پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راہِ راست پر گامزن رہو اور رحمتِ خداوندی سے امید رکھو۔

احمد کی روایت ہے: حضور ﷺ نے جبریل سے کہا: میں نے کبھی بھی میکائیل کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، اس کی کیا وجہ ہے؟ جبریل نے کہا کہ جب سے پیدا کیا گیا ہے میکائیل علیہ السلام کبھی نہیں مسکرائے۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جہنم کو ستر ہزار لگام دے کر لایا جائے گا اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔

باب ۵۱:

عذابِ جہنم

ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کی روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا فرمایا تو جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ جنت اور اس میں جو کچھ میں نے جنتیوں کیلئے تیار کیا ہے، اسے دیکھ آؤ. جبریل علیہ السلام نے آ کر جنت اور اس میں رہنے والوں کیلئے تیار شدہ نعمتوں کو دیکھا اور بارگاہِ الٰہی میں جا کر عرض کیا، تیرے عزت و جلال کی قسم! جو بھی اس کا تذکرہ سنے گا اس میں آنے کی کوشش کرے گا. اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جنت پر مصائب طاری کر دیئے گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ اور دیکھو کہ میں نے جنت میں آنے والوں کیلئے کیا انتظام کیا ہے؟ جبریل واپس آ گئے اور کہا: مجھے تیری عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اس میں

www.waseemziyai.com

کوئی نہیں جائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ جہنم اور اس میں پہنچنے والوں کیلئے میں نے جو کچھ تیار کیا ہے اسے دیکھو، جبریل نے جہنم کو دیکھا اس کی آگ ایک دوسری آگ کو روندرہی تھی. جبریل علیہ السلام واپس آ گئے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: تیری عزت کی قسم! جو بھی اس کا تذکرہ سنے گا اس میں نہیں آئے گا. اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جہنم کو شہوات سے ڈھانپ دیا گیا۔ رب تعالیٰ نے جبریل سے فرمایا: اب جاؤ اور اسے دیکھو. جبریل آئے، جہنم کو دیکھا اور واپس جا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی. تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھی اس میں گرنے سے نہیں بچے گا۔

بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمان الٰہی:

اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ بے شک جہنم محلوں جیسی چنگاریاں پھینکتی ہے۔

(پ۲۹ المرسلٰت ۳۲)

کی تشریح میں فرمایا، یہ نہیں کہتا کہ وہ درختوں جتنی بڑی چنگاریاں پھینکتی ہے۔ بلکہ قلعوں اور شہروں جتنی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکتی ہے۔

احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ وَیل جہنم کی ایک وادی ہے. کافر اس میں چالیس سال برابر گرتا چلا جائے گا مگر اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

ترمذی کی روایت ہے کہ وَیل جہنم کی ایک وادی ہے، کافر ستر سال میں بھی اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

(دونوں روایتوں میں گہرائی تک پہنچنے کی مدت کا فرق ہے، دونوں کا مقصد یہ ہے کہ اس کی گہرائی بہت ہی زیادہ ہے جو برسوں میں طے ہوگی)

حُبّ الحزن کا عذاب:

ابن ماجہ اور ترمذی کی حدیث ہے، آپ نے فرمایا کہ حُبّ الحزن سے اللہ کی پناہ مانگو. صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حب الحزن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جہنم کی ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، پوچھا گیا: حضور! اس میں کون جائیں گے؟ آپ نے فرمایا وہ ریاکار قاریوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو اپنے اعمال کی نمائش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ ناپسند ایسے قاری ہیں جو ظالم حاکموں سے میل جول رکھتے ہیں۔

طبرانی کی روایت ہے کہ جہنم میں ایک ایسی وادی ہے کہ جہنم اس وادی سے دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ریاکاروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں ستر ہزار

www.waseemziyai.com

گھاٹیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار سوراخ ہیں، ہر سوراخ میں ایک سانپ ہے جو دوزخیوں کے چہروں کو ڈستا رہتا ہے۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں یہ منکر السند حدیث نقل کی ہے کہ جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار گھر ہیں، ہر گھر میں ستر ہزار مکان ہیں، ہر مکان میں ستر ہزار کنوئیں ہیں، ہر کنوئیں میں ستر ہزار اژدہے ہیں، ہر اژدہا کی باچھوں میں ستر ہزار بچھو ہیں، کافر اور منافق ان تمام کا عذاب پائے بغیر نہیں رہے گا۔

ترمذی میں منقطع السند روایت ہے کہ جہنم کے کنارے سے عظیم چٹان لڑھکائی جاتی ہے اور ستر سال گذرنے کے باوجود بھی وہ جہنم کی گہرائی تک پہنچ نہیں پاتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جہنم کو اکثر یاد کیا کرو کیونکہ اس کی گرمی سخت، اس کی گہرائی بے حد ہے اور اس میں لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔

بزاز، ابو یعلیٰ، صحیح ابن حبان اور بیہقی کی روایت ہے کہ اگر جہنم میں پتھر پھینکا جائے اور اسے نیچے جاتے ہوئے ستر سال گزر جائیں، تب بھی وہ اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم نے ایک دھماکہ سنا۔ حضور نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا تھا؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ پتھر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ستر سال پہلے جہنم میں ڈالا تھا ابھی وہ اس کی گہرائی تک پہنچ سکا ہے۔

طبرانی میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہولناک آواز سنی، جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا: جبریل یہ کیسی آواز تھی؟ جبریل نے عرض کیا، یہ چٹان تھی جسے ستر سال پہلے جہنم کے کنارے سے گرایا گیا تھا اور وہ ابھی جہنم کی گہرائی تک پہنچی ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کو بھی اس کی آواز سنا دی جائے، اس کے بعد کسی نے وصال تک آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

احمد اور ترمذی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اگر اس جتنا سیسہ آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے تو زمین و آسمان کی پانچ سو سالہ سفر کی دوری کے باوجود رات سے پہلے پہلے یہ زمین پر آجائے اور اگر اسے جہنم کے کنارے سے جہنم میں پھینکا جائے تو چالیس سال گذرنے سے پہلے اس کی گہرائی تک نہ پہنچ سکے۔

احمد، ابو یعلیٰ اور حاکم کی روایت ہے کہ اگر جہنم کا ہتھوڑا جو لوہے سے تیار کیا ہوا ہے، زمین پر رکھ دیا جائے اور جن و انسان مل کر اسے اٹھانا چاہیں تو اسے اٹھا نہیں سکیں گے۔

www.waseemziyai.com

حاکم کی روایت ہے کہ اگر جہنم کا ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ اس کی گرمی سے پگھل جائیں۔

حاکم کی ایک روایت ہے کہ زمینیں سات ہیں اور ہر زمین کا دوسری زمین کے درمیان پانچ سو سال کے سفر کے برابر فاصلہ ہے، سب سے اوپر والی زمین مچھلی کی پشت پر ہے جس نے اپنی دونوں آنکھیں آسمان سے ملائی ہوئی ہیں، مچھلی چٹان پر ہے اور چٹان فرشتے کے ہاتھ میں ہے، دوسری زمین ہوا کا قید خانہ ہے، جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی ہلاکت کا ارادہ فرمایا تو ہوا کے خازن کو فرمایا کہ ان پر ہوا بھیج جو ان کو ہلاک کر دے۔ خازن نے عرض کیا: یا اللہ! میں ان پر بیل کے نتھنوں کے برابر ہوا بھیجوں گا، رب ذوالجلال نے فرمایا: تب تو دنیا کی تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی اور یہ سب کیلئے کافی ہوگی، ان پر انگوٹھی کے سوراخ کے برابر ہوا بھیجو اور یہی وہ ہوا ہے جس کے متعلق ارشاد الٰہی ہے:

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝ اس نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا، جس پر وہ آئی مگر اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح کر دیا۔ (پ ۲۷ الذٰریٰت ۴۲)

تیسری زمین میں جہنم کے پتھر ہیں۔ چوتھی میں جہنم کا گندھک ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جہنم کیلئے بھی گندھک ہے؟ آپ نے فرمایا: بخدا اس میں گندھک کی کئی وادیاں ہیں، اگر ان میں بلند و بالا مستحکم پہاڑ ڈالے جائیں تو نرم ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں، پانچویں میں جہنم کے سانپ ہیں جن کے منہ غاروں کی طرح ہیں جب وہ کافر کو ایک مرتبہ ڈسیں گے تو اس کی ہڈیوں پر گوشت باقی نہیں رہے گا۔

چھٹی میں جہنم کے بچھو ہیں جن میں سب سے چھوٹا بچھو بھی پہاڑی خچر کے برابر ہے وہ جب کافر کو ڈسے گا تو کافر جہنم کی شدت اور گرمی کو بھول جائے گا۔

ساتویں میں ابلیس لوہے سے جکڑا ہوا ہے، اس کا ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسے کسی بندے کیلئے چھوڑ دے تو اسے چھوڑ دیتا ہے۔

احمد، طبرانی، صحیح ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ جہنم میں بدبختی اونٹوں کی گردنوں جیسے سانپ ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک ڈستا ہے تو اس کی گرمی ستر سال کے راستے کی دوری سے محسوس کی جاتی ہے اور جہنم میں پہاڑی خچروں جیسے بچھو ہیں، جب وہ ڈستے ہیں تو ان کی گرمی چالیس سال کی دوری سے محسوس کی جاتی ہے۔

ترمذی، صحیح ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمان الٰہی "كَالْمُهْلِ" کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ زیتون کے تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، جب وہ ان کے چہروں کے قریب آئے گا تو ان کے چہرے کی کھال بالوں سمیت ادھڑ کر اس میں گر جائے گی۔

www.waseemziyai.com

ترمذی کی روایت ہے کہ گرم پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا تو وہ شدید گرم پانی ان کے سروں سے گزر کر ان کے پیٹ میں اثر انداز ہوگا اور جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہوگا اسے باہر نکال دے گا یہاں تک کہ اسی شدت سے ان کے پیروں سے بہہ نکلے گا اور ان کے وجود کی چربی ختم کر دے گا. پھر دوبارہ اسے ویسے ہی ڈالا جائے گا اور بار بار انسانوں کو بھی ہیئتِ اولیٰ پر کیا جاتا رہے گا۔

ضحاک کا قول ہے کہ حمیم وہ گرم پانی ہے جو زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت سے جہنمیوں کو پلانے کے وقت تک برابر گرم ہو رہا ہے اور پھر انہیں پلانے کے ساتھ ان کے سروں پر بھی ڈالا جائے گا۔

ایک قول یہی ہے کہ وہ جہنم کے گڑھوں میں جمع ہونے والے جہنمیوں کے آنسو ہوں گے جو انہیں پلائے جائیں گے، اور بھی مختلف اقوال ہیں۔

قرآنِ پاک میں اسی پانی کا ذکر ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (پ۲۶ محمد ۱۵)

اور وہ گرم پانی پئیں گے جو ان کی انتڑیاں کاٹ دے گا۔

احمد، ترمذی اور حاکم کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمانِ الٰہی کے بارے میں:

وَیُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ﴿۱۶﴾ یَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ۔ (پ۱۳ ابراہیم ۱۶، ۱۷)

اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا جسے وہ گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور اسے گلے سے اتار نہیں سکے گا۔

فرمایا کہ دوزخی اسے اپنے منہ کے قریب لائے گا تو اس کی بدبو کی وجہ سے اسے سخت ناپسند کرے گا مگر جب پیاس کے مارے منہ کے اور زیادہ قریب لائے گا تو اس کا منہ بھن جائے گا اور اس کے سر کی کھال بالوں سمیت اس میں گر جائے گی اور جب وہ اسے گھونٹ گھونٹ پیئے گا تو وہ اس کی انتڑیاں کاٹ کر باہر نکال دے گا چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ الآیۃ۔ (پ۱۵ الکہف ۲۹)

اور جب وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کی جائے گی، ایسے پانی کے ساتھ جو گلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا جو ان کے ذہنوں کو بھون ڈالے گا، وہ بہت برا پینا ہے۔

جہنم کا بدبودار پانی:

احمد اور حاکم کی روایت ہے کہ اگر جہنم کے بدبودار پانی کا ڈول دنیا میں گرا دیا جائے تو تمام مخلوق اس کی بدبو سے پریشان ہو جائے، اس پانی کا نام غساق ہے جس کا فرمانِ الٰہی میں بھی ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ "پس چکھو گرم پانی اور غساق کو" اور جہنمیوں کے مشروب کے متعلق ارشاد فرمایا: مگر گرم پانی اور غساق ہوگا، غساق کے معنی میں کچھ اختلاف ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ مواد ہے جو جہنمیوں کے چمڑوں سے بہے گا اور بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد ان کی پیپ ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ وہ جہنم کا ایک کنواں ہے جس میں ہر زہریلی چیز جیسے سانپ، بچھو وغیرہ کا زہر بہہ کر آئے گا اور وہاں جمع ہوتا رہے گا پھر کافر کو وہاں لایا جائے گا اور اسے اس میں غوطہ دیا جائے گا۔ جب وہ نکلے گا تو اس کا چمڑہ اور گوشت گر چکا ہوگا اور اس کے پیروں اور ٹانگوں کے پیچھے چمٹا ہوا گھسٹتا ہوا آئے گا جیسے آدمی اپنے کسی کپڑے کو گھسیٹتا ہوا لاتا ہے۔

ترمذی کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴿۱۰۲﴾ اللہ سے کما حقہ ڈرو اور تم ہرگز نہ مرو مگر یہ کہ مسلمان ہو کر مرو۔ (پ ۴، آل عمران ۱۰۲)

اور فرمایا کہ زقوم کا اگر ایک قطرہ زمین پر ڈال دیا جائے تو مخلوق پر زندگی گزارنا دوبھر ہو جائے، اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی غذا ہی زقوم ہوگی۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں، اس کا کیا حال ہوگا جس کا زقوم کے سوا کوئی کھانا نہیں ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت کے ساتھ مروی ہے، انہوں نے فرمانِ الٰہی:

وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ۔ (پ ۲۹، المزمل ۱۳) اور کھانا گلے میں پھنس جانے والا۔

کی تفسیر میں فرمایا کہ اس میں کانٹے ہوں گے جو حلق پکڑ لیں گے، نہ اوپر آئیں گے اور نہ نیچے پیٹ میں اتریں گے۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار سوار کے تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔

احمد کی روایت ہے کہ کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کی مثل ہوگی اور جہنم میں اس کی بیٹھک قدید اور مکہ معظمہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی یعنی تین دن کے سفر کے برابر، اس کے چمڑے کی موٹائی بیالیس یمنی ہاتھ ہوگی یا بیالیس عجمی ہاتھ، ابن حبان نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔

مسلم کی روایت ہے کہ کافر کی داڑھ یا دانت احد پہاڑ جیسا ہوگا اور اس کے چمڑے کی موٹائی تین دن کے سفر کے برابر ہوگی۔

ترمذی کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافر کی داڑھ اُحد کے برابر ہوگی. اس کی ران بیضاء کے برابر اور جہنم میں اس کی بیٹھک تین دن کے سفر کے برابر ہوگی جیسے زبدہ اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ ہے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

احمد کی روایت ہے قیامت کے دن کافر کی داڑھ احد پہاڑ جیسی ہوگی. اس کے چمڑے کی موٹائی ستر ہاتھ ہوگی. اس کا بازو بیضاء پہاڑ جیسا اور اس کی ران ورقان جیسی اور جہنم میں اس کی بیٹھک میرے اور زبدہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی. ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں اس کی بیٹھک تین دن کے سفر کے برابر ہوگی جیسے زبدہ ہے۔

احمد، ترمذی اور طبرانی کی روایت ہے. جسے حافظ منذری نے اچھی سند والی حدیث کہا ہے اور ترمذی نے اسے فضیل بن یزید سے نقل کیا ہے کہ کافر جہنم میں ایک یا. دو فرسخ کے برابر لمبی زبان جہنم میں کھینچتا پھرے گا اور لوگ اسے روندتے ہوں گے. ایک فرسخ تین میل کے قریب ہوتا ہے۔

فضل بن یزید نے ابی العجلان سے روایت کی ہے کہ کافر قیامت میں دو فرسخ لمبی زبان کھینچ رہا ہوگا اور لوگ اسے روندر ہے ہوں گے۔

بیہقی وغیرہ کی روایت ہے کہ جہنمیوں کے جسم جہنم میں بہت برے کر دیئے جائیں گے یہاں تک کہ اس کے کان کی لو سے اس کے کندھے تک سات سو سال کے سفر کا فاصلہ ہوگا. اس کی کھال کی موٹائی ستر ہاتھ اور اس کی داڑھی جبل احد کے برابر ہوگی۔

احمد اور حاکم نے بسندِ صحیح مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جانتے ہو جہنمیوں کے جسم کتنے عظیم ہوں گے؟ میں نے کہا نہیں، تب انہوں نے کہا ہاں. بخدا تم نہیں جانتے کہ اس کے کان کی لو اور ان کے کندھے کے درمیان ستر سال کے سفر کا فاصلہ ہوگا. اس کی وادیوں میں خون اور پیپ رواں ہوگی. میں نے کہا نہریں ہوں گی تو انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ وادیاں ہوں گی۔

❀❀❀❀

باب ۵۲:

گناہوں سے خوفزدہ ہونے کی فضیلت

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ گناہوں سے متنبہ کرنے والی باتوں میں خوفِ الٰہی. اس کے انتقال کا اندیشہ. اس کی ہیبت اور شان و شوکت. اس کے عذاب کا ڈر اور اس کی گرفت. بہت نمایاں حیثیت رکھتی ہیں. فرمانِ الٰہی ہے کہ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس امر سے ڈریں کہ انہیں فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے"۔

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس تشریف لائے جو نزع کے عالم میں تھا، آپ نے فرمایا: اپنے آپ کو کس عالم میں پاتے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے

گناہوں سے خوفزدہ ہوں۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ کسی بندے کے دل میں ایسی دو باتیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اس بندے کی امید پوری کر دیتا ہے اور گناہوں کے خوف سے اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔

وہب بن ورد سے مروی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جنت کی محبت اور جہنم کا خوف مصیبت کے وقت صبر دیتا ہے اور یہ دو چیزیں دنیاوی لذتوں، خواہشات اور نافرمانیوں سے دور کر دیتی ہیں۔

جناب حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ بخدا تم سے پہلے ایسے لوگ ہو گزرے ہیں جو گناہوں کو اتنا عظیم سمجھتے تھے کہ وہ بے حد و حساب سونے چاندی کی بخششوں کو بھی اپنے ایک گناہ سے نجات کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جو کچھ میں سنتا ہوں، کیا تم سنتے ہو؟ آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ چرچرائے، ربِ ذوالجلال کی قسم آسمان میں چار انگل جگہ نہیں ہے جس میں فرشتہ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز، قیام کرنے والا یا رکوع کرنے والا نہ ہو، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور نکل جاتے یا پہاڑوں پر چڑھ جاتے اور اللہ تعالیٰ کے شدید انتقام اور ہیبت و جلال کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈتے۔

ایک روایت میں جناب بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو لوگ ہنستے ہوئے گناہ کرتے ہیں، وہ روتے ہوئے جہنم میں جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر مومن اللہ تعالیٰ کے تیار کردہ تمام عذابوں کو جانتا تو کبھی بھی جہنم سے بے خوف نہ ہوتا۔

صحیحین میں ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔ (پ۱۹ الشعراء ۲۱۴)

تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے گروہِ قریش! اللہ تعالیٰ سے اپنے نفسوں کو خرید لو، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا، اے بنی عبد مناف (حضور ﷺ کے رشتہ دار) میں تمہیں احکامِ خداوندی میں سے کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔ اے عباس! (رسولِ خدا ﷺ کے چچا) میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔ اے صفیہ! (رسولِ خدا ﷺ کی پھوپھی) میں تم کو اللہ کے سامنے کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔ اے فاطمہ (حضور ﷺ کی بیٹی) میرے مال سے جو چاہے مانگ لو مگر میں اللہ کے سامنے تمہیں کسی چیز سے بے پرواہ نہیں کروں گا۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی:

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ (پ۱۸ المومنون ۶۰)

اور جو لوگ اللہ کی عطا کردہ چیزوں سے دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

www.waseemziyai.com

اور پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ وہ شخص ہے جو زنا کرتا ہے. چوری کرتا ہے. شراب پیتا ہے مگر خوفِ خدا بھی رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر کی بیٹی! ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے. روزہ رکھتا ہے. صدقہ دیتا ہے مگر اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں وہ نامقبول نہ ہوں. اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

جناب حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اے ابوسعید! تمہاری کیا رائے ہے؟ ہم ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھتے ہیں جو ہمیں رحمتِ خداوندی سے امیدیں وابستہ رکھنے کی ایسی باتیں سناتے ہیں کہ ہمارے دل خوشی سے اڑنے لگتے ہیں، آپ نے فرمایا: بخدا تم اگر ایسی قوم میں بیٹھتے جو تمہیں خوفِ خدا کی باتیں سناتے اور تم کو عذابِ الٰہی سے ڈراتے یہاں تک کہ تم امن پا لیتے. وہ تمہارے لئے بہتر ہے اس چیز سے کہ تم ایسے لوگوں میں بیٹھو جو تم کو بے خوفی اور امید میں رکھیں یہاں تک کہ تم کو خوف آ گھیرے۔

فاروقِ اعظم اور خشیتِ الٰہی:

حضرتِ فاروقِ اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب نیزہ سے زخمی کر دیا گیا اور ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹے! میرا چہرہ زمین پر رکھ دو۔ افسوس اور شدید افسوس! اگر اللہ نے مجھ پر رحم نہ فرمایا۔ حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کو کس چیز کا خوف ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے فتوحات کرائیں، شہر آباد کرائے، انہوں نے کہا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے برابری میں چھوڑ دیا جائے یعنی نہ نقصان اور نہ نفع دیا جائے۔

حضرتِ زین العابدین بن علی بن حسن رضی اللہ عنہم جب وضو سے فارغ ہوتے تو کانپنے لگ جاتے، لوگوں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے، تمہیں پتہ نہیں میں کس کی بارگاہ میں جا رہا ہوں اور کس سے مناجات کا ارادہ کر رہا ہوں۔

حضرتِ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خوفِ خدا نے مجھے کھانے پینے سے روک دیا اب مجھے کھانے پینے کی خواہشات نہیں ہوتیں۔

صحیحین کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سات آدمیوں کا ذکر کیا کہ جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا تو انہیں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا، ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور وعید کو یاد کیا اور اپنے قصور یاد کر کے خوفِ الٰہی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، اور خوفِ الٰہی کی وجہ سے وہ نافرمانی اور گناہوں سے کنارہ کش ہو گیا۔

عذابِ جہنم سے محفوظ دو آنکھیں:

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جو آدھی رات میں اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں نگہبانی کرتے ہوئے

www.waseemziyai.com

رات گزاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی مگر جو آنکھ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے رک گئی، جو آنکھ راہِ خدا میں بیدار رہی اور جس آنکھ سے خوف الٰہی کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا وہ رونے سے محفوظ رہے گی۔

خوفِ الٰہی سے رونے والا جہنم سے آزاد ہے:

ترمذی نے حسن اور صحیح کہہ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ دوبارہ تھن میں لوٹ آئے اور راہِ خدا کا غبار اور دھواں یکجا نہیں ہوں گے۔

حضرتِ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہزار دینار راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مجھے خوفِ خدا سے ایک آنسو بہالینا زیادہ پسند ہے۔

جناب فرعون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے یہ روایت ملی ہے کہ انسان کے خوفِ خدا سے بہنے والے آنسو انسان کے جسم کے جس حصہ پر لگتے ہیں، اس حصّے کو اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کردیتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینۂ انور رونے کی وجہ سے ایسے جوش مارتا تھا جیسے ہانڈی ابلتی اور جوش مارتی ہے (یعنی جیسے بھڑکتی آگ پر ہانڈی جوش مارتی ہے)

کِندی کا قول ہے کہ خوفِ خدا سے رونے والے کا ایک آنسو سمندروں جیسی طویل وعریض آگ کو بجھا دیتا ہے۔

ابن سماک کی اپنے نفس کو سرزنش:

جناب ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کو سرزنش کرتے اور فرماتے کہ کہنے کو تو زاہدوں جیسی باتیں کرتے ہو اور عمل منافقوں جیسا کرتے ہو اور اس کجروی کے باوجود جنت میں جانے کا سوال کرتے ہو، دور ہو! دور ہو! جنت کیلئے دوسرے لوگ ہیں جن کے اعمال ہمارے اعمال سے قطعی مختلف ہیں۔

حضرتِ جعفر کی نصیحتیں:

حضرتِ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرتِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مَیں حاضر ہوا اور عرض کی: اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر! مجھے وصیت کیجئے! آپ نے فرمایا: سفیان! جھوٹے میں مروت نہیں ہوتی، حاسد میں خوشی نہیں ہوتی، غمگین میں بھائی چارہ نہیں ہوتا اور بدخلق کیلئے سرداری نہیں ہوتی۔ میں نے کہا: اے رسولِ خدا کے فرزند! کچھ اور نصیحت فرمائیے! آپ نے فرمایا: اے سفیان! اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے رک جا تو عابد ہوگا، اللہ کی تقسیم پر راضی ہو تو مسلمان ہوگا، جیسی تم لوگوں سے دوستی چاہتے ہو تم بھی ان کے ساتھ ویسی دوستی رکھو، تب تم مومن

www.waseemziyai.com

ہو گے۔ بُروں سے دوستی نہ رکھو ورنہ تو بھی بُرے عمل کرنے لگے گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے، تم یہ دیکھو کہ تمہاری دوستی کس سے ہے' اور اپنے کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ لو جو خوفِ خدا رکھتے ہوں۔ میں نے عرض کیا: اے رسولِ خدا کے فرزند! کچھ اور نصیحت کیجئے! آپ نے فرمایا: جو بغیر قبیلہ کے عزت اور بغیر حکومت کے ہیبت چاہے اسے چاہئے کہ خدا کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اللہ کی فرمانبرداری میں آجائے۔

میں نے کہا: اے رسولِ خدا کے فرزند! کچھ اور نصیحت فرمائیے! آپ نے فرمایا: مجھے میرے والد نے تین بہترین ادب کی باتیں سکھلائیں اور فرمایا: اے بیٹے! جو بروں کی صحبت اختیار کرتا ہے، سلامت نہیں رہتا، جو بُری جگہ جاتا ہے مُتّہم ہوتا ہے اور جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا شرمندگی اٹھاتا ہے۔

ابن مبارک رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے وہب بن الورد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، کیا وہ عبادت کا مزہ پاتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں اور معصیت کا ارادہ کرنے والا بھی نہیں۔

امام ابوالفرج بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ خوف خواہشاتِ نفسانی کو جلانے والی آگ ہے، جس قدر یہ آگ شہوات کو جلائے گی اور گناہوں سے روکے گی، اس قدر یہ بہترین ہوگی، اسی طرح جس قدر یہ خوف عبادت پر برانگیختہ کرے گا اسی قدر یہ بہترین ہوگا اور خوف کرنے والا صاحب عزت کیسے نہیں ہوگا، اسی سے ہی تو پاک دامنی، تقویٰ، پرہیزگاری، مجاہدات اور ایسے عمدہ اعمال کا ظہور ہوتا ہے، جن سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے جیسا کہ آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (پ۹ الاعراف ۱۵۴)

ان لوگوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے، جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

اور فرمانِ الٰہی ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ اس کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرا۔ (پ۳۰ البینہ ۸)

نیز فرمانِ الٰہی ہے:

خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

(پ۴ آلِ عمران ۱۷۵)

اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔

مزید ارشاد ہوا:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾

(پ۲۷ الرحمٰن ۴۶)

اور جو شخص اپنے پروردگار کے آگے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے، اس کیلئے دو جنتیں ہیں۔

www.waseemziyai.com

اور ارشاد فرمایا:

سَيَذَّكَّرُ مَنۡ يَّخۡشٰىۙ‏ ﴿۱۰﴾ (پ۳۰ الاعلیٰ ۱۰) البتہ نصیحت حاصل کرے گا جو شخص ڈرتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا‌ ؕ (پ۲۲ فاطر ۲۸) سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کے بندوں میں سے عالم ڈرتے ہیں۔

اور ہر وہ آیت یا حدیث جو علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے وہ خوف کی فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ خوف علم ہی کا ثمرہ ہے۔

ابن ابی الدنیا کی روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جب خوفِ خدا سے بندے کا جسم کانپتا ہے اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے عزت و جلال کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے امن میں (بے خوف) ہوتا ہے تو میں قیامت کے دن خوفزدہ کروں گا اور اگر دنیا میں وہ مجھ سے ڈرتا ہے تو میں اسے قیامت کے دن بے خوف کر دوں گا۔

ابو سلیمان الدرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہر وہ دل جس میں خوفِ خدا نہیں ہے، ویرانہ ہے اور فرمانِ الٰہی ہے:

فَلَا يَاۡمَنُ مَكۡرَ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ‏ ﴿۹۹﴾ (پ۹ الاعراف ۹۹) پس خدا کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے ہیں مگر خسارہ پانے والی قوم ہی بے خوف ہوتی ہے۔

❀❀❀❀

باب ۵۳:

فضائل توبہ

توبہ کی فضیلت میں بہت سی آیات وارد ہیں، فرمانِ الٰہی ہے:

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ‏ ﴿۳۱﴾ اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ۱۸ النور ۳۱)

اور ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيۡنَ لَا يَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِىۡ حَرَّمَ

www.waseemziyai.com

اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ
الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ
عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾

(پ۱۹ الفرقان ۶۸-۷۱)

''اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہیں پکارتے اور ناحق کسی انسان کو قتل نہیں کرتے جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے گا، سخت مصیبت سے ملاقات کرے گا قیامت کے دن اسے دگنا عذاب دیا جائے گا اور رسوائی کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے عمل کئے پس یہی لوگ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو کوئی توبہ کرے اور اچھے عمل کرے پس بیشک وہ رجوع کرتا ہے اللہ کی طرف رجوع کرنا''۔

توبہ کے متعلق بہت سی احادیث ہیں۔ مسلم کی ایک حدیث ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت کو رات میں وسیع کرتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والے توبہ کریں اور وہ ان کی توبہ قبول فرمائے اور اسی طرح دن کو اپنا دستِ رحمت دراز فرماتا ہے تاکہ رات کے گناہگاروں کی توبہ قبول فرمائے یہاں تک کہ مغرب سے سورج طلوع ہوگا (روزِ قیامت تک)

ترمذی کی حدیث ہے، مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے جس کی چوڑائی چالیس یا ستر سال کے سفر کے برابر ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے توبہ کیلئے کھولا ہے اور اسے بند نہیں کرے گا تاآنکہ مغرب سے سورج طلوع ہوگا (روزِ قیامت تک)

ترمذی کی حدیث صحیح ہے اللہ تعالیٰ نے مغرب میں توبہ کیلئے ایک دروازہ بنایا ہے جس کا عرض ستر سال کے سفر کے برابر ہے، اللہ اس وقت تک اسے بند نہیں فرمائے گا جب تک کہ اس سے پہلے سورج مغرب سے طلوع نہ کرے۔

چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا۔

(پ۸ الانعام ۱۵۹)

جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی، کسی کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا۔ الخ

یہ کہا گیا ہے کہ یہ روایت اور پہلے والی روایت کے مرفوع ہونے کی تصریح نہیں ملتی جیسا کہ بیہقی نے اس

www.waseemziyai.com

کی تصریح کی ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی باتیں اپنی عقل اور سمجھ سے نہیں کہی جاتیں لہٰذا یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوگی۔

طبرانی نے جید سند سے نقل کیا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں،سات دروازے بند ہیں اور ایک دروازہ توبہ کیلئے کھلا ہے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

ابن ماجہ نے جید سند سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر تم اتنے گناہ کرو کہ تمہارے گناہ آسمانوں تک پہنچ جائیں، پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔

حاکم کی صحیح روایت ہے کہ یہ بات انسان کی سعادت مندی کی علامت ہے کہ اس کی زندگی طویل ہو اور اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم کی روایت ہے کہ ہر انسان خطا کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والا ہے۔

ایک خطا کار اور اس کی معافی:

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ ایک بندے نے گناہ کیا، پھر اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، میرا یہ گناہ معاف فرمادے، رب نے فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا خدا ہے جو گناہ پر مواخذہ کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے لہٰذا اس کا گناہ معاف کر دیا، پھر وہ انسان جتنی مدت اللہ نے چاہا گناہوں سے رکا رہا، پھر اس نے دوسرا گناہ کرلیا اور کہا: اے اللہ! میں نے اور گناہ کرلیا، اسے معاف فرما، تب رب جلیل نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا خدا گناہوں کو بخش دیتا ہے اور گناہوں کے سبب پکڑ لیتا ہے لہٰذا اللہ نے اس کا گناہ معاف فرمادیا۔ پھر جتنے دن اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ رکا رہا تا آنکہ اس نے اور گناہ کرلیا اور عرض کیا کہ یا اللہ! میں نے پھر گناہ کیا ہے، میرے اس گناہ کو معاف فرمادے، رب نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا خدا گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے اور ان پر مواخذہ بھی کرتا ہے، اسی سبب سے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اور رب فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، وہ جو چاہے عمل کرے۔

منذری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے "جو چاہے عمل کرے" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ علیم وخبیر ہے، اسے علم ہے کہ جب بھی میرا یہ بندہ گناہ کرے گا فوراً ہی گناہ سے توبہ کرلے گا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ جونہی گناہ کرتا ہے توبہ کرلیتا ہے اور جب اس کا یہ طریقہ ہو کہ گناہ کرتے ہی دل کی گہرائیوں سے توبہ کرلے تو ایسی صورت میں اسے گناہ نقصان نہیں دیں گے۔اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ وہ زبان سے توبہ کرے مگر دل سے گناہوں سے اظہارِ نفرت نہ کرے اور بار بار گناہ کرنے لگ جائے کیونکہ یہ جھوٹوں کی توبہ ہے۔

محدثین کی ایک جماعت نے یہ صحیح روایت نقل کی ہے کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرلے، گناہ سے رک جائے اور استغفار کرے تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا

www.waseemziyai.com

ہے اور اگر وہ گناہ کرتا رہتا ہے تو اس کا دل سیاہ نقطوں سے چھپ جاتا ہے۔اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کتابِ مقدس میں فرمایا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

ہرگز نہیں یہ بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال نے زنگ چڑھا دیا ہے۔(پ۳۰ المطففین ۱۴)

ترمذی کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک کہ اس کی روح گلے تک نہ پہنچ جائے۔

رسولِ اکرم ﷺ کی حضرتِ معاذ کو نصیحتیں:

طبرانی اور بیہقی نے حضرتِ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ دور چلنے کے بعد فرمایا: اے معاذ! میں تجھے اللہ سے ڈرنے، سچی بات کرنے، وعدہ پورا کرنے، امانت کی ادائیگی، خیانت سے پرہیز، یتیم پر رحم، ہمسائے کی حفاظت، غصہ ضبط کرنے، نرمئ گفتار، بہت سلام کرنے، حاکم کی اطاعت، قرآن میں غور و فکر، آخرت کو محبوب رکھنے، حساب سے ڈرنے، تھوڑی امیدوں اور بہترین عمل کی وصیت کرتا ہوں اور مسلمان کو گالی دینے، جھوٹے کی تصدیق کرنے، سچے کو جھٹلانے، حاکمِ عادل کی نافرمانی کرنے اور زمین میں فتنہ و فساد پھیلانے سے تجھے روکتا ہوں، اے معاذ! اللہ تعالیٰ کا ہر درخت اور پتھر کے پاس ذکر کر اور ہر پوشیدہ گناہ کی چھپ کر توبہ کر اور ہر ظاہری گناہ کی ظاہر میں توبہ کر۔

تائب کا گناہ ہر جگہ سے مٹا دیا جاتا ہے:

اصبہانی کی روایت ہے کہ جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے محافظ فرشتوں کو، اس کے اعضائے بدن کو اور زمین کے اس ٹکڑے سے جس پر اس نے گناہ کیا ہے اس بندے کا گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت میں اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا اور اس کے گناہوں کی کوئی گواہی دینے والا نہیں ہوگا۔اصبہانی کی ایک روایت ہے کہ گناہوں پر شرمسار اللہ تعالیٰ کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے اور متکبر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا منتظر ہوتا ہے، اے اللہ کے بندو! جان لو کہ ہر عمل کرنے والا اپنے عمل کو پائے گا اور دنیا سے نہیں نکلے گا یہاں تک کہ وہ اپنے اچھے اور برے اعمال کو پائے گا اور دنیا سے نہیں نکلے گا یہاں تک کہ وہ اپنے اچھے اور برے اعمال کو دیکھ لے گا اور اعمال کا دارومدار ان کے خاتمہ پر ہے، اور رات، دن تمہاری سواریاں ہیں ان پر سوار ہو کر آخرت کی طرف اچھا سفر کرو، توبہ میں تاخیر سے بچو کیونکہ موت اچانک آتی ہے، تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کے حلم کی وجہ سے سست نہ ہو جائے کیونکہ آگ تم سے تمہارے جوتے سے بھی قریب ہے، پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

www.waseemziyai.com

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ٪ (پ ۳۰ الزلزال ۷.۸)

پس جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

طبرانی یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو۔

بیہقی نے یہ حدیث ایک دوسرے طریق سے نقل کی ہے۔اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں، گناہوں سے استغفار کرنے والا جو برابر گناہ بھی کئے جارہا ہے،ایسا ہے جیسے وہ رب تعالیٰ سے مذاق کررہا ہو۔

صحیح ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ گناہوں پر شرمندگی توبہ ہے یعنی شرمندگی توبہ کا اہم رکن ہے۔ جیسے حج میں وقوف عرفات ہے توبہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ صرف گناہوں کے خراب ہونے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے کی جائے،اپنی بے عزتی کے ڈر سے یا روپے پیسے کے ضائع ہونے کی وجہ سے نہ ہو۔

حاکم نے سندِ صحیح سے یہ حدیث نقل کی ہے لیکن اس میں ایک راوی ساقط ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کی گناہوں پر پشیمانی اور شرمندگی دیکھتا ہے تو اسے بخشش طلب کرنے سے پہلے بخش دیتا ہے۔

مسلم وغیرہ کی حدیث ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو اور بخشش طلب نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں نابود کردے اور تمہارے بدلہ میں ایسی قوم کو لائے جو گناہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں پھر اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے۔

مسلم کی حدیث ہے،کوئی ایسا نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنی تعریف پسند ہو،اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی تعریف فرمائی ہے اور کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ باغیرت نہیں ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بدکاریوں کو حرام کردیا ہے اور کوئی ایک ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر پسند کرنے والا ہو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کیں اور رسولوں کو بھیجا۔

ایک زانیہ کی توبہ:

مسلم کی روایت ہے کہ ایک عورت جہنیہ جو زنا سے حاملہ ہوئی تھی حضور ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کی یارسول اللہ! میں قابلِ حد ہوں، مجھ پر حد جاری فرمائیے حضور ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلا کر فرمایا کہ اس سے حسنِ سلوک کرنا اور جب اس کا بچہ پیدا ہوجائے تو اسے میرے پاس لے آنا، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس عورت کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیے جائیں، پھر آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور بعد میں آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ نے اس زانیہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی؟ آپ نے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ مدینہ کے ستر آدمیوں پر بانٹ دی جائے تو سب کو پوری ہو جائے، کیا تم نے اس سے کوئی افضل شخص دیکھا کہ وہ خود کو اللہ کی حدود کے اجراء کیلئے لی آئی ہے۔

ترمذی نے بسندِ حسن، صحیح ابن حبان اور بسندِ صحیح حاکم نے حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سنتا تھا، آپ ایک یا دو مرتبہ (اور انہوں نے سات مرتبہ تک گنا) سے زیادہ کسی بات کو نہیں دہرایا کرتے تھے مگر یہ بات میں نے آپ سے اس سے بھی زیادہ بات سنی ہے، آپ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں ایک کفل نامی شخص تھا، وہ گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ ایک عورت کے پاس گیا اور اسے ساٹھ دینار دے کر برائی پر رضامند کرلیا جب وہ عورت کے انتہائی قریب ہوا تو عورت کانپنے اور رونے لگی، اس نے عورت سے کہا کیا تم مجھے اچھا نہیں سمجھتی ہو؟ وہ بولی نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے ایسی برائی کبھی نہیں کی ہے اور آج میں کسی ضرورت سے مجبور ہو کر یہ کر رہی ہوں۔ اس نے یہ بات سن کر کہا واقعی تم نے اس حالت میں بھی ایسی برائی نہیں کی ہے یہ دینار لے جاؤ، میں نے تمہیں بخش دیئے ہیں اور خدا کی قسم! میں آئندہ کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا۔ پھر وہ اسی رات مرگیا، صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کفل کو بخش دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو بستیاں تھیں، ایک نیکوں کی اور دوسری بروں کی، ایک مرتبہ بروں کی بستی سے ایک آدمی نیکوں کی بستی کی طرف جانے کے ارادے سے نکلا مگر اسے راستے میں مشیتِ الٰہی کے مطابق موت آگئی چنانچہ اس شخص کے بارے میں شیطان اور فرشتہ رحمت کا جھگڑا ہوگیا، شیطان بولا اس نے کبھی بھی میری نافرمانی نہیں کی لہٰذا یہ میرا ہے، فرشتہ رحمت نے کہا کہ یہ تو توبہ کے ارادے سے جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ تم دیکھو، یہ کون سی بستی سے زیادہ قریب ہے؟ انہوں نے اسے بالشت نیکوں کی بستی سے قریب پایا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ معمر کی روایت ہے کہ میں نے کہنے والے کو سنا ہے، اللہ تعالیٰ نے نیکوں کی بستی کو اس کے قریب کر دیا۔

قاتل، ارادہ توبہ کی بدولت نجات پا گیا:

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے، اس نے دنیا کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھ گچھ کی تو لوگوں نے اسے ایک راہب کا پتہ دیا چنانچہ وہ راہب کے پاس آیا اور اسے کہا! میں نے ننانوے قتل کئے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب بولا نہیں، اور اس آدمی نے راہب کو بھی قتل کر کے سو قتل پورے کر لئے، پھر اس نے دوبارہ دنیا کے سب سے بڑے عالم کی تلاش شروع کی تو اسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا، وہ عالم کے پاس گیا اور کہا:

www.waseemziyai.com

کہ اس نے سو قتل کیے ہیں کیا اس کیلئے توبہ ممکن ہے؟ عالم نے کہا: ہاں! تیرے اور تیری توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے! فلاں فلاں جگہ جاؤ وہاں اللہ تعالیٰ کے نیک، عبادت گزار لوگ رہتے ہیں۔ تم بھی وہیں جا کر ان کے ساتھ عبادت کرو اور پھر اپنے وطن واپس نہ ہونا کیونکہ یہ بہت بری جگہ ہے۔

چنانچہ وہ چل پڑا، جب وہ آدھے راستے میں پہنچا تو اسے موت آ گئی لہٰذا اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا، رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ تائب ہو کر اپنا دل رحمتِ خداوندی سے لگائے آ رہا تھا، عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کبھی نیکی نہیں کی، تب ان کے پاس آدمی کی شکل میں ایک فرشتہ آیا جسے انہوں نے اپنا حکم تسلیم کر لیا، اس فرشتہ نے کہا تم زمین ناپ لو، وہ جس بستی کے قریب تھا وہ انہی میں شمار ہو گا چنانچہ انہوں نے زمین ناپی اور وہ نیکوں کی بستی کے قریب نکلا، لہٰذا اسے رحمت کے فرشتے لے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ بالشت نیکوں کی بستی سے قریب تھا لہٰذا اسے بھی نیکوں میں سے کر دیا گیا۔ دوسری روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بروں کی بستی کی زمین کی طرف وحی فرمائی، اس سے کہا دور ہو جا اور نیکوں کی بستی کی زمین سے کہا تو قریب ہو جا اور فرمایا ان بستیوں کا فاصلہ ناپو تو فرشتوں نے اسے ایک بالشت نیکوں کی بستی سے قریب پایا اور اسے بخش دیا گیا۔

جناب قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ بتلایا تھا کہ جب عزرائیل آیا تو اس شخص نے اپنا سینہ نیکوں کی طرف کر دیا۔

طبرانی نے سندِ جید کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے بہت زیادہ گناہ کئے اور وہ ایک شخص کے پاس آیا اور کہا میں نے ننانوے بے گناہوں کو قتل کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ کا کوئی طریقہ ہے؟ اس نے کہا اگر میں یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول نہیں کرتا تو یہ سراسر جھوٹ ہے، دیکھو فلاں مقام پر ایک عبادت گذار جماعت رہتی ہے تم بھی وہاں جاؤ اور ان کے ساتھ رہ کر عبادت کرو، چنانچہ وہ ان کی طرف چل پڑا راستے میں ہی مر گیا۔ اس پر عذاب اور رحمت کے فرشتوں نے جھگڑا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا جس نے کہا کہ تم ان دونوں جگہوں کی زمین ناپ لو، جس زمین سے یہ قریب ہو گا اسی کا ہو گا، جب زمین ناپی گئی تو اسے چیونٹی کے برابر عبادت گذار بندوں کی بستی سے قریب پایا گیا لہٰذا اسے بخش دیا گیا۔

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ پھر وہ دوسرے راہب کے پاس آیا اور کہا میں نے سو قتل کئے ہیں، کیا تو میرے لئے توبہ کا راستہ پاتا ہے؟ راہب نے کہا تم اپنے آپ پر بہت ظلم کر چکے ہو میں کچھ نہیں جانتا لیکن قریب ہی دو بستیاں ہیں، ایک کو نصرہ اور دوسری کو کفرہ کہا جاتا ہے، نصرہ والے ہمیشہ اللہ کی

www.waseemziyai.com

عبادت کرتے ہیں. وہاں ان کے سوا اور کوئی نہیں رہتا تم نصرہ میں جاؤ. اگر تم وہاں ثابت قدمی سے نیک عمل کرتے رہے تو تمہاری توبہ کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہوگا چنانچہ وہ نصرہ کا ارادہ کر کے روانہ ہوگیا۔

جب وہ دونوں بستیوں کے درمیان پہنچا تو اسے موت نے آلیا، فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا تو رب جلیل نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون سی بستی کے زیادہ قریب ہے، جس بستی سے قریب ہو، اسے انہی لوگوں میں سے لکھ دو، پس فرشتوں نے اسے چیونٹی کے برابر نصرہ سے قریب پایا لہٰذا اسے نصرہ والوں میں سے لکھ دیا گیا۔

❀❀❀❀

باب ۵۴:

ممانعتِ ظلم

فرمان الٰہی ہے:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ اور عنقریب ظالم جان لیں گے کون سی پھرنے کی جگہ پھیرے جائیں گے۔ (پ۱۹ الشعراء ۲۲۷)

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہوگی۔ حضور ﷺ نے مزید فرمایا جو شخص ایک بالشت زمین ظلم سے حاصل کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گلے میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالے گا۔

بعض کتب میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس آدمی پر ظلم میرے غضب کو بھڑکا دیتا ہے جس کا میرے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لَاتَظْلِمَنَّ اِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا فَالظُّلْمُ يَرْجِعُ عُقْبَاهُ اِلَى النَّدَمِ
تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُوْمُ مُنْتَبِهٌ يَدْعُوْا عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللهِ لَمْ تَنَمِ

1- جب تو صاحب اقتدار ہو تو کسی پر ہرگز ظلم نہ کر کیونکہ ظلم کا انجام شرمندگی ہے۔

2- تیری آنکھیں سوئیں گی مگر مظلوم کی آنکھیں جاگ کر تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد کریں گی اور اللہ تعالیٰ کبھی سوتا نہیں ہے۔

دوسرا شاعر کہتا ہے:

اِذَا مَا الظَّلُوْمُ اسْتَوْطَا الْاَرْضَ مَرْكَبًا وَلَجَّ عُلُوًّا فِيْ قَبِيْحِ اكْتِسَابِهٖ
فَكِلْهُ اِلٰى صَرْفِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ سَيُبْدِيْ لَهٗ مَالَمْ يَكُنْ فِيْ حِسَابِهٖ

www.waseemziyai.com

1- جب مظلوم زمین پر چلے اور ظالم برے اعمال میں حد سے زیادہ بڑھ جائے۔
2- تو تُو اس کو مصائب زمانہ کے سپرد کر دے کیونکہ زمانہ اسے وہ سبق دے گا جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگا۔

اسلافِ کرام میں سے بعض کا قول ہے کہ کمزوروں پر ظلم نہ کرو ورنہ تو بدترین طاقتوروں میں سے ہو جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ظالم کے ظلم کی وجہ سے جزرا اپنے آشیانے میں مرجاتا ہے۔

کہتے ہیں توریت میں مرقوم تھا کہ پل صراط کے اس طرف منادی ندا کریگا، اے سرکش ظالمو! اے بدبخت ظالمو! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ آج ظالم کا ظلم پل صراط سے نہیں گزرے گا (ظالم پل صراط سے نہیں گزر سکیں گے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مہاجرین حبشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس لوٹ کر آگئے تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تم نے حبشہ میں کوئی عجیب بات دیکھی ہو تو مجھے بتلاؤ، حضرت قبیتہ رضی اللہ عنہ انہی مہاجرین میں سے تھے، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف توجہ فرمایئے میں بتلاتا ہوں۔ ہم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ حبشہ کی ایک بوڑھی عورت سر پر پانی کا برتن رکھے جا رہی تھی، جب وہ ایک حبشی جوان کے قریب سے گذری تو اس نے کھڑے ہو کر بڑھیا کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکا دیا جس سے بڑھیا گھٹنوں کے بل جا گری اور اس کا مٹکا ٹوٹ گیا، وہ اٹھی اور جوان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی: اے غدار! تو عنقریب جان لے گا جبکہ اللہ تعالیٰ عدالت فرمائے گا اور پہلے پچھلے سب لوگوں کو جمع کرے گا اور ہاتھ پاؤں آدمی کے اعمال کی گواہی دیں گے، اللہ کے ہاں تو بھی اپنا اور میرا فیصلہ کل سن لے گا۔ راوی کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کیسے فلاح دیگا جو طاقتوروں سے کمزور کو بدلہ نہیں دلا سکتی؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا پانچ آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے، اگر وہ چاہے گا تو دنیا میں انہیں اپنے غضب کا نشانہ بنائے گا ورنہ (آخرت میں) انہیں جہنم میں ڈالے گا۔ وہ حاکم قوم جو خود تو لوگوں سے اپنے حقوق لے لیتا ہے مگر انہیں ان کے حقوق نہیں دیتا اور ان سے ظلم کو دفع نہیں کرتا۔

قوم کا قائد، لوگ جس کی پیروی کرتے ہیں اور وہ طاقتور اور کمزور کے درمیان فیصلہ نہیں کر سکتا اور خواہشاتِ نفسانی کے مطابق گفتگو کرتا ہے۔

گھر کا سربراہ جو اپنے گھر والوں اور اولاد کو اللہ کی اطاعت کا حکم نہیں دیتا اور انہیں دینی امور کی تعلیم

www.waseemziyai.com

نہیں دیتا۔

ایسا آدمی جو اجرت پر مزدور لاتا ہے اور کام مکمل کروا کے اس کی اجرت پوری نہیں دیتا۔ اور وہ آدمی جو اپنی بیوی کا حق مہر دبا کر اس پر زیادتی کرتا ہے۔

ایک بڑھیا پر ظلم کے باعث ہلاکت:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا اور وہ کھڑے ہو گئے تو انہوں نے اللہ کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہا اے اللہ! تو کس کے ساتھ ہوگا؟ رب جلیل نے فرمایا مظلوم کے ساتھ یہاں تک کہ اسے اس کا حق دیا جائے۔

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کسی ظالم بادشاہ نے شاندار محل بنوایا، ایک مفلس بڑھیا آئی اور اس نے محل کے پہلو میں اپنی کٹیا بنالی جس میں وہ سکون سے رہتی تھی، ایک مرتبہ ظالم بادشاہ نے سوار ہو کر محل کے اردگرد چکر لگایا تو اسے بڑھیا کی کٹیا نظر آئی، اس نے پوچھا یہ کس کی ہے؟ کہا گیا یہ ایک بڑھیا ہے اور وہ اس میں رہتی ہے چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اسے گرا دو، لہٰذا اسے گرا دیا گیا، جب بڑھیا واپس آئی تو اس نے اپنی منہدم کٹیا دیکھ کر پوچھا کہ اسے کس نے گرا دیا ہے؟ لوگوں نے کہا اسے باشاہ نے دیکھا اور گرا دیا، تب بڑھیا نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا اے اللہ! اگر میں حاضر نہیں تھی تو تو کہاں تھا؟ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا محل کو اس کے رہنے والوں پر الٹ دو اور ایسا ہی کیا گیا۔

کہتے ہیں کہ ایک برمکی امیر اور اس کے بیٹے کو جب ایک عباسی امیر المسلمین نے قید کر دیا تو بیٹے نے کہا اے باجان! ہم باعزت ہونے کے بعد قید کر دیئے گئے ہیں، باپ نے جواب دیا، بیٹے مظلوموں کی فریادیں راتوں کو سفر کرتی ہیں، ہم ان سے غافل رہے مگر اللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں تھا۔

یزید بن حکیم کہا کرتے تھے، میں کبھی کسی سے خوفزدہ نہیں ہوا البتہ مجھے ایک شخص نے ڈرا دیا یعنی میں نے اس پر یہ جانتے ہوئے ظلم کیا کہ اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں ہے، وہ مجھ سے کہتا تھا کہ مجھے اللہ کافی ہے، اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے درمیان فیصلہ کرے گا۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ظالم قیامت کے دن آئے گا جب وہ پل صراط پر پہنچے گا تو اسے مظلوم مل جائے گا اور وہ اپنے ظلم کو خوب پہچان لے گا لہٰذا ظالم مظلوموں سے نجات نہیں پائیں گے یہاں تک کہ ظلم کے بدلے ان کی نیکیاں لے لیں گے اور ان کی نیکیاں نہیں ہوں گی تو ان کے ظلم کے برابر اپنے گناہ ظالموں پر ڈال دیں گے تا آنکہ ظالم جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں بھیجے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے، قیامت کے دن لوگ ننگے بدن، ننگے پاؤں، غیر مختون، سیاہ صورتوں میں اٹھیں گے۔

www.waseemziyai.com

پس منادی ندا کرے گا جس کی آواز ایسی ہوگی جو دور و نزدیک یکساں طور پر سنی جائیگی. میں بدلے دینے والا مالک ہوں۔کسی جنتی کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ جنت میں جائے باوجودیکہ اس پر کسی جہنمی کی دادخواہی رہتی ہو. چاہے وہ ایک تھپڑ ہی کیوں نہ ہو یا اس سے زیادہ ہو اور کوئی جہنمی جہنم میں نہ جائے دراں حالیکہ اس پر کسی کا حق رہتا ہو. چاہے وہ ایک تھپڑ ہو یا اس سے زیادہ ہو اور تیرا رب کسی ایک پر بھی ظلم نہیں کرے گا. ہم نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیسے ہو سکے گا حالانکہ ہم تو اس دن ننگے بدن، ننگے پاؤں ہوں گے. آپ نے فرمایا نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ مکمل بدلہ دیا جائے گا اور تمہارا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرے گا۔

حضور ﷺ سے مروی ہے جو ناحق ایک چابک مارتا ہے، قیامت کے دن اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

حکایت: کسریٰ نے اپنے بیٹے کیلئے ایک استاد مقرر کیا جو اسے تعلیم دیتا تھا اور ادب سکھاتا، جب وہ بچہ مکمل طور پر علم وفضل سے بہرہ ور ہوگیا تو استاد نے اسے بلایا اور بغیر کسی جرم اور بغیر کسی سبب کے اسے انتہائی دردناک سزا دی اس لڑکے نے اپنے اس استاد کے اس رویے کو بہت ہی برا سمجھا اور دل میں اس کی طرف سے عداوت پیدا ہوگئی یہاں تک کہ وہ جوان ہوگیا، اس کا باپ مرگیا اور باپ کے بعد وہ بادشاہ بن گیا۔ بادشاہی سنبھالتے ہی اس نے استاد کو بلا کر پوچھا! آپ نے فلاں دن بغیر کسی جرم اور بغیر کسی سبب کے مجھے اتنی دردناک سزا کیوں دی تھی؟ استاد نے کہا اے بادشاہ جب تو علم وفضل کے کمال تک پہنچ گیا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ باپ کے بعد تو بادشاہ بنے گا، میں نے سوچا تجھے سزا کا ذائقہ اور ظلم کی تکلیف سے موافق کردوں تاکہ تو اس کے بعد کسی پر ظلم نہ کرے، بادشاہ نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور پھر ان کا وظیفہ مقرر کردیا اور ان کے اخراجات کی ادائیگی کا حکم صادر کردیا۔

❀❀❀❀

باب ۵۵:

یتیموں پر ظلم سے ممانعت

فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ﴿۱۰﴾

بے شک جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں، سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور البتہ وہ جہنم میں جائیں گے۔

(پ ۴ النساء ۱۰)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت بنی غطفان کے ایک شخص کے حق میں نازل ہوئی، وہ

www.waseemziyai.com

اپنے چھوٹے یتیم بھتیجے کا سرپرست بنا اور اس کا تمام مال کھا گیا۔

ناحق اور ظلم سے یہ مراد ہے کہ وہ ایسا کرتے ہوئے حقیقت میں یتیموں پر ظلم کرتے ہیں۔ اس وعید میں وہ لوگ داخل نہیں ہیں جو کتب فقہ میں مندرجہ شرائط کے مطابق ان کے مال میں تصرف کرتے ہیں اور کھاتے ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ (پ ۴ النساء ۶)

اور جو غنی ہو اُسے چاہئے کہ وہ بچے (یتیموں کے مال سے کچھ نہ لے) اور جو فقیر ہو اُسے چاہئے کہ انصاف کے ساتھ کھائے۔

یعنی وہ اپنی لازمی ضرورت کے مطابق لے لے یا بطور قرض یا اپنے کام کی اجرت کے برابر کھائے یا وہ بہت تنگدست ہو لہٰذا اگر بعد میں وہ فراخ دست ہو جائے تو یتیم کا کھایا ہوا مال واپس کرے وگرنہ یہ اس کیلئے حلال ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے حقوق پر تاکید فرما کر اور ان سے زیادہ شفقت و الفت رکھنے کا ذکر فرما کر لوگوں کو توجہ دلائی ہے اور اس ابتدائی آیت سے پہلے والی آیت میں اشاد فرمایا ہے کہ:

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ (پ ۴ النساء ۹)

اور بیشک ڈریں وہ لوگ اس بات سے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں اولاد چھوڑ جائیں، وہ ان پر خوف کھائیں اور چاہئے کہ اللہ سے ڈریں اور چاہئے کہ محکم بات کہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں ان لوگوں کے اقوال کے برعکس جو اسے ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنے اور اس جیسی اور باتوں پر محمول کرتے ہیں، آئندہ آنے والی آیت سے ربط دیتے ہوئے یہ مراد ہے کہ جس شخص کی سرپرستی میں یتیم ہو وہ اس سے بہتر سلوک کرے، یہاں تک کہ وہ اسے ایسے بلائے جیسے وہ اپنی اولاد کو بلاتا ہے، یعنی اسے، اے بیٹے کہہ کر بلائے اور اس میں سے ایسی بھلائی، احسان اور نیک سلوک کرے اور اس کے مال کو اس طریقے سے خرچ کرے جیسا کہ وہ اپنے مرنے کے بعد اپنی اولاد اور اپنے مال سے سلوک کی آرزو رکھتا ہے کیونکہ قیامت کے دن کا مالک رب ذوالجلال اعمال کے مطابق جزا دیتا ہے۔ یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے جیسے تم دوسروں کے ساتھ سلوک کرو گے وہی سلوک تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔

بسا اوقات انسان بے خوف ہو کر دوسرے کے مال اور اولاد میں تصرف کرتا ہے کہ اسے اچانک

www.waseemziyai.com

موت آلیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اس کے مال، اولاد خاندان اور تمام تعلقات کی ویسے ہی جزا دیتا ہے جیسا سلوک اس نے دوسرے کے ساتھ کیا ہوتا ہے، اگر اچھا سلوک کیا ہوتا ہے تو اچھی جزاء، اور اگر بُرا سلوک کیا ہوتا ہے تو بُری جزاء ملتی ہے۔

لہٰذا ہر عقلمند کو چاہیے اگر اس کے دل میں دین کا خوف نہ ہو، تب بھی اسے اپنی اولاد اور مال کی خاطر خوف کرنا چاہئے اور یتیموں کے مال کو جو اس کی سرپرستی میں ہیں، ایسے خرچ کرے جیسے وہ اپنی اولاد کے مال میں ان کے یتیم ہونے کی ان کے سرپرست سے خرچ کرنے کی امید رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے داؤد! یتیم کیلئے مہربان باپ کی طرح اور مفلس بیوہ کیلئے مہربان شوہر کی طرح ہو جا اور جان لے کہ جیسا بوئے گا ویسا ہی کاٹے گا یعنی تو جیسا کرے گا ویسا ہی تجھ سے کیا جائے گا کیونکہ آخر ایک دن مرنا ہے، تیری اولاد کو یتیم اور بیوی کو بیوہ ہونا ہے۔

یتیموں کے مال کھانے اور ان پر ظلم کرنے کے متعلق بہت سی احادیث میں شدید وعیدیں آئی ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں لوگوں کو اس تباہ کن، بیہودہ اور ذلیل حرکت سے باز رکھنے کیلئے سخت تنبیہ کی گئی ہے۔

مسلم وغیرہ میں مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ذر! میں تجھے کمزور سمجھتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، کبھی دو پر حکمران نہ بن اور مالِ یتیم کو اچھا نہ سمجھ۔

بخاری و مسلم وغیرہ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سات مہلک باتوں سے بچو، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک بنانا، جادو، ناحق کسی کو قتل کرنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا وغیرہ۔

حاکم نے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار شخص ایسے ہیں کہ یہ اللہ کا عدل ہوگا کہ انہیں جنت میں نہ داخل کرے اور نہ ہی انہیں جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے دے، شرابی، سود خور، ناحق یتیموں کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان۔

صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ ان باتوں میں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے توسط سے یمن والوں کو جو احکام بھیجے تھے، ان میں یہ بھی تھا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے بڑا گناہ اللہ کا شریک ٹھہرانا، ناحق کسی مومن کو قتل کرنا، جنگ کے دن میدان سے جہاد فی سبیل اللہ سے فرار، والدین کی نافرمانی، پاکباز عورتوں پر اتہام لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا ہے۔

یتیموں کا مال ناحق کھانا اور اس کا بدلہ:

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ قیامت کے دن قبروں سے ایک ایسی قوم اٹھائی جائے گی جن کے منہ سے آگ بھڑک رہی ہوگی، عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ فرمانِ الٰہی نہیں دیکھا:

www.waseemziyai.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ نَارًا ؕ (پ ۴ النساء ۱۰)

بیشک جو لوگ ظلم کے طور پر یتیموں کا مال کھاتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے پیٹ میں آگ کھاتے ہیں۔

مسلم کی روایت سے معراج شریف کی حدیث میں ہے، پس میں اچانک ایسے آدمیوں کے پاس آیا جن پر کچھ لوگ مقرر تھے جو ان کی داڑھیاں نوچ رہے تھے اور کچھ لوگ جہنم کے پتھر لا کر ان کے منہ میں ڈال رہے تھے جو ان کے پیچھے سے نکل رہے تھے، میں نے کہا اے جبریل! یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کھا رہے ہیں، پس اس کے سوا اور کچھ نہیں، (یہ وہی لوگ ہیں)

شبِ معراج نبی اکرم ﷺ کا مالِ ناحق کھانیوالوں پر گزر:

قرطبی کی تفسیر میں حضرتِ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا معراج کی رات میں نے ایسی قوم کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں جیسے تھے اور ان پر کچھ لوگ مقرر ہیں جو ان کے ہونٹ پکڑ کر ان کے منہ میں جہنم کے پتھر ڈال رہے ہیں جو ان کے نیچے سے نکل رہے ہیں، تب میں نے پوچھا جبریل! یہ کون ہیں؟ جبریل بولے یہ وہ ہیں جو ناحق یتیموں کا مال کھایا کرتے ہیں۔

باب ۵۶:

مذمتِ تکبر

تکبر کی مذمت اور بدانجامی کے متعلق قبل ازیں جو کچھ لکھا جا چکا ہے، اب اس میں کچھ اور اضافہ کیا جاتا ہے۔

تکبر وہ پہلا گناہ ہے جو ابلیس سے سرزد ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی، اسے اس جنت سے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، نکال کر جہنم کے عذاب میں پھینک دیا۔

حدیثِ قدسی میں ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ تکبر میری چادر اور بڑائی میرا تہبند ہے، جو شخص ان دو میں سے کسی ایک کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرے گا میں اس کے دانت توڑ دوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ متکبر، انسانوں کی شکل میں چیونٹیوں کی طرح قبروں سے اٹھیں گے، ہر

www.waseemziyai.com

طرف ذلت اور رسوائی انہیں ڈھانپ لے گی اور انہیں دوزخیوں کی پیپ کی مٹی پلائی جائے گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کرے گا. ان کی طرف نہیں دیکھے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے، بوڑھا زانی، ظالم بادشاہ اور سرکش متکبر۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ۔ (پ ۲ البقرۃ ۲۰۶) اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اس کو عزت نے گناہ کے ساتھ پکڑا۔

پھر فرمایا: "بیشک ہم اللہ کیلئے ہیں اور بیشک ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں"۔

ایک متکبر نے ایک ایسے شخص کو جو نیکی اور اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا قتل کر دیا تو دوسرا شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو جو تمہیں اچھی باتیں اور نیک عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں، تب متکبر نے اسے بھی قتل کر دیا جس نے اس کی مخالفت کی اور اسے بھی جس نے اسے نیکی کا حکم دیا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، انسان کے گنہگار ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ جب اسے اللہ سے ڈرنے کو کہا جائے تو وہ یہ کہے کہ تم اپنا خیال رکھو!

حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو طاقت نہیں رکھے گا۔ اس شخص کو دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے تکبر نے روک دیا تھا، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس شخص نے اس ہاتھ کو نہ اٹھایا یعنی وہ شل ہو گیا (اور حضور ﷺ نے اس کے حق میں جو ارشاد فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا)

روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایسا آدمی ہوں کہ خوبصورت لباس اور صاف ستھرا رہنے کو پسند کرتا ہوں، کیا یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تکبر حق سے چشم پوشی کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے، حالانکہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا ایمان لا، تیرا ملک تیرے ہی پاس رہے گا فرعون نے کہا: میں ہامان سے مشورہ کرلوں، چنانچہ جب اس نے ہامان سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ اب تک تو تو رب رہا ہے، لوگ تیری عبادت کرتے رہے ہیں اور اب تو عبادت کرنیوالا بندہ بننا چاہتا ہے؟ فرعون نے یہ مشورہ سنا تو تکبر کی وجہ سے اللہ کا بندہ بننے اور موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قریش کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب انہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو وہ کہنے لگے:

www.waseemziyai.com

طرف ذلت اور رسوائی انہیں ڈھانپ لے گی اور انہیں دوزخیوں کی پیپ کی مٹی پلائی جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کرے گا. ان کی طرف نہیں دیکھے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے، بوڑھا زانی. ظالم بادشاہ اور سرکش متکبر۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ ۔ (پ ۲ البقرۃ ۲۰۶) اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اس کو عزت نے گناہ کے ساتھ پکڑا۔

پھر فرمایا: ”بیشک ہم اللہ کیلئے ہیں اور بیشک ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں“۔

ایک متکبر نے ایک ایسے شخص کو جو نیکی اور اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا قتل کر دیا تو دوسرا شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو جو تمہیں اچھی باتیں اور نیک عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں، تب متکبر نے اسے بھی قتل کر دیا جس نے اس کی مخالفت کی اور اسے بھی جس نے اسے نیکی کا حکم دیا تھا۔

حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، انسان کے گنہگار ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ جب اسے اللہ سے ڈرنے کو کہا جائے تو وہ یہ کہے کہ تم اپنا خیال رکھو!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو طاقت نہیں رکھے گا۔ اس شخص کو دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے تکبر نے روک دیا تھا، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس شخص نے اس ہاتھ کو نہ اٹھایا یعنی وہ شل ہو گیا (اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں جو ارشاد فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا)

روایت ہے کہ حضرتِ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایسا آدمی ہوں کہ خوبصورت لباس اور صاف ستھرا رہنے کو پسند کرتا ہوں، کیا یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تکبر حق سے چشم پوشی کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے، حالانکہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا ایمان لا، تیرا ملک تیرے ہی پاس رہے گا فرعون نے کہا: میں ہامان سے مشورہ کر لوں، چنانچہ جب اس نے ہامان سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ اب تک تو تو رب رہا ہے، لوگ تیری عبادت کرتے رہے ہیں اور اب تو عبادت کرنیوالا بندہ بننا چاہتا ہے؟ فرعون نے یہ مشورہ سنا تو تکبر کی وجہ سے اللہ کا بندہ بننے اور موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قریش کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب انہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو وہ کہنے لگے:

www.waseemziyai.com

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ یہ قرآن مجید ان دو بستیوں (مکہ اور طائف) کے بڑے لوگوں پر کیوں نہیں اتارا گیا۔(پ ۲۵ الزخرف ۳۱)

قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دو بستیوں کے بڑوں سے مراد ولید بن مغیرہ اور ابو مسعود ثقفی تھے۔ قریش مکہ نے ان کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ وہ ظاہری مال و دولت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یتیم انسان ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں کیسے ہمارے لیے بھیجا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ کیا وہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟

(پ ۲۵ الزُّخرف ۳۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے جہنم میں داخل ہونے کے وقت ان کے اس تعجب کی خبر دی ہے جبکہ انہوں نے اہلِ صفہ کو جنہیں وہ حقیر سمجھتے تھے، جہنم میں نہ دیکھا تو پھر وہ کہیں گے کہ:۔

مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں ہم شریروں سے گنا کرتے تھے۔(پ ۲۳ ص ۶۲)

روایت ہے کہ اشرار سے ان کی مراد حضرتِ عمار، بلال، صہیب اور مقداد رضی اللہ عنہم ہوں گے۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ علم، آسمان سے نازل ہونے والی صاف، شفاف میٹھی بارش کی طرح ہے جسے پودے اپنی جڑوں کے ذریعے پی کر اپنے ذائقے بدلا کرتے ہیں، چنانچہ کڑوے کی کڑواہٹ اور میٹھے کی مٹھاس بڑھتی ہے۔ اسی طرح لوگ علم کو اپنی ہمتوں اور خواہشات کے مطابق حاصل کرتے ہیں اور اس سے متکبر کا تکبر اور متواضع کا انکسار بڑھتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جس جاہل کا نصب العین اور مطمحِ نظر تکبر ہوتا ہے، جب وہ علم حاصل کر لیتا ہے تو اسے ایک ایسی چیز مل جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ تکبر کر سکتا ہے اور وہ تکبر ہی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور جب کوئی شخص بے علمی کے باوجود اللہ سے خائف رہتا ہے تو جب وہ علم حاصل کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے اس کیلئے خوفِ خدا کے مکمل دلائل لائے گئے ہیں چنانچہ اس کا خوف، شفقت اور انکساری بڑھتی ہے۔

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک قوم ہو گی جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائیگا کہیں گے کہ ہم نے قرآن پڑھا ہے، ہم سے زیادہ اچھا قاری اور عالم کون ہے؟ پھر آپ نے صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے امت! وہ تم میں سے ہوں گے وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ متکبر علماء نہ بنو کہ تمہارا علم تمہاری جہالت سے آگے نہ بڑھے۔

www.waseemziyai.com

حکایت: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے کثرتِ گناہ اور فتنہ و فساد کی وجہ سے اسے بنی اسرائیل کا خلیع کہا جاتا تھا جس کے معنیٰ ہیں اپنے گناہوں سے بنی اسرائیل کو عاجز کرنے والا، ایک مرتبہ اس کا ایسے انسان سے گزر ہوا جسے بنی اسرائیل کا عابد کہا جاتا تھا، عابد کے سر پر بادل کا ٹکڑا سایہ کئے ہوئے تھا جب اس گنہگار نے عابد کو دیکھا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا بد بخت ترین آدمی ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا عابد ہے، اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی رحم کر دے، چنانچہ وہ عابد کے پاس جا کر بیٹھ گیا، عابد کے دل میں خیال آیا کہ میں بنی اسرائیل کا عابد ہوں اور یہ بنی اسرائیل کا بد بخت آدمی ہے، یہ میرے ساتھ کیسے بیٹھے گا!! اسے بہت شرم محسوس ہوئی اور اس بد بخت سے کہا یہاں سے اٹھ جاؤ! اس وقت اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اس زمانے کے نبی پر وحی فرمائی کہ ان دونوں کو نئے سرے سے عبادت شروع کرنے کا حکم دیجئے کیونکہ میں نے بد بخت کو بخش دیا ہے اور عابد کے اعمال کو برباد کر دیا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ بادل کا ٹکڑا عابد کے سر سے ہٹ کر بد بخت کے سر پر سایہ فگن ہو گیا۔ یہ بات تم پر اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کر دے گی کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے۔

مروی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کا تذکرہ بڑے اچھے الفاظ میں کیا گیا، ایک مرتبہ وہی شخص نظر آیا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ وہی شخص ہے جس کا ہم نے آپ کے سامنے تذکرہ کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس کے چہرے پر شیطان کا اثر نظر آتا ہے۔ اس شخص نے آ کر سلام کیا اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، تیرے نفس نے کبھی تجھ سے یہ کہا ہے کہ قوم میں مجھ سے افضل کوئی نہیں ہے؟ اس نے کہا بخدا ایسا ہوا ہے اور حضور ﷺ نے نورِ نبوت سے اس کے دل میں موجود تکبر کا اثر اس کے چہرے پر دیکھ لیا۔

ارشاداتِ صحابہ: حضرتِ حارث بن الخراء الزبیدی صحابی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مجھے ہر وہ مضحکہ خیز قاری تعجب میں ڈال دیتا ہے جس سے تو خندہ پیشانی سے ملتا ہے اور وہ تجھے ناک بھوں چڑھا کر ملتا ہے اور تجھ پر اپنے علم کا احسان جتاتا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے ایسے قاریوں کو ختم کرے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص سے تلخ کلامی کی اور اسے کہا اے حبشی کے بیٹے! حضور ﷺ نے سن کر فرمایا اے ابوذر! صاع کو ہلکا کر! صاع کو ہلکا کر! کسی سفید کو سیاہ پر فضیلت نہیں ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا اٹھو اور میرا چہرہ روند ڈالو۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص کسی جہنمی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ایسے آدمی کو دیکھ لے جو خود

www.waseemziyai.com

بیٹھا ہوا ہو اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی شخص حضور ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھا، جب وہ حضور کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ انہیں علم تھا کہ آپ اس چیز کو اچھا نہیں سمجھتے۔

حضور ﷺ بعض اوقات اپنے صحابہ کے ساتھ چلتے تو انہیں آگے چلنے کا حکم فرماتے اور خود ان کے درمیان چلتے، یہ اس لئے کرتے تا کہ دوسروں کو تعلیم ہو یا پھر قلب انور سے تکبر اور برائی کے شیطانی وساوس کے نکالنے کیلئے ایسا کرتے جیسا کہ نماز میں نیا کپڑا پہن کر پھر پرانا پہن لیتے۔ اس میں بھی یہی حکمت ہوتی تھی۔

❀❀❀❀

باب ۵۷:

فضیلتِ تواضع وقناعت

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ عفو و درگزر کے ذریعہ بندے کی عزت بڑھاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تواضع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، کوئی آدمی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ دو فرشتے ہیں اور انسان پر فہم و فراست کا نور ہوتا ہے جس سے وہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں، پس اگر وہ انسان تکبر کرتا ہے تو وہ اس سے حکمت چھین لیتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اسے سرنگوں کر، اور اگر وہ تواضع اور انکساری کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اسے سربلندی عطا کر۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کیلئے خوشخبری ہے جس نے تونگری میں تواضع کی جمع کردہ مال کو اچھے طریقے پر خرچ کیا تنگدست اور مفلسوں پر مہربانی اور علماء دانشمندوں سے میل جول رکھا۔

مروی ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ گھر میں کھا رہے تھے کہ دروازہ پر سائل آیا جسے ایک ایسی بیماری تھی کہ جس کی وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرتے تھے، حضور ﷺ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ جب وہ اندر آیا تو آپ نے اسے اپنے زانو مبارک پر بٹھایا اور فرمایا کھانا کھاؤ، قریش کے ایک آدمی نے اسے بہت ناپسند کیا اور پھر وہ قریشی جوان اس جیسی بیماری میں مبتلا ہو کر مرا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ رب تعالیٰ نے مجھے دو باتوں کا اختیار دیا، ایک یہ کہ میں رسول عبد بنوں یا نبی فرشتہ بنوں! میں نہیں سمجھ رہا تھا کہ میں کون سی بات پسند کروں فرشتوں میں جبریل امین علیہ السلام میرا دوست تھا، میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا رب کے ہاں تواضع اختیار کیجئے، تو میں نے

www.waseemziyai.com

عرض کیا کہ میں رسول عبد بننا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں اس شخص کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے انکساری کرتا ہے، میری مخلوق پر تکبر نہیں کرتا اور اس کا دل مجھ سے خوف زدہ رہتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ کرم تقویٰ کا، عزت تواضع کا اور یقین بے نیازی کا نام ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا میں تواضع کرنے والوں کیلئے خوشخبری ہے، وہ قیامت کے دن منبروں پر ہوں گے، لوگوں میں اصلاح کرنے والوں کیلئے خوشخبری ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور دنیا میں اپنے دلوں کو پاک کرنے والوں کو بشارت ہو، یہی لوگ قیامت کے دن دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گے۔

بعض محدثین کرام سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو اسلام کی ہدایت دی، اسے بہترین صورت دی اور اسے اس کے غیر پسندیدہ مقام سے دور رکھا اور ان سب نوازشات کے بعد اسے متواضع بنایا، اس سے ثابت ہوا کہ تواضع اللہ کی پسندیدگی کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو چار چیزیں عطا فرماتا ہے: فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو اللہ اپنے محبوب بندوں کے سوا کسی کو عطا نہیں فرماتا، خاموشی اور یہ پہلی عبادت ہے، (علاوہ ازیں) توکل، تواضع اور دنیا سے کنارہ کشی۔

مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ کھانا کھلا رہے تھے کہ ایک حبشی آیا جو چیچک میں مبتلا تھا اور جگہ جگہ سے اس کی کھال اُدھڑ چکی تھی، وہ جس کے ساتھ بیٹھتا وہ اس کے پہلو سے اٹھ جاتا، حضور ﷺ نے اپنے پہلو میں بٹھایا اور ارشاد فرمایا: مجھے وہ آدمی تعجب میں ڈالتا ہے جو اپنے ہاتھ میں ایسا زخم لئے پھرتا ہے جو لوگوں کیلئے باعثِ تکلیف ہے اور اس سے اس کا تکبر مٹ گیا ہے۔

ایک دن حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا بات ہے میں تم میں عبادت کی شیرینی نہیں پاتا؟ صحابہ کرام نے عرض کی حضور! عبادت کی شیرینی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تواضع!

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جب تم میری امت کے تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو اس سے تواضع سے پیش آؤ اور متکبرین کو دیکھو تو ان سے تکبر کرو کیونکہ یہ ان کیلئے تحقیر اور ذلت ہے۔

اسی موضوع پر یہ چند اشعار ہیں:

تَوَاضَعْ تَكُنْ كَالنَّجْمِ لَاحَ لِنَاظِرٍ ... عَلٰى صَفَحَاتِ الْمَاءِ وَهُوَ رَفِيْعٌ
وَلَا تَكُ كَالدُّخَانِ يَعْلُوْ بِنَفْسِهٖ ... عَلٰى طَبَقَاتِ الْجَوِّ وَ هُوَ وَضِيْعٌ

1- تواضع کر جو اس ستارے کی طرح ہو جو دیکھنے والے کو پانی کی سطح پر نظر آتا ہے، حالانکہ وہ بہت بلندی

پر ہوتا ہے۔

2- دھوئیں کی طرح نہ ہو جو فضا میں خود کو بلند کرتا ہے حالانکہ اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی اور وہ ایک بیکار چیز ہے۔

فضائل قناعت: قناعت کے متعلق جو کچھ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس سے بھی زیادہ احادیث و اقوال قناعت کی فضیلت میں وارد ہوئے ہیں، چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ مومن کی عزت لوگوں سے بے پروائی میں ہے، قناعت میں آزادی اور عزت ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس سے بے نیاز ہو جا جسے تو چاہتا ہے اس جیسا ہو جائیگا جس کی طرف حاجت لے جائے گا تو اس کا قیدی ہو گا اور جس پر چاہے احسان کر تو اس کا سردار ہو گا، تھوڑا مال جو تجھے کفایت کرے، اس زیادہ مال سے بہتر ہے تو تجھے گمراہ کردے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں نے قناعت سے افضل کوئی مالداری نہیں دیکھی اور لالچ سے بڑھ کر تنگدستی نہیں دیکھی، اور یہ اشعار پڑھے:

اَفَادَتْنِي الْقَنَاعَةُ ثَوْبَ عِزٍّ ... وَاَيُّ غِنًي اَعَزُّ مِنَ الْقَنَاعَه
فَصَيِّرْ هَا لِنَفْسِكَ رَأْسَ مَالٍ ... وَ صَيِّرْ بَعْدَ هَا التَّقْوٰى بِضَاعَه
تَجِدْ بِحَيْنِ تُغْنِي عَنْ خَلِيْلٍ ... وَتَنْعَمُ فِي الْجِنَانِ بِصَبْرِ سَاعَه

1- قناعت نے جب مجھے عزت کا لباس دیا اور کون سا وہ تمول ہے جو قناعت سے زیادہ باعزت ہو۔

2- پس اسے اپنے نفس کیلئے اصل پونجی بنالے اور اس کے بعد پرہیزگاری کو ذخیرہ کرلے۔

3- تو دوگنا نفع پائے گا، دوست سے کچھ طلب کرنے سے بے نیاز ہو جائے گا اور ایک گھڑی صبر کے بدلے جنت میں انعام و کرام پائے گا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

قَنِّعِ النَّفْسَ بِالْكِفَافِ وَاِلَّا ... طَلَبَتْ مِنْكَ فَوْقَ مَايَكْفِيْهَا

1- اپنے جسم کو معمولی گزر بسر پر صبر کرنے والا بنا ورنہ یہ تجھ سے تیری ضرورت سے بڑھ کر مال و دولت مانگے گا۔

2- تیری زندگی کی مدت اتنی ہی ہے جتنی اس لحہ کی مدت ہے، جس میں تو سانس لے رہا ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اِذَا لرِّزْقُ عَنْكَ نَاءٍ فَاصْطَبِرْ ... وَمِنْهُ اقْتَنِعْ بِالَّذِي قَدْحَصَلْ
وَلَا تَتْعَبِ النَّفْسَ فِيْ تَحْصِيْلِهٖ ... فَاِنْ كَانَ ثَمَّ نَصِيْبٌ وَصَلْ

www.waseemziyai.com

1- اگر رزق تجھ سے دور ہے تو صبر کر اور جو کچھ مل گیا ہے اسی پر قناعت کر۔

2- اپنے نفس کو اس (رزق) کے حاصل کرنے میں زحمت نہ دے، اگر وہ تیرا مقدر ہے تو کیا وہ مجھے مل جائے گا؟

ایک اور شاعر کہتا ہے:

إِذَا أَعْطَشَتْكَ أَكُفُّ اللِّئَامِ　　كَفَتْكَ الْقَنَاعَةُ شَبْعًا وَّرِيًّا
فَكُنْ رَجُلًا رِجْلُهُ فِي الثَّرٰى　　وَهَامَةُ هِمَّتِهِ فِي الثُّرَيَّا

1- جب تجھے بخیلوں کا تمول حریص بنائے تو اس وقت قناعت تجھے سیراب کرنے کیلئے کافی ہوگی۔

2- ایسا جوان جس کا پاؤں تحت الثریٰ میں ہو اور اس کے ارادوں کی چوٹی ثریا کو چھو رہی ہو۔

دوسرا شاعر کہتا ہے:

يَاطَالِبَ الرِّزْقِ الْهَنِيِّ بِقُوَّةٍ　　هَيْهَاتَ أَنْتَ بِبَاطِلٍ مَشْغُوفٌ
رَعَتِ الْأَسُودُ بِقُوَّةٍ　　وَرَعَى الذُّبَابُ الشَّهْدَ وَهُوَ ضَعِيفٌ

1- اے آسانی سے حاصل ہونے والے رزق کو قوت سے تلاش کرنیوالے! افسوس! تو جھوٹی محبت میں مبتلا ہے، غلط چیز میں دل لگا رہا ہے۔

2- شیر اپنی تمام تر قوت کے باوجود جنگل کے مردار کھاتے ہیں اور مکھیاں اپنی کمزوری کے باوجود شہد کھاتی ہیں۔

حضور ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ بھوک محسوس فرماتے تو اہلِ بیتِ کرام سے فرماتے کہ نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور فرماتے مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور یہ آیت پڑھتے:

”اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور اس پر صبر کر“۔ (پ۱۶ طٰہٰ ۱۳۲)

دَعِ التَّهَافُتَ فِي الدُّنْيَا وَ زِينَتِهَا　　وَلَا يَغُرَّنَّكَ الْإِكْثَارُ وَالْجَشَعُ
وَاقْنَعْ بِمَا قَسَمَ الرَّحْمٰنُ وَارْضَ بِهِ　　إِنَّ الْقَنَاعَةَ مَالٌ لَيْسَ يَنْقَطِعُ
وَخَلِّ وَيْلَكَ فُضُولَ الْعَيْشِ أَجْمَعِهَا　　فَلَيْسَ فِيهَا إِذَا حَقَّقْتَ مُنْتَفَعُ

1- دنیا کی زینت اور اس کی گرفتاری کو ترک کر دے اور تجھے بہت مالدار ہونے کی حرص و آز فریب میں مبتلا نہ کرے۔

2- اللہ کی تقسیم پر قناعت کر اور اس پر راضی ہو جا کیونکہ قناعت ایسی دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

3- تو اس تمام تر بیہودہ عیش کو ترک کر دے کیونکہ جب تو اسے بغور دیکھے گا تو اس میں کوئی نفع نہیں پائے گا۔

www.waseemziyai.com

بعض شعراء کا قول ہے:

اِقْنَعْ بِمَا تَلْقَى بِلَا بُلْغَةٍ فَلَيْسَ يَنْسٰى رَبُّنَا النَّمْلَةَ

اِنْ اَقْبَلَ الدَّهْرُ فَقُمْ قَائِمًا وَاِنْ تَوَلّٰى مُدْبِرًا نَمْ لَهُ

1- جو کچھ تجھے بغیر کوشش کے مل جاتا ہے اسی پر قناعت کرلے کہ رب ذوالجلال تو حشرات الارض میں سے کسی کو بھی نہیں بھولتا (رزق پہنچاتا ہے)

2- اگر زمانہ تجھے انعامات سے نوازے تو کھڑا ہو جا اور اگر وقت تجھ سے پیٹھ پھیر لے تو سو جا۔

داناؤں کا قول ہے کہ عزت خوبصورت کپڑوں کی مرہون منت نہیں ہے کیونکہ فراخ دستی میں بہترین لباس پہننا اور خوبصورت کپڑوں سے آراستہ ہونا آدمی کو مصروف کر دیتا ہے یہاں تک کہ دنیاوی محبت کی وجہ سے وہ دینی امور کی پرواہ نہیں کرتا اور ایسا آدمی بہت ہی کم تکبر و خود بینی سے خالی ہوتا ہے۔

بعض شعراء کا کہنا ہے:

رَضِيْتُ مِنَ الدُّنْيَا بِلُقْمَةٍ بَائِسٍ وَلُبْسِ عَبَاءٍ لَا اُرِيْدُ سِوَاهُمَا

لِاَنِّيْ رَأَيْتُ الدَّهْرَ لَيْسَ بِدَائِمٍ فَدَهْرِيْ وَ عُمْرِيْ فَانِيَانِ كِلَاهُمَا

1- میں دنیا سے سوکھی روٹی اور موٹے کپڑے پر راضی ہوں اور مجھے ان کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔

2- کیونکہ میں نے زمانہ کو فانی دیکھا ہے لہٰذا میری عمر اور زمانہ دونوں فنا ہونے والے ہیں۔

باب ۵۸:

فریب ہائے دنیا

دنیا کے تمام حالات خوشی اور غم کے ارد گرد گردش کرتے رہتے ہیں، دنیا اپنے چاہنے والوں کی خواہشات کے مطابق نہیں رہتی بلکہ وہ حکیم مطلق اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مطابق رنگ بدلتی رہتی ہے، فرمان الٰہی ہے:۔

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ (پ ۱۲ ھود ۱۱۹-۱۱۸)

وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے مگر وہ جس پر تیرے رب نے رحم کیا (وہ اس سے محفوظ رہیں گے)

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہاں "مختلف" سے مراد رزق کا اختلاف ہے یعنی بعض غنی ہیں اور بعض فقیر ہیں لہٰذا ہر اس شخص کیلئے ضروری ہے جسے دنیا کا مال مل جائے اور رب ذوالجلال دنیا کو اس کا خادم بنا دے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور نیک کاموں میں اسے صرف کرے کیونکہ اچھے اعمال برائیوں کو زیر

www.waseemziyai.com

کر لیتے ہیں اور اپنی دنیا پر غرور نہ کرے اور یہ فرمانِ الٰہی اس بات کو سمجھنے کیلئے کافی ہے:

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۔ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

تمہیں دنیا کی زندگی فریب نہ دے اور نہ تمہیں کوئی فریب دینے والا اللہ سے فریب دے۔

(پ ۲۱ لقمٰن ۳۳)

اور فرمان الٰہی ہے:

"لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور تم منتظر رہے اور تم نے شک کیا اور تمہیں آرزوؤں نے فریب میں ڈالا"۔

دنیا کے فریب سے گریز کیلئے یہ آیات عقلمند انسان کو بہت کچھ بصیرت سکھاتی ہیں، ان عقلمندوں کی نیند اور بیداری کیسی عجیب ہے جو بے وقوفوں کی شب بیداری اور کوششوں پر رشک کرتے ہیں حالانکہ خود کچھ بھی نہیں کر پاتے۔

دانشمند کون ہے؟: فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا اور موت کے بعد کیلئے عمل کئے اور احمق وہ ہے جس نے نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈھیروں دنیاوی تمنائیں رکھی۔

شاعر کہتا ہے:

وَمَنْ يَّحْمَدُ الدُّنْيَا لِشَيْءٍ يَسُرُّهٗ ۔ فَسَوْفَ لَعَمْرِيْ عَنْ قَلِيْلٍ يَلُوْمُهَا

اِذَا اَدْبَرَتْ كَانَتْ عَلَى الْمَرْءِ حَسْرَةً ۔ وَاِنْ اَقْبَلَتْ كَانَتْ كَثِيْرًا هُمُوْمُهَا

1- اور جو شخص کسی پسندیدہ چیز کی وجہ سے دنیا کی تعریف کرتا ہے مجھے زندگی کی قسم عنقریب وہ اسے بُرا بھلا کہے گا۔

2- جب دنیا چلی جاتی ہے تو انسان کے دل میں حسرت چھوڑ جاتی ہے اور جب آتی ہے تو بے شمار دکھ لے کر آتی ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

تَاللّٰهِ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا بِاَجْمَعِهَا ۔ تَبْقٰى عَلَيْنَا وَ يَاْتِيْ رِزْقُهَا رَغَدًا

مَا كَانَ فِيْ حَقِّ حُرٍّ اَنْ يَّذِلَّ لَهَا ۔ فَكَيْفَ وَهِيَ مَتَاعٌ يَضْمَحِلُّ غَدًا

1- بخدا اگر دنیا اپنے تمام تر مال و متاع کے باوجود ہمارے لئے پرہیز گاری کا نشان ہوتی اور لگا تار اس کا رزق آتا رہتا۔

2- تب بھی کسی مردِ آزاد کیلئے اس کی طرف رجوع مناسب نہ ہوتا چہ جائیکہ یہ مال ہی ایسا بنایا گیا ہو جو کل

www.waseemziyai.com

ختم ہو جائے۔

ابن بسام کہتا ہے:

أُفٍّ لِلدُّنْيَا وَاَيَّامِهَا فَاِنَّهَا لِلْحُزْنِ مَخْلُوْقَة
هُمُوْ مُهَا لَا تَنْقَضِيْ سَاعَةً عَنْ مَلَكٍ فِيْهَا اَوْ سُوْقَة
يَا عَجَبًا مِنْهَا وَمِنْ شَانِهَا عُدُوَّةً لِلنَّاسِ مَعْشُوْقَة

1- دنیا اور اس کے ایام پر حیف ہے، بے شک یہ دکھوں کیلئے پیدا کی گئی ہے۔
2- اس کے دکھ ایک لمحہ بھی ختم نہیں ہوتے۔
3- اس پر اور اس کے عجیب حالات پر تعجب ہے، یہ لوگوں کی جان لیوا معشوقہ ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

وَقَائِلَةٍ اَرَى الْاَيَّامَ تُعْطِيْ لِئَامَ النَّاسِ مِنْ رِزْقٍ حَثِيْثٍ
وَ تَمْنَعُ مَنْ لَهُ شَرَفٌ وَفَضْلٌ فَقُلْتُ لَهَا خُذِيْ اَصْلَ الْحَدِيْث
رَأَتْ حَمْلَ الْمَكَاسِبِ مِنْ حَرَامٍ فَجَادَتْ بِالْخَبِيْثِ عَلَى الْخَبِيْث

1- میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ بخیل ترین لوگوں کو بے انتہا مال دینے پر آمادہ رہتا ہے۔
2- اور صاحب عزت و فضیلت سے زمانہ دنیا کو روک دیتا ہے، میں نے اسے کہا تم اصل بات میں غور کرو۔
3- خبیث حرام کمائی سے مال اکٹھا کرتے ہیں لہٰذا خبیث مال اور خبیث لوگوں میں جمع ہوتے ہیں۔

دوسرا شاعر کہتا ہے:

سَلِ الْاَيَّامَ فَعَلَتْ بِكِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالْقُصُوْرَ وَسَاكِنِيْهَا
اَمَا اسْتَدْعَتْهُمْ لِلْبَيْنِ طُرًّا فَلَمْ تَدَعِ الْحَلِيْمَ وَلَا السَّفِيْهَا

1- زمانہ سے پوچھ تو نے کسریٰ، قیصر، ان کے محلات اور ان میں رہنے والوں سے کیا کیا؟
2- کیا ان سب نے تجھ سے جدائی کی استدعا کی تھی کہ تو نے کسی عقلمند اور کسی بے وقوف کو نہیں چھوڑا۔

کہتے ہیں کہ ایک بدوی کسی قبیلہ میں آیا، لوگوں نے اسے کھانا کھلایا اور وہ کھانا کھا کر ان کے خیمہ کے سائے میں لیٹ گیا، پھر انہوں نے خیمہ اکھیڑ لیا اور بدوی کو جب بھوک لگی تو اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ یہ کہتا ہوا وہاں سے چل دیا:

اَلَا اِنَّمَا الدُّنْيَا مَقِيْلٌ بَنَيْتَه وَلَابُدَّ اَنَّ ظِلَّكَ زَائِلَةٌ
اَلَا اِنَّمَا الدُّنْيَا مَقِيْلٌ لِرَاكِبٍ قَضٰى وَطَرًا مِنْ مَنْزَلٍ ثُمَّ هَجَرَا

1- باخبر ہو جاؤ یہ دنیا عمارت کے سایہ کی طرح ہے اور لا محالہ ایک دن اس کا سایہ زائل ہو جائے گا۔

www.waseemziyai.com

2- بلاشبہ دنیا سوار کیلئے قیلولہ کرنے کی جگہ ہے. اس نے اپنی حاجت پوری کرلی اور پھر اسے چھوڑ دیا۔

کسی دانا نے اپنے دوست سے کہا تجھے داعی نے سب کچھ سنا دیا اور بلانے والے نے سب کچھ واضح کر دیا. اس شخص سے بڑھ کر اور کوئی مصیبت میں مبتلا نہیں جس نے یقین کامل کو گنوا دیا اور غلط کاریوں میں مشغول ہوا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ خوف الٰہی کیلئے علم اور تکبر وغرور کیلئے جہالت کافی ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس نے دنیا سے محبت رکھی اور اس کی زیب وزینت سے مسرور ہوا. اس کے دل سے آخرت کا خوف نکل گیا۔

بعض علماء کا قول ہے کہ بندہ سے مال ودولت کے چلے جانے پر رنج وغم کرنے اور مال ودولت کی فراوانی میں خوشی پر محاسبہ کیا جائے گا۔

بعض سلف صالحین جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا دی تھی، وہ حرام کردہ باتوں سے تم سے زیادہ بچنے والے تھے اور جو کام کرنا تمہیں نامناسب نظر نہیں آتا وہ ان کے نزدیک مہلک ترین سمجھے جاتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بسا اوقات مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

نَهَارُكَ يَا مَغْمُوْمُ نَوْمٌ وَ غَفْلَةٌ — وَلَيْلُكَ نَوْمٌ وَالرَّدٰى لَكَ لَازِمٌ
يَغُرُّكَ مَا يَفْنٰى وَ تَفْرَحُ بِالْمُنٰى — كَمَا غُرَّ بِاللَّذَّاتِ فِي النَّوْمِ حَالِمٌ
وَشُغْلُكَ فِيْهَا كَيْفَ تَكْرَهُ غِيَّهُ — كَذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا تَعِيْشُ الْبَهَائِمُ

1- اے فریب خوردہ تیرا دن نیند اور غفلت میں اور تیری رات سونے میں پوری ہوتی ہے اور موت تیرے لئے لازمی ہے۔

2- زائل شدہ مال تجھے فریب میں ڈالتا ہے اور امیدیں پا کر تو بہت خوش ہوتا ہے جیسے خواب دیکھنے والا خواب میں لطف اندوز ہوتا ہے۔

3- عنقریب تو اپنی اس دنیاوی مشغولیت کو برا سمجھے گا، ایسی زندگی تو دنیا میں جانوروں کی ہوتی ہے۔

باب ۵۹:

مذمت وتخویفِ دنیا

حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ مجھے مال دے۔ آپ نے فرمایا اے ثعلبہ!

www.waseemziyai.com

تھوڑا مال جس کا تو شکرادا کرتا ہے۔اس مالِ کثیر سے بہتر ہے جس کا تو شکرادا نہیں کرسکتا۔ثعلبہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے مال کی دعا کیجئے۔آپ نے فرمایا اے ثعلبہ! کیا تیرے پیش نظر میری زندگی نہیں ہے۔کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیری زندگی نبی کی زندگی جیسی ہو۔بخدا اگر میں چاہوں کہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلیں تو چلیں گے۔ثعلبہ نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے! اگر آپ میرے لئے اللہ سے مال کی دعا کریں تو میں اس مال کا ہر حقدار کا حق پورا کرونگا اور میں ضرور کروں گا۔ضرور حقوق ادا کرونگا۔حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا کر!

چنانچہ اس نے بکریاں لیں اور وہ ایسے بڑھیں کہ جیسے حشرات الارض بڑھتے ہیں اور ان کیلئے مدینہ میں رہنا مشکل ہوگیا۔چنانچہ ثعلبہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے نکل کر مدینہ کے قریب ایک وادی میں آگئے اور تین نمازیں چھوڑ کر صرف دو نمازیں ظہر اور عصر جماعت کے ساتھ پڑھنے لگا۔بکریاں اور بڑھیں اور وہ کچھ اور دور ہوگیا یہاں تک کہ وہ صرف نماز جمعہ میں شریک ہوتا اور بکریاں برابر بڑھتی گئیں تا آنکہ ان کی مصروفیت کی وجہ سے اس کی جمعہ کی جماعت بھی چھوٹ گئی اور وہ جمعہ کے دن مدینہ سے آنے والے سواروں سے مدینہ کے حالات پوچھ لیتا اور حضور ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا بنا؟ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ! اس نے بکریاں لیں اور وہ اتنی بڑھیں کہ ان کا مدینہ میں رہنا دشوار ہوگیا اور اس کے تمام حالات بتلائے گئے۔آپ نے سن کر فرمایا اے ثعلبہ! افسوس، اے ثعلبہ! افسوس، اے ثعلبہ!

راوی کہتے ہیں کہ تب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ	ان کے مال سے صدقہ لیجئے ان کے ظاہر اور باطن کو پاک کیجئے ان کے صدقات اور ان کیلئے دعا کیجئے، بیشک آپ کی دعا ان کیلئے تسکین ہے۔(پ ۱۱ التوبہ ۱۰۳)

اور اللہ تعالیٰ نے صدقات کے فرائض نازل کئے۔

حضور ﷺ نے جہینہ اور بنو سلیم کے دو آدمیوں کو صدقات کی وصولیابی پر مقرر فرمایا اور انہیں صدقات کے احکامات اور صدقات وصول کرنے کی اجازت لکھ کر روانہ فرمایا کہ جاؤ اور مسلمانوں سے صدقات وصول کرکے لاؤ اور فرمایا کہ ثعلبہ بن حاطب اور فلاں آدمی کے پاس جانا جو بنی سلیم سے تعلق رکھتا ہے اور ان سے بھی صدقات وصول کرنا۔

چنانچہ یہ دونوں حضرات ثعلبہ کے پاس آئے اور اسے حضور ﷺ کا فرمان پڑھوا کر صدقات (بکریوں کی زکوٰۃ) کا سوال کیا۔ثعلبہ نے کہا یہ تو ٹیکس ہے، یہ تو ٹیکس ہے، یہ تو ٹیکس ہی کی ایک شکل ہے، تم جاؤ، جب تم فارغ ہوچکو تو میرے پاس پھر آنا۔

www.waseemziyai.com

پھر یہ حضرات بنو سلیم کے اس آدمی کے پاس آئے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا تھا. جب اس نے سنا تو اس نے اپنے اعلیٰ مرتبہ اونٹوں کے پاس جا کر ان میں سے صدقہ کیلئے علیحدہ کر دیئے اور انہیں لے کر ان حضرات کی خدمت میں آیا. ان حضرات نے جب وہ اونٹ دیکھے تو بولے. تمہارے لئے یہ اونٹ دینا ضروری نہیں ہیں اور نہ ہی ہم تم سے عمدہ اور اعلیٰ اونٹ لینے آئے ہیں. اس شخص نے کہا انہیں لے لیجئے. میرا دل انہیں سے خوش ہوتا ہے اور میں یہ آپ ہی کو دینے کے لیئے لایا ہوں۔

جب یہ حضرات صدقات کی وصولی سے فارغ ہو چکے تو ثعلبہ کے پاس آئے اور اس سے پھر صدقات کا سوال کیا. ثعلبہ نے کہا مجھے خط دکھاؤ اور اس نے خط دیکھ کر کہا یہ ٹیکس ہی کی ایک شکل ہے. تم جاؤ تا کہ میں اس بارے میں کچھ غور کر سکوں. لہٰذا یہ حضرات واپس روانہ ہو گئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے ان سے بات چیت کرنے سے پہلے محض انہیں دیکھتے ہی فرمایا اے افسوس ثعلبہ! اور بنو سلیم کے اس شخص کیلئے دعا فرمائی. پھر ان حضرات نے آپ کو ثعلبہ اور سلیمی کے مکمل حالات سنائے. اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۝۷۵ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۝۷۷ (پ ۱۰ التوبۃ ۷۵ تا ۷۷)

"اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ جس نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے عطا فرمائے گا تو البتہ ہم صدقہ دیں گے اور صالحین میں سے ہوں گے، پس جب ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا کیا تو انہوں نے بخل کیا مال کے ساتھ اور پھر گئے اور منہ پھیرنے والے ہیں، پس نفاق ان کے دلوں میں قیامت کے دن تک اتر دے گیا بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کے خلاف کیا اور بسبب اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے"۔

حضور ﷺ کی خدمت میں اس وقت ثعلبہ کا ایک رشتہ دار بیٹھا ہوا تھا. اس نے ثعلبہ کے متعلق نازل ہونے والی آیات کو سنا تو اٹھ کر ثعلبہ کے پاس گیا اور اسے کہا تیری والدہ ماری جائے! اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں فلاں فلاں آیات نازل کی ہیں ثعلبہ نے یہ سنا تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صدقہ قبول کرنے کی درخواست کی، حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ لینے سے منع کر دیا ہے۔

ثعلبہ یہ سنتے ہی اپنے سر میں خاک ڈالنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیرے یہ کرتوت؟ میں نے

www.waseemziyai.com

تجھ سے پہلے کہہ دیا تھا مگر تو نے میری بات نہیں مانی تھی۔

جب حضور ﷺ نے صدقہ لینے سے بالکل انکار کر دیا تو وہ اپنے ٹھکانے پر لوٹ آیا۔ جب حضور ﷺ وصال فرما گئے تو وہ اپنے صدقات لے کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر انہوں نے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حاضر ہوا مگر انہوں نے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد ثعلبہ کا انتقال ہو گیا۔

ایک عبرت انگیز واقعہ:

جریر نے لیث سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں آیا اور کہنے لگا میں آپ کی صحبت میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گا لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور وہ آدمی اکٹھے روانہ ہو گئے۔ جب ایک دریا کے کنارے پہنچے تو کھانا کھانے کیلئے بیٹھ گئے، ان کے پاس تین روٹیاں تھیں، جب دو روٹیاں کھا چکے اور ایک روٹی باقی رہ گئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا پر پانی پینے تشریف لے گئے۔ جب آپ پانی پی کر واپس تشریف لائے تو روٹی موجود نہیں تھی، آپ نے پوچھا روٹی کس نے لی ہے؟ وہ آدمی بولا کہ مجھے معلوم نہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے لے کر آگے چل پڑے اور آپ نے ہرنی کو دیکھا جو دو بچے ساتھ لئے جا رہی تھی۔ آپ نے اس کے ایک بچے کو بلایا، جب وہ آیا تو آپ نے اسے ذبح کیا اور گوشت بھون کر خود بھی کھایا اور اس شخص کو بھی کھلایا، پھر بچے سے فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ چنانچہ ہرنی کا بچہ کھڑا ہو گیا اور جنگل کی طرف چل دیا، تب آپ نے اس آدمی سے کہا میں تجھ سے اس ذات کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے یہ معجزہ دکھلایا! روٹی کس نے لی تھی؟ وہ آدمی بولا مجھے معلوم نہیں ہے،

پھر آپ ایک جھیل پر پہنچے اور اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور دونوں سطح آب پر چل پڑے، جب پانی عبور کر لیا تو آپ نے اس شخص سے پوچھا تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے یہ معجزہ دکھایا! تب وہ روٹی کس نے لی تھی؟ اس آدمی نے پھر جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔

پھر آپ روانہ ہو گئے اور ایک جنگل میں پہنچے، جب دونوں بیٹھ گئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی اور ریت کی ڈھیری بنا کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے سونا ہو جا، چنانچہ وہ سونا بن گئی اور آپ نے اس جیسی تین ڈھیریاں بنائیں اور فرمایا تہائی میری تہائی تیری اور تہائی اس شخص کی ہے جس نے وہ روٹی لی تھی، تب وہ آدمی بولا وہ روٹی میں نے لی تھی، آپ نے اس سے فرمایا یہ سونا تمام کا تمام تیرا ہے اور اسے وہیں چھوڑ کر آپ آگے روانہ ہو گئے۔

اس شخص کے پاس دو آدمی آ گئے، انہوں نے جب جنگل میں ایک آدمی کو اتنے مال و متاع کے ساتھ دیکھا تو ان کی نیت بدل گئی اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اسے قتل کر کے مال سمیٹ لیں۔ اس آدمی نے

www.waseemziyai.com

جب ان کی نیت بھانپ لی تو خود ہی بول اٹھا کہ یہ مال ہم تینوں ہی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں. پھر انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو شہر کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ کھانا خرید لائے۔

جس شخص کو انہوں نے شہر کیطرف کھانا لانے کیلئے بھیجا تھا. اس کے دل میں خیال آیا کہ میں اس مال میں ان کو حصہ دار کیوں بننے دوں؟ میں کھانے میں زہر ملائے دیتا ہوں تاکہ دونوں ہی ہلاک ہو جائیں اور مال اکیلا میں ہی لے لوں، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

راوی کہتے ہیں کہ ادھر جو دو آدمی جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے. انہوں نے ارادہ کر لیا کہ ہم اسے ایک تہائی کیوں دیں؟ جونہی وہ آئے ہم اسے قتل کریں اور دولت ہم دونوں آپس میں تقسیم کر لیں. چنانچہ جب وہ آدمی کھانا لے کر آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور بعد میں وہ کھانا کھایا جسے کھاتے ہی وہ دونوں بھی مر گئے اور سونے کی ڈھیریاں اسی طرح پڑی رہیں اور جنگل میں تین لاشیں رہ گئیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پھر وہاں سے گزر ہوا اور ان کی یہ حالت دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا دیکھو یہ دنیا ہے، اس سے بچتے رہنا۔

حکایت: ذوالقرنین ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کے پاس دنیاوی مال و متاع بالکل نہیں تھا، انہوں نے اپنی قبریں تیار کر رکھی تھیں، جب صبح ہوتی تو وہ قبروں کی طرف آتے. ان کی یاد تازہ کرتے. انہیں صاف کرتے اور ان کے قریب نمازیں پڑھتے اور جانوروں کی طرح کچھ گھاس پات کھا لیتے اور انہوں نے گذر بسر صرف زمین سے اُگنے والی سبزیوں وغیرہ پر محدود کر رکھی تھی۔ ذوالقرنین نے ان کے سردار کو ایک آدمی بھیج کر بلایا لیکن سردار نے کہا ذوالقرنین کو جواب دینا کہ مجھے تم سے کوئی کام نہیں ہے، اگر تمہیں کوئی کام ہے تو میرے پاس آجاؤ. ذوالقرنین نے یہ جواب سن کر کہا کہ واقعی اس نے سچ کہا ہے، چنانچہ ذوالقرنین اس کے پاس آیا اور اس نے کہا میں نے تمہاری طرف آدمی بھیج کر تمہیں بلایا مگر تم نے انکار کر دیا لہٰذا میں خود آیا ہوں۔ سردار نے کہا اگر مجھے تم سے کوئی کام ہوتا تو ضرور آتا. ذوالقرنین نے کہا میں نے تمہیں ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ کسی اور قوم کو اس حالت میں نہیں دیکھا، سردار نے کہا آپ کس حالت کی بات کر رہے ہیں؟ ذوالقرنین نے کہا یہی کہ تمہارے پاس دنیاوی مال و متاع اور مال و منال کچھ بھی نہیں ہے جس سے تم بہرہ اندوز ہو سکو. سردار نے کہا ہم سونا چاندی کا جمع کرنا بہت بُرا سمجھتے ہیں کیونکہ جس شخص کو یہ چیزیں ملتی ہیں وہ ان میں مگن ہو جاتا ہے اور اس چیز کو جو ان سے کہیں بہتر ہے، بھول جاتا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا تم نے قبریں کیوں تیار کر رکھی ہیں؟ ہر صبح ان کی زیارت کرتے اور انہیں صاف کرتے ہو اور ان کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہو۔ سردار نے کہا یہ اس لئے کہ جب وہ قبروں کو دیکھیں گے اور دنیا کی آرزو کریں گے تو یہ قبریں ہمیں دنیا سے بے نیاز کر دیں

گی اور ہمیں حرص وہوا سے روک دیں گی. ذوالقرنین نے پوچھا میں نے دیکھا ہے کہ زمین کے سبزے کے علاوہ تمہاری اور کوئی غذا نہیں ہے. تم جانور کیوں نہیں رکھتے تاکہ تم ان کا دودھ دوہو. ان پر سواری کرو اور ان سے بہرہ اندوز ہوسکو. سردار نے کہا ہم اس چیز کو اچھا نہیں سمجھتے کہ ہم ان کے پیٹوں کو ان کی قبریں بنائیں اور ہم زمین کے سبزہ سے کافی غذا حاصل کر لیتے ہیں اور یہ انسان کی گذراوقات کیلئے کافی ہے. جب کھانا حلق سے اتر جاتا ہے (چاہے وہ کیسا ہی ہو) پھر اس کا کوئی مزہ باقی نہیں رہتا۔

پھر اس قائد (سردار) نے ذوالقرنین کے پیچھے ہاتھ بڑھا کر ایک ایک کھوپڑی اٹھائی اور کہا ذوالقرنین! جانتے ہو یہ کون ہے؟ ذوالقرنین نے کہا نہیں! یہ کون ہے؟ قائد نے کہا یہ دنیا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا. اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا والوں پر شاہی عطا فرمائی تھی لیکن اس نے ظلم وستم کیا اور سرکش بن گیا. جب اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اسے موت دے دی اور یہ ایک گرے پڑے پتھر کی مانند بے وقعت ہوگیا. اللہ تعالیٰ نے اس کے اعمال شمار کر لئے ہیں تاکہ اسے آخرت میں سزا دے۔

پھر اس نے ایک اور کھوپڑی اٹھائی جو بوسیدہ تھی اور کہا ذوالقرنین جانتے ہو یہ کون ہے؟ ذوالقرنین نے کہا نہیں! بتاؤ یہ کون ہے؟ قائد نے کہا یہ ایک بادشاہ ہے جسے پہلے بادشاہ کے بعد حکومت ملی یہ اپنے پیش رو بادشاہ کا مخلوق پر ظلم وستم اور زیادتیاں دیکھ چکا تھا لہٰذا اس نے تواضع کی. اللہ کا خوف کیا اور ملک میں عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا. پھر یہ بھی مر کر ایسا ہوگیا جیسا تم دیکھ رہے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کا شمار فرما لیا ہے یہاں تک کہ اسے آخرت میں ان کا بدلہ دے گا۔ پھر وہ ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یہ بھی انہی کی طرح ہے. ذوالقرنین خیال رکھنا کہ تم کیسے اعمال کر رہے ہو؟ ذوالقرنین نے اس کی باتیں سن کر کہا کیا تم میری دوستی میں رہنا چاہتے ہو؟ میں تمہیں اپنا بھائی اور وزیر یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال ومنال دیا ہے. اس میں اپنا شریک بنالوں گا. سردار نے کہا میں اور آپ صلح نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم اکٹھے رہ سکتے ہیں. ذوالقرنین نے کہا وہ کیوں؟ سردار نے کہا اس لئے کہ لوگ تمہارے دشمن اور میرے دوست ہیں. ذوالقرنین نے پوچھا وہ کیسے؟ سردار نے کہا وہ تم سے تمہارا ملک، مال اور دنیا کی وجہ سے دشمنی رکھتے ہیں اور چونکہ میں نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے لہٰذا کوئی ایک بھی میرا دشمن نہیں ہے اور اسی لئے مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اور نہ میرے پاس کسی چیز کی کمی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ذوالقرنین یہ باتیں سن کر انتہائی متاثر ہوا اور حیران واپس لوٹ آیا. کسی شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

یَامَنْ تَمَتَّعَ بِالدُّنْیَا وَ زِیْنَتِھَا ۔۔۔ وَلَا تَنَامُ عَنِ اللَّذَّاتِ عَیْنَاہُ

شَغَلْتَ نَفْسَكَ فِیْمَا لَیْسَ تُدْرِکُهُ ۔۔۔ تَقُوْلُ لِلّٰهِ مَاذَا؟ حِیْنَ تَلْقَاہُ

1- اے وہ شخص جو دنیا اور اس کی زینت سے نفع اندوز ہوتا ہے اور دنیاوی لذتوں سے اس کی آنکھیں

www.waseemziyai.com

نہیں سوتیں۔

2- تجھے ناممکن چیزوں کے حصول میں مشغول کر دیا ہے. جب تو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو کیا جواب دے گا؟

دوسرے شاعر کا قول ہے:

عَتَبْتُ عَلَى الدُّنْيَا لِرِفْعَةِ جَاهِلٍ وَتَاخِيْرِ ذِيْ فَضْلٍ فَقَالَتْ خُذِ الْعُمَا

هُوَ الْجَهْلُ اِبْنَا ئِيْ لِهٰذَا رَفَعْتُهُمْ وَاَهْلُ التُّقٰى اَبْنَاءُ ضُرَّةِ الْاُخْرٰى

1- میں نے دنیا کے جاہلوں کو بہت مرتبہ عطا کرنے اور اہلِ فضل سے کنارہ کشی کرنے پر ملامت کی تو اس نے مجھ سے کہا کہ میری مجبوری سنئے۔

2- جاہل میرے بیٹے ہیں لہٰذا میں انہیں سر بلندی دیتی ہوں اور متقی اہلِ فضل میری سوکن اور آخرت کے فرزند ہیں (لہٰذا میں ان سے گریز کرتی ہوں)

جناب محمود البابلی کا قول ہے:

اَلَا اِنَّمَا الدُّنْيَا عَلَى الْمَرْءِ فِتْنَةٌ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَقْبَلَتْ اَوْتَوَلَّتِ

فَاِنْ اَقْبَلَتْ فَاسْتَقْبِلِ الشُّكْرَ دَائِمًا وَمَهْمَا تَوَلَّتْ فَاصْطَبِرْ وَ تَثَبَّتِ

1- بے شک دنیا آئے یا جائے انسان کیلئے ہر حال میں فتنہ و آزمائش ہے۔

2- جب دنیا آتی ہے تو دائمی شکر ساتھ لاتی ہے (تو شکر ادا کر) اور جب جائے تو صبر اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کر۔

باب ۶۰:

فضیلتِ صدقہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حلال کی کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے (اور اللہ تعالیٰ حلال کی کمائی کا ہی صدقہ قبول فرماتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی برکت سے قبول فرما لیتا ہے پھر! اس کی صاحب صدقہ کیلئے پرورش کرتا ہے جیسے تم اپنے بچھڑوں کی پرورش کرتے ہو یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے دوسری حدیث میں ہے (جیسے تم میں سے کوئی اپنے ایک بچھیرے کی پرورش کرتا ہے) یہاں تک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

اس حدیث پاک کی تصدیق اس فرمانِ الٰہی سے ہوتی ہے:

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ۔ (پ ۱۱ التوبۃ ۱۰۴)

کیا انہوں نے نہیں جانا کہ اللہ وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات لیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

اور ارشاد فرمایا:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط (پ ۳ البقرۃ ۲۷۶) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

فضائل صدقات: صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ اس بخشش کے بدلے انسان کی عزت و وقار کو بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ کی رضا جوئی کیلئے تواضع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

طبرانی کی روایت ہے کہ صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور نہ ہی بندہ صدقہ دینے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اسے سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے قبول کر لیتا ہے اور کوئی بندہ بے پروائی کے باوجود سوال کا دروازہ نہیں کھولتا مگر اللہ تعالیٰ اس پر فقر کو مسلط کر دیتا ہے، بندہ کہتا ہے میرا مال ہے میرا مال ہے مگر اس کے مال کے تین حصے ہیں، جو کھایا وہ فنا ہو گیا، جو پہنا وہ پرانا ہو گیا جو راہ خدا میں دیا وہ حاصل کر لیا اور جو اس کے سوا ہے وہ اسے لوگوں کیلئے چھوڑ جانے والا ہے۔

حدیث شریف میں ہے تم میں سے کوئی ایک ایسا نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ بغیر کسی ترجمان کے اس سے گفتگو فرمائے گا، آدمی اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اسے وہی کچھ دکھائی دیگا جو اس نے آگے بھیجا ہے اور اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے مقابل میں آگ نظر آئیگی پس تم اس آگ سے بچو اگر چہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی راہِ خدا میں دے کر بچ سکو۔

حدیث شریف میں ہے کہ اپنے چہروں کو آگ سے بچاؤ اگر چہ کھجور کے ٹکڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے آپ نے فرمایا اے کعب بن عجرہ! جنت میں وہ خون اور گوشت نہیں جائے گا جو حرام ذریعہ سے حاصل کردہ مال سے پلا پھولا ہو، اے کعب بن عجرہ! لوگ جانے والے ہیں، بعض جانیوالے اپنے نفس کو رہائی دینے والے ہیں اور بعض اسے ہلاک کرنیوالے ہیں اے کعب بن عجرہ! نماز نزدیکی ہے، روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے چکنے پتھر سے کائی اتر جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

فرمایا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور موت کی زحمتوں کو دور کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کے بدلے ناگوار موت کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں کے فیصلے ہونے تک لوگ اپنے صدقات کے سایہ میں رہیں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ کوئی آدمی صدقہ کی چیز نہیں نکالتا مگر اسے ستر شیطانوں کے جبڑوں سے

www.waseemziyai.com

جدا کرتا ہے۔

حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے تو آپ نے فرمایا کم حیثیت شخص کا کوشش سے خرچ کرنا اور اپنے اہل وعیال سے اس کی ابتداء کرنا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ایک درہم سو درہم سے سبقت لے گیا، ایک شخص نے عرض کیا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا ایک شخص کا بہت مال و دولت تھا اور اس نے اپنے پہلو سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ کر دیا اور دوسرے شخص کے پاس صرف دو درہم تھے، اس نے ان میں سے ایک راہِ خدا میں دے دیا۔

فرمانِ نبوی ہے کہ سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ اگرچہ اسے گائے بکری کا چرا ہوا سم ہی کیوں نہ دے دو۔

حدیث شریف میں ہے کہ سات شخص ایسے ہیں جو رحمت الٰہی کے سایہ میں ہوں گے جس دن رحمتِ الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے ایک وہ ہے جس نے انتہائی راز داری سے راہِ خدا میں خرچ کیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے،

نیکی کے راستے یہ ہیں، بری جگہوں سے بچو، پوشیدہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور صلہ رحمی زندگی بڑھاتی ہے۔

طبرانی کی روایت میں ہے کہ نیک کام، بری جگہوں سے بچنا اور خفیہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور صلہ رحمی زندگی بڑھاتی ہے اور ہر اچھا کام صدقہ ہے دنیا میں اچھے کام کرنے والے آخرت میں اچھے کام کرنیوالوں میں ہوں گے، دنیا میں برائیاں کرنے والے آخرت میں برائیاں کرنے والوں کیساتھ ہوں گے اور جنت میں سب سے پہلے بھلائی کرنیوالے داخل ہوں گے۔

طبرانی اور احمد کی دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ صدقہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا دونا دوگنا اور اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ (پ۲ البقرۃ ۲۴۵)

کون شخص ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پس وہ دوگنا فرما دے اس کے واسطے بہت دوگنا۔

نیز پوچھا گیا یا رسول اللہ! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا فقیر کو پوشیدہ دینا اور کم مال والے کا کوشش سے خرچ کرنا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ (پ۳ البقرۃ ۲۷۱)

اگر تم صدقات کو ظاہر کرو تو اچھا ہے اور اگر تم انہیں چھپاؤ اور فقیر کو دو تو تمہارے لئے بہت اچھا ہے۔

www.waseemziyai.com

جس نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا تو جب تک اس کے جسم پر اس کپڑے کا ایک دھاگہ بھی موجود رہے گا اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والے انسان کے عیوب کو ڈھانپتا رہے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جس مسلمان نے کسی برہنہ مسلمان کو پہنایا اللہ تعالیٰ اسے جنت کا لباس پہنائے گا۔ جس مسلمان نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جس نے کسی پیاسے مسلمان کو سیراب کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں مہر شدہ شرابِ طہور پلائے گا۔ مسکین کو صدقہ، خیرات ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دوہرا ثواب ہے، صدقہ کا اور صلہ رحمی کا ثواب۔ پوچھا گیا کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ہر اس رشتہ دار کو دینا جو تیرے لئے اپنے دل میں بغض وعداوت رکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا جس نے کسی شخص کو دودھ پینے کیلئے بکری وغیرہ دی تا کہ وہ اس کا دودھ پی کر اسے واپس کر دے یا قرض دیا یا سفر کا ساتھی دیا، اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، مزید فرمایا کہ ہر قرض صدقہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے معراج کی رات جنت کے دروازہ پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ثواب ہے۔

فرمایا کہ جو کسی تنگدست کی مشکل آسان کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی کر دیتا ہے۔

پوچھا گیا، رسول اللہ! کونسا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر واقف اور اجنبی پر تمہارا سلام کہنا! سائل نے عرض کی کہ مجھے ہر چیز کی حقیقت بتلایئے! آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے، پھر میں نے کہا مجھے ایسے عمل کے متعلق بتایئے جس کے سبب میں جنت میں جاؤں؟ آپ نے فرمایا کھانا کھلانا، سلام کیا کر صلہ رحمی کر، اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھ، تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوگا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو، مسکینوں کو کھلاؤ اور سلام کرو، بسلامت جنت میں جاؤ گے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ رحمت کے نزول کے اسباب میں سے مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کھانے اور پینے سے سیراب کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ستر خندقوں کا فاصلہ کر دیتا ہے جن میں سے ہر ایک خندق پانچ سو سال کے سفر کی مسافت پر ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہ اے انسان! میں بیمار ہوا تھا مگر تو نے عیادت نہیں کی تھی، انسان کہے گا میں تیری کیسے عیادت کرتا تو تو رب العالمیں ہے، رب فرمائیگا تجھے معلوم نہیں میرا فلاں بندہ بیمار ہے مگر تو اس کی عیادت کو نہ آیا، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے قریب پاتا۔ اے انسان! میں نے تجھ سے کھانا کھلانے کیلئے کہا تھا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا تھا انسان کہے گا اے اللہ! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا؟ تو تو رب العالمین ہے، رب

www.waseemziyai.com

فرمائے گا کہ تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اسے میرے یہاں حاصل کرتا. اے انسان میں نے تجھ سے پانی طلب کیا مگر تو نے مجھے سیراب نہیں کیا تھا. انسان کہے گا کہ میں تجھے کیسے سیراب کرتا تو تو رب العالمین ہے. رب فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے اسے پانی نہیں پلایا تھا. کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر اسے پانی پلاتا تو میرے یہاں اس کا اجر پاتا۔

❀❀❀❀

باب ۶۱:

مسلمان کی حاجت برآری

فرمانِ الٰہی ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی معاونت کرو۔ (پ۶ المائدہ ۲)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی بھائی کی امداد اور فائدے کیلئے قدم اٹھاتا ہے، اسے راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں جیسا ثواب ملتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلوق کو پیدا فرمایا ہے جن کا کام لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ انہیں عذاب نہیں کرے گا، جب قیامت کا دن ہوگا ان کیلئے نور کے منبر رکھے جائیں گے وہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کر رہے ہوں گے حالانکہ لوگ ابھی حساب میں ہوں گے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جو کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کیلئے کوشش کرتا ہے چاہے اس کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو، اللہ تعالیٰ کوشش کرنے والے کے اگلے پچھلے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کیلئے دو باتیں لکھ دی جاتی ہیں جہنم سے رہائی اور منافقت سے برائت۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے، میں اس کے میزان کے قریب کھڑا ہوں گا، اگر اس کی نیکیاں زیادہ ہوئیں تو صحیح ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا یہ روایت حلیہ میں ابونعیم نے نقل کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کیلئے چلتا ہے اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں ستر نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ستر گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں، پس اگر وہ حاجت اس کے ہاتھوں پوری ہو جائے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو

www.waseemziyai.com

جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے آیا تھا اور اگر وہ اسی درمیان مر جائے تو بلا حساب جنت میں جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کیلئے اس کے ساتھ جاتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں بنا دیتا ہے اور دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے انعامات ہیں جو ان لوگوں کیلئے مخصوص ہیں جو لوگوں کی حاجت روائی کرتے رہتے ہیں اور جب وہ یہ طریقہ چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وہ انعامات دوسروں کو منتقل کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جانتے ہو کہ شیر اپنی دھاڑ میں کیا کہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ اے اللہ! مجھے کسی بھلائی کرنے والے پر مسلط نہ کرنا۔

حضرت ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ حدیث مرفوع بیان کرتے تھے کہ جب تم کسی ضرورت یا کام کا ارادہ کرو تو اسے جمعرات کے دن شروع کرو اور جب اپنے گھر سے نکلو تو آل عمران کا آخری حصہ آیۃ الکرسی، سورۃ فاتحہ پڑھو کیونکہ ان میں دنیا اور آخرت کی بہت سی حاجتیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسین رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں کہ میں کسی ضرورت کیلئے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انہوں نے مجھے کہا جب بھی آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے تو میری طرف کوئی قاصد بھیج دیں یا خط لکھ دیں کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ آپ میرے دروازہ پر تشریف لائیں۔

حضرت ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے رب ذوالجلال کی قسم! جو ہر آواز کو سنتا ہے، کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے دل میں مسرت کو جگہ دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس سرور سے لطف عطا فرماتا ہے، پھر جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سرور کو اس طرح بہا کرلے جاتی ہے جیسے پانی نشیب میں بہتا ہے یہاں تک کہ اونٹ کی طرح ہکا دیا جاتا ہے نیز آپ نے مزید فرمایا کہ ناہنجار لوگوں سے حاجت طلب کرنے سے حاجت کا پورا نہ ہونا بہتر ہے، آپ نے مزید فرمایا کہ اپنے بھائی کے پاس بہت زیادہ ضرورتیں لے کر نہ جاؤ کیونکہ بچھڑا جب تھنوں کو بہت زیادہ چوسنے لگتا ہے تو اس کی ماں اسے سینگ مارتی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لَا تَقْطَعَنَّ الْاِحْسَانِ عَنْ اَحَدٍ … مَا دُمتَ تَقْدِرُوْا لاَیَّا مُ تَارَاتٌ

وَاذْکُرْ فَضِیْلَتَه صُنعَ اللهِ اِذْ جُعِلَتْ … اِلَیْکَ لَا لَکَ عِنْدَ النَّاسِ حَاجَاتٌ

www.waseemziyai.com

1- جب تک تیرے مقدور میں ہو کسی احسان کرنے میں پس وپیش نہ کر اور یہ زندگی گزرنے والی ہے۔
2- اور اللہ تعالیٰ کی اس نوازش کو یاد رکھ کہ اس نے تجھے لوگوں کا حاجت روا بنا دیا ہے مگر تو کسی کے پاس اپنی حاجت لے کر نہیں جاتا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اِقْضِ الْحَوَائِجَ مَا اسْتَطَعْتَ وَكُنْ لَّهُمْ اَخَا
فَلَخَيْرُ اَيَّامِ الْفَتٰى يَوْمٌ قَضٰى فِيْهِ الْحَوَائِجَ

1- جہاں تک تجھ سے ممکن ہو لوگوں کی ضرورتیں پوری کر اور ان کا حاجت روا بھائی بن۔
2- بے شک کسی جوان کا عمدہ دن وہی ہے جس میں وہ لوگوں کی حاجت روائی کرتا ہے۔

اور حضور ﷺ کا فرمان ہے: اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جس کے ہاتھوں بھلائیوں کا صدور ہوتا ہے اور اس شخص کیلئے ہلاکت ہے جس کے ہاتھوں برائیاں فروغ پاتی ہیں۔

باب ۲۶:

فضائل وضو

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے وضو کیا اور بہترین طریقہ سے کیا پھر دو رکعتیں ادا کیں اور اس کے دل میں دنیاوی خیالات نہیں آئے وہ گناہوں سے اس دن کی طرح نکل گیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا، دوسری روایت کے الفاظ ہیں اور اس نے ان دو رکعتوں میں کوئی نامناسب حرکت نہیں کی تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، کیا میں تمہیں ایسے کاموں کی خبر نہ دوں جن سے درجات بلند ہوتے ہیں اور جو گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، تکلیف دہ اوقات میں مکمل وضو کرنا، مساجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہ پناہ گاہیں ہیں، یہ لفظ آپ نے تین مرتبہ فرمائے۔

حضور ﷺ نے ایک ایک مرتبہ اعضائے وضو کو دھو کر فرمایا، یہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں کرتا اور آپ نے دو دو مرتبہ اعضائے وضو کو دھو کر فرمایا کہ جس نے دو دو مرتبہ اعضائے وضو کو دھویا اور فرمایا یہ میرا۔ مجھ سے پہلے آنے والے تمام انبیاء کا اور ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے جو خلیل اللہ ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو وضو کے وقت اللہ کو یاد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تمام جسم کو پاک کر دیتا ہے اور جو شخص وضو کرتے وقت اللہ کو یاد نہیں کرتا اس کا وہی حصہ پاک ہوتا ہے جس پر پانی لگتا ہے۔

www.waseemziyai.com

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جو حالتِ وضو میں وضو کرتا ہے اس کے نامہء اعمال میں اللہ تعالیٰ دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ وضو پر وضو نورٌ علیٰ نور ہے۔ ان تمام روایات میں آپ نے نئے وضو کی فضیلت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اس کی ترغیب دی ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جب بندہ مسلم وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے تو اسکے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب وہ ناک صاف کرتا ہے تو اس کے ناک کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں، جب وہ منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ دھل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پتلیوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں، جب وہ بازو دھوتا ہے تو اس کے ناخنوں کے نیچے تک کے گناہ نکل جاتے ہیں، جب وہ سَر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گُناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ کانوں کے نیچے تک کے گناہ گر جاتے ہیں جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے ناخنوں کے نیچے تک کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں، پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا اور نماز پڑھنا اس کی عبادت میں داخل ہو جاتا ہے اور مروی ہے کہ باوضو آدمی روزہ دار کی طرح ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے بہترین وضو کیا پھر فراغت کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بہترین وضو شیطان کو تجھ سے دور بھگا دیتا ہے، مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو شخص اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ باوضو، ذکر اور استغفار کرتے ہوئے رات گزارے تو اسے ایسا کرنا چاہیے کیونکہ روحیں جس حالت میں قبض کی جاتی ہیں اسی حالت میں اٹھائی جائیں گی۔

مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی رسول ﷺ کو کعبہ کا غلاف لانے کیلئے مصر بھیجا، وہ صحابی شام کے ایک علاقہ میں ایسی جگہ قیام پذیر ہوئے جس کے قریب اہل کتاب کے ایک ایسے بڑے عالم کا صومعہ تھا کہ کوئی اور عالم اس سے زیادہ باعلم نہیں تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد کے دل میں اس عالم سے ملنے اور اس کی علمی باتیں سننے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ وہ اس کی عبادت گاہ کے دروازہ پر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا مگر بہت دیر کے بعد دروازہ کھولا گیا، پھر وہ عالم کے پاس گئے اور اس سے علمی گفتگو کرنے کی فرمائش کی اور اسے اس عالم کے تبحر سے بہت تعجب ہوا، آخر میں انہوں نے دروازہ دیر سے کھولنے کی شکایت کی تو عالم بولا: کہ جب آپ آئے تو ہم نے آپ پر بادشاہوں جیسی ہیبت دیکھی، ہم خوفزدہ ہو گئے اور ہم نے آپ کو دروازہ پر اس لئے روک دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا

www.waseemziyai.com

اے موسیٰ! جب تجھے کوئی بادشاہ خوفزدہ کردے تو تو وضو کر اور اپنے گھر والوں کو بھی وضو کا حکم دے۔ تو جس سے ڈر رہا ہے اس سے میری امان میں آجائے گا چنانچہ ہم نے دروازہ بند کر دیا یہاں تک کہ میں اور اس میں رہنے والے تمام آدمیوں نے وضو کر لیا۔ پھر ہم نے نماز پڑھی لہٰذا ہم تجھ سے بے خوف ہو گئے اور پھر ہم نے دروازہ کھول دیا۔

باب ۶۳:

فضیلت نماز

چونکہ نماز افضل ترین عبادت ہے لہٰذا ہم نے کتاب اللہ کی پیروی کرتے ہوئے اس کی ترغیب دینے کیلئے دوسری مرتبہ اس کا ذکر کیا ہے کیونکہ جو کچھ ہم تحریر کر چکے ہیں نماز کے فضائل میں اس سے کہیں زیادہ آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ بندے کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں ہے کہ اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

حضرت محمد بن سرین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر مجھے جنت اور دو رکعت نماز میں کسی ایک کو پسند کرنے کا کہا جائے تو میں جنت پر دو رکعت نماز کو ترجیح دوں گا کیوں کہ دو رکعتوں میں رضائے الٰہی اور جنت میں میری رضا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سات آسمانوں کو پیدا فرمایا تو انہیں فرشتوں سے ڈھانپ دیا، وہ اس کی عبادت سے ایک لمحہ کو بھی غافل نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان کے فرشتوں کیلئے عبادت کی ایک قسم مقرر فرما دی ہے چنانچہ ایک آسمان والے قیامت تک کیلئے قیام میں ہیں، کسی آسمان والے رکوع میں، کسی آسمان والے فرشتے سجود میں اور کسی آسمان والے اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور جلال سے اپنے بازو جھکائے ہوئے ہیں، علیین اور عرش الٰہی کے فرشتے صف بستہ عرش الٰہی کا طواف کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور زمین والوں کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے یہ تمام عبادتیں ایک نماز میں جمع کر دی ہیں تاکہ مومنوں کو آسمانی فرشتوں کی ہر عبادت کا حصہ عنایت فرما کر انہیں عزت و توقیر بخشے اور اس میں تلاوت قرآن مجید کی عزت بخشی اور مومنوں سے عبادت کا شکر ادا کرنے کی فرمائش کی، نماز کا شکر، اس کی مکمل شرائط و حدود سے ادائیگی ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ (پ ا البقرۃ ۳)

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

اور ارشاد فرمایا:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ۔ (پ ۱ البقرۃ:۴۳) اور تم نماز قائم کرو۔

اور ارشاد خداوندی ہوا:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ (پ ۱۶، طٰہٰ ۱۴) اور نماز قائم کیجئے۔

ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ۔ اور جو نمازوں کو قائم کرنے والے ہیں۔ (پ ۶ النساء ۱۶۲)

قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی نماز کا ذکر ہے وہاں اسے قائم کرنے کا بھی حکم ہے اور اللہ تعالیٰ نے جب منافقوں کا ذکر کیا تو فرمایا:۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ۝۴ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۝۵ پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے سستی کرنے والے ہیں۔ (پ ۳۰ الماعون ۴،۵)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں منافقوں کو مُصلّین کہا ہے اور مومنوں کا ذکر کرتے وقت فرمایا:

وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ۔ اور جو نمازوں کو قائم کرنے والے ہیں۔ (پ ۶ النساء ۱۶۲)

اور یہ اس لئے فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ نمازی تو بہت ہیں مگر صحیح معنی میں نماز قائم کرنے والے کم ہیں۔ غافل لوگ تو بس رواج کے طور پر عمل کرتے ہیں اور انہیں اس دن کی یاد نہیں آتی جس دن اعمال پیش کئے جائیں گے، کیا معلوم ان کی نمازیں قبول ہوں گی یا مردود؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا بے شک تم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں مگر ان کی نماز میں سے تہائی یا چوتھائی یا پانچواں یا چھٹا حصہ یہاں تک کہ آپ نے دسویں حصہ تک گنا اور فرمایا ثواب لکھا جاتا ہے یعنی نماز سے اسی حصے کا ثواب ملتا ہے جس کو وہ مکمل یکسوئی اور توجہ سے پڑھتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر مکمل یکسوئی سے دو رکعت نماز ادا کی وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو گیا جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ بندے کی نماز باعظمت تب ہوتی ہے جب اس کی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور جب اس کی توجہ الی اللہ نہ ہو اور وہ نفسانی خیالات میں مشغول ہو تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی غلطیوں اور لغزشوں پر معذرت کرنے کیلئے بادشاہ کے دربار میں جا رہا ہو اور جب وہ بادشاہ کے حضور پہنچ گیا اور بادشاہ اسے سامنے کھڑا دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ دائیں بائیں دیکھنے لگے لہٰذا بادشاہ اس کی

ضرورت پوری نہیں کریگا اور بادشاہ اس کی توجہ کے مطابق اس پر عنایت کریگا اور اس کی بات سنے گا۔ اسی طرح جب بندہ نماز میں داخل ہو جاتا ہے اور دوسری باتوں کے خیالات میں کھو جاتا ہے تو اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔

جان لیجئے کہ نماز کی مثل اس دعوت ولیمہ کی سی ہے جسے بادشاہ نے منعقد کیا ہو اور اس میں قسم قسم کے کھانے تیار کئے گئے ہوں، کھانے اور پینے کی ہر چیز کی جدا گانہ لذت اور ذائقہ ہو پھر وہ کھانے کی دعوت دے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایسے ہی نماز کی جانب بلایا ہے اور اس میں مختلف افعال اور رنگارنگ ذکر ودیعت رکھے ہیں تاکہ بندے اس کی عبادت کریں اور عبودیت کے رنگارنگ مزے لیں۔ اس میں افعال کھانے کی طرح اور اذکار پینے کی اشیاء جیسے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نماز میں بارہ ہزار افعال تھے، پھر یہ بارہ ہزار صرف بارہ افعال میں مخصوص کر دیئے گئے لہٰذا جو شخص بھی نماز پڑھنا چاہے اسے ان بارہ چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ اس کی نماز کامل ہو جائے جن میں سے چھ خارج نماز اور چھ داخل نماز ہیں پہلا علم ہے کیوں کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ وہ تھوڑا عمل جسے انسان مکمل علم سے ادا کرے اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جسے بے خبری اور جہالت میں ادا کیا جائے، دوسرا وضو ہے کیوں کہ فرمانِ نبوی ہے کہ طہارت کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، تیسرا لباس ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (پ۸ الاعراف ۳۱) — تم ہر نماز کے وقت زینت حاصل کرو۔

یعنی ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو، چوتھا وقت کی پابندی ہے فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (پ۵ النساء ۱۰۳) — بے شک نماز مومنوں پر وقت مقرر پر فرض ہے۔

پانچواں قبلہ کی جانب منہ کرنا ہے، فرمانِ الٰہی:

تَرْضٰىهَا۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ — پس اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف پھیر دو اور تم جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہروں کو مسجد حرام (کعبہ) کی طرف پھیر دو۔ (پ۲ البقرۃ ۱۴۴)

چھٹی نیت ہے چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى۔ — اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

www.waseemziyai.com

ساتویں تکبیر تحریمہ ہے۔فرمان نبوی ﷺ ہے:

تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔ اس میں دنیاوی افعال کو حرام کرنے والی تکبیر تحریمہ اور حلال کرنے والا اسلام پھیرنا ہے۔

آٹھواں قیام ہے کیونکہ فرمان الٰہی:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ (پ ۲ البقرۃ ۲۳۸) اور کھڑے ہو جاؤ اللہ کیلئے اطاعت کرنے والے۔

یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

نواں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہے کیونکہ فرمان الٰہی ہے:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ پس پڑھو تم جو تمہیں قران سے میسر ہو۔

(پ ۲۹ المزمل ۲۰)

دسواں رکوع ہے ارشاد الٰہی ہے:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(پ ۱ البقرۃ ۴۳)

گیارہواں سجدے ہیں،ارشاد الٰہی ہے:

وَاسْجُدُوْا۔ (پ ۱۷ الحج ۷۷) اور سجدہ کرو۔

بارہواں قعدہ ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جب کسی آدمی نے آخری سجدہ سے سر اٹھایا اور تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھ گیا تو اس کی نماز مکمل ہوگئی۔

جب یہ بارہ چیزیں پائی جائیں تو ان کے تکملہ کیلئے ایک اور چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ہے خلوص قلب تاکہ تیری نماز صحیح معنوں میں ادا ہو جائے،اور فرمان الٰہی ہے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾ پس اللہ کی عبادت کرو اس دین کو خالص کرتے ہوئے۔

(پ ۲۳ الزمر ۲)

ہم نے سب سے پہلے علم کا تذکرہ کیا تھا علم کی تین قسمیں ہیں۔ایک یہ کہ وہ فرائض اور سنن کو علیحدہ علیحدہ سمجھتا ہو۔وضو میں جو فرائض اور سنن ہیں انہیں جانتا ہو،کیوں کہ یہ نماز کے مکمل کرنے کا ایک واسطہ ہیں اور شیطان کے مکروں کو جانتا ہو اور ان کے دفعیہ کیلئے اپنی کوشش صرف کرے۔

وضو تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے،پہلا یہ کہ تو اپنے دل کو کینہ،حسد اور عداوت سے پاک کرے،دوسرا یہ کہ اپنے بدن کو گناہوں سے پاک کرے۔تیسرا یہ کہ پانی کو ضائع نہ کرتے ہوئے اپنے

اعضاءِ وضو کو خوب اچھی طرح دھوئے۔

لباس تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے۔ پہلا یہ کہ وہ حلال کی کمائی سے حاصل کیا گیا ہو، دوسرا یہ کہ نجاست سے پاک ہو، تیسرا یہ کہ اس کی وضع قطع سنت کے مطابق ہو، اور تکبر و خود بینی کیلئے ان کپڑوں کو نہ پہنا گیا ہو۔

پابندیٔ وقت تین چیزوں پر منحصر ہے۔ اول یہ کہ تو اتنا علم رکھتا ہو کہ سورج، چاند اور ستاروں سے تو وقت کے تعین میں مدد لے سکے۔ دوم یہ کہ تیرے کان اذان کی آواز پر لگے رہیں، سوم یہ کہ تیرا دل نماز کے وقت کی پابندی کے متعلق متفکر ہو۔

استقبالِ قبلہ تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے پہلا یہ کہ تیرا منہ کعبہ کی سمت ہو، دوسرا یہ کہ تیرا دل اللہ کی طرف متوجہ ہو اور تیسرا یہ کہ تو انتہائی انکساری سے حاضر ہو۔

نیت تین چیزوں سے مکمل ہوتی ہے پہلا یہ کہ تجھے علم ہو کہ تو کونسی نماز پڑھ رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ تجھے اس بات کا علم ہو کہ تو اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہو رہا ہے اور وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تو خوفزدہ ہو کر حاضر ہو۔ تیسرا یہ کہ تجھے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کے بھیدوں کو جانتا ہے لہٰذا تو اپنے دل سے دنیاوی خیالات یکسر ختم کر دے۔

تکبیر تحریمہ بھی تین چیزوں سے پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے، پہلا یہ کہ تم صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اور صحیح طور پر اللہ اکبر کہو، دوسرا یہ کہ اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے برابر تک اٹھاؤ، تیسرا یہ کہ تکبیر کہتے ہوئے تمہارا دل بھی حاضر ہو اور انتہائی تعظیم سے تکبیر کہو۔

قیام بھی تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے، پہلا یہ کہ سورہ فاتحہ کو صحیح تلفظ سے ٹھہر ٹھہر کر گانے کی طرز سے احتراز کرتے ہوئے پڑھے، دوسرا یہ کہ اسے غور و فکر سے پڑھے اور اس کے معانی میں سوچ بچار کرے، تیسرا یہ کہ جو کچھ پڑھے اس پر عمل بھی کرے۔

رکوع بھی تین اشیا سے کامل ہوتا ہے، پہلا یہ کہ پیٹھ کو برابر رکھو، اونچا یا نیچا نہ رکھو دوسرا یہ کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھو اور انگلیاں کھلی ہوئی ہوں، تیسرا یہ کہ کامل اطمینان سے رکوع کرو اور تعظیم و وقار سے رکوع کی تسبیحات مکمل کر۔

قعدہ بھی تین چیزوں سے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے، پہلا یہ کہ تو دایاں پاؤں کھڑا رکھ اور بائیں پر بیٹھ، دوسرا یہ کہ تشہد پوری تعظیم سے پڑھ اور اپنے مسلمانوں کیلئے دعا مانگ، تیسرا یہ کہ اس کے اختتام پر سلام پھیر۔

سلام اس طریقہ سے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے کہ دائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے تیری یہ سچی نیت ہو کہ میں دائیں طرف کے فرشتے، مردوں اور عورتوں کو سلام کر رہا ہوں اور اسی طرح بائیں طرف سلام

www.waseemziyai.com

پھیرتے ہوئے نیت کر اور اپنی نگاہ اپنے دوکندھوں سے متجاوز نہ کر۔

اسی طرح اخلاص بھی تین چیزوں سے پورا ہوتا ہے، ایک یہ کہ نماز سے تیرا مدار رضائے الٰہی کا حصول ہو، لوگوں کی رضامندی کا حصول نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ نماز کی توفیق اللہ کی طرف سے جان۔ تیسرا یہ کہ تو اس کی حفاظت کرتا کہ اسے قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں پیش کر سکے کیوں فرمان الٰہی ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ۔ (پ ۲۰ القصص ۸۴) جو شخص نیکیاں لے کر آیا۔

یہ نہیں فرمایا:

مَنْ عَمِلَ بِالْحَسَنَةِ۔ جس نے نیکیاں کیں۔

لہٰذا اپنی نیکیوں کو برے اعمال سے برباد کر کے اس کے حضور میں نہ جا۔

باب ۶۴:

آفاتِ قیامت

مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن دوست دوست کو یاد کرے گا؟ آپ نے فرمایا تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ میزانِ عمل کے وقت تا آنکہ وہ اپنا ہلکا یا بھاری پلڑا دیکھ نہ لے، نامۂ اعمال کے اڑنے کے وقت یا تو اسے دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دے دیا جائے اور اس وقت جب کہ جہنم سے آگ کی گردن باہر نکلے گی اور لوگوں کی طرف بڑھتی چلی جائے گی اور کہے گی میں ہر مشرک، سرکش، متکبر اور اس شخص پر مقرر کی گئی ہوں جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا تھا پس وہ انہیں اپنے شعلوں میں لپیٹ کر جہنم کی گھاٹیوں میں ڈال دے گی اور جہنم پر بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز پل ہے اور اس پر کانٹے ہوں گے، لوگ اس پر بجلی کی چمک اور تیز ہوا کی طرح گزریں گے۔

صورِ اسرافیل کی حقیقت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو پھر صور کو پیدا فرمایا اور اسرافیل کو دیا وہ اسے منہ میں رکھے عرش کی طرف نگاہ جمائے کھڑا ہے کہ کب اسے صور پھونکنے کا حکم ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! صور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بیل کا ایک سینگ ہے میں نے کہا وہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا بہت بڑے دائرے والا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کے دائرے کا قطر زمین اور آسمان کی چوڑائی کے

www.waseemziyai.com

برابر ہے۔ اسے تین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلا گھبراہٹ کیلئے، دوسرا موت کیلئے اور تیسری مرتبہ قبروں سے اٹھنے کیلئے پھر روحیں ایسے نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں، وہ زمین و آسمان کے خلا کو پر کر دیں گی اور ناک کے راستے جسموں میں داخل ہو جائیں گی۔ پھر فرمایا سب سے پہلے میری قبر شق ہو گی۔

دوسری روایت میں ہے، تب اللہ تعالیٰ جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو زندہ کریگا وہ حضور ﷺ کی قبر انور کی طرف آئیں گے، ان کے ساتھ براق اور جنتی لباس ہوں گے، پھر حضور ﷺ کی قبر انور شق ہو گی اور آپ جبریل امین کو دیکھ کر فرمائیں گے کہ یہ کونسا دن ہے؟ جبرائیل عرض کریں گے، یہ روزِ قیامت ہے، یہ مصیبت کا دن ہے، یہ سختی کا دن ہے۔ آپ فرمائیں گے: اے جبریل! اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ جبرئیل عرض کریں گے آپ کو بشارت ہو کہ سب سے پہلے شخص آپ ہیں جن کی قبر شق ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے جن و انس! میں نے تمہیں نصیحت کی تھی، لو تمہارے نامۂ اعمال میں تمہارے اعمال درج ہیں جو اپنا صحیفہ اچھا پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اسے بہتر نہ پائے وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔

جناب یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی مجلس میں یہ آیات سنیں:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ (پ۱۶ مریم ۸۶،۸۵)

اس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف جمع کریں گے، وفد کی صورت میں اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔

یعنی پرہیز گار سوار ہو کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے" اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے"۔ یعنی وہ پیدل اور پیاسے اللہ کی بارگاہ میں جائیں گے تو آپ نے فرمایا اے لوگو! نیکی اور بھلائی میں پیش پیش رہو۔ کل تم حشر کے دن قبروں سے اٹھائے جاؤ گے اور مختلف سمتوں سے فوج در فوج آؤ گے، اللہ کے سامنے اکیلے اکیلے کھڑے ہو گے اور تم سے ایک ایک حرف کا سوال کیا جائے گا، نیک لوگ اللہ کی بارگاہ میں سوار ہو کر گروہ در گروہ آئیں گے، بدکاروں کو پیدل اور پیاسا لایا جائے گا اور لوگ جماعت در جماعت جہنم میں داخل ہوں گے۔ اے بھائیو! تمہارے آگے ایک ایسا دن ہے جو تمہارے سال و ماہ کے اندازوں کے مطابق پچاس ہزار برس کا ہے۔ جو ہل چل مچانے والا اور بھاگ دوڑ کا دن ہے۔ جس دن لوگ خالق کائنات کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے جو حسرت، افسوس، نکتہ چینی، محاسبہ، چیخ و پکار، مصیبت، سختی اور دوبارہ زندہ ہونے کا دن ہے، جس دن انسان اپنے کئے ہوئے اعمال دیکھے گا، افسوس اور پچھتاوے کا دن، جس دن بعض چہرے سفید اور بعض سیاہ ہوں گے، جس دن کسی کو مال اور اولاد فائدہ نہیں دے گی مگر جو قلب

www.waseemziyai.com

سلیم لیکر آئے گا وہی فائدہ پائے گا۔ جس دن ظالموں کو معذرت کوئی فائدہ نہیں دے گی اور ان کیلئے لعنت اور برا ٹھکانہ ہوگا۔

جناب مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قیامت کے دن مخلوق سو برس کامل خاموش رہے گی اور لوگ سو برس تک تاریکیوں میں حیران و پریشان رہیں گے اور سو برس وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑیں گے، رب کے ہاں جھگڑے کریں گے۔ قیامت کے دن کی طوالت پچاس ہزار برس کی ہوگی مگر مومن مخلص پر ایسے گذریگا جتنا ہلکی فرض نماز پڑھنے میں وقت صرف ہوتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ بندے کے قدم اس وقت تک نہیں ہلیں گے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کا سوال نہیں کرلیا جائے گا۔ اس نے اپنی عمر کیسے صرف کی، اپنے آپ کو کس چیز میں مصروف رکھا، اپنے علم پر کتنا عمل کیا اور دولت کیسے کمائی اور کیسے خرچ کی ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی کو قبول ہونے والی ایک ایک دعا عطا فرمائی تھی، ان سب نے اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں مانگ لی مگر میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے محفوظ رکھ لیا ہے۔

اے ربِ ذوالجلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت وتوقیر کے طفیل ہمیں بھی ان کی شفاعت سے محروم نہ فرما، وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

باب ۶۵:

جہنم ومیزان

اگرچہ جہنم اور میزان کا ذکر ہم پہلے بھی کرچکے ہیں، اب دوبارہ اس کا ذکر اس لئے کررہے ہیں کہ شاید غافل و بیکار دل اس دوبارہ ذکر سے کچھ مزید استفادہ کرسکیں اور بار بار ذکر کرنے کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اتباع ہوجائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر فرمایا ہے اور جہنم اور میزان کے احوال کی ہولناکیاں کو بہت عظیم قرار دیا ہے تاکہ عقلمند کے دل اس کے ذکر سے تنبیہ حاصل کریں اور جان لیں کہ دنیا کا کوئی دکھ درد جہنم کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور آخرت ہی عمدہ اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

اب ہم جہنم کے حالات کا بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے لطف وعطا کے طفیل اس سے امان بخشے۔ (آمین)

www.waseemziyai.com

حدیث شریف میں ہے کہ جہنم سخت تاریک ہے جس میں کوئی روشنی اور شعلہ نہیں ہے. اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے پر ستر ہزار پہاڑ ہیں ہر پہاڑ پر ستر ہزار آگ کی گھاٹیاں ہیں ہر گھاٹی میں ستر ہزار درازیں ہیں، ہر دراز میں آگ کی ستر ہزار وادیاں ہیں. ہر وادی میں آگ کے ستر ہزار مکانات ہیں ہر مکان میں ستر ہزار آگ کے گھر ہیں، ہر گھر میں ستر ہزار سانپ اور ستر ہزار بچھو ہیں. ہر بچھو کی ستر ہزار دمیں ہیں ہر دم میں ستر ہزار مہرے، ہر مہرے میں زہر کے ستر ہزار مٹکے ہیں. جب قیامت کا دن ہوگا، ان پر سے پردہ اٹھالیا جائے گا، تب جن وانس کے دائیں بائیں غبار کا خیمہ تن جائے گا آگے بھی غبار، پیچھے بھی غبار اور ان کے اوپر بھی جہنم کا دھواں اور غبار ہوگا. جب وہ اسے دیکھیں گے تو گھٹنوں کے بل گر کر پکاریں گے کہ اے رب ذوالجلال! ہمیں اس سے بچا۔

مسلم شریف کی روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جہنم کو ستر ہزار لگام ڈال کر لایا جائے گا اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے جہنم کے فرشتوں کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے، جن کے متعلق ارشاد الٰہی ہے:

غِلَاظٌ شِدَادٌ۔ (پ ۲۸ التحریم ۶)
وہ سخت اور انتہائی مضبوط ہوں گے۔

فرمایا ہر فرشتے کے دو کندھوں کا درمیانی فاصلہ ایک سال کا سفر ہوگا اور ان میں اتنی طاقت ہوگی کہ اگر وہ اس ہتھوڑے سے جو ان کے ہاتھوں میں ہوگا کسی پہاڑ پر ایک ضرب لگائیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے اور وہ ہر ضرب سے ستر ہزار جہنمیوں کو جہنم کی گہرائیوں میں گرائیں گے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

عَلَیۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾
اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔ (پ ۲۹ المدثر ۳۰)

اس ارشاد سے مراد جہنمیوں پر متعین فرشتوں کے سردار ہیں ورنہ جہنم کے فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، فرمانِ الٰہی ہے کہ تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جہنم کی وسعت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا بخدا میں نہیں جانتا کہ جہنم کتنا وسیع وعریض ہے لیکن ہم اتنا جانتے ہیں کہ جہنم پر متعین فرشتوں میں سے ہر ایک اتنا عظیم ہے کہ ان کے کان کی لو اور کندھے کا درمیانی فاصلہ ستر سال کے سفر کے برابر ہے اور جہنم میں پیپ اور خون کی وادیاں بہتی ہیں۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ جہنم کی دیواروں کی چوڑائی چالیس سال کے سفر کے برابر ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ سے سترویں (۷۰) حصہ کی گرمی کے برابر گرم ہے، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! یہ بھی کافی گرم ہے حضور ﷺ نے فرمایا جہنم

www.waseemziyai.com

کی آگ اس کی گرمی سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ اگر جہنم میں سے کوئی جہنمی اپنی ہتھیلی دنیا میں نکال دے تو اس کی گرمی سے دنیا جل جائے اور اگر جہنم کے فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ دنیا میں ظاہر ہو اور لوگ اسے دیکھ لیں تو اس کے جسم پر غضب الٰہی کے بے انتہا آثار دیکھ کر دنیا کے سب لوگ ہلاک ہو جائیں۔

مسلم وغیرہ کی حدیث ہے، حضور ﷺ صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے دھماکہ سنا، حضور ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے آپ نے فرمایا یہ اس پتھر کے جہنم کی گہرائی تک پہنچنے کی آواز ہے۔ جو آج سے ستر سال پہلے جہنم میں گرایا گیا تھا اور اب وہ اس کی گہرائی تک پہنچا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جہنم کو بہت یاد کیا کرو کیونکہ اس کی گرمی شدید اس کی گہرائی بہت بعید اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جہنم اپنے رہنے والوں کو اس طرح اچک لے گی جیسے پرندے دانوں کو اچک لیتے ہیں اور آپ سے اس فرمانِ الٰہی:

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍۢ بَعِيدٍ سَمِعُوا۟ لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾

اور جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ اس سے غصہ سے بھری ہوئی آواز سنیں گے۔ (پ ۱۸ الفرقان ۱۲)

کے معنی دریافت کئے کہ کیا جہنم کی بھی آنکھیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جو عمداً کسی جھوٹی بات کو میری طرف منسوب کرتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ دو آنکھوں کے درمیان سمجھے حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا جہنم کی بھی آنکھیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ فرمانِ الٰہی نہیں سنا؟

اس روایت کی وہ حدیث بھی تائید کرتی ہے جس میں ہے کہ جہنم سے گردن نکلے گی، جس کی دو آنکھیں دیکھنے کیلئے اور بولنے کیلئے زبان ہوگی، وہ کہے گی کہ آج میں ہر اس شخص پر مقرر کی گئی ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا تھا اور وہ انہیں اس پرندے سے بھی زیادہ تیزی سے دیکھے گی جو تل پسند کرتا ہے اور زمین پر اسے ڈھونڈھ لیتا ہے۔

میزان جس میں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے، اس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نیکیوں کا پلہ نور کا اور برائیوں والا پلہ ظلمت کا ہے۔

ترمذی کی روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت عرشِ الٰہی کے دائیں اور جہنم بائیں جانب رکھی جائے گی، نیکیوں کا پلڑا دائیں اور برائیوں کا پلڑا اس کے بائیں طرف ہوگا لہٰذا نیکیوں کا پلڑا جنت کے

www.waseemziyai.com

مقابل سمت میں اور برائیوں کا پلڑا جہنم کے مقابل ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ نیکیاں اور برائیاں ایسے ترازو میں تولی جائیں گی جس کے دو پلڑے اور زبان ہوگی۔ آپ فرمایا کرتے. جب اللہ بندوں کے اعمال تولنے کا ارادہ فرمائے گا تو انہیں جسموں میں تبدیل فرمادے گا اور پھر قیامت کے دن انہیں تولا جائے گا۔

❀❀❀❀

باب ٦٦:

مذمتِ تکبّر وخود بینی

اللہ تعالیٰ تم کو اور مجھ کو دنیا اور آخرت میں بھلائی کی توفیق دے، خوب غور کرلو کہ تکبر اور خود بینی فضائل سے دور کردیتے ہیں اور رذائل کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں اور تیری رذالت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ تکبر تجھے نصیحت سننے نہیں دیتا اور تو اچھی عادتوں کے قبول کرنے سے پس وپیش کرتا ہے، اسی لئے دانشمندوں نے کہا ہے کہ حیا اور تکبر سے علم ضائع ہوجاتا ہے علم تکبر کیلئے مصیبت ہے جیسے بلند و بالا عمارتوں کیلئے سیلاب مصیبت ہوتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے: جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ داناؤں کا قول ہے کہ تکبر اور خود بینی کی وجہ سے ملک ہمیشہ نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ نے بھی تکبر کا فساد کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ

یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو عطا کرتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے۔ (پ ۲۰ القصص ۸۳)

اور فرمانِ الٰہی ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ

البتہ میں ان لوگوں سے جو زمین میں تکبر اور فساد کرتے ہیں اپنی نشانیوں کو پھیر لوں گا۔ (پ ۹ الاعراف ۱۴۶)

ایک دانا کا قول ہے کہ جب میں کسی متکبر کو دیکھتا ہوں تو اس کے تکبر کا جواب تکبر سے دیتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ ابن عوانہ انتہائی متکبر آدمی تھا، اس نے ایک مرتبہ اپنے غلام سے کہا مجھے پانی پلاؤ! غلام بولا ہاں، ابن عوانہ یہ سن کر چلایا کہ ہاں تو وہ کہے جسے نہ کہنے کا اختیار ہو، یہ کہہ کر اسے طمانچے مارے اور

www.waseemziyai.com

اس نے مزرع کو بلا کر اس سے بات چیت کی جب گفتگو سے فارغ ہوا تو پانی منگوا کر کلی کی تا کہ اس سے گفتگو کرنے کی نجاست دور ہو جائے۔

حافظ کا قول ہے کہ قریش میں بنو مخزوم اور بنو امیہ کا تکبر مشہور تھا جبکہ عرب میں بنو جعفر بن کلاب اور بنو زارہ بن عدی کا تکبر مشہور تھا اور اکاسرہ[1] لوگوں کو اپنا غلام تصور کرتے تھے اور خود کو ان کا مالک تصور کرتے تھے۔

بنو عبد الدار قبیلہ کے ایک آدمی سے کہا گیا کہ تم خلیفہ کے پاس کیوں نہیں آتے؟ وہ بولا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ پل میرے عزت و احترام کو نہیں اٹھا سکے گا۔ حجاج بن ارطاۃ سے کہا گیا کیا وجہ ہے کہ تم جماعت میں شامل نہیں ہوتے، اس نے جواب دیا کہ میں دکانداروں کے قریب سے گھبراتا ہوں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وائل بن حجر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آیا اور آپ نے اسے زمین کا ایک ٹکڑا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے وہ ٹکڑا دکھا دو اور لکھ بھی دو۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شدید گرمی کے عالم میں اس کے ساتھ روانہ ہوئے وہ اونٹنی پر سوار ہو گیا اور آپ پیدل چلنے لگے، جب انہیں گرمی نے نہایت تنگ کیا تو انہوں نے اسے کہا کہ مجھے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا لو۔ اس نے کہا میں تمہیں اونٹنی پر نہیں بٹھاؤں گا کیوں کہ میں ان بادشاہوں میں سے نہیں جو لوگوں کو اپنے پیچھے اونٹنیوں پر سوار کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ننگے پاؤں ہوں مجھے اپنے جوتے دے دو وائل بولا اے ابوسفیان کے بیٹے! میں بخل کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے تمہیں اپنے جوتے نہیں دیتا کہ میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ یمن کے بادشاہوں کو یہ خبر ملے کہ تم نے میرے جوتے پہنے ہیں البتہ تمہاری عزت افزائی کیلئے اتنا کر سکتا ہوں کہ تم میری اونٹنی کے سایہ میں چلتے رہو۔ کہتے ہیں کہ اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا اور وہ آپ کے دورِ حکومت میں ایک دفعہ آپ کے ہاں آیا تو آپ نے اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور گفتگو کی۔

مسرور بن ہند نے ایک آدمی سے کہا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ بولا کہ نہیں، مسرور نے کہا میں مسرور بن ہند ہوں، اس آدمی نے کہا میں تجھے نہیں پہچانتا، مسرور چلا کر بولا خدا اسے غارت کرے جو چاند کو نہیں پہچانتا ایسے ہی متکبروں کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے:

قُوْلَا لِاَحْمَقَ يَلْوِىْ اِلْيَتَهٗ اَخْدَعَه ۔۔۔ لَوْ كُنْتَ تَعْلَمُ مَا فِى الْيَةٍ لَمْ
اِلْيَةٌ مُفْسِدَةٌ لِلدِّيْنِ مُنْقِصَة ۔۔۔ لِلْعَقْلِ مُهْلِكَةٌ لِلْعِرْضِ فَانْتَبِهٗ

1- اس بے وقوف سے کہہ دو کہ جو تکبر سے اپنے سرین مٹکا کر چل رہا ہے اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ ان میں کیا ہے تو حیران نہ ہو۔

1- ایران کے سلاطین جو کسریٰ سے موسوم تھے۔

2- اس کا یہ فعل دن کا فساد، عقل کی کمی کا باعث اور عزت کی ہلاکت ہے۔اس سے خبر دار رہ۔

اور کہا گیا ہے کہ ہر کمینہ آدمی تکبر کرتا ہے اور ہر بلند مرتبہ آدمی انکساری کو اپنا تا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں دائمی بخل، خواہشات نفسانی کی پیروی اور انسان کا خود کو بہت بڑا سمجھنا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب حضرت نوح علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے روکتا ہوں۔ میں تمہیں شرک اور تکبر سے روکتا ہوں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیوں کہ زمین و آسمان اور ان میں موجود سب اشیاء کو ایک پلڑے میں اور یہ کلمہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تب بھی یہ کلمہ بھاری رہے گا اور اگر آسمان و زمین ایک دائرے میں رکھ دئے جائیں اور یہ کلمہ ان کے اوپر رکھا جائے تو انہیں دو ٹکڑے کر دے گا اور تمہیں سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیوں کہ یہ کلمہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے، اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم دیا اور وہ متکبر ہو کر نہیں مرا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے بازار سے گزرے آپ سے کسی نے کہا کہ آپ کو لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کی کیا ضرورت پیش آگئی ہے حالانکہ آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے چاہا لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھا کر بازار سے گزروں تا کہ میرے دل میں سے تکبر نکل جائے۔

تفسیر قرطبی میں فرمانِ الٰہی:

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ۔ اور وہ عورتیں اپنے پیر زمین پر نہ ماریں۔

(پ ۱۸ النور ۳۱)

کے یہ معنی ہیں کہ وہ اظہار زینت اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے اگر ایسا کریں تو یہ ان کیلئے حرام ہے اور اسی طرح جو شخص تکبر کے طور پر اپنا جوتا زمین پر زور زور سے مار کر چلتا ہے تو یہ بھی حرام ہے کیونکہ اس میں سراسر تکبر ہی تکبر ہے۔

www.waseemziyai.com

باب ٦٧:

یتیم سے بھلائی اور اس پر ظلم سے احتراز

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے ہوں گے اور پھر آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو تھوڑا سا کھول کران کی طرف اشارہ فرمایا۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا. میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا چاہے وہ یتیم اس کا عزیز ہو یا کوئی غیر، جنت میں ایسے ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں، اور مالک نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

بزاز کی حدیث ہے کہ جس نے کسی یتیم کی پرورش کی چاہے وہ یتیم اس کا عزیز ہی کیوں نہ ہو پس وہ اور میں جنت میں ایسے ہوں گے جیسے یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں اور جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی وہ جنت میں ہوگا اور اسے راہِ خدا میں روزہ دار اور نمازی مجاہد کے برابر ثواب ملے گا۔

ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے کہ جس شخص نے تین یتیموں کی پرورش کی ذمہ داری اٹھالی وہ اس شخص کی طرح ثواب پائے گا، جو رات کو عبادت کرتا ہے۔ اور دن کو روزہ رکھتا ہے اور راہِ خدا میں جہاد کرنے کیلئے تلوار لے کر نکل کھڑا ہوتا ہے، میں اور وہ جنت میں ایسے دو بھائی ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں، پھر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا۔

ترمذی نے بسندِ صحیح روایت کی ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان یتیم کی کھانے پینے کے معاملے میں کفالت کی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بھیجے گا مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو لائق بخشش نہ ہو۔

ترمذی کی بسندِ حسن روایت ہے کہ جس کسی نے یتیم کی پروش کی یہاں تک وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لائق ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کر دیتا ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور ایک مسلمان کا برا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کو دکھ اور تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

ابو یعلیٰ نے بسندِ حسن روایت کی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں گا جس کیلئے جنت کا دروازہ کھلے گا مگر میں ایک عورت کو اپنے آگے دیکھ کر پوچھوں گا کہ تم کون ہو اور مجھ سے پہلے کیوں جا رہی ہو؟ وہ کہے گی میں ایسی عورت ہوں جو کہ اپنے یتیم بچوں کی پرورش کیلئے گھر بیٹھی رہی۔

طبرانی کی روایت ہے جس میں ایک کے سوا سب راوی ثقہ ہیں اور اس کے باوجود یہ روایت متروک نہیں ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت

www.waseemziyai.com

کے دن اس شخص پہ عذاب نہیں کرے گا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرم گفتگو کی اور اس کی یتیمی اور کمزوری پر رحم کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے مال کی وجہ سے اسے اپنی پناہ میں لے لیا اور اس پہ زیادتی وظلم نہیں کیا۔

امام احمد رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث ہے کہ جس شخص نے اللہ کی خوشنودی کیلئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اسے ہر اس بال کے بدلہ میں جو اس کے ہاتھ کے نیچے آیا، نیکیاں ملیں گی اور جس شخص نے کسی یتیم سے نیکی کی یا اس کی پرورش کی تو میں اور وہ جنت میں دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔

محدثین کی ایک جماعت نے یہ حدیث روایت کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا کہ تیری آنکھوں کی بینائی چلے جانے، کمر جھک جانے اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھائیوں کے ناروا سلوک کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ہاں ایک مرتبہ بھوکا روزہ دار یتیم آیا، انہوں نے گھر والوں کے تعاون سے بکری ذبح کر کے کھائی مگر یتیم کو کھانا نہ کھلایا پس اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ میں اپنی مخلوق میں سے اسے سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں جو یتیموں اور مسکینوں سے محبت رکھتا ہے اور انہیں حکم دیا کہ کھانا تیار کرو اور مسکینوں، یتیموں کو بلا کر کھلاؤ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

صحیحین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ، یتیم اور مسکین کی پرورش کرنیوالا ایسا ہے جیسے راہِ خدا میں جہاد کرنے والا ہوتا ہے۔ راوی کہتا ہے، غالباً آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس شخص کی طرح اجر پاتا ہے جو راتوں کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ سے رہتا ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ بیوہ اور مسکین کی نگہداشت کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور اس شخص کی طرح ہے جو راتوں کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

بزرگانِ سلف میں سے ایک سے منقول ہے کہ میں ابتدائی زندگی میں عادی شرابی اور بدکار تھا، میں نے ایک دن کسی یتیم کو دیکھا تو اس سے نہایت اچھا برتاؤ کیا جیسے باپ اپنے بیٹے سے کرتا ہے بلکہ اس سے بھی عمدہ سلوک کیا۔ جب میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ جہنم کے فرشتے انتہائی بے دردی سے مجھے گھسیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں اور اچانک وہ یتیم درمیان میں آ گیا اور کہنے لگا اسے چھوڑ دو تاکہ میں رب سے اس کے بارے میں گفتگو کرلوں مگر انہوں نے انکار کر دیا، تب ندا آئی اسے چھوڑ دو، ہم نے اس یتیم پر رحم کرنے کی وجہ سے اسے بخش دیا ہے، پھر جاگ پڑا اور اسی دن سے میں یتیموں کے ساتھ انتہائی باوقار سلوک کرتا ہوں۔

سادات کے کھاتے پیتے گھرانوں میں سے ایک گھر میں سیدزادیاں رہتی تھیں، کرنا خدا کا ایسا ہوا کہ ان کا باپ فوت ہو گیا اور وہ کم سن جانیں یتیم اور فقر وفاقہ کا شکار ہو گئیں یہاں تک کہ انہوں نے شرم کی وجہ

www.waseemziyai.com

سے اپنا وطن چھوڑ دیا. وطن سے نکل کر کسی شہر کی ویران مسجد میں ٹھہر گئیں. ان کی ماں نے انہیں وہیں بٹھایا اور خود کھانا لینے کیلئے باہر نکل گئی۔

چنانچہ وہ شہر کے امیر آدمی کے پاس پہنچی جو مسلمان تھا، اور اسے اپنی ساری سرگذشت سنائی مگر وہ نہ مانا اور کہنے لگا تم ایسے گواہ لاؤ جو تمہارے بیان کی تصدیق کریں تب میں تمہاری امداد کروں گا اور وہ عورت یہ کہہ کر وہاں سے چل دی کہ میں غریب الوطن گواہ کہاں سے لاؤں؟ پھر وہ ایک مجوسی کے پاس آئی اور اسے اپنی کہانی سنائی. چنانچہ اس مجوسی نے اس کی باتوں کو صحیح سمجھ کر اپنے یہاں کی ایک عورت کو بھیجا کہ اسے اور اس کی بیٹیوں کو میرے گھر پہنچا دو، اس شخص نے ان کی عزت اور احترام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، جب آدھی رات گذر گئی تو اس مسلمان امیر نے خواب میں دیکھا قیامت قائم ہوگئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر لواء الحمد باندھا ہے اور ایک عظیم الشان محل کے قریب کھڑے ہیں اس امیر نے آگے بڑھ کر پوچھا یا رسول اللہ! یہ محل کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک مسلمان فرد کیلئے ہے، امیر نے کہا میں خدا کو ایک ماننے والا مسلمان ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم اس بات کے گواہ لاؤ کہ واقعی تم مسلمان ہو۔ وہ بہت پریشان ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس سیدہ عورت کی بات یاد دلائی جس سے اس نے گواہ مانگے تھے۔

امیر یہ سنتے ہی اچانک جاگ کھڑا ہوا اور اسے انتہائی غم واندوہ نے آگھیرا، وہ اس سیدہ عورت اور ان کی بچیوں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور تلاش کرتے کرتے اس مجوسی کے گھر جا پہنچا اور اس سے کہا کہ یہ سیدزادی اور اس کی بچیوں کو مجھے دے دو مگر مجوسی نے انکار کر دیا اور بولا میں نے ان کے سبب عظیم برکتیں پائی ہیں، امیر نے کہا مجھ سے ہزار دینار لے لو اور انہیں میرے سپرد کر دو لیکن اس نے پھر بھی انکار کر دیا تب اس امیر کے دل میں اسے تنگ کرنے کا خیال آیا اور مجوسی اس کی بری نیت دیکھ کر بولا جنہیں تم لینے آئے ہو، میں ان کا تم سے زیادہ حقدار ہوں اور تو نے خواب میں جو محل دیکھا ہے وہ میرے لئے بنایا گیا ہے، کیا تجھے اپنے مسلمان ہونے کا فخر ہے، بخدا میں اور میرے گھر والے اس وقت تک نہیں سوئے، جب تک کہ ہم سب اس سیدہ کے ہاتھ پر اسلام نہیں لائے اور میں نے بھی تیری طرح خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے اور آپ نے مجھ سے فرمایا کیا سیدزادی اور اس کی بیٹیاں تیرے پاس ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا یہ محل تیرے گھر والوں کیلئے ہے۔ مسلمان امیر یہ بات سنتے ہی واپس لوٹ گیا اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس حرمان ویاس کے ساتھ واپس ہوا ہوگا۔

❁❁❁❁

www.waseemziyai.com

باب ۶۸:

مذمتِ اکل حرام

فرمان الٰہی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (پ۵ النساء ۲۹)

اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے لہٰذا اسے سود، جوا، غصب، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کھا کر مال ہتھیانے کے معنوں میں لیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو انسان ناحق حاصل کر لیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے ایک دوسرے کے ہاں کچھ کھانا پینا بھی ممنوع سمجھ لیا، تب سورہ نور کی یہ آیت نازل ہوئی "تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں سے، اور اپنے والدین کے گھروں سے کھاؤ" اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد غلط بیع ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ "یہ آیت محکمات میں سے ہے جس کا حکم قیامت تک باقی رہے گا"۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ناحق طریقہ سے کھانا ہر اس چیز کو شامل ہے جو غلط طریقے سے حاصل کی جائے، چاہے وہ ظلم کر کے لی جائے جیسے غصب، خیانت اور چوری وغیرہ، یا لہو ولعب سے حاصل کی جائے جیسے جوا یا کھیل وکود کے ذریعہ حاصل کریں، یا مکر اور دھوکہ سے حاصل کی جائے جیسے ناجائز طور پر خرید وفروخت کی جائے اور میرے اس قول کی تائید میں بعض علماء کا قول بھی ہے کہ یہ آیت انسان کے اپنے مال کو بھی ناجائز طریقوں سے خرچ کرنے کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور دوسروں کے مال کو مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی صورت میں حاصل کرنے کی بھی ممانعت کرتی ہے۔

اور فرمانِ الٰہی "مگر یہ کہ تجارت ہو" اس میں استثنائے منقطع ہے یعنی تجارت کے ذریعہ تم مال لے سکتے ہو کیونکہ تجارت اس جنس میں سے نہیں ہے جس کی ممانعت کر دی گئی ہے، خواہ اس کو کسی معنی پر محمول کیا جائے اور اس کی تاویل سبب سے کرنا تاکہ استثناء متصل بن جائے، درست نہیں ہے اگرچہ تجارت تبادلہ کے عقد کے ساتھ خاص ہے مگر دوسرے دلائل کی روشنی میں اس کا اطلاق قرض وہبہ پر بھی ہوتا ہے اور فرمانِ الٰہی عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ سے مراد یہ ہے کہ خوش دلی اور جائز طریق پر ہو، کھانے کا خصوصی ذکر کرنا قید لگانے کیلئے نہیں ہے بلکہ صرف اس لئے ہے کہ عام طور پر کھانا ہی مقصود ہوتا ہے، یہ بالکل اس طرح ہے جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى۔ الْاٰیَةَ۔ اس سلسلہ کے دلائل کثیر اور احادیثِ مقدسہ میں اس کے متعلق واردشدہ تنبیہات بیشمار ہیں جن میں سے ہم بعض کا ذکر کئے دیتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

مسلم وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاک چیزوں کو قبول فرماتا ہے اور اس نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ (پ۱۸ المؤمنون ۵۱)

اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔

اور دوسری آیت میں فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے مومنو! ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ (پ۲ البقرۃ ۱۷۲)

پھر آپ نے ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا جو طویل سفر کے بعد بکھرے بالوں اور غبار آلود چہرے کے ساتھ آتا ہے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اے اللہ! اے اللہ! کہتا ہے حالانکہ اس کا کھانا پینا، لباس اور غذا سب حرام ہوتا ہے، اس صورت میں اس کی دعا ربِ جلیل کیسے قبول فرمائے گا۔

طبرانی نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ رزق حلال تلاش کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے، طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے کہ فرائض نماز کے بعد رزقِ حلال طلب کرنا بھی فرض ہے، ترمذی اور حاکم کی حدیث ہے کہ جس نے حلال کھایا یا سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے، وہ جنت میں جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! یہ چیز تو آج آپ کی امت میں بہت ہے، آپ نے فرمایا میرے بعد کچھ وقت ایسا ہی ہوگا۔

احمد وغیرہ نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کی ہے، جب تیرے اندر چار چیزیں ہوں تو دنیا کی کوتاہیاں تجھے نقصان نہیں دیں گی، امانت کی نگہبانی، راست گوئی، حسن خلق اور رزقِ حلال۔

طبرانی کی حدیث ہے، اس کیلئے خوشخبری ہے جس کا کسب عمدہ، باطن صحیح، ظاہر باعزت اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں، اسے خوشخبری ہو جس نے علم کے ساتھ عمل کیا، زائد مال راہِ خدا میں خرچ کیا اور غیر ضروری باتیں کرنے سے اجتناب کیا۔

طبرانی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے سعد! حلال کا کھانا کھا، تیری دعائیں قبول ہوں گی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جان ہے۔ جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی، جو بندہ حرام سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے (جہنم کی) آگ اس کے بہت قریب ہوتی۔

مسند بزاز میں بسندِ منکر روایت ہے کہ اس کا دین نہیں جس میں امانت نہیں اور نہ اس شخص کی نماز

www.waseemziyai.com

اور زکوۃ ہے جس نے حرام کا مال پایا اور اس میں سے قمیص پہن لیا. اس کی نماز قبول نہیں ہوگی. جب تک کہ وہ اسے اتار نہیں دیتا کیوں کہ شانِ الٰہی اس چیز سے بلند و بالا ہے کہ وہ ایسے شخص کی نماز قبول کرے یا کوئی اور عمل قبول کرے کہ جس کے جسم پر حرام کا لباس ہو۔

احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے. انہوں نے فرمایا جس شخص نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا، جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہتا ہے. اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا. پھر انہوں نے اپنے دونوں کانوں میں دو انگلیاں داخل کر کے فرمایا کہ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو تو یہ دونوں بہرے ہو جائیں۔

بیہقی کی روایت ہے کہ جس نے چوری کا مال خریدا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ چوری کا ہے تو وہ بھی اس کی رسوائی اور گناہ میں شریک ہوگا۔

حافظ المنذری نے قابلِ حسن اسناد یا موقوف سند کے ساتھ اور احمد نے بہ سندِ جید یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کی دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ تن سے کوئی اپنی رسی لے کر پہاڑ کی طرف نکل جائے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے پیٹھ پر لاد کر لے آئے اور انہیں بیچ کر کھائے وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے منہ میں حرام کا لقمہ ڈالے۔

ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس نے حرام کا مال جمع کیا، پھر اسے صدقہ کر دیا تو اسے کوئی اور اجر نہیں ملے گا اور اس کا گناہ اس پر رہے گا۔

طبرانی کی حدیث ہے کہ جس نے مالِ حرام حاصل کر کے اس سے کسی کو آزاد کیا اور صلہ رحمی کی، یہ اس کیلئے ثواب کی بجائے عذاب اور گناہ کا موجب ہوگا۔

احمد وغیرہ نے یہ حدیث نقل کی ہے. جس کی سند کو بعض محدثین نے حسن کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے تمہارے درمیان رزق تقسیم کر دیا ہے ایسے ہی عادات تقسیم کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو خواہ وہ دنیا کو اچھا سمجھتا ہو یا برا، دنیا دیتا ہے اور دین اسے دیتا ہے جو دین کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جسے دین دیتا ہے اسے محبوب رکھتا ہے.. بخدا بندہ اس وقت تک کامل مسلمان نہیں بنتا جب تک کہ اس کی زبان اور دل اسلام نہ لائے اور اسکی زبان اور دل سے لوگ سلامت نہ رہیں اور اس وقت تک بندہ مومن نہیں بنتا جب تک اس کے ہمسائے اس کے کینے اور ظلم سے محفوظ نہ ہوں اور بندہ حرام کی کمائی سے جو کچھ حاصل کرتا ہے اس میں سے اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور نہ ہی راہِ خدا میں اس کو دینے سے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور جو مال وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ اس کیلئے جہنم کا سامان ہوتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ برائی سے برائیوں کو نہیں مٹاتا بلکہ نیکیوں سے برائیوں کو مٹاتا ہے،

www.waseemziyai.com

بیشک خبیث چیز سے خبیث چیز نہیں مٹتی۔

ترمذی نے حسن صحیح اور غریب قرار دے کر یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا جن کی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں جائیں گے تو آپ نے فرمایا منہ اور شرمگاہ، اور ان چیزوں کے متعلق سوال کیا گیا جن کے سبب اکثر لوگ جنت میں جائیں گے آپ نے فرمایا خوفِ خدا اور حسنِ خلق۔

ترمذی نے بسندِ صحیح یہ حدیث روایت کی کہ بندہ اس وقت تک قیامت کے دن نہیں ہلے گا جب تک کہ اس سے چار چیزوں کا سوال نہیں ہو جائے گا، اس نے اپنی عمر کیسے پوری کی، اپنی جوانی کن کاموں میں صرف کی، مال کیسے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا اور اپنے علم پر کتنا عمل کیا۔

بیہقی کی حدیث ہے کہ دنیا سرسبز اور شیریں ہے، جس شخص نے اس میں حلال طریقہ سے مال کمایا اور اسے صحیح طور پر خرچ کیا، اللہ تعالیٰ اسے اس کا ثواب دے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اس میں ناجائز طریقوں سے مال کمایا اور ناجائز طریقوں سے اسے خرچ کیا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں بھیجے گا اور ان بہت سے لوگوں کیلئے جو مال کی محبت میں اللہ اور اس کے رسول کو بھول جاتے ہیں، قیامت کے دن جہنم ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾ جب وہ بجھنے لگے گی ہم اس کی سوزش اور زیادہ کر دیں گے۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل ۹۷)

ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو گوشت اور خون حرام کے مال سے پیدا ہوا اس پر جنت حرام ہے اور جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔

ترمذی کی روایت ہے کہ جو گوشت حرام مال سے پرورش پاتا ہے، آگ اس کیلئے زیادہ مناسب ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو گوشت ناجائز طریقوں سے حاصل کردہ مال سے پرورش پائے، اس کیلئے آگ زیادہ مناسب ہے۔ ایک اور روایت میں بسند حسن نقل کیا گیا ہے کہ وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس نے حرام مال سے غذا حاصل کی ہو۔

❀❀❀❀

باب ۶۹:

ممانعت سود خوری

سود خوری کی ممانعت میں کافی آیات نازل ہوئی ہیں اور بہت سی احادیث بھی اس سلسلہ میں وارد

www.waseemziyai.com

ہوئی ہیں چنانچہ بخاری و داؤد کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے جسم پر نقش گودنے والے، سود دینے والے اور سود لینے والے پر لعنت کی ہے اور کتے کی قیمت لینے اور بدکاریوں سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

احمد، ابو یعلی، صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا سود لینے والا، سود دینے والا، اس پر گواہ بننے والے، اس کی تحریر کرنے والے پر جب کہ اسے معلوم ہو کہ یہ تحریر سود کیلئے ہو رہی ہے جسم پر پھول گودنے والے، پھول گدوانے والے پر جو اپنی خوبصورتی کیلئے ایسا کرتا ہے، صدقہ سے انکار کرنے والا اور بدوی جو ہجرت کے بعد پھر مرتد ہوا، سب محمد ﷺ کی زبان مبارک سے ملعون قرار پائے ہیں۔

حاکم نے بسند صحیح روایت کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ چار شخص ایسے ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے لازم کر دیا ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نہ ہی وہ اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے، شرابی، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان۔

حاکم کی ایک روایت ہے جسے صحیح قرار دیا گیا ہے کہ سود کے تہتر دروازے ہیں جن میں سے سب سے کم تر یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کر لے۔

بزاز نے بسندِ صحیح روایت کی ہے کہ سود کے کچھ اوپر ستر اقسام ہیں، اسی طرح شرک بھی ہے، بیہقی کی روایت ہے کہ سود کے ستر دروازے ہیں اور سب سے ادنیٰ یہ ہے انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے۔

طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ درہم جو انسان سود میں لیتا ہے، اللہ کے نزدیک حالتِ اسلام میں تینتیس (۳۳) زنا کرنے سے بھی بدتر ہے اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔ اور ابن ابی الدنیا اور بغوی نے اسے موقوفاً حضرتِ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ حدیثِ موقوف بھی حدیثِ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایک سودی درہم کا مذکورہ بالا تعداد میں زنا کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہونا ناممکن ہے، گویا کہ انہوں نے یہ حدیث حضور ﷺ سے سنی ہوگی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے سود کے بہتر گناہ ہیں، اس کا سب سے ادنیٰ گناہ حالتِ اسلام میں کسی کا اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور ایک سودی درہم کچھ اوپر تیس مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے، اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر نیک اور بد کو کھڑے ہونے کی اجازت دے گا مگر سود خور کھڑا نہیں ہوگا لیکن جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے آسیب سے باؤلا کر دیا ہو۔

احمد نے بسندِ جید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تینتیس (۳۳) مرتبہ زنا کرنے کو

www.waseemziyai.com

ایک درہم سود کھانے سے اچھا سمجھتا ہوں. جب میں سود کماؤں تو اللہ ہی جانتا ہے کہ میں کیا کھا رہا ہوں۔

احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے حدیث نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا انسان کا جان بوجھ کر ایک درہم سود کھانا تینتیس (۳۳) مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو خطبہ دیا اور سود اور اس کی برائیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا ایک درہم جسے آدمی بطور سود لیتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کے تینتیس (۳۳) مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ برا ہے اور سب سے بڑا سود مسلمان کے مال میں سے کچھ لینا ہے۔

طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ناجائز طور پر کسی ظالم کی اعانت کی تاکہ وہ کسی کا مال دبالے تو ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہے اور جس نے ایک درہم سود کھایا وہ تینتیس (۳۳) مرتبہ زنا کرنے کے برابر ہے اور جس کا گوشت مالِ حرام کھا کر بڑھا، جہنم ایسے شخص کا زیادہ مستحق ہے۔

بیہقی کی روایت ہے کہ سود کے کچھ اوپر ستر دروازے ہیں، اس کا سب سے کمتر گناہ حالتِ اسلام میں ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور سود کا ایک درہم تریپن مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ برا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں عمرو بن راشد رضی اللہ عنہ سے رویت کی ہے کہ سود کے بہتر دروازے ہیں، ان میں سے ادنیٰ ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے سب سے برا سود یہ کہ انسان اپنے بھائی کے مال کی طرف ہاتھ لمبا کرلے۔(سود میں مسلمان بھائی کا مال لے)

ابن ماجہ اور بیہقی نے ابی معشر سے، انہوں نے ابوسعید المقبری سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا: سود میں ستر گناہ ہیں، سب سے ادنیٰ گناہ یہ ہے کہ جیسے آدمی اپنی ماں سے نکاح کرلے۔

زنا اور سود کا عام ہو جانا عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے:

حاکم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے پھلوں کو بڑا ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا جب کسی شہر میں زنا اور سود عام ہو جائے تو انہوں نے گویا خود ہی اللہ کے عذاب کو دعوت دیدی ہے۔

ابو یعلیٰ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی قوم کا زنا اور سود خوری ظاہر نہیں ہوتے مگر وہ لوگ عذاب الٰہی کو اپنے لئے حلال کرلیتے ہیں (یعنی جو قوم زنا اور سود خواری میں مبتلا ہے اس نے گویا عذابِ الٰہی کو دعوت دی ہے۔)

www.waseemziyai.com

احمد نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ایسی کوئی قوم نہیں جس میں سود چل نکلے مگر وہ قحط سالی میں مبتلا کی جاتی ہے اور جس قوم میں زنا کی کثرت ہو جاتی ہے اللہ اسے خوف اور قحط عام میں مبتلا کر لیتا ہے چاہے بارش ہی کیوں نہ ہو جائے۔

احمد نے ایک طویل حدیث میں ،ابن ماجہ نے مختصراً اور اصبہانی نے اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی اور ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے وہاں پر دیکھا تو مجھے بجلی کی کڑک اور گرج چمک نظر آئی، پھر میں نے ایسی قوم کو دیکھا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے اور باہر سے ان کے پیٹوں میں چلتے پھرتے سانپ نظر آ رہے تھے۔میں نے پوچھا جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خور ہیں!

اصبہانی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے آسمانوں کی طرف معراج کرائی گئی تو میں نے آسمان دنیا میں ایسے آدمیوں کو دیکھا جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں جیسے تھے،ان کے پیٹ جھکے ہوئے تھے اور وہ ہر صبح و شام جہنم کے کنارے کھڑے ہو کر کہتے، اے اللہ! قیامت کبھی قائم نہ کرنا،میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ جبریل نے عرض کی کہ یہ آپ کی امت کے سود خور ہیں۔وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان آسیب سے باؤلا کر دیتا ہے۔اصبہانی کا قول ہے کہ آلِ فرعون جو صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں،انہیں روندتے ہوئے گزریں گے۔

طبرانی نے سند صحیح سے روایت نقل کی ہے آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے زنا،سود اور شراب عام ہو جائے گا۔

طبرانی نے قاسم بن عبداللہ الوراق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کو صیارفہ (جہاں سود وغیرہ کا کاروبار ہوتا ہے) کے بازار میں دیکھا،وہ اہلِ بازار سے کہہ رہے تھے اے اہلِ صیارفہ! تمہیں خوشخبری ہو،انہوں نے کہا اللہ آپ کو جنت کی خوشخبری دے،اے ابومحمد! آپ ہمیں کس چیز کی خوشخبری دے رہے ہیں؟ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو صیارفہ کیلئے فرماتے سنا ہے کہ انہیں آگ کی بشارت دے دو۔

طبرانی کی حدیث ہے کہ اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچا جن کی مغفرت نہیں ہوتی خیانت ایسا ہی ایک گناہ ہے،جو جس چیز میں خیانت کرتا ہے قیامت کے دن اسے اسی کے ساتھ لایا جائے گا،سود خوری،جو سود کھاتا ہے وہ قیامت کے دن پاگل آسیب زدہ اٹھایا جائے گا،پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "جو سود کھاتے ہیں وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان آسیب سے باؤلا کر دیتا ہے"۔

www.waseemziyai.com

اصبہانی کی حدیث ہے کہ قیامت کے دن سود خور پاگل کی طرح اپنے دونوں پہلو کھینچتا ہوا آئے گا. پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان آسیب سے پاگل کر دیتا ہے ابن ماجہ اور حاکم کی حدیث ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی سود سے اپنا مال بڑھالیتا ہے. آخر وہ تنگدستی کا شکار بنتا ہے۔

حاکم نے بہ سند صحیح یہ حدیث نقل کی ہے کہ سود کتنا ہی بڑھ جائے آخر کار قلت پر منتج ہوتا ہے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (محدثین نے حضرت ابو ہریرہ سے حسن کے سماع حدیث میں اختلاف کیا ہے. جمہور کا قول ہے کہ سماع ثابت نہیں ہے) حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو سود کھاتا ہو اور جو سود نہیں کھائے گا سود کا غبار اس تک ضرور پہنچ جائے گا۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، البتہ میری امت کے لوگ برائیوں میں رات گذاریں گے، عیش و عشرت کریں گے اور لہو و لعب میں مشغول ہوں گے، جب صبح کریں گے تو ان کی صورتیں مسخ ہو چکی ہوں گی وہ بندر اور خنزیر ہوں گے اور البتہ وہ زمین میں دھنسیں گے اور ان پر پتھر برسائے جائیں گے یہاں تک کہ لوگ کہیں گے، فلاں گھر اور فلاں لوگ زمین میں دھنس گئے ہیں اور بلاشبہ ان پر پتھروں کی بارش کی جائیگی جیسے قوم لوط پر کی گئی تھی، ان کے قبائل پر ان کے گھروں پر یا ابتلاء ان کے شراب پینے، ریشمی لباس پہننے، گانے بجانے کی محفلیں منعقد کرنے، سود کھانے اور قطع رحمی کے سبب ہوگا، اور ایک خصلت کو بیان کرنا راوی بھول گئے۔

❁❁❁❁

باب ۷۰:

حقوق العباد

ہر انسان پر یہ لازم ہے کہ جب وہ دوسرے سے ملے تو اسے سلام کہے، جب وہ اسے مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے، جب اسے چھینک آئے تو اس کا جواب دے، جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جائے، جب وہ مرجائے تو اس کے جنازہ میں حاضر ہو، جب وہ قسم دلائے تو اس کی قسم کو پورا کرے، جب وہ نصیحت کا خواستگار ہو، تو اسے نصیحت کرے، اس کی عدم موجودگی میں اس کی پیٹھ کی حفاظت کرے یعنی اس کی غیبت نہ کرے اور اس کیلئے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ہر وہ چیز جسے وہ

www.waseemziyai.com

اپنے لئے ناپسند سمجھتا ہے اس کیلئے بھی مکروہ سمجھے۔

یہ تمام احکام احادیث میں وارد ہوئے ہیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا تجھ پر مسلمانوں کے چار حق ہیں۔ ان کے نیک کی امداد کر۔ بُرے کیلئے طلب مغفرت کر، ان میں سے جانے والے (مرنیوالے) کیلئے دعا مانگ اور ان میں سے توبہ کرنے والے کے ساتھ محبت رکھ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس فرمانِ الٰہی "وہ آپس میں رحم کرنے والے ہیں" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان کے نیک، بُروں کیلئے اور بُرے نیکوں کیلئے دعا کرتے ہیں، جب کوئی بدکار امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیک مرد کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے اللہ! تو نے اسے جو بھلائی مرحمت فرمائی ہے اس میں برکت دے، اسے ثابت قدم رکھ اور ہمیں اس کی برکتوں سے نواز۔ اور جب کوئی نیک کسی بدکار کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے اللہ اسے ہدایت دے اس کی توبہ قبول فرما اور اس کی لغزشوں کو معاف فرما دے۔

مسلمان پر مسلمان کا یہ بھی حق ہے کہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے، دوسرے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے بری سمجھتا ہے دوسرے مسلمان کیلئے بھی اسے بُرا سمجھے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کرنے اور باہم مشقت کرنے میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم جیسی ہے، جب جسم کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو تمام جسم اس کے احساس اور بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کیلئے دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔

مسلمان کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنی زبان اور کسی فعل سے دوسرے مسلمان کو دکھ نہ پہنچائے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ ایک طویل حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اچھی عادات اپنانے کے متعلق حکم فرمایا ہے، فرمایا: اگر تم یہ نہیں کر سکتے ہو تو لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو، یہ تمہارے لئے صدقہ ہے جو تم نے اپنی ذات کیلئے دیا ہے اور فرمایا افضل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مسلمان کون ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ صحابہ نے عرض کی مومن کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے اپنی طرف سے مسلمانوں کو ان کے مال اور جانوں میں بے خوف کر دیا، پوچھا گیا مہاجر کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے برائیوں کو چھوڑ دیا اور ان

سے کنارہ کش رہا۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو دل سے اللہ کو تسلیم کر لے اور تیرے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

مجاہد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جہنمیوں پر خارش مسلط کر دی جائیگی جو تیزی سے ان کا گوشت ختم کر کے ان کی ہڈیاں نمایاں کر دے گی، تب ندا آئے گی اے فلاں! کیا یہ خارش تجھے تکلیف دیتی ہے؟ وہ کہے گا ہاں! آواز آئے گی یہ مسلمانوں کو تکالیف دینے کا تیرے لئے بدلہ ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے میں نے ایک شخص کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا ہے جس نے مسلمانوں کے راستہ سے ایک ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا جو انہیں تکلیف دیا کرتا تھا۔

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلائیے جس سے میں نفع حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دینے والی چیزوں کو دور کیا کرو۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے راستہ سے ایسی کسی چیز کو دور کر دیتا ہے جو انہیں تکلیف دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کیلئے نیکی لکھ دیتا ہے اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ نیکی لکھ دیتا ہے اس کیلئے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف ایسا اشارہ کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کسی مسلمان بھائی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومن کی تکلیف کو ناپسند فرماتا ہے۔

ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لوگوں کی دو قسمیں ہیں، اگر تیرا مخاطب مومن ہے تو اسے ایذا نہ دے اور اگر جاہل ہے تو اس کی جہالت میں نہ پڑو اور بندے پر مسلمان کا یہ بھی حق ہے کہ وہ ہر مسلمان سے تواضع سے پیش آئے اور تکبر سے پیش نہ آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر اترانے والے متکبر کو ناپسند فرماتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع کرو اور ایک دوسرے پر فخر و تکبر نہ کرو، اگر کوئی دوسرا تم سے تکبر سے پیش آئے تو برداشت کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ درگزر کو اپنائیے، نیکی کا حکم کیجئے اور جاہلوں سے منہ پھیر لیجئے۔ (پ۹ الاعراف ۱۹۹)

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان سے تواضع سے پیش آتے اور بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کی حاجت روائی کرنے میں عار محسوس نہ فرماتے اور نہ تکبر سے کام لیتے۔

حقوق العباد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ لوگوں کی باتیں ایک دوسرے کو نہ بتلائی جائیں اور کسی کی

www.waseemziyai.com

بات سن کر کسی دوسرے کو نہ سنائی جائے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ چغلخور جنت میں نہیں جائے گا۔

خلیل بن احمد رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو تیرے سامنے دوسرے لوگوں کی چغلیاں کھاتا ہے وہ تیری چغلیاں دوسرے لوگوں کے سامنے کھاتا ہوگا اور جو تجھے دوسرے لوگوں کی باتیں بتاتا ہے وہ تیری باتیں دوسرے لوگوں کو بتاتا ہوگا۔ ایک حق یہ بھی ہے کہ غصہ کی حالت میں اپنے کسی جاننے والے سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق نہ کرے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے، دونوں ایک دوسرے کے سامنے آئیں یہ ادھر منہ پھیر کر گذر جائے اور وہ ادھر منہ پھیرے، چلا جائے، ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے جس نے کسی مسلمان بھائی کو اس کی لغزش کے سبب چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں چھوڑ دے گا۔

عکرمہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام سے فرمایا، بھائیوں سے تیرے عفو و درگذر کی وجہ سے میں نے دو عالم میں تیرا ذکر بلند کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، حضور ﷺ نے اپنی ذات کی خاطر کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، ہاں جب حدود اللہ کی بات ہوتی تھی تو آپ اللہ کی رضا جوئی کی خاطر بدلہ لیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، کوئی شخص کسی غلطی سے درگذر نہیں کرتا مگر اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی عزت بلند کرتا ہے۔ (یعنی جو شخص کسی غلطی سے درگزر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عزت بلند کرتا ہے۔)

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، عفو و درگزر سے اللہ تعالیٰ انسان کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ کی خوشنودی کیلئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

باب ۷۱:

مذمت ہوائے نفس و وصفِ زُہد

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ۔	کیا تو نے اس کو نہیں دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا ہے اور اسے اللہ نے علم پر گمراہ بنا دیا ہے۔

(پ ۲۵ الجاثیۃ ۲۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ کافر ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ کسی ہدایت اور دلیل کے بغیر خواہشات کو اپنا دین بنالیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خواہشات نفسانی کا پیرو ہے اور وہ ہر ایسا کام کرنے پر تیار ہو جاتا ہے جس کی طرف اس کی خواہشات اشارہ کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق عمل نہیں کرتا گویا کہ وہ اپنی خواہشات کی عبادت کرتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ۔ اور ان کی خواہشات کی اتباع نہ کر۔ (پ۶المائدہ۴۹)

اور ارشادِ ربانی ہے "اور خواہش کی پیروی نہ کر، یہ تجھے اللہ کے راستے سے ہٹا دے گی۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ میں اللہ سے دعا مانگا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَوًى مُّطَاعٍ وَّشُحٍّ مُّتَّبَعٍ۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس خواہش سے جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور اس بخل سے جس کا اتباع کیا جاتا ہے۔

اور آپ نے فرمایا کہ تین باتیں انسان کیلئے مہلک ہیں، اطاعت کردہ خواہش، اتباع کردہ بخل اور انسان کا اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنا، اور یہ اس لئے ہے کہ ہر گناہ کا باعث نفسانی خواہشات ہیں اور یہی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے پناہ دے، آمین۔

ایک عارف کا قول ہے کہ جب دو باتیں تیرے سامنے ہوں اور تجھے پتہ نہ چلے کہ ان میں سے کون سی بات عمدہ ہوگی تو یہ دیکھ کہ ان دو میں سے کون سی بات تیری خواہش کے قریب ہے تو اسی کو چھوڑ دے اور دوسری کو پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

اِذَا حَالَ اَمْرُكَ فِیْ مَعْنَيَيْنِ وَلَمْ تَدْرِ حَيْثُ الْخَطَا وَالصَّوَاب

فَخَالِفْ هَوَاكَ فَاِنَّ الْهَوٰى يَقُوْدُ النُّفُوْسَ اِلٰى مَا يُعَاب

1- جب تیرا کام دو باتوں کے درمیان حائل ہو اور تجھے ان میں سے اچھے اور برے کی خبر نہ لگے۔

2- تو اس بات کے مطابق کام کر جو تیری خواہش کے مخالف ہو کیونکہ خواہشات انسان کو برے کاموں کی طرف لے جاتی ہیں۔

جناب عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب تو دو سوچوں میں گھر جائے تو جو سوچ تجھے زیادہ پسند ہو اسے چھوڑ دے اور جو ناپسند ہو اسے پسند کرلے، اس کی وجہ یہ ہے کہ معمولی کام آسانی سے ہو جائے گا، اس میں محنت مشقت نہیں کرنی پڑتی کسی سے تعاون کی درخواست نہیں کرنی پڑتی، اس لئے نفس انسانی اس کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسی کی طرف اسے اکساتا ہے مگر مشکل کام مشکل ہی سے سرانجام دیا جاتا ہے، تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، کوئی تعاون نہیں کرتا، خود بڑی مشکل سے انسان اسے پورا کرتا ہے اس لئے نفس انسانی اسے

www.waseemziyai.com

کرنے میں پس وپیش کرتا ہے اور تو محنت ومشقت کو برا سمجھتا ہے (پس تجھے یہی کام اختیار کرنا چاہیے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے نفسوں کو رد کرو کیونکہ یہ ایسا ہراول دستہ ہے جو تمہیں برائی کی آخری سرحد تک لے جاتا ہے۔ حق کڑوا اور گراں ہے، باطل سبک اور تباہ کن ہے۔ توبہ کے علاج سے بہتر یہی ہے کہ انسان گناہوں ہی کو چھوڑ دے۔ بہت سی نگاہوں نے شہوت کی کاشت کی اور ایک لمحہ کی لذت ان کو طویل غم کی میراث دے گئی۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے! میں سب سے پہلے تجھے تیرے نفس سے ڈراتا ہوں کیونکہ ہر نفس کی خواہشات اور آرزوئیں ہیں، اگر تو ان کو پورا کردے گا تو وہ اپنی خواہشات کو طویل کردے گا اور تجھ سے تمام خواہشات کو پورا کرنے کو طلب کرے گا، بلاشبہ شہوت دل میں اس طرح پوشیدہ ہوتی ہے جیسے پتھر میں آگ! اگر تو پتھر پر چقماق مارے گا تو آگ نکلے گی ورنہ نہیں۔

کسی شاعر کا قول ہے:

إِذَا مَا أَجَبْتَ النَّفْسَ فِي كُلِّ دَعْوَةٍ — دَعَتْكَ إِلَى الْأَمْرِ الْقَبِيحِ الْمُحَرَّمِ

✿ جب تو نے نفس کی ہر پکار پر لبیک کہا تو وہ تجھے منہیات کی طرف بلائے گا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَعْصِ قَادَكَ الْهَوٰى — إِلَى كُلِّ مَا فِيهِ عَلَيْكَ مَقَالُ

✿ جب تو خواہشات نفسانی کی مخالفت نہیں کرے گا تو یہ تجھے ہر اس کام کیلئے کھینچیں گی جو تیرے لئے باعث عار ہو۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ إِنْ تُسَوِّدْ لَنْ تَرٰى — طُرُقَ الرَّشَادِ إِذَا اتَّبَعْتَ هَوَاكَ

✿ اگر تو نے اپنی خواہشات کی پیروی کی تو نہ تجھے سیدھا راستہ ملے گا اور نہ تو سرداری حاصل کر سکے گا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

إِذَا شِئْتَ إِتْيَانَ الْمَحَامِدِ كُلِّهَا — وَنَيْلَ الَّذِي تَرْجُوهُ مِنْ رَحْمَةِ الرَّبِّ

فَخَالِفْ هَوَى النَّفْسِ الْمُسِيئَةِ أَنَّهُ — لَأَعْدَىٰ وَأَرْدٰى مَنْ هُوَ الْحُبِّ

هُمَا سَبَبًا لِحَتْفِ الْهَوٰى غَيْرَ أَنَّ فِي — هَوَى الْحُبِّ مَهْمَا عَفَّ بعدا عَنِ الذَّنْبِ

وَجلّ الْمَعَاصِي هَوَى النَّفْسِ فَاعْتَمِدْ — خِلَافَ الَّذِي تَهْوَاهُ إِنْ كُنْتَ ذَالُبِّ

1- جب تو تمام اوصافِ حمیدہ کا حصول اور اللہ کی رحمت سے اپنی مرادوں کا بر آنا چاہتا ہے۔

2- تو اس برے نفس کی خواہشات کی مخالفت کر کیونکہ یہ عشق سے بھی زیادہ دشمن اور مہلک ہے۔

www.waseemziyai.com

3- وہ دونوں خواہشات کو ہلاک کرنے کا سبب ہیں البتہ عاشق جب پاکدامن ہو تو گناہ سے بچ جاتا ہے۔

4- اور نفسانی خواہشات بر آنے کی آرزوں کو ترک کر دے، اگر تو عقلمند ہے تو وہ کام کر جو تیرے نفس کی خواہشات کے خلاف ہو۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

إِنَارَةُ الْعَقْلِ مَكْسُوفٌ بِطَوْعِ هَوًى ۔۔۔ وَعَقْلُ عَاصِي الْهَوٰى يَزْدَادُ تَنْوِيْرًا

❁ خواہشات کی پیروی میں عقل کا نور چھپ جاتا ہے اور خواہشات کی مخالفت کرنیوالے کی عقل کی نورانیت برابر بڑھتی رہتی ہے۔

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے:

لَقَدْ تَرْفَعُ الْاَيَّامُ مَنْ كَانَ جَاهِلًا ۔۔۔ وَيَرْدِي الْهَوٰى ذَالرَّأْيِ وَهُوَ لَبِيْبُ

وَقَدْ تَحْمَدُ النَّاسُ الْفَتٰى وَهُوَ مُخْطِئٌ ۔۔۔ وَيُعْذَلُ فِي الْاِحْسَانِ وَهُوَ مُصِيْبُ

1- زمانہ جاہل کو بلند مقام دے دیتا ہے اور خواہشات کی پیروی عقلمند، ذی رائے کو اس مقام سے پھیر دیتی ہے۔

2- کبھی لوگ ایسے جوان کی تعریف کرتے ہیں جو خطا کار ہوتا ہے اور احسان کرنے والے شخص کو ملامت کی جاتی ہے حالانکہ وہ بامراد ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا اور اسے فرمایا، سامنے آ، تو وہ سامنے ہوئی، پھر فرمایا پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹ گئی، رب تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تجھے اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ مخلوق میں رکھونگا، پھر اللہ تعالیٰ نے حماقت کو پیدا فرمایا اور آگے آنے کا حکم دیا چنانچہ وہ آگے ہوئی، پھر فرمایا پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹ گئی، تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں تجھے اپنی بدترین مخلوق میں رکھوں گا۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

وَقَدْ اَصَابَ رَاْيَهٗ عَيْنَ الصَّوَابِ ۔۔۔ مَنِ اسْتَشَارَ عَقْلَهٗ فِيْ كُلِّ بَابٍ

وَقَدْ رَاٰى اَنَّ الْهَوٰى مَهْمَا يُجَبْ ۔۔۔ يَدْعُوْا اِلٰى سُوْءِ الْعَوَاقِبِ وَالْعِقَابِ

1- اس شخص کی رائے جو ہر بات میں عقل سے مشورہ کرتا ہے صواب کو پالیتی ہے۔

2- اور اس نے دیکھا کہ جب بھی خواہشات کی پیروی کی جائے وہ برے انجام اور عذاب میں مبتلا کرتی ہے۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

www.waseemziyai.com

إِذَا شِئْتَ اَنْ تحظى وَاَنْ تَبْلُغَ الْمُنٰى   فَلاَ تَسْعَدِ النَّفْسَ الْمُطِيْعَةَ لِلْهَوٰى
وَخَالِفْ بِهَا عَنْ مُقْتَضٰى شَهَوَاتِهَا   وَإِيَّاكَ اَنْ تحفل عَنْ ضَلَّ اَوْ غَوٰى
وَدَعْهَا وَمَا تَدْعُوْ اِلَيْهِ فَاِنَّهَا   لَاَ مَّارَةٌ بِالسُّوْءِ مَنْ هَمَّ اَوْمَدٰى
لَعَلَّكَ ان تَنْجُوَ مِنَ النَّارِ اِنَّهَا   لَقَاطِعَةُ الْاَمْعَاءِ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى

1- جب تو چاہے کہ امیدوں سے بہرہ ور ہو تو نفس کو خواہشات کی پیروی سے بچا۔
2- اور اس کی خواہشات پوری نہ کر اور گمراہ اور باغیوں کی رونق نہ بن۔
3- نفس اور اس کی خواہشات کو ترک کر دے کیونکہ یہ ہر اس شخص کو جو اس کی طرف قدم بڑھاتا ہے، برائیوں کا حکم دیتا ہے۔
4- شاید کہ تو اس طرح جہنم سے نجات پالے جو آنتیں کاٹنے والی اور کھال اتارنے والی ہے۔

داناؤں کا قول ہے کہ خواہش ایک بری سواری ہے جو تجھے مصیبتوں کی تاریکیوں میں لے جاتی ہے اور ناموافق چراگاہ ہے جو تجھے دکھوں کا وارث بناتی ہے لہٰذا خبردار ہو، کہ تجھے نفس کی خواہش برائیوں پر سوار نہ کرے اور گناہوں کی اندھیر نگری میں خیمہ زن نہ کرے۔ کسی دانا سے کہا گیا کہ اگر تم شادی کر لیتے تو خوب تھا، تو اس نے برجستہ جواب دیا اگر میں طلاق دے سکتا تو اپنے نفس کو طلاق دے دیتا، اور یہ شعر پڑھا:

تَجَرَّدْ عَنِ الدُّنْيَا فَاِنَّكَ اِنَّمَا   سَقَطْتَ اِلَى الدُّنْيَا وَ اَنْتَ مُجَرَّدْ

1- دنیا سے تنہا ہو جا کیونکہ تو تنہا ہی دنیا میں بھیجا گیا تھا۔

دنیا نیند اور آخرت بیداری ہے اور ان کا درمیانی فاصلہ موت ہے اور ہم پراگندہ خوابوں میں ہیں جس نے خواہش کی آنکھ سے دیکھا وہ تندو تیز ہو گیا، جس نے خواہش کی پیروی کی اس نے ظلم کیا اور جس نے طویل امیدیں رکھیں اس نے انتہا کو نہ پایا اور نہ ہی کسی دیکھنے والے کیلئے نہایت ہے (طولِ امل کی کوئی انتہا نہیں)

کسی دانا نے ایک شخص کو وصیت کی کہ میں تجھے خواہشاتِ نفسانی سے مقابلہ کرنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ خواہشات برائیوں کی کلید اور نیکیوں کی دشمن ہیں، تیری ہر خواہش تیری دشمن ہے اور سب سے بری خواہش یہ ہے جو گناہوں کو تیرے سامنے بطور نیکی پیش کرتی ہے۔ جب یہ دشمن تجھ سے جھگڑا کریں گے تو تو ان کے پنجے سے سستی سے مبرا ہوشیاری، جھوٹ سے مبرا سچ، تساہل سے پاک مشغولیت، جزع فزع سے پاک صبر اور ایسی نیت جو بیکاری سے آلودہ نہ ہو، کی موجودگی ہی میں نجات پا سکے گا۔

اے ربِ ذوالجلال! ہماری عقل کو ہماری خواہشات پر غالب فرما دے، ہمیں نقصان اور سبکساری سے بچا، ہمیں آخرت کی بجائے دنیا میں مشغول نہ کر اور ہمیں اپنا ذکر کرنے والا اور اپنی نعمتوں کا شکر کرنے

www.waseemziyai.com

والابناد ے، سیدنا ومولانا محمد ﷺ کی نبوت کے طفیل ہمیں سعادتِ دارین عطا فرما، والحمد للہ رب العالمین۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ تمہارا بہترین عمل پرہیزگاری ہے اور فرمایا پرہیزگاری اعمال کی سروری ہے اور فرمایا پرہیزگار بن، سب لوگوں سے زیادہ عبادت گذار بن جائے گا، اور قناعت کر کہ سب لوگوں سے زیادہ شکرگذار بن جائے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس میں پرہیزگاری موجود نہیں (جو اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکے تو) اس کے کسی عمل کی اللہ تعالیٰ کو پروا نہیں ہے۔

حضرتِ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ زُہد کے تین مرتبے ہیں، ایک زہد فرض ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے رکنا، دوسرا زہد سلامتی کیلئے ہے اور وہ ہے مشتبہ چیزوں کو ترک کر دینا، تیسرا زہد فضیلت کے حصول کیلئے ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو بھی چھوڑ دینا اور یہ زہد کا بہت ہی اعلیٰ مرتبہ ہے۔

ابن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ زہد، زہد کو چھپانے کا نام ہے، جب زاہد لوگوں سے دور رہے تو اس کی جستجو رکھو اور جب زاہد لوگوں کی تلاش میں سرگرداں ہو تو اس سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

اِنِّي وَجَدْتُّ فَلَا تَظُنَّنَّ غَيْرَهٗ ۔۔۔ اِنَّ التَّوَرُّعَ عِنْدَ هٰذَا الدِّرْهَمِ

فَاِذَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ تَرَكْتَهٗ ۔۔۔ وَاعْلَمْ بِاَنَّ تُقَاكَ تَقْوَى الْمُسْلِمِ

1- میں نے اس راز کو پالیا ہے، اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ پرہیزگاری دنیا اور دولتِ دنیا کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔

2- جب تو دولت پا کر اسے ترک کر دے تو سمجھ لے کہ تیرا تقویٰ ایسے ہے جیسے ایک مسلمان کا تقویٰ ہے۔

زاہد وہ نہیں ہے جو دنیا کے نہ ہوتے ہوئے اس سے کنارہ کش ہوا بلکہ زاہد وہ ہے کہ جس کے پاس دنیا اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ آئی مگر اس نے اس سے منہ پھیر لیا اور بھاگ گیا، جیسا کہ ابوتمام کہتا ہے:

"جب آدمی نے زہد اختیار نہ کیا اور دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوئی تو وہ زاہد نہیں کہلائے گا"۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ کیا وجہ ہے کہ ہم دنیا سے کنارہ کشی نہیں کرتے حالانکہ اس کی عمر گنی چنی، اس کی بھلائی معمولی، اس کی صفا میں تلچھٹ، اس کی امیدیں دھوکہ اور فریب ہیں، آتی ہے تو دکھ لے کر آتی ہے اور جب جاتی ہے تو غموں کا بوجھ چھوڑ جاتی ہے، شاعر کہتا ہے:

تَبًّا لِّطَالِبِ الدُّنْيَا لَا بَقَاءَ لَهَا ۔۔۔ كَاَنَّمَا هِيَ فِيْ تَصْرِيْفِهَا حِلَمٌ

www.waseemziyai.com

صَفَاؤُهَا كَدَرٌ سُرُوْرُهَا ضَرَرٌ ... اٰمَالُهَا غُرَرٌ اَنْوَارُهَا ظُلَمُ
شَبَابُهَا حَرَمٌ رَاحَتُهَا سَقَمٌ ... لَذَّاتُهَا نَدَمٌ وِجْدَانُهَا عَدَمُ
لَا يَسْتَفِيْقُ مِنَ الْاِنْكَادِ صَاحِبُهَا ... لَوْ كَانَ يَمْلِكُ مَا قَدْ ضَمَّنَتْ اِرَمُ
فَخَلِّ عَنْهَا وَلَا تَرْكُنْ لِزَهْرَتِهَا ... فَاِنَّهَا نِعَمٌ فِيْ طَيِّهَا نِقَمُ
وَاعْمَلْ لِدَارِ نَعِيْمٍ لَا نَفَادَ لَهَا ... وَلَا يُخَافُ لَهَا مَوْتٌ وَلَا هَرَمُ

1- دنیا کے طالب کیلئے ہلاکت ہے۔ اس کو بقا نہیں اور اس کی گردش خواب وخیال ہے۔
2- اس کا صاف گدلا، اس کی خوشی نقصان، اس کی امیدیں پُر فریب اور اس کی روشنیاں تاریکی ہیں۔
3- اس کی جوانی بڑھاپا، اس کی راحت بیماری، اس کی لذتیں شرمندگی اور اس کو پانا نہ پانے کے برابر ہے۔
4- دنیادار اگرچہ شداد کی بہشت (آرام دہ مقام) جتنی نعمتیں پائے، تب بھی اس کے مصائب سے نہیں چھوٹے گا۔
5- اس سے روگردانی کر، اس کی رونق کو باوقار نہ سمجھ کیونکہ اس کی نعمتیں ایسی ہیں جن میں عتاب مضمر ہے۔
6- اس دائمی انعامات کے گھر کیلئے عمل کر جس کی نعمتیں کبھی نہ مٹیں گی اور جس میں موت اور بڑھاپے کا کوئی اندیشہ نہ ہوگا۔

یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک دانشمندانہ قول ہے کہ دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ، اسے اپنی پسند سے چھوڑ، اس کے حصول میں مجبوری سے کوشش کر اور آخرت کو توجہ سے طلب کر۔

❀❀❀❀

باب ۷۲:

جنت اور مراتب اہلِ جنت

قبل ازیں آپ جس گھر کے غم واندوہ اور محنت وآلام کا حال پڑھ چکے ہیں، اس گھر کے مقابلہ میں ایک اور گھر ہے، پہلے گھر کو جہنم کا نام دیا گیا تھا اور اس دوسرے گھر کا نام جنت ہے۔ اب ذرا اس گھر کی نعمتوں اور مسرتوں پر نظر ڈالئے کیونکہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ جو ایک گھر سے محروم ہوگا اسے دوسرے گھر میں جانا ہوگا خواہ وہ جنت ہو یا جہنم، لہٰذا ضروری ہے کہ جہنم کی ہلاکت خیزیوں سے بچنے کیلئے اپنے دل میں طویل غور وفکر کیجئے تاکہ کسی طرح اس سے نجات حاصل ہو جائے اور دل کو خوفِ خدا کا گہوارہ بنایئے اور جنت کی دوامی نعمتوں کے متعلق طویل سوچ بچار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھئے کہ وہ ہمیں بھی اس کا مکین بنائے گا جس کا اس نے اپنے صالح بندوں سے وعدہ فرمایا۔

www.waseemziyai.com

اپنے نفس کو خوف الٰہی کا چابک ماریئے اور امید کی مہار ڈال کر سیدھے راستے پر گامزن رکھیئے. اسی صورت میں ہی تو آپ ملکِ عظیم (منت) کو پائیں گے اور دردناک عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

اب ذرا اہلِ جنت کے بارے میں غور کیجئے. ان کے چہروں پر عطائے ربانی کی تازگی اور شگفتگی ہوگی. مہر کردہ شرابِ طہور کے جام ان کے ہاتھوں میں ہوں گے اور وہ سرخ یاقوت کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے جن کے اوپر سفید براق موتیوں کے سائبان تنے ہوں گے. نیچے بے مثال سبز ریشم کے فرش ہوں گے. وہ شہد و شراب کی نہروں کے کنارے نصب شدہ تختوں پر ٹیک لگائے ہوں گے جنہیں غلمان و نونہالانِ بہشت اور انتہائی حسین و جمیل حورانِ بہشتی نے، جو موتی اور مونگوں کی طرح ہونگی (جنہیں اس سے پہلے کسی انسان اور جن نے ہاتھ نہیں لگایا ہوگا) یہ سب انہیں گھیرے ہونگے. جو حوریں جنت کے درجات میں سبک خرامی کر رہی ہوں گی، جب ان میں سے کوئی ایک چلنے پر مائل ہوگی تو ستر ہزار بہشتی بچے اس کے لباس اٹھائے ہوں گے. ان پر سفید ریشمی لباس ہوگا جس کو دیکھ کر لوگ ششدرہ جائیں گے. لولو اور مرجان سے مرصع تاج ان کے زیبِ سر ہوں گے. وہ انتہائی ناز و انداز والی شیریں ادا عطر بیز اور بڑھاپے اور دکھ سے بے نیاز ہوں گی. وہ یاقوت سے تیار کردہ محلات میں فرد کش ہونگی اور جنت کے باغوں کے درمیان آنکھیں نیچی کئے آرام فرما ہوں گی. پھر ان جنتیوں اور حوروں پر آبخورے آفتابے اور شرابِ طہور کے پیالے لئے غلمان پھریں گے جن میں انتہائی سفید، لذت بخش مشروب ہوگا اور ان کے ارد گرد جنتی خادم اور اَمرد، موتیوں کی طرح پھر رہے ہونگے یہ ان کے اعمال کی جزاء ہوگی کہ وہ امن والے مقام میں چشموں، باغوں اور نہروں کے درمیان ربِ قدیر کے نزدیک سچے مقام میں ہوں گے. وہ ان میں بیٹھ کر ربِ کریم کا دیدار کریں گے. ان کے چہروں پر اللہ کی نعمتوں کی تازگی کے آثار نمایاں ہوں گے. ان کے چہرے ذلت و رسوائی سے آلودہ نہیں ہوں گے بلکہ وہ اللہ کے معزز بندے ہوں گے. ربِ کریم کی جانب سے انہیں تحفے عطا ہوں گے. وہ اپنی اس پسندیدہ جگہ میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے. نہ اس میں انہیں کوئی خوف ہوگا نہ غم. وہ موت کی تکلیف سے بے خوف ہوں گے. وہ جنت میں نعمتیں پائیں گے. جنت کے لذیذ کھانے کھائیں گے. دودھ، شراب، شہد اور صاف پانی کی ایسی نہروں سے اپنی پیاس بجھائیں گے جن نہروں کی زمین چاندی کی، کنکریاں موتیوں کی اور مٹی مشک کی ہوگی. جس سے تیز خوشبو آئے گی. وہاں کا سبزہ زعفران کا ہوگا. وہ کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور ان پر پھولوں کے عطر کی بارش ہو گی اور ان کی خدمت میں چاندی کے پیالے جن پر موتی جڑے ہوں گے اور یاقوت مرجان سے مرصع ہوں گے، لائے جائیں گے. کسی پیالے میں سبیل کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی میں مہر بند شراب ملی ہوئی ہو گی اور ایسا پیالہ جس کی صفائی کی وجہ سے اس میں موجود شراب کا رنگ و روپ باہر سے نظر آ رہا ہوگا، آدمی

اس جیسا مرصع مصفا برتن بنانے کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ وہ پیالہ ایسے خادم کے ہاتھ میں ہوگا کہ آدمی اس کے چہرے کی چمک دمک کو یاد کرے گا لیکن سورج میں اس کی دلکش صورت، حسین چہرہ اور بے نظیر آنکھیں کہاں؟

تعجب ہے ایسے شخص پر جو اس گھر پر ایمان رکھتا ہے، اس کی تعریفوں کو سچا جانتا ہے اور اس بات کا یقین کامل رکھتا ہے کہ اس میں رہنے والے کبھی بھی موت سے ہمکنار نہیں ہوں گے، جو اس میں آجائے گا اسے دکھ درد نہیں ستائیں گے، اس میں رہنے والوں پر کبھی بھی تغیر نہیں آئے گا اور وہ ہمیشہ امن و سکون سے رہیں گے، یہ سب کچھ جاننے کے باوجود وہ ایسے گھر میں دل لگا تا ہے جو آخر کار اجڑنے والا ہے، جس کا عیش زوال پذیر ہے۔ بخدا اگر جنت میں صرف موت سے بے خوفی ہوتی، انسان بھوک، پیاس اور تمام حوادثات سے بے خوف ہی رہ سکتا اور دیگر انعامات نہ ہوتے تب بھی وہ جنت اس لائق تھی کہ اس کیلئے دنیا کو چھوڑ دیا جائے اور اس پر ایسی چیز کو ترجیح نہ دی جاتی جو لٹ جانے والی اور مٹ جانے والی ہے چہ جائیکہ جنت میں رہنے والے بے خوف بادشاہوں کی طرح ہوں، رنگا رنگ مسرتوں، راحتوں سے ہمکنار ہوں، ہر خواہش کو پانے والے ہوں، ہر روز عرشِ اعظم کے قرب میں جانے والے ہوں، رب ذوالمنن کا دیدار کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کو ایسی بے مثال نگاہوں سے دیکھنے والے ہوں کہ جس نگاہ سے وہ جنت کی نعمتوں کو نہیں دیکھا کرتے تھے وہ ان نعمتوں سے پھرنے والے نہ ہوں، ہمیشہ انہیں نعمتوں میں رہیں اور ان کے زوال سے امن میں ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا منادی پکارے گا، اے جنت کے رہنے والو! تم ہمیشہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے لیکن موت نہیں آئے گی، ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بڑھاپا نہیں آئیگا اور تم ہمیشہ انعام و اکرام میں رہو گے، کبھی ناامید نہیں ہو گے اور یہی فرمانِ الٰہی ہے:

وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور پکارے جائیں گے کہ یہ بہشت ہے جس کے تم اپنے اعمال کے سبب وارث ہوئے ہو۔

(پ ۸ الاعراف ۴۳)

اور تم جب جنت کی صفات جاننا چاہو تو قرانِ مجید پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بیان سے عمدہ کسی کا بیان نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾

جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کیلئے دو جنتیں ہیں۔

(پ ۲۷ الرحمٰن ۴۶)

www.waseemziyai.com

سورہ رحمٰن کے آخر تک پڑھو. سورہ واقعہ اور دوسری سورتوں کا مطالعہ کرو (ان میں جنت کی نعمتوں کا تذکرہ ہے)

اور اگر تم احادیثِ مقدسہ سے جنت کی تفصیلات جاننا چاہتے ہو تو مذکورہ بالا اجمال کے بعد اب اس کی تفصیل پر غور و فکر کرو. سب سے پہلے جنتوں کی تعداد ذہن نشین کر لو. حضور ﷺ نے فرمانِ الٰہی "اور اس شخص کیلئے جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا. دو جنتیں ہیں"۔ کی تفسیر میں فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہیں. ان کی تمام اشیاء اور ظروف وغیرہ چاندی کے ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں. ان کی تمام چیزیں اور ظروف وغیرہ سونے کے ہیں اور جنت عدن میں لوگوں اور تجلیٔ الٰہی کے درمیان صرف رب کی کبریائی کا پردہ ہوگا۔

رہے جنت کے دروازے تو وہ بے شمار ہوں گے جس طرح گناہوں کی اقسام کے مطابق جہنم کے علیحدہ علیحدہ دروازے ہیں اسی طرح عبادت کی اقسام کے مطابق جنت کے علیحدہ علیحدہ دروازے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے مال سے راہِ خدا میں خرچ کیا، وہ جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو شخص نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا. روزہ دار روزہ والے دروازہ سے. صدقہ کرنے والا صدقہ کے دروازے سے اور مجاہد جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! بخدا اللہ پر دشوار نہیں کہ بندے کو کس دروازہ پر بلایا جائے، کیا مخلوق میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جسے تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اور مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہو گے۔

حضرت عاصم بن ضمرہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے جہنم کا بہت زیادہ تذکرہ کیا جسے میں بھول گیا ہوں، پھر انہوں نے کہا:

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ (پ ۲۴ الزمر ۷۳) — اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرے وہ جنت کی طرف جوق در جوق لیجائے جائیں گے۔

جب وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچیں گے تو وہ ایسا درخت پائیں گے جس کے نیچے پانی کے دو چشمے جاری ہوں گے وہ حکم کے مطابق ایک چشمہ پر جائیں گے اور پانی پئیں گے جس کے پیتے ہی ان کے جسم سے تمام دکھ درد اور تکلیفیں زائل ہو جائیں گی، پھر وہ دوسرے چشمہ پر جا کر اس سے طہارت حاصل کریں گے، تب ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تازگی آجائے گی، اس کے بعد کبھی بھی ان کے بال منتشر نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کے سر کبھی دردمند ہوں گے، جیسے انہوں نے تیل لگا لیا ہو، پھر وہ جنت کے دروازہ پر پہنچیں گے تو جنت کے دربان انہیں کہیں گے: "تم پر سلامتی ہو تم خوشحال

www.waseemziyai.com

ہوئے لہٰذا اس میں ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہو جاؤ۔
جنت میں داخل ہوتے ہی انہیں ولدان گھیر لیں گے جیسے دنیا میں اپنے کسی دور سے آنے والے کسی عزیز بچے کو گھیر لیتے ہیں اور وہ اس سے کہیں گے تجھے خوشخبری ہو. اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے فلاں فلاں عزت و کرامت رکھی ہے. پھر ان ولدان میں سے ایک امرد اس جنتی کی بیویوں میں سے کسی بیوی کی طرف جو کہ جنت کی حور ہوگی. جائے گا اور اسے کہے گا فلاں آدمی جو دنیا میں فلاں نام سے بلایا جاتا تھا. آیا ہے۔ حور کہے گی تو نے اسے دیکھا ہے. وہ امرد کہے گا ہاں میں اسے دیکھ کے آرہا ہوں اور وہ بھی میرے عقب میں آرہا ہے. تب وہ خوشی سے از رفتہ ہو کر دروازے کی دلیز پر فرط اشتیاق سے کھڑی ہو جائے گی۔
جب جنتی وہاں پہنچے گا اور اس گھر کی بنیادیں دیکھے گا جو موتیوں کی ہوں گی اور دیواریں سرخ، سبز اور پیلے ہر رنگ کے موتیوں سے بنی ہوئی ہوں گی، تب وہ چھت کو دیکھے گا، وہ بجلی کی طرح ایسی خیرہ کن ہو گی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے قدرت نہ دیتا تو اس کی آنکھیں زائل ہو جاتیں، پھر سر جھکا کر نیچے نظر کرے گا تو اسے حوریں قطار در قطار آبخورے لئے، صف باندھے تکیے اور بچھی ہوئی مسندیں نظر آئیں گی اور وہ ان سے تکیہ لگا کر کہے گا "سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی، اگر اللہ ہمیں یہ راہ نہ دکھاتا تو ہم ہدایت نہ پاتے" پھر پکارنے والا پکارے گا کہ تم زندہ رہو، کبھی نہیں مرو گے، اس میں ہمیشہ رہو، کبھی کوچ نہیں کرائے جاؤ گے اور سلامت و تندرست رہو، کبھی بیمار نہیں ہو گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازہ پر آ کر اسے کھلوانا چاہوں گا، جنت کا دربان (رضوان) پوچھے گا کون ہو؟ میں کہوں گا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دربان کہے گا مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں۔
پھر جنت کے بالا خانوں اور بلند و بالا مختلف طبقات کے متعلق غور کرو بے شک آخرت بہت بڑے درجات اور بہت بڑی عظمت دینے والی ہے، جیسا کہ لوگوں کی ظاہری عبادت اور ان کے باطنی صفات بظاہر مختلف ہیں اسی طرح دار الجزاء میں جنت کے بھی مختلف درجات ہیں، اگر تم جنت کا اعلیٰ درجہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو کوشش کرو کہ کوئی دوسرا عبادت کرنے میں تم سے سبقت نہ لے جائے. اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی اطاعت میں مقابلے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے:۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ اپنے رب کی بخشش کی طرف سبقت حاصل کرو۔

(پ ۲۷ الحدید ۲۱)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ (پ ۳۰ المطففین ۲۶) اور اسی میں چاہئے کہ رغبت کرنیوالے رغبت کریں۔

www.waseemziyai.com

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اگر تمہارے دوست یا ہمسائے تم سے روپے پیسے یا مکانات کی تعمیر میں تم سے سبقت لے جائیں تو تم کو بہت افسوس ہوتا ہے، تمہارا دل تنگ ہوتا ہے اور حسد کی وجہ سے زندگی میں بے کیفی پیدا ہو جاتی ہے مگر تم نے کبھی جنت کے حال کے متعلق نہیں سوچا بس اپنے حالات کو جنت کے حصول کیلئے بہتر بناؤ اور تم جنت میں ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو تم سے سبقت لے گئے ہوں گے، ایسے مقامات پر رونق افروز ہوں گے کہ تمام دنیا بھی جس کے برابر نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ جنتی اپنے اوپر بلند و بالا بالا خانوں میں رہنے والوں کو ایسے دیکھیں گے، جیسے تم دور مشرق یا مغرب کے افق میں، بہت نیچے چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو، یہ ان کے درمیان بلندیوں کی وجہ سے ہوگا۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ انبیائے کرام کے مقامات ہوں گے جہاں اور لوگ نہیں پہنچ پائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہاں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی اور آپ نے ارشاد فرمایا جنت کے بلند درجات والے نیچے سے ایسے دکھائی دیں گے جیسے تم دور مشرق یا مغرب آسمان کے افق پر طلوع ہونے والا ستارہ دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما انہی جنتیوں میں سے ہیں اور دونوں خوب ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت کے بالا خانوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں یارسول اللہ ضرور یاد فرمائیے! آپ نے فرمایا جنت میں موتیوں جیسے بالا خانے ہیں جن کے اندر والا حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے دیکھا جا سکتا ہے اور ان میں ایسی نعمتیں، لذتیں اور مسرتیں ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور کسی آدمی کے دل میں ان کا تصور گذرا۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! یہ بالا خانے کن لوگوں کیلئے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اس شخص کیلئے جو سلام کو پھیلاتا ہے، کھانا کھلاتا ہے، ہمیشہ روزے سے رہتا ہے اور رات میں جب کہ لوگ سوتے ہیں وہ نماز پڑھتا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ان اعمال کو پورا کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے امتی اس کی طاقت رکھتے ہیں اور میں تم کو اس کی تفصیل بتلاتا ہوں، جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملا اور اس سے سلام کیا تو گویا اس نے سلام کو پھیلایا، جس نے اپنے اہل و عیال کو خوب سیر کرا کر کھانا کھلایا تو اس نے کھانا کھلایا، جس نے ماہِ رمضان کے مکمل اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اس نے دائمی روزے رکھے، جو نمازِ عشاء پڑھ کر سویا اور اس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی تو گویا اس نے ساری رات عبادت کی اور لوگ یعنی یہود، نصاریٰ اور مجوس سوتے رہے۔

www.waseemziyai.com

حضور ﷺ سے اس فرمانِ الٰہی:

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ — عدن کے باغ میں پاکیزہ رہنے کی جگہیں ہیں۔

(پ۱۰ التوبۃ ۷۲)

کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ موتیوں کے محلات ہوں گے، ہر محل میں سرخ یاقوت کے ستر گھر ہوں گے، ہر گھر میں سبز زمرد کے ستر مکان ہوں گے۔ ہر بچھونے پر اس کی بیوی حور عین ہوگی۔ ہر مکان میں ستر دستر خوان ہوں گے، ہر دستر خوان پر ستر قسم کے کھانے ہوں گے، ہر مکان میں ستر خادم ہوں گے اور مومن کی ہر صبح ان تمام دستر خوانوں پر بیٹھ کر کھائیں گے۔

❀❀❀❀

باب ۷۳:

صبر، رضا اور قناعت

رضا کی فضیلت آیاتِ قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ — اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

(پ۷ المائدہ ۱۱۹)

نیز ارشاد ہوتا ہے:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ﴿۶۰﴾ (پ۲۷ الرحمٰن ۶۰) — نہیں ہے بدلہ احسان کا مگر احسان۔

احسان کا منتہٰی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہو اور یہ مقام بندے کو راضی بہ رضائے الٰہی ہونے سے ملتا ہے۔

نیز ارشاد ہوتا ہے:

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ — عدن کے باغوں میں پاکیزہ رہنے کی جگہیں ہیں اور اللہ کی طرف سے بہت بڑی رضامندی ہے۔

(پ۱۰ التوبۃ ۷۲)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رضا کو جنتِ عدن سے بالا ذکر کیا ہے جیسا کہ ذکر کو نماز پر فوقیت دی ہے چنانچہ فرمایا:

www.waseemziyai.com

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ۗ
بیشک نماز بے حیائی اور نامعقول باتوں سے منع کرتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔

(پ۲۱ العنکبوت ۴۵)

پس جیسا کہ نماز سے معبودِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی شان بہت بلند ہے اسی طرح جنت سے رب جنت کی رضا اعلیٰ و ارفع ہے بلکہ یہی چیز ہر جنتی کا مقصد و مطمح نظر ہوگی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر تجلی فرمائے گا اور کہے گا کہ مانگو تو مومن کہیں گے اے اللہ! ہم تجھ سے تیری رضا چاہتے ہیں، تو گویا کمالِ فضیلت کو پا کر بھی وہ رب کی رضا چاہیں گے۔

بندے کی رضا طلبی کی حقیقت کا ہم ذکر ضرور کرتے۔ بندے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا مطلب ہے وہ اس معنیٰ سے زیادہ قریب ہے جس کا ذکر ہم بندے کیلئے خدا کی محبت کے ضمن میں کر چکے ہیں، چونکہ لوگوں کے فہم اس معنیٰ کی حقیقت کو نہیں پاسکتے اس لئے اس حقیقت کے ذکر کا کوئی جواز نہیں ہے اور کون ہے جو اپنے نفس کے ادراک سے اس حقیقت کو پالے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ دیدار الٰہی سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں ہے مگر مومنوں کا دیدار کے وقت رضائے الٰہی کی خواہش اس وجہ سے ہوگی کہ یہی چیز دائمی دیدار کا سبب ہے پس گویا جب انہوں نے انتہائی بلند مراتب اور امیدوں کی آخری حدوں کو چھولیا اور دیدار کی لذت سے لطف اندوز ہو گئے تو انہوں نے مزید کچھ سوال کرنے کے جواب میں دائمی دیدار کو ہی مانگ لیا اور یہ جان گئے کہ رضاء الٰہی ہی دائمی طور پر حجابات کے اٹھ جانے کا سبب ہے اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ (پ۲۶ ق ۳۵)
ہمارے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہے۔

بعض مفسرین کا کہنا ہے، اس سے زیادہ کے یہ معنیٰ ہیں کہ جنتیوں کو رب العالمین کی جانب سے تین تحفے ملیں گے، پہلا یہ کہ انہیں جنت میں ایسا تحفہ دیا جائے گا جو پہلے سے ان کے پاس موجود نہیں ہو گا، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ (پ۲۱ السجدۃ ۱۷)
پس کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کیلئے کون سی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپائی گئی ہے۔

دوسرا یہ کہ انہیں ان کے رب کی طرف سے سلام ہوگا جو اس تحفہ سے فزوں ہوگا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾
رب رحیم کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

(پ۲۳ یٰس ۵۸)

تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے راضی ہوں۔ یہ بات سلام اور تحفہ سے بھی بہتر اور اعلیٰ ہے، چنانچہ

www.waseemziyai.com

فرمانِ الٰہی ہے:

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ اور اللہ کی طرف سے بہت بڑی خوشنودی ہے۔

(پ ۱۰ التوبۃ ۷۲)

یعنی ان نعمتوں سے بھی افضل ہے جن کو انہوں نے حاصل کرلیا ہے۔ پس یہی اللہ تعالیٰ کی مقدس رضا ہے جو بندے کی رضا جوئی کا پھل ہے۔

اب رہی احادیث مقدسہ سے رضا کی فضیلت تو اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، چنانچہ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا مومن، آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی کیا علامت ہے؟ انہوں نے کہا ہم مصائب پر صبر کرتے ہیں، فراخی میں شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ کی قضا پر راضی رہتے ہیں، آپ نے فرمایا ربِ کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ حکماء اور علماء اپنی فقہ کی وجہ سے اس امر کے قریب ہوئے کہ نبی ہو جائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جسے اسلام کی ہدایت ملی اور وہ اپنی معمولی گزر اوقات پر راضی رہا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے معمولی رزق پر راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ اس کے اعمال پر راضی ہو جاتا ہے، اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے راضی ہو جاتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے اگر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرلیتا ہے اور اگر وہ آزمائش پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے (اپنے خاص بندوں میں) چن لیتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے، جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک گروہ کے پر پیدا فرمائے گا اور وہ ان پروں سے اڑ کر قبروں سے نکلتے ہی سیدھے جنت میں جا پہنچیں گے، وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور جہاں چاہیں گے آرام کریں گے، فرشتے ان سے کہیں گے کیا تم حساب دیکھ آئے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے حساب نہیں دیکھا، فرشتے پوچھیں گے کیا تم پل صراط عبور کر آئے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے پل صراط کو نہیں دیکھا۔ فرشتے کہیں گے کیا تم نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ کہیں گے ہم نے کسی چیز کو نہیں دیکھا، تب فرشتے کہیں گے تم کس امت میں سے ہو؟ وہ کہیں گے ہم محمد ﷺ کی امت میں، فرشتے کہیں گے ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں یہ بتاؤ تم دنیا میں کیا عمل کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم میں دو عادتیں تھیں جنہوں نے ہمیں اس منزل تک پہنچایا ہے اور اللہ کا فضل و رحمت ہمارے شامل حال ہے، فرشتے کہیں گے دو عادتیں کون سی تھیں اور وہ کہیں گے ہم جب تنہا ہوتے تو گناہ کرتے، ہمیں شرم آتی تھی چہ جائیکہ ہم علی الاعلان گناہ کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معمولی رزق پر راضی ہو

www.waseemziyai.com

گئے تھے. فرشتے یہ سن کر کہیں گے. تب تو تمہارا یہی بدلہ ہونا چاہئے تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے گروہِ فقراء! تم دل کی گہرائیوں سے اللہ کی عطا پر راضی ہو جاؤ تو اپنے فقر کا ثواب پالو گے ورنہ نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ہے کہ بنی اسرائیل نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے کوئی ایسا عمل دریافت کیجئے جس کے باعث وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے اللہ! تو نے ان کی گذارش سن لی، انہوں نے کیا کہا ہے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ان سے کہہ دو کہ یہ مجھ سے راضی ہو جائیں یعنی میرے دیئے ہوئے کم و بیش پر راضی ہو جائیں، میں ان سے راضی ہو جاؤں گا۔

رہے صبر کے فضائل تو رب تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نوے سے زیادہ مقامات پر صبر کا ذکر فرمایا ہے اور اکثر درجات اور بھلائیوں کو صبر سے منسوب کیا ہے اور انہیں صبر کا پھل قرار دیا ہے اور صابروں کیلئے ایسے انعامات رکھے ہیں جو کسی اور کیلئے نہیں رکھے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

أُولَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٞۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

ان لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانیوالے ہیں۔

(پ ۲ البقرۃ ۱۵۷)

لہٰذا ثابت ہوا کہ ہدایت، رحمت اور صلوات تین چیزیں صابرین کیلئے مخصوص ہیں۔

چونکہ اس میں تمام آیاتِ ربانی کا لانا ناممکن ہے لہٰذا اس سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے، مزید فرمایا کہ تھوڑی سی وہ چیز جو تمہیں یقین اور پختہ صبر سے مل جائے اور جس شخص کو ان میں سے کچھ حصہ مرحمت کر دیا جائے اس سے اگر رات کی عبادت اور دن کے روزے فوت ہو جائیں تو کوئی پروا نہیں۔

(واضح رہے کہ یہاں عبادت اور روزوں سے مراد نفل عبادت اور روزے ہیں اور تمہارا معمولی رزق پر صبر کرنا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ تم میں سے ہر ایک تمام کے اعمال پر کاربند ہو کر آئے لیکن میں تم پر خوف کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر دنیا کھول دی جائے گی، پس تم ایک دوسرے کو اچھا نہ سمجھنے لگو اور اس سبب سے فرشتے تمہیں اچھا نہ سمجھنے لگیں. جس نے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی اس نے ثواب کے کمال کو پالیا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

www.waseemziyai.com

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩٦

جو کچھ تمہارے پاس ہے تمام ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے باقی رہنے والا ہے اور البتہ ہم صبر کرنے والوں کو جزا دے گے۔ (پ ۱۴ النحل ۹۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا ایمان، صبر اور سخاوت کا نام ہے، اور فرمایا صبر، جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا صبر! اور یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے مثل ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ حج کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا وقوفِ عرفہ، یعنی اہم رکن وقوفِ عرفات ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ سب سے عمدہ عمل وہ ہے جسے نفس برا سمجھتا ہے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے اخلاق جیسے اپنے اخلاق بناؤ اور میرے اخلاق میں سے یہ ہے کہ میں صبور ہوں۔

عطار رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب انصار میں تشریف لائے تو فرمایا کہ تم مومن ہو؟ وہ چپ رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی، ہم فراخ دستی میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، مصائب میں صبر کرتے ہیں اور قضاء الٰہی پر راضی رہتے ہیں، آپ نے یہ سن کر فرمایا ربِ کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اپنی ناپسندیدہ چیزوں پر تمہارا صبر بہت عمدہ چیز ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی پسندیدہ چیزوں کو نہیں پاسکتے جب تک کہ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کرو۔ نیز ارشاد فرمایا اگر صبر ہوتا تو مہربان آدمی ہوتا اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

صبر کے موضوع پر بیشمار احادیث ہیں جنہیں ہم بخوفِ طوالت چھوڑ رہے ہیں اب قناعت کے متعلق دو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قناعت کی وہ معزز ہوا اور جس نے لالچ کی وہ ذلیل ہوا، نیز فرمایا کہ قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو فنا نہیں ہوتا۔

اس موضوع پر پہلے بھی کچھ لکھا جاچکا ہے، واللہ اعلم۔

www.waseemziyai.com

باب ۴۷:

فضیلتِ توکل

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾ بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(پ ۴، اٰل عمران ۱۵۹)

اور اس سے بلند مقام جس کا فاعل اللہ تعالیٰ کی محبت سے موسوم ہے اور جس کا لباس وغیرہ اللہ تعالیٰ کی کفایت سے آراستہ ہے، کون سا ہے؟ پس وہ شخص جسے اللہ کافی ہو، نگہبانی کرنے والا ہو، البتہ وہ عظیم کامیابی پر فائز المرام ہوا کیونکہ محبوب کو نہ تو عذاب دیا جاتا ہے اور نہ اسے دھتکارا جاتا ہے اور نہ اسے دور کیا جاتا ہے۔

احادیث میں بھی توکل اور متوکلین کی فضیلت مروی ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تمام امتوں کو مکہ میں حج کے موقع پر جمع ہونے کی جگہ دیکھا اور میں نے اپنی امت کو دیکھا، اس نے ہر بلندی و پستی کو گھیر رکھا تھا، مجھے ان کی کثرتِ تعداد اور صورتوں نے بہت متعجب کیا تب مجھ سے کہا گیا، کیا اب تم راضی ہو؟ میں نے کہا ہاں! پھر کہا گیا ان کے ساتھ ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو جسموں کو نہیں داغتے، فالیں نہیں لیتے، چوری چھپے لوگوں کی باتیں نہیں سنتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے، آپ نے فرمایا اے اللہ! عکاشہ کو ان میں سے کر دے! پھر ایک اور صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی اے اللہ کے نبی! میرے لئے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے! آپ نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر تم صحیح معنوں میں اللہ پر توکل کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پرندوں کی طرح رزق دیتا جو صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر آتے ہیں۔ فرمانِ نبوی ہے جو سب سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مشکل میں اسے کافی ہوتا ہے اور اسے ایسے طریقے سے رزق دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دنیا کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے سپرد کر دیتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جو شخص اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ مالدار ہو، اسے چاہئے کہ موجود رزق سے زیادہ اعتماد اس رزق پر کرے جو اللہ کے ہاں موجود ہے۔ مروی ہے کہ حضور

www.waseemziyai.com

ﷺ کے اہلِ خانہ جب فاقے سے ہوتے تو آپ فرماتے کہ نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور میرے رب نے مجھے یہی حکم دیا ہے:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر صبر کرو۔ (پ۱۶ طٰہٰ ۱۳۲)

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس شخص نے جنتر منتر کیا اور جسم کو داغا، اس نے توکل نہیں کیا، مروی ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق سے آگ میں پھینکے جانے کے وقت کہا کیا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم سے میری کوئی حاجت وابستہ نہیں ہے۔ آپ اپنے اس عہد کو پورا کر رہے تھے جو انہوں نے آگ میں پھینکے جانے کیلئے گرفتاری کے وقت کیا تھا کہ مجھے میرا رب کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔" اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنا قول پورا کیا۔ (پ۲۷ النجم ۳۷)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی، اے داؤد! میرا ایسا کوئی بندہ نہیں جو مخلوق کو چھوڑ کر میرا دامن رحمت تھام لیتا ہے اور زمین و آسمان اس پر سختیاں لاتے ہیں مگر میں اس کی سب دشواریاں دور کر دیتا ہوں اور اس کیلئے راستہ نکال دیتا ہوں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بچھو نے ڈنگ مارا تو میری والدہ نے مجھے قسم دی کہ میں کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کے پاس جا کر دم کراؤں، چنانچہ منتر پڑھنے والے نے میرا وہ ہاتھ پکڑا جو نہیں ڈسا گیا تھا اور آیت پڑھی:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اور اس زندہ پر توکل کر جسے موت نہیں آئے گی۔

(پ۱۹ الفرقان ۵۸)

اور کہا کہ اس آیت کو سننے کے بعد کسی آدمی کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی پناہ تلاش کرے۔

ایک عالم سے خواب میں کہا گیا کہ جس نے اللہ پر اعتماد کیا اس نے اپنا رزق جمع کر لیا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ مقرر کردہ رزق کا حصول تجھے فرض کردہ اعمال سے غافل نہ کر دے کیونکہ اس طرح تیری عاقبت خراب ہو جائیگی اور تجھے وہی رزق ملے گا جو تیرا مقدر ہو چکا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بندے کا بغیر طلب کئے رزق پا لینا اس بات کی دلیل ہے کہ رزق کو بندے کی تلاش کا حکم دیا گیا ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک راہب سے پوچھا تم کہاں سے کھاتے ہو؟

www.waseemziyai.com

اس نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں ہے، رب جلیل سے پوچھ کہ وہ مجھے کہاں سے کھلاتا ہے۔

جناب ہرم بن حیان نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ مجھے کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے شام کی طرف اشارہ کیا، ہرم بولے، وہاں گذر اوقات کیسے ہوگی؟ حضرت اویس نے فرمایا ہلاک ہو جائیں وہ دل جن میں خدا پر اعتماد نہیں ہے اور وہ شک میں پڑ گئے ہیں، ایسے لوگوں کو نصیحت کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب سے میں اللہ تعالیٰ کو اپنا کارساز بنانے پر راضی ہوا ہوں، مجھے ہر بھلائی کا راستہ مل گیا ہے، اے اللہ! ہمیں بھی حُسنِ ادب عطا فرما دے۔

باب ۷۵:

فضیلت مسجد

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۔ (پ ۱۰ التوبۃ ۱۸)

اللہ کی مساجد کو صرف وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس شخص نے اللہ کی رضا جوئی کیلئے مسجد بنائی اگر چہ وہ مسجد بھٹ تیتر کے بل کے برابر ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے جنت میں محل بنا دیتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جب تم میں سے کوئی مسجد سے محبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے سوا جائز نہیں ہے۔ ایک اور ارشاد نبوی ہے کہ تم میں سے کوئی فرد جب تک جاءِ نماز پر رہتا ہے فرشتے اس کیلئے مغفرت و بخشش کی دعائیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اس پر سلامتی نازل فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما اور اے اللہ! اسے بخش دے، یہ دعائیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک کہ وہ کسی سے بات نہ کرے یا مسجد سے نکل نہ جائے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ آخرِ زمانہ میں میری امت کے کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو مسجدوں میں آئیں گے اور گروہ بنا کر دنیاوی باتیں کرتے رہیں گے اور دنیا کی محبت کے قصے بیان کریں گے، ان کے ساتھ نہ بیٹھنا، اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے بعض الہامی کتابوں میں موجود ہے کہ زمین پر

www.waseemziyai.com

مسجدیں میرا گھر ہیں اور ان کی تعمیر و آبادی میں حصہ لینے والے میرے زائر ہیں، پس خوشخبری ہے میرے اس بندے کیلئے جو اپنے گھر میں طہارت حاصل کر کے میرے گھر میں میری زیارت کو آتا ہے۔ لہٰذا مجھ پر حق ہے کہ میں آنے والے زائر کو عزت و وقار عطا کروں۔

سرورِ کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو مسجد میں آنے کا عادی ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔

جناب سعید بن میب رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے، گویا وہ اللہ کی مجلس میں بیٹھتا ہے لہٰذا اسے بھلائی کے سوا کوئی اور بات نہیں کرنی چاہئے۔

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ مسجد میں دنیاوی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے جانور چارہ کھا جاتے ہیں۔

امام نخعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، سلف صالحین نے فرمایا کہ رات کی تاریکی میں مسجد میں آنے والے کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص مسجد میں چراغ جلاتا ہے، جب تک اس چراغ کی روشنی سے مسجد منور رہتی ہے، حاملین عرش اور تمام فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کی نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان کی جگہ، جہاں سے اس کے عمل چڑھا کرتے ہیں، اس پر روتے ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "پس ان پر نہ زمین و آسمان روئے اور نہ ہی انہیں ڈھیل دی گئی (یعنی جب ایسا شخص مرتا ہے جس کی نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہوتی تو اس پر زمین و آسمان نہیں روتے)

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نمازی پر چالیس صبحیں زمین روتی ہے، حضرتِ عطاء الخراسانی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بندہ جب زمین کے کسی ٹکڑے پر سجدہ کرتا ہے تو وہ ٹکڑا قیامت کے دن اس کے عمل کی گواہی دے گا اور اس بندے کی موت کے دن وہ ٹکڑا روتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ زمین کا ہر وہ ٹکڑا جس پر نماز ادا کی جاتی ہے یاذ کرِ خدا کیا جاتا ہے وہ ارد گرد کے تمام قطعات پر فخر کرتا ہے اور اوپر سے نیچے ساتویں زمین تک وہ مسرت و شادمانی محسوس کرتا ہے اور جب بندہ کسی زمین پر نماز پڑھتا ہے وہ زمین اس پر فخر کرتی ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی جماعت ایسی نہیں ہے جو کہیں جا کر ٹھہرے مگر زمین کا وہ ٹکڑا جو ان کی قیام گاہ ہے، یا تو ان پر سلامتی بھیجتا ہے یا ان پر لعنت کرتا ہے۔

www.waseemziyai.com

باب ۷٦:

ریاضت و فضیلت اصحابِ کرامت

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو وہ بندہ اپنے عیوب پر نگاہ ڈالتا ہے، جس کی بصیرت کامل ہو جاتی ہے، اس سے کوئی گناہ پوشیدہ نہیں رہتا لہٰذا وہ جونہی اپنے عیوب پر مطلع ہوتا ہے، اس کیلئے ان کا علاج ممکن ہو جاتا ہے لیکن اکثر جاہل اپنے عیوب سے ناواقف ہوتے ہیں وہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو دیکھ لیتے ہیں مگر انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا جو شخص اپنے عیوب پر مطلع ہونا چاہے اس کیلئے چار طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: ایسے شیخ کامل کی صحبت اختیار کرے جو اپنے عیوب کا آشنا ہو اور پوشیدہ نفسانی خواہشات کی خباثتوں سے کماحقہ واقف ہو، وہ اسے اپنے نفس کا حاکم بنائے عبادات میں اس کے اشاروں پر چلے، یہی کچھ مرید کو شیخ کے حکم پر اور شاگرد کو استاد کے حکم پر کرنا چاہیے تاکہ اس کا شیخ اور استاد اس کے باطنی عیوب اور ان کے علاج کی تشخیص کر سکیں، ہمارے زمانہ میں اس طریقہ کی بہت عزت ہے۔

دوسرا طریقہ: ایسے دوست کا ہم مجلس بنے جو صادق، صاحب بصیرت اور دیندار ہو، آدمی اسے اپنے نفس کا نگہبان بنائے تاکہ وہ دوست اس کے احوال و افعال پر نظر رکھے اور ان میں سے جو عادات اور ظاہری و باطنی عیب نظر آئے وہ اسے اس پر تنبیہ کرے۔ عقل مند اور اکابر علماء دین کا یہی طریق تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس جوان پر رحم فرمائے جو مجھے میرے عیوب پر مطلع کرے اور آپ حضرتِ سلمان رضی اللہ عنہ سے اپنے عیوب پوچھا کرتے تھے، وہ جب بھی آتے آپ ان سے فرماتے کیا آپ نے میرے اندر کوئی ایسی چیز پائی ہے جسے آپ بُرا سمجھتے ہوں؟ حضرتِ سلمان رضی اللہ عنہ نے معذرت چاہی مگر حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے جب بہت اصرار کیا تو انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک دسترخوان پر دو سالن جمع کرتے ہو اور تمہارا رات کا علیحدہ علیحدہ لباس ہے، حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ نے اس کے سوا کوئی اور بات بھی سنی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، تب آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو ترک کیا۔

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے (آپ منافقوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازدان تھے) فرمائیے کہیں میرے اندر آپ کو منافقت کی علامتیں تو نظر نہیں آئیں؟ آپ اپنے جلیل القدر اور عظیم الشان مرتبے کے باوجود اپنے نفس کی دیکھ بھال اور سرزنش سے غافل نہ ہوتے۔

جس کسی میں عقل وافر اور بلند شان ہوتی ہے وہ تکبر سے کنارہ کشی کر لیتا ہے اور اپنے نفس کی سرزنش

سے غافل نہیں ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بلند مرتبہ پر سرفراز ہے۔

ایسے شخص کو دوست نہ رکھو جو چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے تمہیں تمہارے عیوب نہ بتلائے اور ایک مقرر حد سے بڑھنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے تمہیں اپنے متعلق اندھیرے میں رکھے. نیز ایسے لوگوں کو دوست بناؤ جو حاسد اور مطلب پرست ہوں تاکہ وہ تمہاری نیکیاں بھی عیبوں کی صورت میں دکھائیں اور تم ان سے سبق حاصل کرو اور ایسے چشم پوشی کرنے والے دوست سے بچو جو تمہاری برائیوں کو خوبیاں کہے۔

اسی لئے کہتے ہیں کہ جب حضرتِ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے عزلت نشینی اختیار فرمائی تو کسی نے پوچھا آپ لوگوں سے میل جول کیوں نہیں رکھتے؟ آپ نے فرمایا میں ایسی قوم سے کیسے تعلقات رکھوں جو مجھ سے عیب چھپاتے ہیں۔

دیندار لوگ ابتداء حال ہی سے اس بات کے متمنی ہوتے تھے کہ لوگ انہیں ان کے عیوب پر مطلع کریں اور وہ اپنی اصلاح کرلیں لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ جو ہمیں نصیحت کرتا ہے اور ہمیں ہمارے عیوب بتلاتا ہے، ہم اسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں اور یہی بات انسان کے ایمان کو کمزور کر دیتی ہے کیونکہ بُری عادتیں سانپ بچھو کی طرح ڈسنے والی ہیں. اگر ہم سے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ تمہارے کپڑوں میں بچھو ہے تو ہم اس کے احسان مند ہوتے ہیں، اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں. بچھو سے بچاؤ کی صورت اور اسے مارنے کی تدبیر کرنے لگتے ہیں حالانکہ اس کی تکلیف صرف بدن محسوس کرتا ہے اور ایک دو دن سے زیادہ اس کا دکھ بھی باقی نہیں رہتا مگر بُرے خصائل کی تکلیف دل کی گہرائیوں میں محسوس کی جاتی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ دکھ موت کے بعد بھی باقی رہے گا، اگر ہمیشہ باقی نہ رہا تب بھی ہزاروں برس اس کی پاداش میں دکھ درد جھیلنے پڑیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم بجائے اس کے کہ ناصح کی نصیحت سن کر اپنے ان عیوب کے ازالہ کی فکر کریں، اپنے محسن کا شکریہ ادا کریں، الٹا اس کے مقابلہ میں اتر آتے ہیں اور اس کی باتوں کے جواب میں یوں کہتے ہیں کہ تم بھی ایسا ایسا کام کر چکے ہو، ہمیں اس کی دشمنی سچی باتوں پر عمل کرنے سے روک دیتی ہے اور یہ سب کچھ دل سختی کا نتیجہ ہوتا ہے جو کثرتِ گناہ سے پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے، ان کا منبع و مرکز ایمان کی کمزوری ہے لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے ربِ ذوالجلال! ہمیں راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے، ہمیں اپنے عیب دیکھنے، ان کا علاج کرنے کی ہمت دے اور ہمیں اپنی رحمت کے طفیل ہر اس شخص کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق دے، جو ہمیں ہمارے عیبوں پر مطلع کرے۔

تیسرا طریقہ: اپنے دشمنوں سے اپنے عیوب سنے کیونکہ دشمن کی آنکھ ہر عیب کو ظاہر کر دیتی ہے، عقلمند انسان کینہ پرور دشمن سے اپنے عیوب سن کر ایسے چشم پوشی کرنیوالے دوست سے

www.waseemziyai.com

زیادہ نفع حاصل کرسکتا ہے جو اس کی تعریف و توصیف کرتا رہتا ہے اور اس کے عیب چھپاتا رہتا ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ انسانی طبائع دشمن کی بات کو جھوٹ اور حسد پر مبنی خیال کرتی ہیں لیکن عقل مند دشمنوں کی باتوں سے بھی سبق سیکھتے ہیں اور اپنے عیوب کی تلافی کرتے ہیں کہ آخر کوئی عیب تو ضرور ہے جو اس کے دشمنوں کی نگاہ میں ہے۔

چوتھا طریقہ: لوگوں سے گھل مل جائے، انکا جو فعل اسے اچھا لگے اسے اپنائے اور جو فعل اسے برا لگے اس میں غور و فکر کرے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے اپنے عیوب دوسرے کے آئینے میں نظر آرہے ہیں کیونکہ مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے لہٰذا دوسروں کے عیوب کے آئینے میں اپنے عیب تلاش کرے اور وہ جانتا ہے کہ نفسانی خواہش میں طبائع ایک دوسرے کے قریب ہیں، جو چیز ایک زمانہ کے لوگوں میں ہوگی وہ دوسرے زمانے کے لوگوں میں بھی ہوگی لہٰذا اسے اپنے نفس میں تلاش کرنا چاہیے اور اپنے نفس کو بری چیزوں سے پاک کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادب سکھانے کیلئے یہ گر کافی ہے، اگر لوگ ان تمام چیزوں کو ترک کردیں جن کو وہ دوسروں سے معیوب سمجھتے ہیں تو انہیں کسی دوسرے کو ادب سکھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو ادب کس نے سکھایا؟ آپ نے فرمایا مجھے کسی نے ادب نہیں سکھایا بلکہ میں نے جاہل کی جہالت کو برا سمجھتے ہوئے اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔

مذکورہ بالا تمام طریقے ان لوگوں کیلئے ہیں جسے شیخ کامل، عقل مند، صاحب بصیرت، عیوبِ نفس پر انتہائی مشفقانہ طریقہ سے نصیحت کرنے والا، دین کے معاملات کو سمجھانے والا اپنے نفس کی تکمیل اصلاح کرنے والا اور بندگانِ خدا کی اصلاح کا بیڑا اٹھانے والا راہبر نہ ملے۔ جس نے ایسے شیخ کامل کو پالیا اس نے طبیب حاذق کو پالیا لہٰذا اسے اس کی صحبت لازم کرنی چاہئے کیونکہ یہی وہ شخصیت ہے جو اسے اس کی بیماری سے نجات دلائے گی اور اس مہلک مرض سے نجات دے گی جو اسے بتدریج ہلاکت کی طرف لے جا رہی ہے۔

سمجھ لو کہ ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اگر تم اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھو تو تمہاری بصیرت کمال پر پہنچے گی اور علم و یقین کی وجہ سے تم پر دل کی تمام بیماریاں، تکلیفیں اور ان کے علاج ظاہر ہوجائیں گے، اگر تم اس درجۂ کمال کو نہ پاسکے تب بھی ضروری ہے کہ تمہارا ایمان اور تصدیق قلبی فوت نہ ہونے پائے اور ہر اس شخص کی تقلید کرو جو قابلِ تقلید ہو کیونکہ علم کی طرح ایمان کے بھی درجات ہیں اور علم ایمان کے بعد حاصل ہوتا ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

www.waseemziyai.com

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو تم میں سے ایمان لائے، بلند مرتبہ دے گا اور جنہیں علم دیا گیا ہے انہیں درجات دیے جائیں گے۔ (پ ۲۸ المجادلۃ ۱۱)

لہٰذا جس شخص نے یہ جان لیا کہ نفس و شہوات نفسانی کی مخالفت ہی اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ ہے اور وہ ان کے اسباب و علل تک کما حقہ رسائی حاصل نہ کر سکا، وہ ایمانداروں میں سے ہے اور جب کوئی شخص شہوات کے ان معاونین پر مطلع ہو گیا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ "ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔"

اور جو شخص ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن و سنت اور علمائے کرام کے اقوال سے دین کی حقیقت کو سمجھتا ہے اور ایمان کی پختگی چاہتا ہے اس کا مرتبہ بلند و بالا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

اور جس نے نفس کو خواہش سے روک دیا پس بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔ (پ ۳۰ النازعات ۴۰، ۴۱)

اور مزید ارشاد فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ (پ ۲۶ الحجرات ۳)

یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے دلوں کو تقویٰ کیلئے خاص کر لیا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ مومن پانچ مصائب میں گھرا ہوتا ہے، مومن اس سے حسد کرتا ہے، منافق اس سے عداوت رکھتا ہے، کافر اسے قتل کرنے کی کوششوں میں ہوتا ہے، شیطان اسے گمراہ کرتا ہے اور نفس اس سے جھگڑا کرتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ نفس جھگڑالو دشمن ہے جس کا مقابلہ کرنا انتہائی ضروری ہے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! خود بچو! اور دوستوں کو بھی خواہشات کی پیروی کرنے سے ڈراؤ کیونکہ جن کے دل دنیاوی خواہشات میں مگن ہوتے ہیں، ان کی عقل مجھ سے دور ہو جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس شخص کیلئے بشارت ہے جس نے ان وعدہ کردہ انعامات کی خاطر جو ابھی نظروں سے غائب ہیں، ظاہر چیزوں کی خواہشات کو ترک کر دیا۔

حضور ﷺ نے صحابہ کی ایسی جماعت سے جو جہاد سے آ رہے تھے فرمایا خوش آمدید! تم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف واپس آئے ہو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا نفس سے جہاد۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں نفس سے مقابلہ کرتا ہے، فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ اپنے نفس کے مصائب کو روک، اس کی خواہشات کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ

www.waseemziyai.com

کر، جب قیامت کے دن تیرا نفس تجھ سے جھگڑا کرے گا تو تیرے وجود کا ایک حصہ دوسرے پر لعنت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اگر تجھے بخش دے اور تیرے عیبوں کو ڈھانپ لے تو یہ اور بات ہے۔

جناب سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے نفس سے بڑھ کر کسی کا مشکل علاج نہیں کیا جس میں کبھی مجھے فائدہ اور کبھی مجھے نقصان ہوا۔

جناب ابو عباس الموصلی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے نفس! نہ تو تو دنیاداروں کے ساتھ رہ کر عیش و عشرت کے مزے لیتا ہے اور نہ ہی تو آخرت کی طلب میں نیکوں کے ساتھ رہ کر عبادت و ریاضت کرتا ہے، گویا تو مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان روک رہا ہے، تجھے شرم نہیں آتی۔

جناب حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نفس سرکش جانور سے بھی زیادہ لگام کا محتاج ہے، جناب یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نفس کا ریاضت کی تلواروں سے مقابلہ کر، ریاضت کی چار قسمیں ہیں، معمولی کھانا، معمولی سونا، حاجت کے وقت بولنا اور تمام لوگوں سے دکھ اٹھانا، کم کھانے سے شہوات مرجاتی ہیں، کم سونے سے ارادے پاکیزہ ہوتے ہیں، کم بولنے سے سلامتی عطا ہوتی ہے اور لوگوں سے دکھ اٹھانے کی وجہ سے انسان اعلیٰ مراتب تک پہنچ جاتا ہے، کسی انسان کیلئے ظلم کے وقت حوصلہ سے بڑھ کر عمدہ چیز اور کوئی نہیں ہے، تکالیف میں صبر کرنا بھی اسی طرح ہے، جب بھی نفس گناہوں اور خواہشات کی طرف میلان کرے، فضول گفتگو کرنے کو خوشگوار تصور کرنے لگے، اس پر کم کھانے، کم سونے اور بیداری کی تلواریں کھینچ کر اسے کم بولنے کی سزا دے، پوشیدگی کو اس کے آفات سے امن حاصل ہو، اس کی شہوات کی تاریکیوں کو زائل کر، تاکہ اس کی گمراہی کی مصیبت سے نجات پالے، تب تو پاکیزہ اور روحانی و نورانی اسرار کا مالک بن جائے گا پھر تو اس تیز رفتار گھوڑے کی طرح جو میدان میں اپنی تیز رفتاری کے جوہر دکھاتا ہے، نیکیوں اور عبادت کی راہوں میں اپنی سبک روی اور تیز گامی کے جوہر دکھانا اور باغ کے مالک کی طرح باغ کی روشوں پر چہل قدمی کرنا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ انسان کے تین دشمن ہیں، دنیا، شیطان اور نفس، دنیا کو چھوڑ کر اس سے محفوظ رہ، شیطان کی مخالفت کر اور خواہشات چھوڑ کر نفس کے شر سے محفوظ ہو جا۔

کسی حکیم کا قول ہے کہ جس شخص پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوات کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے اور خواہشات کی جیل کا قیدی بن جاتا ہے، نفس کے ہاتھ میں اس کی باگیں ہوتی ہیں، وہ اس پر ظلم و تشدد کرتا ہے اور جہاں چاہتا ہے، اسے گھسیٹ کر لے جاتا ہے لہٰذا اس کا دل تمام دینی فوائد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

حضرت جعفر بن حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے علماء و حکماء کو اس امر پر متفق پایا ہے کہ دنیاوی نعمتیں چھوڑے بغیر اخروی نعمتیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔

حضرت ابویحییٰ الوراق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص نے اپنے اعضاء کی خواہشات کو پورا کیا اس

نے گویا دل میں پشیمانیوں کے بیج بوئے ۔حضرت وہیب بن الورد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو کچھ قوت لا یموت سے زائد ہے وہ شہوت ہے مزید فرمایا کہ جس نے دنیاوی خواہشات کو محبوب رکھا وہ رسوائی کیلئے تیار ہوا۔

حکایت: عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جب سلطنتِ مصر پر فائز پایا اور خود یوسف علیہ السلام کی گذرگاہ پر ایک بلند ٹیلے کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی۔حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً بارہ ہزار امراء مملکت کے ساتھ وہاں سے گزر رہے تھے تو اس نے کہا پاک ہے وہ ذات جو گناہوں کے سبب بادشاہوں کو غلام بنا دیتی ہے، بے شک حرص اور خواہشات نفسانی نے بادشاہوں کو غلام بنا دیا ہے اور یہی مفسدین کی جزاء ہے اور صبر وتقویٰ نے غلاموں کو بادشاہ کر دیا ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب عزیز مصر کی بیوی کی چالیس باتیں بتلائیں تو وہ بے ساختہ کہہ اٹھے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:"بے شک جو تقویٰ اور صبر اختیار کرتا ہے،اللہ تعالیٰ نیکیاں کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے"۔

حضرت جنید رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں رات کو بیدار ہو کر عبادت میں مشغول ہوا مگر مجھے عبادت میں مزہ نہ آیا،تب میرا ارادہ ہوا کہ جا کر سو جاؤں لیکن نیند مجھ سے کوسوں دور،میں اٹھ کر بیٹھ گیا پھر بھی مجھے چین نہ آیا چنانچہ میں باہر نکل گیا،راستہ میں میں نے ایک آدمی کو کمبل میں لپٹا پڑا دیکھا۔جب اس نے میری آہٹ محسوس کی تو کہا اے ابوالقاسم! ذرا میری طرف تشریف لائیے۔میں نے کہا آقا! بغیر کسی کے بلائے کیسے آجاؤں؟ وہ کہنے لگا ہاں میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ آپ کے دل میں میرے لئے تحریک پیدا کرے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی کیا ہے،بتلائیے آپ کی حاجت کیا ہے؟ وہ شخص کہنے لگا،نفس کی بیماری اس کا علاج کب بنتی ہے؟ میں نے کہا جب آپ اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت کریں،تب وہ اپنے آپ سے کہنے لگا سن لیا،میں نے سات مرتبہ تجھے یہی بات بتلائی تھی مگر تو نے جنید کے سوا کسی کی بات سننے سے انکار کر دیا تھا،اب سن لیا کہ جنید کیا کہتا ہے،پھر وہ چل دیا اور جانے کہاں غائب ہو گیا؟

جناب یزید الرقاشی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم مجھے دنیا میں ٹھنڈے پانی سے بچاؤ،کہیں میں آخرت میں اس سے محروم نہ ہو جاؤں۔

کسی نے حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں کب بولوں؟ انہوں نے کہا،جب تجھے چپ رہنے کی خواہش ہو،اس نے کہا اور چپ کب رہوں؟ آپ نے فرمایا جب تجھے گفتگو کرنے کی خواہش ہو۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو جنت کا مشتاق ہو وہ دنیاوی خواہشات سے کنارہ کش ہو جائے۔

❁❁❁❁

www.waseemziyai.com

باب ۷۷:

تعریفِ ایمان وذمِ منافقت

جان لیجئے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق اور رسولوں کے لائے ہوئے احکامات کی تائید وتصدیق اوراعمال کے مجموعہ کا نام ہے. فرمان الٰہی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

ایمان دارلوگ وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا. یہی لوگ سچے ہیں۔(پ۲۶ الحجرات ۱۵)

دوسری آیت میں ارشاد ہے:

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ۔

لیکن بھلائی اس کیلئے ہے جو اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لایا۔

(پ۲ البقرۃ ۱۷۷)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بیس صفات مثلاً عہد کا پورا کرنا، مصائب پر صبر کرنا وغیرہ، ایمان کامل کی شرطیں رکھی ہیں، پھر ارشاد فرمایا: ”یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ کیا“ ایک اور آیت میں فرمانِ الٰہی ہے ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا ہے انہیں درجات عطا کرے گا“۔ ایک اور مقام پر ارشادِ الٰہی ہے: ”نہیں برابر تم میں سے وہ شخص کہ جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی“۔ فرمانِ الٰہی ہے: ”یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مراتب پر فائز ہیں“۔ ایمان کے ستر سے کچھ اوپر درجے ہیں اور کمترین درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے۔

یہی حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ کامل ایمان عمل سے مشروط و مربوط ہے اور ایمان کا نفاق سے برأت اور شرک خفی سے علیحدگی پر مربوط ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان سے ثابت ہے، ارشاد ہوتا ہے چار چیزیں جس میں ہوں وہ نمازی و روزہ دار ہونے کے باوجود خالص منافق ہے اگرچہ وہ خود کو مومن ہی سمجھتا رہے، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرکے وعدہ خلافی کرے، اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب جھگڑا کرے تو بیہودہ پن پر اُتر آئے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جب معاہدہ کرے تو اسے توڑ ڈالے۔

www.waseemziyai.com

حضرتِ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حدیث میں ہے. دل چار ہیں. دنیاوی خواہشات سے منزہ دل جس میں معرفت کا چراغ روشن ہے اور یہی مومن کا دل ہے. ایسا دل جس میں ایمان اور نفاق دونوں ہوں ایسے دل میں ایمان سبزے کی طرح ہے جو میٹھے پانی سے نشوونما پاتا ہے اور نفاق ایسے زخم کی طرح ہے جو پیپ اور گندے خون سے پھیلتا جاتا ہے. ان میں سے جو چیز غالب آجاتی ہے دل پر اسی کا حکم چلتا ہے، دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ جو ان میں سے غالب ہو جاتا ہے وہ دوسرے کو لے جاتا ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میری امت کے اکثر منافق قاری ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ میری امت میں شرک، صفا پہاڑ پر چلنے والی چیونٹی سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں آدمی ایک بات ایسی کرتا ہے جس کے سبب مرتے وقت تک وہ منافق ہو جاتا ہے اور میں تم سے ویسی دس باتیں روزانہ سنتا ہوں۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ وہ شخص نفاق سے، بہت قریب ہے. جو خود کو نفاق سے بَری سمجھتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے زیادہ منافق ہیں تب منافق اپنا نفاق پوشیدہ رکھتے تھے اور اب ظاہر کرتے ہیں، یہی نفاق کمال ایمان اور صدق ایمان کی ضد ہے کیونکہ یہ پوشیدہ ہے، جو اس سے خوفزدہ ہوتا ہے وہ اس سے دور ہوتا ہے اور اس سے قریب وہی ہوتا ہے جو خود کو اس سے بَری سمجھتا ہے چنانچہ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں آج نفاق باقی نہیں رہا ہے، آپ نے فرمایا اے بھائی اگر منافق ہلاک ہو جائیں تو تم راستوں پر وحشت زدہ ہو جاؤ اور آپ نے یا کسی اور نے کہا کہ اگر منافقوں کے سم پیدا ہو جائیں تو ہم زمین پر قدموں سے نہ چل پائیں (ان کی کثرت کے باعث راہ چلنا دشوار ہو جائے)

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حجاج کو برا بھلا کہتے سن کر فرمایا کہ اگر حجاج موجود ہوتا تو تم یہ باتیں کرتے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ ہم اس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نفاق میں شمار کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں دو زبانوں والا ہوتا ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ اسے دو زبانوں والا بنائے گا، مزید فرمایا بدترین آدمی دو چہروں والا ہے جو اس کے پاس ایک چہرے سے اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے جاتا ہے (یعنی منافقت کرتا ہے)

جناب حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو نفاق کا خوف نہیں ہے، آپ نے فرمایا بخدا مجھے زمین کی ہر بلندی کے برابر سونے کے مالک ہونے سے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ مجھے معلوم ہو جائے میں نفاق سے بَری ہوں۔

www.waseemziyai.com

جناب حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے.نفاق کی وجہ سے زبان اور دل مختلف ہوتے ہیں. پوشیدہ اور ظاہر کا اختلاف ہوتا ہے اور آنے جانے میں فرق ہوتا ہے. داخل ہونے کا راستہ اور. اور نکلنے کا اور ہوتا ہے۔کسی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نفاق سے ڈرتا ہوں. آپ نے فرمایا اگر تم منافق ہوتے تو تمہیں نفاق کا خوف نہ ہوتا کیونکہ منافق نفاق سے بے پروا ہوتا ہے۔

جناب ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک سو تیس اور ایک روایت میں ایک سو پچاس صحابہ کرام کو پایا ہے جو سب کے سب نفاق سے ڈرتے تھے۔

مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے،صحابہ کرام نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا اور اس کی بہت زیادہ تعریف کی،سب حضرات اسی طرح تشریف فرما تھے،اس کے چہرے سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا،جوتا اس کے ہاتھ میں تھا اور اس کی آنکھوں کے درمیان سجدوں کا نشان تھا۔صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! یہ وہی شخص ہے جس کی ہم نے آپ کے سامنے تعریف کی ہے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کے چہرے پر شیطان کا اثر نظر آتا ہے۔وہ آدمی آکر صحابہ کے ساتھ بیٹھ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا۔آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں،بتا کہ جب تو نے ان لوگوں کو دیکھا تو تیرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ تو ان سے اچھا ہے؟ وہ بولا اے اللہ کے رسول! ہاں،تب آپ نے اپنی دعا میں فرمایا اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس بات سے جسے جانتا ہوں یا نہیں جانتا،بخشش طلب کرتا ہوں، عرض کیا گیا یارسول اللہ! آپ بھی خوف زدہ ہیں؟ آپ نے فرمایا میں کیسے بے خوف ہو جاؤں حالانکہ مخلوق کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں،وہ جیسے چاہتا ہے انہیں پھیرتا رہتا ہے،فرمانِ خدائے بزرگ و برتر ہے:

وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿۴۷﴾ (پ ۲۴ الزمر ۴۷) اور ظاہر ہو جائے گا ان کے واسطے اللہ کی طرف سے جس کو وہ گمان نہیں کرتے تھے۔

اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال کئے جنہیں وہ اپنے گمان کے بموجب نیکیاں سمجھتے تھے مگر وہ گناہوں کے پلڑے میں جا پڑے۔

حضرتِ سری سقطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر کوئی انسان ایسے باغ میں جائے جس میں ہر قسم کے درخت ہوں اور ان درختوں پر ہر قسم کے پرندے ہوں جو اسے دیکھ کر یک زبان ہو کر کہیں،اے اللہ کے ولی تجھ پر سلام ہو اور اس کا دل یہ بات سن کر مطمئن ہو جائے تو گویا وہ ان پرندوں کا اسیر ہے۔

یہ تمام اقوال و احادیث تجھے ان خطرات سے روشناس کرائیں گے جو پوشیدہ نفاق اور شرک خفی پر منتہی ہوتے ہیں اور کوئی بھی عقلمند اس سے غافل نہیں رہتا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com

سے اپنے متعلق پوچھا کرتے (یہ روایت پہلے بھی گذر چکی ہے)
جناب سلیمان الدرانی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے ایک امیر سے ایسی بات سنی جو مجھے ناگوار گذری اور میں نے اسے ٹوکنے کا ارادہ کیا مگر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ مجھے قتل کرنے کا حکم نہ دے دے۔ میں موت سے نہیں بلکہ اس بات سے ڈرا کہ قتل کے وقت لوگوں کے سامنے میرے دل میں یہ بات نہ آجائے کہ میں نے کیسا عمدہ کام کیا ہے لہٰذا میں اسے ٹوکنے سے رک گیا۔
یہ نفاق کی وہ قسم ہے جو ایمان کی اصل کے نہیں بلکہ اس کی صفائی، کمال، حقیقت اور صدق کے خلاف ہے۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو دین سے نکال کر کافروں میں شامل کر دیتی ہے اور ان لوگوں کے ساتھ منسلک کر دیتی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہیں گے، دوسری قسم وہ ہے جو اپنے رکھنے والوں کو کچھ مدت جہنم میں پہنچائے گی یا اس کے بلند مراتب کو کم کر دے گی اور اسے صدیقوں کے بلند ترین مقام سے نیچے گرا دے گی۔

❁❁❁❁

باب ۷۸:

مذمّت غیبت و چغل خوری

قرانِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کی مذمت فرمائی ہے اور غیبت کرنے والے کو مردار کا گوشت کھانے والے کی مثل قرار دیا ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ؕ

اور تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں سے کوئی ایک یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس تم اسے برا سمجھو گے۔

(پ۲۶ الحجرات ۱۲)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ہر مسلمان پر مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے، غیبت عزت کو کھا جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے مال اور خون کے ساتھ یکجا کر کیا ہے۔
حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، بغض نہ کرو، دھوکہ نہ دو، پیٹھ پیچھے برائیاں نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔
حضرت جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت سے بچو کیونکہ غیبت زنا سے بھی بری ہے اس لئے کہ آدمی زنا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے مگر

www.waseemziyai.com

غیبت کرنے والے کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میرا ایسی قوم پر سے گذر ہوا جن کے چہرے ان کے ناخنوں کے ساتھ باندھے جاتے تھے۔ میں نے کہا جبریل! یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزت کو پامال کرتے تھے۔

حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے ایسا بھلا کام بتلائیے۔ جس سے میں نفع اندوز ہوسکوں۔ آپ نے فرمایا کہ بھلائی کے کسی کام کو حقیر نہ سمجھ اور اگرچہ تجھے اپنے ڈول کا پانی پیاسے کے ڈول میں ہی ڈالنا پڑے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا جسے پردہ نشین عورتوں نے اپنے گھروں میں سنا، آپ نے فرمایا اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو مگر دلوں میں ایمان نہیں رکھتے ہو! مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی رسوائی کی جستجو میں نہ رہو کیونکہ جو کسی بھائی کی رسوائی کے در پے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی رسوائی کے در پے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کی رسوائی کے در پے ہوتا ہے اسے اس کے گھر میں بے عزت اور رسوا کر دیتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جو غیبت سے تائب ہو کر مرا وہ آخری شخص ہوگا جو جنت میں جائے گا اور جو غیبت کرتے کرتے مر گیا وہ پہلا شخص ہوگا جو جہنم میں جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن کے روزے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی بھی روزہ افطار نہ کرے، یہاں تک کہ جب شام ہوگئی تو لوگ آنا شروع ہوئے اور ہر شخص حاضر ہو کر عرض کرتا یارسول اللہ! میں نے دن میں روزہ رکھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے افطار کروں، آپ اسے اجازت مرحمت فرما دیتے۔ اسی طرح لوگ آتے گئے اور اجازت لیتے گئے تا آنکہ ایک آدمی نے آکر عرض کی یارسول اللہ! میرے گھر کی دو جوان عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ آپ کی خدمت میں آتے ہوئے شرماتی ہیں، اجازت دیجئے تا کہ وہ روزہ افطار کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پھیر لیا، اس نے پھر عرض کیا، آپ نے پھر منہ پھیر لیا، اس نے پھر عرض کی تو آپ نے فرمایا انہوں نے روزہ نہیں رکھا وہ شخص کیسے روزہ دار ہوسکتا ہے جس کا دن لوگوں کا گوشت کھاتے گزر جائے تم جاؤ اور انہیں جا کر کہو کہ اگر تم روزہ دار ہو تو کسی طرح قے کرو چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور انہیں ساری بات بتا کر قے کرنے کو کہا چنانچہ انہوں نے قے کی اور ہر ایک نے خون کے لوتھڑے کی قے کی، وہ شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری روئیداد سنائی، آپ نے اس کی بات سن کر فرمایا بخدا اگر یہ چیز ان کے پیٹ میں

www.waseemziyai.com

موجود رہتی تو انہیں آگ جلاتی۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا تو وہ کچھ دیر بعد دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! وہ دونوں مر چکی ہیں یا مرنے کے قریب ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آ گئیں تو آپ نے پیالہ منگوا کر ان میں سے ہر ایک سے فرمایا کہ اس میں قے کرو چنانچہ ایک نے پیپ، خون اور بدبو دار مواد سے پیالہ بھر دیا۔ پھر آپ نے دوسری سے بھی قے کرنے کو کہا تو اس نے بھی ویسی ہی قے کی۔ آپ نے فرمایا ان دونوں نے اللہ کے حلال کردہ رزق سے روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے افطار کیا۔ ان میں سے ایک، دوسری کے پاس جا بیٹھی اور یہ دونوں مل کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں (یعنی غیبت کرتی رہیں)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اور اس میں سود کی برائیوں اور قباحتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک سودی درہم انسان کیلئے تینتیس ۳۳ مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے اور سب سے بڑا سود کسی مسلمان کی عزت پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔

چغلخوری: یہ ایک انتہائی بری صفت ہے، فرمانِ الٰہی ہے ''غیبت کرنے والا لوگوں کے ساتھ چغلی کرنے والا ہے'' پھر فرمایا: ''متکبر اور اس کے بعد بدنصیب'' جناب عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''زنیم'' ایسے ولد الزنا کو کہتے ہیں جو باتیں پوشیدہ نہیں رکھتا اور انہوں نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ جو شخص بات مخفی نہیں رکھتا اور چغلخوری کرتا ہے اس کا یہ فعل اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ولد الزنا ہے کیونکہ فرمانِ الٰہی میں اسی جانب اشارہ ملتا ہے:

عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِيۡمٍ ﴿۱۳﴾ درشت خو (بدمزاج بدزبان) اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔ (پ ۲۹ القلم ۱۳)

یہاں زنیم سے مراد جھوٹے نسب کا مدعی ہے۔

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَيۡلٌ لِّـكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ ویل (ہلاکت) ہے ہر غیبت کرنیوالے ہمزہ کیلئے۔

(پ ۳۰ الہمزۃ ۱)

ایک تشریح کے مطابق ہمزہ کا معنیٰ چغلخور بتایا گیا ہے۔ اور ارشاد الٰہی ہے: جو لکڑیوں کو اٹھانے والی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں لکڑیوں سے مراد چغلیاں ہیں کیونکہ وہ باتیں اٹھائے چغلیاں کرتی رہتی تھی۔

ایک اور مقام پر ارشادِ الٰہی ہے: ''پس ان دو عورتوں نے ان کی خیانت کی اور انہوں نے اللہ کی طرف ان دونوں کی کفایت نہ کی''۔

www.waseemziyai.com

کہتے ہیں کہ اس آیت میں دو عورتوں کا تذکرہ ہے ایک حضرتِ لوط علیہ السلام کی بیوی جو قوم کو حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں سے خبردار کیا کرتی تھی اور نوح علیہ السلام کی بیوی جو آپ کو مخبوط الحواس کہا کرتی تھی۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ چغلخور جنت میں نہیں جائے گا، دوسری حدیث میں ہے کہ قتات جنت میں نہیں جائیگا۔ قتات چغلخور کو کہتے ہیں۔

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو دنیا میں رہتے ہیں، وہ لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور لوگ انہیں محبوب سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بدترین وہ لوگ ہیں جو چغلخوریاں کرتے ہیں، بھائیوں کو باہم لڑاتے ہیں اور نیکوں کی لغزشوں کے خواہاں ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بدترین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی بتلائیے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا وہ چغلخوری کرنے والے، دوستوں میں فساد برپا کرنے والے اور صالح لوگوں پر جھوٹی تہمتیں لگانے والے ہیں (یعنی بدترین لوگ یہ ہیں)

حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ناحق کسی مسلمان کے متعلق جھوٹی بات پھیلاتا ہے کہ اسے ذلیل ورسوا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جہنم میں ذلیل ورسوا کرے گا۔

حضرتِ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمان کیلئے کسی ایسی بات کو پھیلاتا ہے جو بالکل غلط ہو اور وہ اس سے اس مسلمان کو دنیا میں رسوا کرنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ اسے قیامت کے دن جہنم میں رسوا کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان پر جھوٹی گواہی دیتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبر میں ایک تہائی عذاب صرف چغلخوری کی بدولت ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو اسے حکم دیا کہ مجھ سے بات کر، وہ بولی کہ جو میرے اندر آگیا وہ سعادت مند ہوا، تب رب جبار جل جلالہ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تیرے اندر آٹھ قسم کے لوگ داخل نہیں کروں گا، عادی شرابی، زانی چغلخور، بے غیرت، رذیل، ہیجڑا، قطع رحمی کرنے والا اور وہ شخص جو یہ کہتا ہے، میرا خدا سے عہد ہے کہ فلاں فلاں برا عمل نہیں کروں گا مگر یہ وعدہ پورا نہیں کرتا۔

حکایت: حضرتِ کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل قحط میں مبتلا ہو گئے، موسیٰ علیہ السلام نے متعدد بار بارش کی دعا کی مگر بارش نہ ہوئی، تب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں تیری اور تیرے ساتھیوں کی دعا کیسے قبول کروں حالانکہ تم میں عادی چغلخور موجود ہے؟

www.waseemziyai.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یاالٰہی! مجھے وہ چغلخور بتا تاکہ میں اسے (اپنی جماعت سے) باہر نکال دوں! رب تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں تمہیں چغلخوری سے منع کر رہا ہوں اور پھر خود چغلخوری کروں؟ لہٰذا ان سب نے توبہ کی اور بارش برسنے لگی۔

اور کہا گیا ہے کہ کسی آدمی نے سات سو فرسخ کا طویل سفر کر کے ایک دانا کی مجلس میں حاضری دی اور اسے کہا کہ میں اتنی طویل مسافت طے کر کے آپ سے سات باتیں پوچھنے آیا ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم دیا ہے، مجھے یہ بتلائیے کہ آسمان اور آسمان سے بھاری چیز کیا ہے؟ زمین اور زمین سے فراخ چیز کیا ہے؟ چٹان اور چٹان سے سخت چیز، آگ اور آگ سے زیادہ گرم چیز، زمہریر اور اس سے بھی ٹھنڈی چیز، سمندر اور اس سے بھی زیادہ بے نیاز، یتیم اور اس سے بھی خوار چیز کیا ہے؟ اس دانا نے جواب دیا کہ پاکدامن پر بہتان آسمان سے بھی بھاری ہے، حق زمین سے زیادہ فراخ ہے، قناعت پسند دل سمندر سے زیادہ بے نیاز ہے، حرص اور حسد آگ سے زیادہ گرم ہیں، کسی عزیز سے کام، جب کہ وہ پورا نہ کرے زمہریر سے زیادہ سرد ہے، کافر کا دل چٹان سے زیادہ سخت اور چغلخور، جب اس کا کردار ظاہر ہو جائے یتیم سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مَنْ نَمَّ فِي النَّاسِ لَمْ تُؤْمَنْ عَقَارِبُه ۔۔۔ عَلَى الصَّدِيْقِ وَلَمْ تُؤْمَنْ اَفَاعِيْه
كَالسَّيْلِ بِاللَّيْلِ لَا يَدْرِيْ بِه اَحَدٌ ۔۔۔ مِنْ اَيْنَ جَاءَ وَلَا مِنْ اَيْنَ يَاتِيْه
اَلْوَيْلُ لِلْعَهْدِ كَيْفَ يَنْقُضُهٗ ۔۔۔ وَالْوَيْلُ لِلْوُدِّ مِنْهُ كَيْفَ يَنْفِيْه

1- جو چغلخور لوگوں میں چغلخوریاں کرتا ہے تو اس کے دوست کو بھی اس کے سانپوں اور بچھوؤں سے بے خوف نہ سمجھ۔ (یعنی وہ دوستوں کی بھی چغلیاں کرے گا)

2- رات کو آنے والے سیلاب کی طرح جس کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا ہے اور کس کس تک پہنچا ہے۔

3- اس کے عہد کیلئے ہلاکت ہے وہ اسے کیسے پورا کرے گا اور اس کی دوستی کیلئے ہلاکت ہے، وہ کیسے اس کی نفی کرے گا۔

دوسرا شاعر کہتا ہے:

يَسْعٰى اِلَيْكَ كَمَا يَسْعٰى اِلَيْكَ فَلَا ۔۔۔ تَاْمَنْ غَوَائِلَ ذِيْ وَجْهَيْنِ كَيَّادٖ

1- وہ چغلخور جس طرح تیری حمایت کرتا ہے اسی طرح تیری برائیاں بھی بیان کرے گا دو چہروں والے کے مکر و فریب سے غافل نہ ہو۔

www.waseemziyai.com

باب۷۹:

عداوتِ شیطان

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دل میں اترنے کی دو جگہیں ہیں، ایک جگہ فرشتے کے اترنے کی وہ ہے جو نیکی پر تنبیہ کرتی ہے اور حق کی تصدیق کی جانب رغبت دلاتی ہے لہٰذا جو آدمی اپنے اندر یہ بات محسوس کرے وہ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھے اور خداوند جل وعلا کی تعریف وتوصیف کرے، دوسری جگہ دشمن کی ہے جو فتنہ وفساد کی جانب میلان پیدا کرتا حق کی تکذیب اور نیکیوں سے منع کرتا ہے، جو شخص اپنے دل میں یہ بات محسوس کرے وہ اللہ تعالیٰ سے شیطانِ رجیم کی شرارتوں سے پناہ مانگے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ (پ۳ البقرۃ ۲۶۸) شیطان تمہیں فقر کا وعدہ دیتا ہے اور برے کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

جناب حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دو فکریں ہیں جو انسان کے دل میں گردش کرتی رہتی ہیں، ایک حق کی فکر اور دوسری دشمنی کی فکر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم کرے جو اپنے عزائم کا قصد کرتا ہے، جو کام اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نظر آتا ہے اسے پورا کرتا ہے اور جو اسے دشمن کی طرف سے نظر آتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے۔

جناب جابر بن عبیدہ العدوی کہتے ہیں، میں نے جناب علاء بن زیاد سے اپنے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں کی شکایت کی تو انہوں نے اسے فرمایا، دل کی مثال اس گھر جیسی ہے جس میں چوروں کا گذر ہوتا ہے، اگر اس میں کچھ موجود ہوتا ہے تو وہ اسے نکال لے جانے کے بارے میں سوچتے ہیں ورنہ اسے چھوڑ دیتے ہیں یعنی جو دل خواہشات سے خالی ہوتا ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا، اسی لئے فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ (پ۱۴ ۱۱ الحجر ۴۲) بیشک میرے بندوں پر تیرے لئے کوئی غلبہ نہیں۔

لہٰذا ہر وہ انسان جو خواہشات کی پیروی کرتا ہے وہ اللہ کا نہیں بلکہ شہوت کا بندہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ اس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (پ۲۵ ۱۲ الجاثیۃ ۲۳) کیا تو نے اس کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا۔

www.waseemziyai.com

اس آیت میں اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ جس کا معبود اور خدا اس کی خواہش ہو اللہ کا بندہ نہیں ہوتا۔

اسی لئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز وقراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے جسے خترب کہا جاتا ہے، تم جب بھی اس کے وسواس محسوس کرو، اللہ تعالیٰ سے اس سے پناہ مانگو اور تین مرتبہ بائیں جانب تھوک دو راوی کہتے ہیں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے دور کر دیا۔

حدیث شریف میں ہے وضو (میں نقص پیدا کرنے) کیلئے ایک شیطان ہے جس کا نام ولہانؔ ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس سے بچنے کا سوال کرو۔

دل سے شیطانی وساوس اس صورت میں دور ہو سکتے ہیں کہ انسان ان وساوس کے خلاف باتیں سوچے یعنی ذکرِ الٰہی کرے کیونکہ دل میں کسی چیز کا خیال آتا ہے تو پہلے والی چیز کا خیال مٹ جاتا ہے لیکن ہر اس چیز کا خیال جو ذاتِ ربانی اور اس کے فرامین کے علاوہ ہو، شیطان کی جولا نگاہ بن سکتی ہے مگر ذکرِ خدا ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے مومن کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ شیطان کی طاقت نہیں جو اس میں زور آزمائی کرے، چونکہ ہر چیز کا علاج اس کی ضد سے کیا جاتا ہے، لہٰذا جان لیجئے کہ تمام شیطانی وساوس کی ضد ذکرِ الٰہی ہے، شیطان سے پناہ چاہنا ہے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ سے رہائی پانا ہے اور تمہارے اس قول کا کہ میں اللہ سے شیطان رجیم کی پناہ مانگتا ہوں اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کا یہی منشا ہے، اس مقام پر وہی لوگ سرفراز ہوتے ہیں جو متقی ہوں اور ذکرِ خدا جن کی رگ رگ میں رچ بس گیا ہو اور شیطان ایسے لوگوں پر بے خبری کے عالم میں اچانک حملے کیا کرتا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴿۲۰۱﴾	تحقیق وہ لوگ جو پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ لگتا ہے تو وہ ذکر کرتے ہیں پھر اچانک وہ دیکھنے لگتے ہیں۔ (پ۹ الاعراف ۲۰۱)

مجاہد رضی اللہ عنہ اس فرمانِ الٰہی:

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۬ۙ الْخَنَّاسِ﴿۴﴾	خناس کے وسوسوں کے شر سے۔ (پ۳۰ الناس ۴)

کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ وہ دل پر پھیلا ہوا ہوتا ہے، جب انسان ذکرِ خدا کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور سکڑ جاتا ہے اور جب انسان ذکر سے غافل ہوتا ہے تو وہ حسبِ سابق دل پر تسلط جما لیتا ہے۔

ذکرِ الٰہی اور شیطان کے وساوس کا مقابلہ ایسے ہے جیسے نور اور ظلمت، رات اور دن، اور جس طرح یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

www.waseemziyai.com

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ؕ ان پر شیطان غالب آیا اور انہیں یادِ الٰہی سے غافل کر دیا۔ (پ ۲۸ المجادلۃ ۱۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے دل پر اپنی تاک لگائے ہوئے ہوتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے دل کو نگل لیتا ہے۔

ابن وضاح رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جب آدمی چالیس سال کو پہنچ جاتا ہے اور توبہ نہیں کرپاتا شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اپنے باپ کی قسم یہ اس کا چہرہ ہے جو فلاح نہیں پائے گا۔

اور جیسے انسانی خواہشات و شہوات انسان کے خون اور گوشت پوست سے جدا نہیں ہوتیں، اسی طرح شیطان کی سلطنت بھی انسانی دل پر محیط ہے اور انسان کے خون اور گوشت و پوست پر جاری وساری ہے چنانچہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے شیطان انسان کے وجود میں خون کی طرح گردش کرتا ہے لہٰذا اس کی گذرگاہوں کو بھوک سے بند کرو، آپ نے بھوک کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ شہوت کو ختم کر دیتی ہے اور شیطان کے راستے بھی شہوات ہیں۔

شہوات نفسانی کے دل کا گھیراؤ کرنے کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے جس میں شیطان کے قول کی خبر دی گئی ہے کہ اس نے کہا "البتہ میں ان کے پاس ان کے آگے سے، ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں سے اور ان کی بائیں طرف سے آؤنگا، اس سے پہلے والی آیت میں ہے شیطان نے کہا" کہ میں البتہ تیری سیدھی راہ پر ان کیلئے بیٹھوں گا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ شیطان انسان کے راستوں پر بیٹھ گیا، اس کے اسلام کے راستہ میں بیٹھ کر اسے کہا کیا تو اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے اور اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑتا ہے مگر اس انسان نے اس کا کہا ماننے سے انکار کر دیا اور اسلام لے آیا پھر وہ ہجرت کے راستے میں بیٹھ گیا اور بولا کیا تو ہجرت کرتا ہے اور اپنے وطن کو اور اس کی زمین و آسمان کو چھوڑتا ہے؟ مگر انسان نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ہجرت کر گیا پھر اس کے جہاد کے راستہ میں بیٹھ کر بولا کیا تو جہاد کرنا چاہتا ہے، حالانکہ اس میں جان و مال کا ضیاع ہے، جب تو جنگ میں جائیگا تو قتل ہو جائیگا اور تیری عورتوں سے لوگ نکاح کرلیں گے، تیرا مال آپس میں بانٹ لیں گے مگر اس بندۂ خدا نے شیطان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور جہاد میں شریک ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس کسی نے ایسے کردار کا مظاہرہ کیا، پھر اسے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہو گا کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔

www.waseemziyai.com

باب ۸۰:

محبت و محاسبۂ نفس

حضرتِ سفیان رضی اللہ عنہ کا قول ہے محبت اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ایک اور بزرگ کا قول ہے کہ محبت دائمی ذکر کا نام ہے۔ایک اور قول ہے کہ محبت محبوب کو خود پر ترجیح دینا ہے اور بعض کا قول ہے کہ محبت نام ہے دنیا کے قیام کو برا سمجھنے کا۔مذکورہ بالا سب اقوال محبت کے ثمرات کیطرف اشارہ کرتے ہیں،نفس محبت کو کسی نے نہیں چھیڑا۔بعض نے یہ کہا ہے کہ محبت نام ہے محبوب کے ان کمالات کا ہے جن کے ادراک سے دل مجبور اور جن کی ادائیگی سے زبانیں مسدود ہیں۔

حضرتِ جنید رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے تعلق رکھنے والوں پر محبت کو حرام کر دیا ہے اور فرمایا ہر محبت کسی عوض کے جواب میں ہوتی ہے،جب عوض ختم ہو جاتا ہے محبت زائل ہو جاتی ہے۔حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس شخص سے جو شخص اللہ کی محبت کا اظہار کرے،کہہ دو کہ کسی غیر کے سامنے ذلیل ہونے سے بچتے رہنا۔

حضرتِ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ ہمیں عارف اور محب کی تعریف بتلائیے،انہوں نے کہا عارف اگر بات کرتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور محب اگر چپ رہتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور آپ نے یہ اشعار پڑھے:

يَا اَيُّهَا السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ — حُبُّكَ بَيْنَ الْحَشَاءِ مُقِيْمُ
يَا رَافِعَ النَّوْمِ عَنْ جُفُوْنِيْ — اَنْتَ بِمَا مَرَّ بِيْ عَلِيْمُ

1- اے مہربان سردار تیری محبت میرے دل کی گہرائیوں میں مقیم ہے۔
2- اے میری پلکوں سے نیند اڑانے والے جو کچھ مجھ پر بیتی تو اسے جانتا ہے۔

کسی دوسرے شاعر کا قول ہے:

عَجِبْتُ لِمَنْ يَقُوْلُ ذَكَرْتَ اِلْفِيْ — وَهَلْ اَنْسٰى فَاذْكُرْ مَانَسِيْتُ
اَمُوْتُ اِذَا ذَكَرْتُكَ ثُمَّ اَحْيٰى — وَلَوْلَا حُسْنُ ظَنِّيْ مَاحَيِيْتُ
فَاَحْيٰى بِالْمُنٰى وَاَمُوْتُ شَوْقاً — فَكَمْ اَحْيٰى عَلَيْكَ وَكَمْ اَمُوْتُ
شَرِبْتُ الْحُبَّ كَاْسًا بَعْدَ كَاْسٍ — فَمَا نَفَدَ السَّرَابُ وَمَا رُوِيْتُ
فَلَيْتَ خَيَالَهٗ نصب لِعَيْنِيْ — فَاِنْ قصرت فِيْ نَظَرِيْ عَمِيْتُ

1- مجھے اس پر انتہائی تعجب ہوتا ہے جو مجھ سے کہتا ہے تو نے میری محبت کو یاد کیا ہے،کیا میں اس کی محبت بھول گیا ہوں جو اسے یاد کروں؟

www.waseemziyai.com

2- جب میں تجھے یاد کرتا ہوں تو مر جاتا ہوں پھر زندہ ہو جاتا ہوں۔ اگر میرا حسنِ ظن نہ ہوتا تو میں کبھی زندہ نہ ہوتا۔

3- پس میں موت میں زندگی پاتا ہوں اور تیرے شوق میں موت پاتا ہوں، کتنی مرتبہ میں تیرے لیے زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔

4- میں نے محبت کا جام کے بعد جام پیا، نہ شراب محبت کم ہوئی اور نہ ہی میں سیر ہوا۔

5- اے کاش! اس کا خیال میرا نصب العین ہو، جب بھی وہ میری نظروں سے دور ہو، میں اندھا ہو جاتا ہوں۔

حضرتِ رابعہ العدویہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن کہا کون ہے جو ہمیں اپنے محبوب کا پتہ بتلائے، ان کی خادمہ بولی کہ ہمارا محبوب ہمارے ساتھ ہے لیکن دنیا نے ہمیں اس سے جدا کر رکھا ہے۔

ابن الجلاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جب میں بندے کے دل کو دنیا اور آخرت کی محبت سے خالی پاتا ہوں تو اس کے دل کو اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ جناب سمنون رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن محبت کے متعلق گفتگو فرمائی تو ان کے سامنے ایک پرندہ اترا اور وہ اپنی چونچ زمین پر مارنے لگا یہاں تک کہ اس سے خون بہنے لگا اور وہ مر گیا۔

حضرتِ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ جنت تیرے ان انعامات کے مقابلہ میں، جو مجھے ودیعت ہوئے ہیں، میرے نزدیک مچھر کے پر کے برابر وزن نہیں رکھتی، تو نے مجھے اپنی محبت سے سرفراز کیا ہے، اپنے ذکر کی الفت بخشی ہے اور اپنی عظمت میں غور و فکر کرنے کیلئے فراغت مرحمت فرمائی ہے۔

حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے اللہ سے محبت کی وہ زندۂ جاوید ہوا، جس نے دنیا سے محبت کی وہ بے آبرو ہوا، احمق صبح و شام ذلت و رسوائی سے بسر کرتا ہے اور عقلمند اپنے عیوب تلاش کرتا رہتا ہے۔

محاسبۂ نفس:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نفس کے محاسبہ کا حکم دیا ہے، فرمانِ الٰہی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر نفس یہ دیکھے کہ اس نے کل کیلئے کیا بھیجا ہے۔ (پ ۲۸ الحشر ۱۸)

اس آیتِ کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اپنے گذشتہ اعمال کا محاسبہ کرے اسی لئے حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قبل اس کے تمہارا محاسبہ ہو، تم خود اپنا محاسبہ کرو اور اس سے پہلے کہ تمہارے

www.waseemziyai.com

اعمال تولے جائیں تم خود اپنے اعمال تول لو۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے عرض کیا مجھے نصیحت کیجئے، آپ نے فرمایا کیا تم نصیحت کی طلب میں آئے ہو؟ عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کا انجام سوچ لو، اگر اس کا انجام اچھا ہو تو کرلو اور اگر اس کا برا انجام ہو تو اس سے رک جاؤ۔ حدیث شریف میں ہے، عقل مند کیلئے مناسب ہے کہ وہ چار گھڑیوں میں ایک گھڑی اپنے نفس کے محاسبہ میں خرچ کرے۔

فرمان الٰہی ہے:

وَتُوبُوٓا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ اور توبہ کرو اللہ کی طرف مکمل توبہ اے مومنو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (پ۱۸ النور ۳۱)

اور توبہ ایسا فعل ہے جو کام کر چکنے کے بعد شرمندگی اور پشیمانی سے متصف ہوتا ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں اور اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ فرمان الٰہی ہے "بے شک وہ لوگ جو پرہیزگار ہیں، جب انہیں شیطان کی طرف سے وسوسہ آتا ہے تو وہ ذکر کرتے ہیں، پس اچانک وہ دیکھنے والے ہوتے ہیں"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب رات تاریک ہوتی تو اپنے قدموں پر چابک مارتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ تو نے آج کیا عمل کیا؟ جناب میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آدمی اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک وہ کام کے بعد اپنے شریک یا شریکوں کے محاسبہ سے بھی اپنے نفس کا سخت محاسبہ نہ کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے وقت وصال فرمایا کہ مجھے لوگوں میں سے کوئی بھی عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے، پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے کیا کہا ہے؟ میں نے آپ کا فرمان دہرایا تو آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک عمر سے زیادہ باعزت کوئی شخص نہیں ہے، تو گویا آپ نے ایک بات کہہ کر اس پر غور فرمایا اور اسے دوسرے جملہ میں تبدیل کر دیا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب ان کے باغ کے پرندے نے نماز سے ان کی توجہ ہٹادی تو انہوں نے اس کوتاہی کے بدلہ میں انتہائی پشیمانی کے عالم میں وہ سارا باغ اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے لکڑیوں کا گٹھا اٹھایا تو لوگوں نے کہا اے ابو یوسف! تیرے گھر میں لکڑیاں موجود تھیں اور تیرے غلام بھی اس کام کیلئے موجود تھے، تو نے یہ کام کیوں کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے نفس کا امتحان لے رہا تھا کہ کہیں یہ ان کاموں کو برا تو نہیں سمجھتا۔

جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مومن اپنے نفس کا حاکم ہوتا ہے اور اس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے، ان لوگوں کا قیامت میں حساب آسان اور ہلکا ہوگا جو دنیا میں اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہے ہیں اور قیامت

www.waseemziyai.com

میں ان لوگوں کا سخت محاسبہ ہوگا جو دنیا میں اپنے نفسوں کا محاسبہ نہیں کرتے۔ پھر محاسبہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اچانک مومن کو کوئی چیز پسند آجاتی ہے اور وہ اسے دیکھ کر کہتا ہے. بخدا تو مجھے پسند ہے. تو میری ضرورت ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ تیرے اور میرے درمیان حساب حائل ہے. یہ حساب قبل از عمل کی مثال ہے اور جب مومن سے کوئی لغزش سرزد ہو جاتی ہے تو وہ خود سے کہتا ہے تیرا اس فعل سے کیا مطلب تھا. بخدا میں اس پر عذر پیش نہیں کروں گا اور بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں کبھی بھی ایسا کام پھر نہیں کروں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں مدینہ منورہ سے باہر نکلے یہاں تک کہ وہ ایک دیوار کے قریب پہنچے، میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے اور میرے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل تھی، واہ واہ! عمر بن الخطاب امیر المومنین ہے! بخدا اے نفس! اللہ سے ڈر، ورنہ وہ تجھے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ اس فرمان الٰہی:

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ اور میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

(پ ۲۹ القیٰمۃ ۲)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مومن سے جب کوئی غلطی ہوتی ہے تو وہ اپنے نفس کا تعاقب کرتا ہے کہ تیرا اس بات سے کیا ارادہ تھا؟ تیرا میرے کھانے اور پینے سے منشا کیا تھا؟ اور بدکار قدم بقدم آگے بڑھتا رہتا ہے مگر گناہوں پر محاسبہ نفس نہیں کرتا۔

جناب مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے اپنے نفس سے یہ کہا کہ تو نے ایسا ایسا کام انجام نہیں دیا پھر اس کی خدمت کی، اس کی ناک میں نکیل ڈال کر کتاب اللہ کی پیروی کو اس کیلئے لازمی قرار دے دیا، ایسا شخص اپنے نفس کا قائد ہو گا اور حقیقت میں یہی نفس کا محاسبہ ہے۔ جناب میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ متقی شخص اپنے نفس کا ظالم بادشاہ اور بخیل حصہ دار سے بھی زیادہ محاسبہ کرتا ہے۔

جناب ابراہیم التیمی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے اپنے نفس کے سامنے جنت کی مثال پیش کی، اس کے پھل کھانا، اس کی نہروں سے پانی پینا اور اس کی پاکیزہ عورتوں سے میل ملاپ رکھنے کی تفصیل بیان کی، پھر میں نے اپنے نفس کو جہنم کی تفصیل سنائی یعنی اس کا تھوہر کھانا، اس کی پیپ پینا اور اس کے بھاری زنجیر اور طوق گلے میں پہننے کا بتا کر کہا تجھے ان دو میں سے کون سی چیز پسند ہے؟ نفس بولا میرا ارادہ ہے کہ دنیا میں جا کر نیک عمل کر کے آؤں، تب میں نے اسے کہا کہ فی الحال تجھے مہلت ملی ہوئی ہے، لہٰذا خوب نیک اعمال کر لے۔ جناب مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حجاج کو خطاب کرتے

www.waseemziyai.com

ہوئے سنا. وہ کہہ رہا تھا. اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنا حساب دوسرے کے پاس جانے سے پہلے خود ہی اپنے نفس کا محاسبہ کرلیا. اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے عمل کی لگام پکڑ کر سوچا کہ میں ایسا کام کیوں کر رہا ہوں. اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنی بھرتی کو دیکھا. اللہ اس بندہ پر رحم فرمائے جس نے اپنے اعمال کے میزان کو دیکھا وہ اسی طرح کہتا رہا یہاں تک کہ میں رو پڑا. (لیکن حجاج کے مظالم اور صلحاء وابرار پر اس کی چیرہ دستیوں نے خود اس کو کبھی اپنے نفس کے محاسبہ کا موقع نہیں دیا۔)

جناب احمد بن قیس علیہ الرحمۃ کے ایک ساتھی کی روایت ہے کہ میں ان کے ساتھ رہتا تھا. ان کی رات کی عبادت عموی طور پر دعاؤں پر مشتمل ہوتی تھی اور وہ چراغ کی طرف آتے اس کی لو میں اپنی انگلی رکھ دیتے یہاں تک کہ اس پر آگ کا اثر محسوس کیا جاتا، پھر اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہتے اے خبیث! تجھے فلاں دن کس چیز نے ایسے ایسے کام کرنے پر اکسایا تھا. تجھے فلاں روز کون سی چیز نے ایسے برے عمل پر آمادہ کیا تھا۔

❀❀❀❀

باب ۸۱:

آمیزشِ حق و باطل

فرمانِ نبوی ﷺ ہے جسے حضرتِ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جب لوگوں کے دلوں میں قرآن مجید بدن کے کپڑوں کی طرح پرانا ہو جائے گا ان کے تمام احکامات طمع پر مبنی ہوں گے. کسی کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہوگا، اگر ان میں سے کوئی ایک نیکی کرے گا تو کہے گا یہ مجھ سے قبول کرلی جائے گی اور اگر برائی کرے گا تو کہے گا یہ بخش دی جائے گی۔

حضور ﷺ نے بتلایا کہ وہ خوفِ خدا کی بجائے طمع رکھیں گے کیونکہ قرآنِ مجید کی ان تنبیہات سے جن میں انسانوں کو عذاب سے خوف دلایا گیا ہے، ان کو بالکل علم نہیں ہوگا، اسی عادت اور اس جیسی دوسری عادتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے متعلق ان الفاظ میں خبر دی ہے کہ:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَرِثُوا الۡكِتٰبَ يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ لَنَا ‌ۚ	پس ان کی جگہ ان کے برے جانشین بیٹھے جو کتاب کے وارث ہوئے وہ ناقص یعنی حرام اسباب کو لیتے ہیں اور کہتے ہیں البتہ ہم کو بخش دیا جائیگا۔ (پ۹ الاعراف ۱۶۹)

اس کی تفسیر یہ ہے کہ ان کے علماء کتابِ الٰہی کے وارث ہوئے مگر انہوں نے دنیا کی خواہشات سے

www.waseemziyai.com

مرصع مال کمانا شروع کر دیا خواہ وہ حلال ہو یا حرام اور یہ کہا کہ ہمیں اللہ بخش دے گا حالانکہ فرمان الٰہی ہے ''اور اس شخص کیلئے جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں'' مزید فرمایا'' یہ (جنت) اس شخص کیلئے ہے جو میرے حضور کھڑا ہونے سے ڈالا اور میری تہدید سے خوف زدہ ہوا ہے''

قرآنِ مجید میں اول سے آخر تک لوگوں کو خوف دلایا گیا ہے، انہیں ڈرایا گیا ہے اس میں جب کوئی سوچنے والا غور و فکر کرتا ہے تو اس کا حزن و ملال بڑھتا ہے، اگر وہ مومن ہے تو اس کا اس میں غور و فکر کرنے سے خوف فزوں تر ہوتا ہے مگر تم لوگوں کو دیکھتے ہو، اسے جلدی جلدی پڑھتے ہیں، اس کے حروف کے مخارج نکالتے ہیں، اس کے زبر زیر اور پیش میں جھگڑتے ہیں جیسے کہ وہ عرب کے اشعار پڑھ رہے ہوں، وہ اس کے معانی میں غور و فکر نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے احکامات پر عمل کی سعی کرتے ہیں اور دنیا میں اس جیسا یا اس سے بڑھ کر کوئی دھوکہ ہے کہ لوگ نیکیاں اور گناہ کرتے ہیں ان کی برائیاں نیکیوں سے زیادہ ہوتی ہیں مگر وہ اس کے باوجود بخشش کی تمنا رکھتے ہیں اور گناہوں کے پلڑے کو بھاری سمجھتے ہوئے بھی وہ نیکیوں کے پلڑے کے بھاری ہونے کی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں، یہ ان کی جہالت کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

تم دیکھتے ہو آدمی چند حلال و حرام کے ملے جلے روپے راہِ خدا میں دیتا ہے اور مسلمانوں کے مال اور مشتبہ مال سے ان کے دوگنے چوگنے روپے کھرے کر لیتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا راہِ خدا میں خرچ کیا ہوا مال بھی مسلمانوں کے مال سے چھینا ہوا ہو، کھائے ہوئے ہزار روپے کا یہ حرام یا حلال سے کمائے دس روپے جن کو میں نے راہِ خدا میں دیا ہے، بدلہ بن جائیں گے، ایسے شخص کی مثال کچھ یوں ہے کہ ایک آدمی ترازو کے ایک پلڑے میں دس روپے اور دوسرے میں ایک ہزار روپے رکھ کر یہ توقع رکھے کہ دس روپوں والا پلڑا بھاری اور ہزار والا ہلکا ہو جائے گا تو یہ اس کی جہالت کی انتہا ہوگی، تم کو بعض ایسے شخص بھی نظر آئیں گے جن میں سے ہر ایک یہ سمجھے گا کہ اس کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ ہیں، ایسا شخص نفس کا محاسبہ نہیں کرتا اور اپنے گناہوں کو تلاش نہیں کرتا لیکن جب وہ کوئی نیکی کرتا ہے، اس پر اعتماد کرتا ہے اسے گن لیتا ہے، ایسے شخص کی مثال ایسی ہے جو زبان سے استغفار کرتا ہے یا دن میں سو مرتبہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ پھر مسلمانوں کی غیبت کرتا ہے، ان کی عزتیں پامال کرتا ہے اور سارا دن ان گنت ایسی باتیں کرتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے لیکن اس کی نگاہ میں وہ سو تسبیحات گردش کرتی رہتی ہیں اور سو بار استغفار کرنا گھومتا رہتا ہے اور سارے دن کی لغویات سے غافل ہو جاتا ہے جن کو اگر وہ لکھتا تو وہ ہر تسبیح سے سو گنا یا ہزار گنا زیادہ ہوتیں، جنہیں محافظ فرشتوں نے لکھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہر ایسے کلمہ پر عذاب کا وعدہ کیا ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے''وہ شخص تسبیح و تہلیل کے فضائل میں تو غور کرتا ہے مگر ان

www.waseemziyai.com

وعیدوں سے اپنی آنکھیں بند کرلیتا ہے جوغیبت کرنے والوں، جھوٹوں، چغلخوروں اور ایسے لوگوں کے متعلق وارد ہوئی ہیں جو زبان سے کچھ اور کہتے ہیں اور دل میں کچھ اور کہتے ہیں' اس کے علاوہ بھی طرح طرح کی ایسی باتیں ہیں جن پر گرفت ہوگی اور یہ دنیا تو محض دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔

مجھے زندگی کی قسم اگر محافظ لکھنے والے فرشتے اس سے ان لغو باتوں کے تحریر کرنے کی اجرت طلب کرتے جو اس کی تسبیحات سے زیادہ ہیں تو وہ اپنی زبان بند کرلیتا اور ایسی اہم باتیں بھی نہ کرتا جو اس کی ضروریات میں شامل ہوتیں اور نہ ہی وہ ناتوانی میں کوئی بات کرتا وہ ہر بات کو گنتا، اس کا محاسبہ کرتا اور اپنی تسبیحات سے ان کا موازنہ کرتا کہ کہیں میری باتوں کی اجرت میری تسبیحات سے زیادہ نہ ہو جائے۔ افسوس تو اس امر کا ہے کہ انسان کتابت کی اجرت کے سبب تو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور بولنے میں انتہائی احتیاط کو پیشِ نظر رکھے مگر فردوسِ اعلیٰ کے نہ پانے اور اس کی نعمتوں کے زوال کو کوئی اہمیت نہ دے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ چیز ہر اس انسان کیلئے عظیم مصیبت ہے جو غور و فکر کرنے کا عادی ہو، ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے کام سونپے گئے ہیں کہ اگر ہم ان کا انکار کر دیں تو نافرمان کافروں میں سے ہو جائیں اور اگر ان کی تصدیق کریں باوجودیکہ اعمال کا نام و نشان نہ ہو تو ہم فریب خوردہ بیوقوف کہلائیں گے کیونکہ ہمارے اعمال ویسے نہیں جیسے اعمال ایک ایسے شخص کے ہونے چاہئیں جو قرآن مجید کے احکامات کی تصدیق کرتا ہے (اور ہم اللہ تعالیٰ سے کافروں میں ہونے سے برأت چاہتے ہیں)۔

باب ۸۲:

نماز باجماعت کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے نماز باجماعت کو ستائیس درجے فضیلت حاصل ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگوں کو چند نمازوں میں جماعت میں نہ دیکھ کر فرمایا، میرا یہ ارادہ ہوا کہ میں کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں ان لوگوں کے یہاں جاؤں جو جماعت سے رہ گئے ہیں اور ان کو اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو لکڑیوں کے گٹھوں کے ساتھ ان پر جلانے کا حکم دوں جو جماعت میں شریک نہیں ہوئے، اگر ان میں سے کسی کو علم ہوتا کہ موٹی ہڈی یا جانور کے دو ہاتھ (جماعت میں شریک ہونے سے) ملیں گے تو وہ ضرور جماعت میں شامل ہوتے۔

حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو عشاء کی جماعت میں حاضر ہوا پس گویا اس نے آدھی رات

www.waseemziyai.com

عبادت میں گزاری اور جو صبح کی جماعت میں بھی شامل ہوا گویا اس نے ساری عمر عبادت میں گزاری۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے نماز باجماعت ادا کی پس گویا اس نے اپنے سینے کو عبادت سے بھر لیا۔ حضرتِ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بیس برس سے متواتر میں اس وقت مسجد میں ہوتا ہوں جب مؤذن اذان دیتا ہے۔ جناب محمد بن واسع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دنیا سے تین چیزوں کی خواہش رکھتا ہوں، ایسا بھائی کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھے سیدھا کر دے. بغیر کاوش کے مختصر رزق جس کی باز پرس نہ ہو. اور نماز باجماعت. جس کی غلطیاں میرے لئے معاف کر دی جائیں اور جس کی فضیلت مجھے بخش دی جائے۔

حضرتِ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کی امامت کی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیطان کے متعلق فرمایا کہ وہ مجھے بہکاتا رہا یہاں تک کہ میں نے بھی خود کو دوسروں سے افضل سمجھ لیا، میں آج کے بعد امامت نہیں کروں گا۔

جناب حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھو جو علماء کی مجلس میں نہ جاتا ہو۔ جناب نخعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو بغیر کسی علم کے لوگوں کی امامت کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو سمندر میں رہ کر اس کا پانی نہ پیتا ہے اور اس کی کمی زیادتی کو نہیں سمجھتا۔

جناب حاتمِ اصم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میری ایک نماز باجماعت فوت ہوگئی تو صرف ابواسحٰق البخاری میری تعزیت کو آئے۔ اگر میرا بچہ فوت ہو جاتا، تو دس ہزار سے بھی زیادہ لوگ تعزیت کیلئے آتے کیونکہ لوگ دین کے نقصان کو دنیا کے نقصان سے. بہت ہلکا جانتے ہیں۔

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص نے اذان سن کر اس کا جواب نہ دیا اس نے بھلائی کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی اسے بھلائی نصیب ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ پگھلے ہوئے سیسے سے انسان کے کانوں کا بھر دیا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ اذان سن کر اس کا جواب نہ دے۔

منقول ہے کہ حضرتِ میمون بن مہران مسجد میں آئے تو آپ سے کہا گیا کہ لوگ تو واپس لوٹ گئے ہیں (یعنی نماز ہو چکی ہے) آپ نے یہ سن کر فرمایا اناللہ وانا الیہ راجعون، اور کہا کہ اس نماز کے پالینے کی فضیلت مجھے عراق کی حکومت سے زیادہ پسند تھی۔

چالیس نمازیں باجماعت ادا کرنے پر انعامِ الٰہی:

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے چالیس دن تمام نمازیں باجماعت ادا کیں اور اس کی تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کی خاطر دو براتیں لکھ دیتا ہے، ایک نفاق سے برائت اور

www.waseemziyai.com

دوسری براءت جہنم سے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو قبروں سے ایک ایسی جماعت اٹھے گی جن کے چہرے چمکدار ستارے کی طرح ہوں گے فرشتے ان سے کہیں گے تمہارے اعمال کیا تھے؟ وہ جواب دیں گے جب ہم اذان سنتے تھے تو وضو کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور کسی اور کام میں قطعی مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر ایک ایسی جماعت آئے گی جن کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے، وہ فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہیں گے کہ ہم وقت سے پہلے وضو کیا کرتے تھے، پھر ایک ایسی جماعت آئے گی جن کے چہرے آفتاب کی طرح درخشندہ ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ ہم اذان مسجد میں سنا کرتے تھے (یعنی اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے تھے)۔

مروی ہے کہ سلف صالحین تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے پر تین دن تک اپنی تعزیت کیا کرتے تھے۔

❀❀❀❀

باب ۸۳:

فضیلتِ نمازِ تہجد

قرآن مجید کی متعدد آیات سے اس نماز کی فضیلت ثابت ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ۔ (پ۲۹ المزمل ۲۰)

بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات کے قریب کھڑا ہوتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ (پ۲۹ المزمل ۶)

تحقیق رات کا اٹھنا نفس کو کچلنے کیلئے بہت سخت ہے اور کام کا بہت درست کرنے والا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ۔ (پ۲۱ السجدۃ ۱۶)

ان کی کروٹیں (پہلو) بچھونوں سے دور ہوتی ہیں۔

مزید فرمان ہوتا ہے:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ۔ (پ۲۳ الزمر ۹)

کیا جو شخص کہ وہ رات کے وقت بندگی کرتا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

www.waseemziyai.com

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (پ۱۹ الفرقان ۶۴)

اور وہ لوگ جو اپنے رب کیلئے رات کو سجدہ کرتے ہوئے قیام کرتے ہوئے گذارتے ہیں۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط (پ۱ البقرۃ ۴۵)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

کہا گیا ہے کہ اس نماز سے مراد رات کی نماز ہے جس پر مداومت کر کے نفس سے جہاد کیا جا سکتا ہے۔

احادیث میں بھی اس نماز کی فضیلت وارد ہے چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جب تم میں سے کوئی ایک سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی میں تین گانٹھیں دیتا ہے اور ہر گانٹھ میں وہ کہتا ہے کہ بہت طویل رات باقی ہے اور ابھی کچھ دیر اور سو لے، پس اگر انسان بیدار ہو کر ذکرِ خدا کرتا ہے تو ایک گانٹھ کھل جاتی ہے، جب وضو کرتا ہے تو دوسری گانٹھ کھل جاتی ہے اور جب انسان نماز میں مصروف ہو جاتا ہے تو تیسری گانٹھ بھی کھل جاتی ہے اور انسان اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ خوشی و مسرت کا پانے والا اور ہلکا پھلکا ہوتا ہے ورنہ وہ سست اور بدمزاج ہو کر اٹھتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جو ساری رات سوتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے، آپ نے فرمایا یہ ایسا شخص ہے کہ جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ شیطان کے پاس ناک کی دوا، چاٹنے کی چیز اور چھڑکنے کی چیزیں ہیں، جب وہ کسی انسان کے ناک میں دوائی ڈالتا ہے تو وہ بدخلق بن جاتا ہے، جب کسی انسان کو چاٹنے کی دوا دیتا ہے تو وہ انسان بدزبان ہو جاتا ہے اور جب کسی انسان پر دوائی چھڑکتا ہے تو وہ صبح تک سوتا رہتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدھی رات میں بندے کا دو رکعتیں نماز پڑھنا، دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے بہتر ہے، اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں یہ دو رکعتیں ان پر فرض کر دیتا۔ صحیح بخاری میں حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جب اس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ دنیا اور آخرت کی جو بھلائی مانگتا ہے اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔

حضرتِ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ (شب میں نماز کیلئے) کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے پائے مبارک رات میں کھڑے ہو کر عبادت کرنے کے سبب سوج گئے، آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی خلافِ اولیٰ باتوں کو معاف نہیں فرما دیا؟ آپ نے

www.waseemziyai.com

یہ سن کر ارشاد فرمایا، کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

اس حدیث شریف سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ اس سے آپ کی مراد مزید انعامات الٰہیہ کی طلب اور جستجو تھی کیونکہ شکر زیادتیٔ نعمت کا سبب ہے. فرمانِ الٰہی ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔ اگر تم شکر کرو تو میں البتہ تمہیں زیادہ دونگا۔ (پ ۱۳ ابراہیم ۷)

حضور ﷺ نے حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم پر زندگی، موت، قبر اور حشر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہو. رات کا کچھ حصہ باقی ہو اور تم رب کی رضا کے حصول کیلئے اٹھ کر عبادت کرو؟ اے ابو ہریرہ! گھر کے کونوں میں نماز پڑھا کرو. تمہارا گھر آسمان سے ایسا چمکتا ہوا نظر آئے گا جیسے کہ زمین والوں کو چمکدار ستارے نظر آتے ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے تمہارے لئے لازم ہے کہ رات کو عبادت کیا کرو کیونکہ یہ گذشتہ نیک لوگوں کا طریقہ ہے، بے شک رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے قرب کا سبب، گناہوں کا کفارہ، جسمانی بیماریوں کو دور کرنے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ہر وہ شخص جو رات کو عبادت کا عادی ہو اور اسے نیند آجائے تو اس کے نامۂ اعمال میں رات کی عبادت کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور نیند کو اس پر بخش دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوذر! جب تم سفر کا ارادہ کرتے ہو تو زادِ راہ تیار کرتے ہو؟ عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا قیامت کے طویل راستہ کا سفر کیسے کرو گے؟ اے ابوذر! میں تمہیں ایسی چیز بتلاؤں جو تم کو قیامت کے دن نفع دے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ضرور بتلائیے! آپ نے فرمایا قیامت کے دن کیلئے سخت گرمی کے دن روزہ رکھ، قبر کی وحشت کو دور کرنے کیلئے اندھیری رات میں نفل دو رکعت پڑھ، اہم امورِ قیامت کی حجت کیلئے حج کر، مسکین پر صدقہ کر یا حق بات کہہ اور بری بات کہنے سے خاموش رہ۔

روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ایک آدمی تھی، جب لوگ اپنے بستروں پر سو جاتے اور آنکھیں سکون حاصل کرنے کیلئے بند ہو جاتیں تو وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا اور کہتا اے خالق جہنم! مجھے جہنم سے بچا! حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس شخص کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا جب وہ ایسی حالت میں ہو تو مجھے خبر کر دینا چنانچہ آپ وہاں تشریف لائے اور اس کی تلاوت و دعائیں سنیں، صبح ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا اے فلاں! تو نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیوں نہیں کیا؟ وہ آدمی بولا یا رسول اللہ! میں جنت کا سوال کیسے کروں، ابھی تو میرے اعمال اس کی طلب کے لائق نہیں ہوئے۔ اس گفتگو کو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ فلاں آدمی کو

www.waseemziyai.com

بتلادیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم سے محفوظ فرمالیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

روایت ہے کہ جناب جبریل امین نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ ابن عمر عمدہ آدمی ہے. کاش وہ رات کو عبادت کرتا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس بات کی خبر دی. اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ رات کو عبادت کیا کرتے۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ رات کو عبادت کرتے ہوئے مجھ سے کہا کرتے دیکھو کہیں صبح تو نہیں ہوگئی؟ میں کہتا نہیں، آپ پھر عبادت میں مشغول ہو جاتے. پھر فرماتے اے نافع! دیکھو صبح ہوئی؟ میں کہتا ہاں تو آپ بیٹھ جاتے اور استغفار فرماتے یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہو جاتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے ایک رات جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھالی، رات کو ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ صبح تک سوتے رہے، اپنے وظائف و عبادت میں مشغول نہ ہو سکے، تب اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی اے یحییٰ! کیا تو نے میرے تیار کردہ گھر سے عمدہ گھر یا میرے پڑوس سے عمدہ پڑوس پالیا ہے؟ مجھے میرے عزت و جلال کی قسم! اے یحییٰ! اگر تو نے جنت الفردوس کو دیکھ لیا ہوتا تو اس کے شوق میں تیری چربی پگھل جاتی اور روح نکل جاتی اور اگر تو جہنم کو دیکھ لیتا تو تیری چربی پگھل جاتی اور آنکھوں سے پیپ بہتی۔

حضور ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! فلاں آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے، صبح ہوئی تو اس نے چوری کر لی۔ آپ نے فرمایا: عنقریب اس کا نیک عمل اس کو ان برائیوں سے روک دے گا۔ مزید ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو رات کو کھڑا ہو کر عبادت کرتا رہا، پھر اس نے اپنی عورت کو جگایا اور اس نے بھی اس کے ساتھ کھڑے ہو کر عبادت کی، اگر عورت نے انکار کیا تو اس بندے نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور آپ نے فرمایا اللہ نے اس عورت پر رحم فرمایا جو رات کو کھڑی ہو کر عبادت کرتی رہی پھر اس نے اپنے خاوند کو جگایا اور وہ بھی اس کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گیا ورنہ اس عورت نے اپنے خاوند کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے جو رات کو خود بیدار ہوا اور اپنی عورت کو بھی جگایا پھر دونوں نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی، اللہ تعالیٰ انہیں ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں سے لکھ دیتا ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ فرائض کے بعد سب سے افضل نماز رات کی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے وظائف یا عبادات کرنے کیلئے جس کی رات کو آنکھ نہ کھلی اور اس نے وہ وظائف اور عبادت صبح کی نماز اور ظہر کے درمیان ادا کئے تو اس کیلئے پوری رات کی عبادت کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

کہتے ہیں کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے:

اِغْتَنِمْ فِي الْفَرَاغِ فَضْلَ رُكُوعٍ　　فَعَسٰى اَنْ يَكُوْنَ مَوْتُكَ بَغْتَةً

كَمْ صَحِيحٍ رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِ سَقَمٍ　　خَرَجَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيحَةُ فَلْتَةً

1- فراغت کے اوقات میں رکوع وسجود کو غنیمت جان، عنقریب تجھے موت آجائیگی۔

2- میں نے کتنے ایسے تندرست دیکھے ہیں جنہیں کوئی بیماری نہیں تھی اور اچانک ان کی روحیں پرواز کر گئیں۔

❀❀❀❀

باب ۸۴:

عقوبتِ علمائے سُوء

علمائے سوء سے ہماری مراد وہ علماء ہیں جو علم کے حصول سے دنیاوی نعمتوں کے کمانے کا ارادہ رکھتے ہیں، دنیاوی قدر و منزلت چاہتے ہیں اور دنیاداروں کے ہم پلہ بننا چاہتے ہیں۔

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع اندوز نہیں ہونے دیا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے علم کی دو قسمیں ہیں زبانی علم، جو لوگوں پر اللہ کی حجت ہے قلبی علم اور یہی علم لوگوں کو نفع دینے والا ہے، فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ آخر زمانہ میں جاہل عبادت گزار اور فاسق عالم ہوں گے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ علماء پر تفاخر جتانے، بیوقوفوں سے جنگ و جدال کرنے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے علم حاصل نہ کرو، جو بھی ایسا کرے گا، جہنم میں جائے گا۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو اپنا علم چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے آگ کی لگام دے گا، نیز ارشاد فرمایا کہ میں دجال سے زیادہ اور لوگوں پر تمہارے لئے ڈرتا ہوں، پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا گمراہ کن امام، مزید فرمان ہوتا ہے کہ جو شخص علم کو بڑھاتا مگر ہدایت میں نہیں بڑھتا، اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری بڑھتی رہتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم جو حیران و پریشان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والے ہو، اندھیری رات میں آنے والوں کیلئے علم و حکمت کے راستے کیسے صاف کرو گے۔

یہ اور ان جیسی اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو علم کے خطرات سے آگاہی بخشتی ہیں، کیونکہ عالم یا تو دائمی ہلاکت پاتا ہے یا پھر دائمی سعادت سے سرفراز ہوتا ہے اور اگر عالم علم کی جستجو میں سلامتی سے محروم ہو

www.waseemziyai.com

جائے تو سعادت کو کبھی بھی نہیں پا سکتا۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس امت پر سب سے زیادہ منافق عالم سے خوف زدہ ہوتا ہوں. لوگوں نے کہا منافق عالم کیسا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی زبان عالم ہوتی ہے مگر اس کا دل اور عمل جاہل ہوتا ہے۔

جناب حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جو علماء کا علم اور دانشمندوں کی حکیمانہ باتیں جمع کرتا ہے مگر عمل بیوقوفوں جیسے کرتا ہے۔

کسی شخص نے حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں علم سیکھنا چاہتا ہوں اور اس بات سے ڈرتا ہوں کہیں میں اسے ضائع نہ کر دوں، آپ نے کہا علم کو چھوڑ دینا ہی بہت بڑا ضیاع ہے۔ جناب ابراہیم بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا لوگوں میں سے طویل شرمندگی پانے والا شخص کون ہے؟ انہوں نے فرمایا دنیا میں تو ایسے شخص سے بھلائی کرنے والا جو کفرانِ نعمت کا عادی ہے اور موت کے وقت گنہگار عالم۔

جناب خلیل بن احمد رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ چار قسم کے آدمی ہے، ایک وہ جو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ علم رکھتا ہے وہ عالم ہے، اس کی اتباع کرو، دوسرا وہ جو علم رکھتا ہے مگر اسے معلوم نہیں کہ وہ علم رکھتا ہے، وہ سویا ہوا ہے اسے جگاؤ، تیسرا وہ جو نہیں جانتا اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا وہ راہنمائی چاہنے والا ہے اس کی رہنمائی کرو، چوتھا وہ نہیں جانتا اور سمجھتا یہ ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے وہ جاہل ہے، اس سے دور رہو۔ جناب سفیان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ علم عمل سے بولتا ہے اگر انسان عمل کرے تو صحیح ورنہ علم کوچ کر جاتا ہے۔

جناب ابن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آدمی جب تک علم کی تلاش میں رہتا ہے وہ عالم ہوتا ہے اور جونہی وہ خود کو عالم سمجھنے لگتا ہے، جہالت کی تاریکیوں میں چلا جاتا ہے۔ جناب فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ مجھے تین شخصوں پر بہت رحم آتا ہے، قوم کا سردار جو ذلیل ہو جائے، قوم کا غنی جو محتاج ہو جائے اور وہ عالم جسے دنیاداری سے فرصت نہیں ہوتی۔

جناب حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے علماء کا عذاب دل کی موت ہے اور دل کی موت آخرت کے بدلے دنیا کا حصول ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

عَجِبْتُ لِمُبْتَاعِ الضَّلَالَةِ بِالْهُدٰى ۔۔۔ وَمَنْ يَّشْتَرِىْ دُنْيَاهُ بِالدِّيْنِ اَعْجَبُ

وَاَعْجَبُ مِنْ هٰذَيْنِ مَنْ بَاعَ دِيْنَهٗ ۔۔۔ بِدُنْيَا سِوَاهُ فَهُوَ مِنْ دِيْنِ اَعْجَبُ

1- مجھے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدنے والے پر تعجب ہوا اور جو دین کے بدلے دنیا خریدتا ہے وہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات کرتا ہے۔

2- اور ان سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ انسان غلط دین کے بدلے میں اپنا صحیح دین بیچ دیتا ہے۔

www.waseemziyai.com

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ عالم کو جہنم میں ایسا عذاب دیا جائے گا جس کی شدت سے وہ جہنمیوں میں گھومتا رہے گا، حضور ﷺ کی مراد ایسے عالم سے فاجر و فاسق عالم سے تھی۔

بے عمل عالم کا انجام: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، قیامت کے دن ایک عالم کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا، اس کی آنتیں نکل آئیں گی اور جہنم میں آنتوں کے بل ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، جہنم والے اسے اپنے گرد گھومتا دیکھ کر اس سے اس کے عمل پوچھیں گے، تب وہ عالم کہے گا کہ میں اوروں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، لوگوں کو برائیوں سے روکتا تھا مگر خود نہیں رکتا تھا۔

عالم کو گناہوں کے سبب دوہرا عذاب اس لئے دیا جائے گا کیونکہ وہ علم کے باوجود گناہ کرتا رہا، اسی لئے فرمانِ الٰہی ہے کہ:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ

منافقین بے شک جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ (پ۵ النساء ۱۴۵)

اس لئے کہ انہوں نے علم کے باوجود حضور ﷺ کی نبوت و صداقت کا انکار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے اللہ کا بیٹا اور اسے تین میں سے تیسرا کہنے کے باوجود یہود کو ان سے بد قرار دیا کیونکہ یہود نے علم کے باوجود حضور ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا تھا چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ط (پ۲ البقرۃ ۱۴۶)

وہ (یہود) آپ کو پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ (پ۱ البقرۃ ۸۹)

پس جب ان کے پاس وہ کچھ آیا جسے وہ پہچانتے تھے تو انہوں نے اس سے کفر کیا، پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بلعام بن باعورا کے قصہ میں ارشاد فرمایا:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

اور ان لوگوں پر اس شخص کا قصہ بیان کر جسے ہم نے اپنی نشانیاں دیں پس وہ ان میں سے نکل گیا اور شیطان نے اسے پیچھے لگایا، پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ (پ۹ الاعراف ۱۷۵)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

www.waseemziyai.com

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ (پ۹ الاعراف ۱۷۶)
پس اس کی مثال کتے کی مثال جیسی ہے۔ اگر تو اس پر بوجھ ڈال دے تو وہ زبان لٹکاتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی زبان لٹکاتا ہے۔

اسی طرح فاسق و فاجر عالم کا انجام ہوتا ہے کیونکہ بلعم کو کتاب اللہ کا علم دیا گیا تھا مگر اس نے خواہشاتِ نفسانی کو اپنا لیا لہٰذا اس کیلئے کتے کی مثال دی گئی یعنی اسے چاہے حکمت و علم دیا گیا یا نہیں، وہ ہر حالت میں شہوات کی طرف زبان لٹکاتا رہتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بُرے علماء کی مثال ایسی چٹان کی سی ہے جو نہر کے منہ پر گر گئی ہو، نہ وہ خود سیراب ہوتی ہے اور نہ ہی وہ پانی کو راستہ دیتی ہے کہ اس سے کھیتیاں سیراب ہوں۔

❀❀❀❀

باب ۸۵:

فضیلتِ حسنِ خلق

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرماتے ہوئے اور اپنی نعمتوں کا ان کیلئے اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴
بے شک آپ صاحب خلق عظیم ہیں۔ (پ۲۹ القلم ۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسنِ خلق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝۱۹۹ (پ۹ الاعراف ۱۹۹)
درگذر کرنا اختیار کرو، نیکی کا حکم کرو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسنِ خلق یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرے، جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کرے اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ عمدہ اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں، مزید ارشاد فرمایا قیامت کے دن میزان اعمال میں سب سے بھاری چیز خوفِ خدا اور حسنِ خلق ہوگا۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حسنِ خلق، پھر وہ دائیں طرف سے آیا اور عرض کی دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حسنِ خلق، پھر وہ بائیں طرف سے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حسنِ خلق، پھر وہ شخص آپ کے عقب سے آیا

www.waseemziyai.com

ورعرض کی یارسول اللہ! دین کیا ہے؟ آپ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: اَمَا تَفْقَهُ هُوَ اَنْ لَا تَغْضَبَ۔ (کیا تو نہیں سمجھتا؟ دین یہ ہے کہ تو غصہ نہ کرے)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ نحوست کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بد خلقی۔ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے وصیت کیجئے۔آپ نے فرمایا جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو،اس نے عرض کی مزید ارشاد فرمائیے،آپ نے فرمایا ہر برائی کے بعد نیکیاں کرو،وہ اسے مٹا دیں گی،اس نے پھر عرض کی کچھ اور فرمائیے،آپ نے فرمایا لوگوں سے حسنِ سلوک کرو اور حسنِ خلق سے پیش آؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا حسنِ خلق،فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس بندے کی پیدائش اور خلق کو بہترین بنایا ہے اسے وہ جہنم میں نہیں ڈالے گا۔

حضرت فضیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی کہ فلاں عورت رات کو عبادت کرتی ہے،دن کو روزہ رکھتی ہے مگر وہ بدخلق ہے،اپنی باتوں سے ہمسائیوں کو تکلیف دیتی ہے،آپ نے فرمایا اس میں بھلائی نہیں وہ جہنمیوں میں سے ہے۔

حضرتِ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ سب سے پہلے میزانِ عمل میں حسنِ خلق اور سخاوت رکھی جائے گی،جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کو پیدا فرمایا تو اس نے عرض کی اے اللہ! مجھے قوت عطا فرما،تو اللہ تعالیٰ نے اسے حسنِ خلق اور سخاوت سے تقویت بخشی اور جب اللہ تعالیٰ نے کفر کو پیدا فرمایا تو اس نے عرض کی اے اللہ! مجھے قوت بخش،تو اللہ نے اسے بخل اور بد خلقی سے تقویت بخشی۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اپنے لئے پسند فرمالیا ہے،تمہارا یہ دین سخاوت اور حسنِ خلق کے بغیر صحیح نہیں ہوتا،ہوشیار! اپنے اعمال کو ان دو چیزوں سے زینت بخشو۔فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ حسنِ خلق اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین مخلوق ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کون سے مومن کا ایمان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا خلق سب سے بہتر ہوگا۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ تم لوگوں کی مال و دولت کے ذریعے امداد نہیں کر سکتے لہٰذا ان کی خندہ پیشانی اور حسنِ خلق سے مدد کرو۔فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ بد خلقی اعمال کو اس طرح ضائع کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

حضرتِ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک تم ایسے جوان ہو کہ اللہ نے تمہاری خلقت کو بہترین کیا ہے لہٰذا تم اپنا خلق بہترین کرو۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور بہترین خلق والے تھے۔حضرتِ ابو سعید البدری رضی اللہ عنہ سے

www.waseemziyai.com

مروی ہے حضور ﷺ اپنی دعا میں یوں عرض کرتے اے اللہ! جیسے تو نے میری تخلیق کو بہترین کیا ہے ویسے ہی میری خلق کو بہترین فرما۔

حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ الْعَافِيَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ۔ اے اللہ! میں تجھ سے صحت، سلامتی اور حسنِ خلق کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا انسان کی شرافت اس کا دین ہے، اس کی نیکی حسن خلق ہے اور اس کی مروت اس کی عقل ہے۔

حضرتِ اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اعرابیوں کی مجلس میں حاضر ہوا، وہ حضور ﷺ سے پوچھ رہے تھے کہ انسان کو عطا شدہ بھلائیوں میں سے کون سی بھلائی عمدہ ہے؟ آپ نے فرمایا حسنِ خلق۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے بہترین خلق رکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، تین خصلتیں ہیں، جس شخص میں وہ تینوں یا ان میں سے کوئی ایک پائی جائے، اس کے کسی عمل کو شمار میں نہ لاؤ، پرہیزگاری جو اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رکھتی ہے، حلم جس سے وہ بیوقوف کو روک دیتا ہے، حسنِ خلق جس سے متصف ہو کر وہ زندگی بسر کرتا ہے۔

حضور ﷺ نماز کی ابتداء میں یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے بہترین خلق کی ہدایت فرما، تیرے سوا کون ہے جو حسنِ خلق کی ہدایت دے، مجھے بدخلقی سے نجات دے، بدخلقی سے بچانے والا تیرے سوا اور کون ہے؟

آپ سے دریافت کیا گیا کہ انسان کی زیب و زینت کس بات میں ہے؟ آپ نے فرمایا کلام میں نرمی، کشادہ روئی اور خندہ پیشانی کا اظہار۔ جو شخص لوگوں سے احسان کرتا ہے اور حسنِ خلق سے معاملہ رکھتا ہے ایسا انسان لوگوں کو گوارا ہوتا ہے اور لوگ اس کی تعریفیں کرتے ہیں، جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

اِذَا حَوَيْتَ خِصَالَ الْخَيْرِ اَجْمَعَهَا فَضْلًا وَّ عَامَلْتَ كُلَّ النَّاسِ بِالْحَسَنِ
لَمْ تَعْدِمِ الْخَيْرِ مِنْ ذِي الْعَرْشِ تَحْرُزُهٗ وَالشُّكْرُ مِنْ خَلْقِهٖ فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ

1- جب تو نے بھلائی کی تمام عادات کو جمع کر لیا اور سب لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا۔
2- تو تُو نے صاحبِ عرش سے اپنی جمع کردہ نیکی کو گم نہیں پائیگا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سامنے اور پیٹھ پیچھے اپنی تعریفوں کو گم پائیگا۔

www.waseemziyai.com

باب ۸۶:

خندہ وگریہ زاری

بعض مفسرین نے اس فرمانِ الٰہی:

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔(پ النجم ۶۰-۵۹)

کی تفسیر میں فرمایا کہ هٰذَا الْحَدِيْثِ سے مراد قرآن ہے۔یعنی تم اس قرآن پر تعجب کرتے ہو اور جھٹلاتے ہو اور باوجود اس کے کہ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے پھر بھی تم اس کا ٹھٹھا کرتے ہو اور اس میں جو وعیدیں ہیں ان کو پڑھ کر تم خوف سے روتے نہیں اور تم سے جو مطالبہ ہے اس سے غافل ہو۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ کبھی بھی نہیں ہنسے، صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ کو ہنستے اور مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، ایک دن حضور ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کی ایسی جماعت دیکھی جو ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے آپ ان کے پاس ٹھہر گئے، انہیں سلام کہا اور فرمایا دنیاوی لذتوں کو منقطع کرنے والی (موت) کو اکثر یاد کیا کرو۔پھر ایک مرتبہ آپ کا گذر ایک ایسی جماعت سے ہوا جو ہنس رہے تھے، آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا بخدا اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

جب حضرتِ خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے علیحدہ ہونا چاہا تو انہوں نے کہا مجھے نصیحت کیجیے، حضرتِ خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! خود کو جھگڑوں سے بچائیے، ضرورت کے بغیر قدم نہ اٹھا، تعجب کے بغیر مت ہنس، گناہگاروں کو ان کی خطاؤں کے سبب شرمندہ نہ کر اور اپنی طرف سے رب کے حضور روتا رہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ ہنسنا دل کو موت سے ہمکنار کر دیتا ہے مزید ارشاد فرمایا کہ جو شخص جوانی میں ہنستا ہے، بڑھاپے میں روتا ہے، جو مالداری میں ہنستا ہے، فقر میں روتا ہے اور جو زندگی میں ہنستا ہے، موت کے وقت روتا ہے۔

ارشادِ نبوی ہے کہ قرآن پڑھو اور رو‌و، اگر رونا نہ آئے تو رونے والے شخص جیسا چہرہ بناؤ۔جنابِ حسن رضی اللہ عنہ نے اس فرمانِ الٰہی:

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ پس چاہیئے کہ تھوڑا ہنسو اور زیادہ رو‌و۔ (پ۱۰ التوبۃ ۸۲)

کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ دنیا میں کم ہنسو ورنہ آخرت میں بہت رونا پڑے گا اور یہ تمہارے اعمال کی جزا ہوگی۔ مزید فرمایا کہ مجھے اس ہنسنے والے پر تعجب ہوتا ہے. جس کے پیچھے جہنم ہے. اور اس مسرور و شاداں پر تعجب ہوتا ہے. جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے۔

آپ کا ایک ایسے جوان کے قریب سے گزر ہوا جو ہنس رہا تھا۔ آپ نے پوچھا اے بیٹے! کیا تو نے پل صراط کو عبور کرلیا ہے؟ اس نے کہا نہیں. آپ نے فرمایا تو کیا تجھے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ تو جنت میں جائے گا؟ آپ نے پھر پوچھا. وہ جوان نہ بولا. آپ نے فرمایا پھر کس لئے ہنس رہے ہو؟ اس کے بعد اس جوان کو کبھی بھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ جو ہنستے ہوئے گناہ کرتا ہے وہ روتے ہوئے جہنم میں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے رونے والوں کی تعریف کی چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ۔ اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں۔

(پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۰۹)

جناب اوزاعی رضی اللہ عنہ اس آیت:

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ کیا ہے اس کتاب کو کہ نہیں چھوڑتی چھوٹی اور نہ بڑی بات مگر اس کو گن لیا ہے۔ (پ ۱۵ الکہف ۴۹)

کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ چھوٹی بات سے مراد تبسم اور بڑی بات سے مراد قہقہہ لگانا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب آنکھیں رونے والی ہونگی مگر تین آنکھیں نہیں روئیں گی، جو خوفِ خدا سے روئی، جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بند ہوگئی اور راہِ خدا میں بیدار ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ تین چیزیں دل کو سخت کرتی ہیں، بغیر کسی تعجب کے ہنسنا، بھوک کے بغیر کھانا اور بغیر کسی ضرورت کے باتیں کرنا۔

لباس:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہ بند، چادر، قمیص یا جبہ وغیرہ سے جو کپڑا بھی میسر آجاتا، پہن لیتے تھے اور آپ کو سبز لباس پسند تھا لیکن اکثر اوقات آپ سفید لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور فرماتے یہی لباس اپنے زندوں کو پہناؤ اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریشمی قباء تھی، آپ کے جسمِ اطہر پر اس کا سبز رنگ بہت بھلا لگتا تھا۔ آپ کے تمام کپڑے ٹخنوں کے اوپر ہوتے تھے اور آپ کا تہبند ان سے اوپر نصف ساق (پنڈلی) تک ہوتا تھا۔

آپ کے پاس ایک سیاہ کمبل تھا جو آپ نے کسی کو بخش دیا، حضرتِ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، سیاہ کملی کا کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا وہ میں نے پہنا دی، حضرتِ

www.waseemziyai.com

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بولیں یارسول اللہ! میں نے آپ کے سفید جسم پر اس کالے کمبل سے زیادہ حسین چیز نہیں دیکھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس کو داہنی طرف سے پہننا شروع فرماتے اور پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ۔	حمد ہے اس اللہ کو جس نے مجھے لباس دیا جس سے میں اپنا جسم ڈھانپتا ہوں اور لوگوں میں زینت کے ساتھ جاتا ہوں۔

آپ اپنا لباس ہمیشہ بائیں طرف سے اتارتے تھے، جب نیا کپڑا زیبِ تن فرماتے تو پرانا کپڑا کسی مسکین کو دے دیتے اور فرماتے، جو کسی مسلمان کو اپنا پرانا کپڑا رضائے الٰہی کے حصول کیلئے پہناتا ہے وہ اپنے اس عمل کی بدولت زندگی اور موت دونوں میں اللہ تعالیٰ کی امن، پناہ اور رحمت میں ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جبہ مبارک تھا، آپ جہاں آرام فرماتے اسے نیچے دوتہوں میں بچھا دیتے، آپ چٹائی پر آرام فرمایا کرتے تھے، چٹائی کے بغیر اور کوئی چیز آپ کے جسمِ اطہر و اقدس کے نیچے نہیں ہوتی تھی۔

❀❀❀❀

باب ۸۷:

قرآن، علم اور علماء

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے قرآنِ مجید کی تلاوت کی، پھر یہ سمجھا کہ کسی کو اس سے بھی عمدہ چیز دی گئی ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو معمولی سمجھا ہے۔

ارشادِ نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قرآنِ مجید سے زیادہ مرتبہ والا کوئی شفیع نہیں ہے، ایک اور فرمان ہے کہ میری امت کی بہترین عبادت قرآنِ مجید کی تلاوت ہے، ایک اور ارشاد ہے کہ تم میں سے زیادہ بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے، مزید فرمایا کہ دلوں کو زنگ اس طرح لگ جاتا ہے جیسے لوہے کو، عرض کیا گیا اس کی چمک دمک پھر کیسے لوٹتی ہے؟ آپ نے فرمایا تلاوتِ قرآن اور موت کو یاد کرنے سے۔

جناب فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قرآنِ کریم کا علم رکھنے والا اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے لہٰذا اس کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ لہو و لعب میں مشغول لوگوں کے ساتھ مل کر لہو و لعب میں مشغول ہو جائے، بھولنے والے کے ساتھ بھولے نہیں اور بیہودہ لوگوں کے ساتھ مل کر بیہودگی نہ کرے کیونکہ یہ قرآنِ مجید کی تعظیم کے خلاف ہے، آپ نے مزید فرمایا جو صبح کرتے ہی سورہ حشر کی آخری آیات کی تلاوت کرتا ہے، اگر وہ اسی دن مر جائے تو اسے شہدا میں لکھا جاتا ہے اور اس پر شہیدوں کی مہر لگائی جاتی ہے اور جو

www.waseemziyai.com

شخص ان کورات کی ابتداء میں تلاوت کرتا ہے اور اگر وہ اسی رات میں مرجائے تو اس پر شہیدوں کی مہر لگائی جاتی ہے۔

علم اور علماء کی فضیلت: اس سلسلہ میں بہت ہی کثرت سے احادیث وارد ہیں چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور اسے راہِ راست کی ہدایت فرماتا ہے. نیز ارشادِ گرامی ہے کہ علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور یہ بدیہی بات ہے کہ انبیاء کرام سے بڑھ کر کسی کا رتبہ نہیں اور انبیاء کرام کے وارثوں سے بڑھ کر کسی وارث کا مرتبہ نہیں ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ سب لوگوں سے افضل وہ مومن عالم ہے کہ جب اس کی طرف رجوع کیا جائے تو وہ نفع دے اور جب اس سے بے نیازی برتی جائے تو وہ بھی بے نیاز ہو جائے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ مرتبۂ نبوت سے سب سے زیادہ قریب، عالم اور مجاہد ہیں، علماء اس لئے کہ انہوں نے رسولوں کے پیغامات لوگوں تک پہنچائے اور مجاہد اس لئے کہ انہوں نے انبیاء کرام کے احکامات کو بزورِ شمشیر پورا کیا اور ان کے احکامات کی پیروی کی، مزید ارشاد ہے کہ پورے قبیلہ کی موت ایک عالم کی موت سے آسان ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی سیاہی کی دواتیں شہداء کے خون کے برابر تولی جائیں گی۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے، مزید فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے، علم کا چھوڑ دینا اور مال کا جمع کرنا۔ ایک اور ارشاد ہے کہ عالم بن یا متعلم، یا علمی گفتگو سننے والا یا علم سے محبت کرنے والا بن اور پانچواں یعنی علم سے بغض رکھنے والا نہ بن کہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور فرمایا کہ تکبر علم کیلئے بہت بڑی مصیبت ہے۔

حکماء کا قول ہے کہ جو سرداری کے حصول کیلئے علم حاصل کرتا ہے وہ توفیق اور رعیت داری کے اوصاف کھو دیتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ	البتہ میں اپنی نشانیوں سے ایسے لوگوں کو پھیر دوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں۔ (پ۹ الاعراف ۱۴۶)

حضرت شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے قرآن کا علم سیکھا اس کی قیمت بڑھ گئی. جس نے علمِ فقہ سیکھا اس کی قدر بڑھ گئی، جس نے حدیث سیکھی اس کی دلیل قوی ہوئی. جس نے حساب سیکھا اس کی عقل پختہ ہوئی. جس نے نادر باتیں سیکھیں اس کی طبیعت نرم ہوئی اور جس شخص نے اپنی عزت نہیں کی اسے علم نے کوئی فائدہ نہ دیا۔

www.waseemziyai.com

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ جو شخص علماء کی محفل میں اکثر حاضر ہوتا ہے اس کی زبان کی رکاوٹ دور ہوتی ہے. ذہن کی الجھنیں کھل جاتی ہیں اور جو کچھ وہ حاصل کرتا ہے اس کیلئے باعثِ مسرت ہوتا ہے، اس کا علم اس کیلئے ایک ولایت ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو رد کر دیتا ہے، علم کو اس سے دور کر دیتا ہے، ایک اور ارشاد میں ہے کہ جہالت سے بڑھ کر کوئی فقر نہیں ہے۔

❀❀❀❀

باب ۸۸:

فضیلتِ زکوٰۃ وصلوٰۃ

یہ بات سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو اسلام کا بلند ترین شعار کہا ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔ (پ ۱، البقرۃ ۴۳)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اللہ کی وحدانیت، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ (الیٰ آخر الحدیث)

اور اللہ تعالیٰ نے ان دو میں تقصیر کرنیوالوں کی وعید شدید کی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ (پ ۳۰ الماعون ۴-۵)

اس بارے میں پہلے ہی مکمل بحث گذر چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۴ اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے پس انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیجئے۔ (پ ۱۰ التوبۃ ۳۴)

اس آیتِ کریمہ میں راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مراد زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔

صدقہ کسے دیا جائے؟: صدقہ دیتے وقت ایسے نیک افراد فقراء تلاش کئے جائیں جو دنیا سے ترکِ تعلق کر چکے ہوں اور آخرت سے لو لگائے ہوئے ہوں کیونکہ ایسے فقراء کو صدقہ دینا مال کو بڑھانا ہے، اس لئے فرمایا کہ پرہیزگار کا کھانا کھا اور پرہیزگار کو کھانا کھلا، آپ نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ پرہیزگار اس طعام سے پرہیزگاری میں بڑھے گا لہٰذا تو بھی اس اعانت کی وجہ سے اس کی عبادت و ریاضت میں شریک گنا جائیگا۔

www.waseemziyai.com

ایک عالم کا قول ہے کہ صدقہ دیتے وقت صوفی فقراء کو ترجیح دے کسی نے اس عالم سے کہا کہ اگر آپ تمام فقراء کا کہتے تو بہتر ہوتا عالم نے کہا: نہیں یہ صوفی فقیر ایک ایسا گروہ ہیں جن کی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول رہتی ہے. جب ان میں سے کسی کو فاقہ سے واسطہ پڑتا ہے تو ان کی ہمتیں پراگندہ ہو جاتی ہیں. مجھے ان میں سے کسی ایک فقیر کی توجہ فاقہ سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی طرف کر دینا ان ہزار فقیروں کو دینے سے زیادہ پسند ہے جن کی دلچسپیوں کا مرکز دنیا ہے۔ کسی نے حضرت جنید رضی اللہ عنہ کو یہ بات سنائی تو انہوں اسے بہت پسند فرمایا اور کہا کہ یہ شخص اللہ کے اولیاء میں سے ایک ولی ہے۔ میں نے کافی مدت سے اس جیسی بہترین بات نہیں سنی تھی۔ کچھ مدت کے بعد حضرت جنید سے عرض کی گئی کہ اس شخص کا حال دگرگوں ہو گیا ہے اور وہ دکان چھوڑنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جناب جنید نے اس شخص کی طرف کچھ مال بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اسے اپنے مصرف میں لاؤ اور دکان نہ چھوڑو کیونکہ تم جیسے لوگوں کو تجارت نقصان نہیں دیتی، یہ آدمی جس کا تذکرہ ہوا ہے، دکاندار تھا اور فقراء اس سے جو کچھ خریدتے وہ ان سے ان چیزوں کی قیمت نہیں لیتا تھا۔

حضرتِ ابن المبارک اپنے عطیات صرف علماء کو دیتے:

حضرت ابن المبارک رضی اللہ عنہ اپنے عطایا کو علماء کیلئے خاص کرتے تھے، کسی نے کہا آپ اپنی خیرات وصدقات اگر عام کر دیتے تو بہتر ہوتا، انہوں نے کہا میں نبوت کے مرتبہ کے بعد علماء کے مرتبہ سے افضل کوئی مرتبہ نہیں جانتا، اگر ان میں سے کسی کا دل اپنی ضرورتوں کی طرف متوجہ ہو جائے تو ان کے علمی مشغلے میں خلل پڑ جاتا ہے، پھر وہ تعلیم وتعلم پر کما حقہ توجہ نہیں دے سکیں گے لہٰذا ان کیلئے حصول علم کی راہوں کو آسان کرنا افضل واعلیٰ ہے۔

اپنے صدقات میں مصیبت زدہ لوگوں، خصوصاً عزیز واقارب کو ترجیح دینی چاہیے کیونکہ یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے اور صلہ رحمی کا اجر بے انتہا ہے جیسا کہ صلہ رحمی کے باب میں اس کے فضائل مذکور ہوئے ہیں۔

یہ بھی ضروری ہے کہ انسان خفیہ طریقے پر صدقات دے تاکہ ریا کی نحوست سے پاک رہے اور لوگوں کے سامنے لینے والا رسوائی سے بچے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ خفیہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے، اور اس حدیث شریف میں جس میں ان سات آدمیوں کا ذکر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جبکہ عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ وہ آدمی جس نے خفیہ صدقہ دیا یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ یہ نہیں جانتا کہ دائیں نے کیا دیا ہے۔

ہاں اگر صدقہ کے اظہار میں یہ فائدہ ہو کہ اور لوگ بھی صدقہ دیں گے تو اس کے اظہار میں کوئی

www.waseemziyai.com

مضائقہ نہیں بشرطیکہ ریا اور احسان جتانے کا اس میں دخل نہ ہو جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (پ ۳ البقرۃ ۲۶۴) اپنے صدقات کو احسان اور ریا سے باطل نہ کرو۔

صدقہ دے کر احسان جتانا بہت بڑی مصیبت ہے، اسی لئے صدقہ کے خفیہ رکھنے کو ترجیح دی گئی ہے اور اپنی نیکی کو بھول جانے کا کہا گیا ہے جیسا کہ اس شخص کیلئے شکرانہ اور نیک جذبات کے اظہار کو ضروری قرار دیا گیا ہے جس پر کسی نے احسان اور نیکی کی ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ۔ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

يَدُ الْمَعْرُوْفِ غَنَمٌ حَيْثُ كَانَتْ تَحَمَّلَهَا كَفُوْرٌ اَوْ شَكُوْرٌ

فَفِىْ شُكْرِ الشَّكُوْرِ لَهَا جَزَاءٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَا كَفَرَ الْكَفُوْر

1- نیکی اور صدقات کا ہاتھ جہاں بھی ہو غنیمت ہے خواہ اسے بندۂ شاکر اٹھاتا ہے یا کفرانِ نعمت والا اٹھاتا ہے۔

2- شکر گزار کے شکر میں اس کیلئے جزاء ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں کافر کے کفر کا بدلہ ہے۔

باب ۸۹:

حقوق اولاد و والدین

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جہاں عزیز و اقارب کے حقوق کی تاکید کی گئی ہے وہاں ذوی الارحام کو خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا یہاں تک کہ وہ باپ کو غلام پائے اور پھر اسے خرید کر آزاد کرے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ والدین سے نیکی، نماز روزہ، صدقہ حج، عمرہ اور راہِ خدا میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے والدین اس سے راضی ہوں اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جو اس حالت میں شام کرتا ہے اس کیلئے

www.waseemziyai.com

بھی اس طرح کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اگرچہ والدین زیادتی کریں. اگرچہ وہ زیادتی کریں. اگرچہ وہ زیادتی کریں اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے والدین اس پر ناراض ہوں تو اس کیلئے جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جو شام اسی حالت میں کرتا ہے اس کیلئے بھی جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں، اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اگرچہ وہ زیادتی کریں، اگرچہ وہ زیادتی کریں اگرچہ وہ زیادتی کریں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے پائی جاتی ہے مگر والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اس خوشبو کو نہیں پائے گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ اپنے ماں باپ، بہن اور بھائی سے احسان کر، پھر قریبی پس قریبی (شخص اس کا مستحق) ہے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ! جس نے والدین کی فرمانبرداری کی اور میری نافرمانی کی، میں نے اسے نیکوں میں لکھا اور جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے مگر میرا فرمانبردار ہوتا ہے میں نے اسے نافرمانوں میں لکھ دیا ہے۔

روایت ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاں تشریف لائے تو وہ ان کے استقبال کیلئے کھڑے نہ ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ کیا تم اپنے والد کیلئے کھڑے ہونے کو بہت بڑی بات سمجھتے ہو؟ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! میں تمہارے صلب میں سے نبی پیدا نہیں کروں گا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جب کوئی مسلمان شخص اپنے والدین کی طرف سے صدقہ کرتا ہے تو اس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور ان کے اجر میں کمی کئے بغیر اس آدمی کو بھی ان کے برابر ملتا ہے۔

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ! کوئی ایسی نیکی ہے جو میں اپنے والدین کیلئے ان کی وفات کے بعد کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں! ان کیلئے دعا کرو، بخشش طلب کرو، ان کے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرو، ان کے دوستوں کی عزت کرو اور ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کے دوستوں سے حسنِ سلوک کرے۔ مزید ارشاد ہوا کہ بیٹے کا ماں سے نیکی کرنا دوہرا اجر رکھتا ہے ایک اور ارشاد ہے کہ ماں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے، پوچھا گیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس لئے کہ ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوتی ہے اور رحم کی دعا کبھی ضائع نہیں ہوتی۔

www.waseemziyai.com

ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ میں کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنے والدین سے نیکی کر۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے والدین نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد سے نیکی کر کیوں کہ جس طرح والدین کا تجھ پر حق ہے اسی طرح اولاد کا بھی تجھ پر حق ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس باپ پر رحم فرمائے جس نے اپنے بیٹے سے نیکی میں تعاون کیا (اسے نیک عمل پر ابھارا) اور عمل بد کی صورت میں ادائیگی حقوق کا بار اس پر نہیں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اولاد کو عطیات میں برابر کا شریک کرو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تیرے لئے تیرا بیٹا گل ناز بو ہے، سات برس تک وہ تیرا خادم ہے۔ اس کی خوشبو سونگ۔ پھر وہ تیرا شریک ہے یا تیرا دشمن ہے۔

بچے کا عقیقہ ساتویں روز کیا چاہئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ساتویں روز بچے کا عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال وغیرہ دور کئے جائیں اور جب وہ چھ سال کا ہو تو باپ اسے ادب سکھائے، جب وہ نو سال کا ہو تو اس کا بچھونا علیحدہ کر دے، جب وہ سولہ سال کا ہو جائے تو باپ اس کی شادی کر دے، پھر آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے تجھے ادب سکھایا، تعلیم دی اور تیری شادی کر دی، میں وہ دنیا کے فتنے اور آخرت کے عذاب سے تیرے لئے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ باپ پر اولاد کا یہ حق ہے کہ وہ انہیں بہترین ادب سکھائے اور ان کے عمدہ نام رکھے ایک اور فرمان ہے کہ لڑکا اور لڑکی عقیقہ سے گروی ہے، ساتویں دن ان کیلئے کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔

جناب قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے۔

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے کسی لڑکے کی شکایت کی، آپ نے فرمایا کیا تم نے اس پر بد دعا کی ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا تو نے اسے برباد کر دیا ہے، اولاد کے ساتھ نیک سلوک اور نرمی کرنی چاہئے۔

جناب اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو اپنے نواسہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چومتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں مگر میں نے کبھی کسی کو نہیں چوما، حضور ﷺ نے فرمایا بے شک جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اسامہ کا منہ دھو ڈالو، میں نے کراہت سے اس کا منہ دھونا شروع کیا تو حضور ﷺ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اسامہ کو پکڑ کر ان کا منہ دھویا پھر اسے چوما۔

www.waseemziyai.com

حضرت حسن رضی اللہ عنہ (کم سنی میں) لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ تشریف فرما تھے، آپ نے منبر سے اتر کر انہیں اٹھایا اور یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ سوائے اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں۔ (پ ۲۸ التغابن ۱۵)

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سجدہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر سوار ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ طویل کر دیا، لوگوں نے سمجھا شاید کوئی بات ہو گئی ہے، جب آپ نے نماز پوری کر لی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے بہت طویل سجدہ کیا ہم سمجھے کہ کوئی بات واقع ہو گئی ہے، آپ نے فرمایا میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تو میں نے جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا تا کہ وہ اپنی خوشی (حاجت) پوری کر لے۔

اس حدیث میں کئی فوائد ہیں، ایک یہ کہ جب تک آدمی سجدے میں رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل رہتا ہے۔ اس حدیث سے اولاد سے نرمی اور بھلائی اور امت کی تعلیم، سب باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولاد کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے جناب احنف بن قیس کو بلانے کیلئے بھیجا، جب وہ آ گئے تو میرے باپ نے کہا اے ابو بحر! اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا اے امیر المومنین یہ ہمارے دلوں کے پھل اور پشت کے ستون ہیں، ہم ان کیلئے خوار زمین اور سایہ دار آسمان ہیں، ہم انہی کے سبب ہر بلند چیز تک پہنچتے ہیں، اور اگر یہ کچھ مانگیں تو انہیں دیجئے اور اگر یہ ناراض ہوں تو انہیں راضی کیجئے۔

ان پر اتنے ثقیل نہ ہوں کہ یہ آپ کی زندگی کو ناپسند کرنے لگیں اور آپ کی موت کی آرزو کرنے لگیں، آپ کے قرب کو برا سمجھنے لگیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا بخدا اے احنف! جب تم آئے ہو تو میں یزید پر غم و غصہ سے بھرا بیٹھا تھا چنانچہ جب احنف چلے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید سے راضی ہو گئے اور یزید کو دو ہزار درہم اور دو سو کپڑے بھیجے، یزید نے ان میں سے ایک ہزار درہم اور ایک سو کپڑے جناب احنف کے ہاں بھیج دیئے، گویا اس نے انہیں آدھا آدھا تقسیم کر لیا۔

باب ۹۰:

حقوقِ ہمسایہ اور مساکین پر احسان

ہمسائیگی اخوت اسلامی سے زیادہ کچھ حقوق کی بھی مقتضی ہے لہٰذا ہر مسلمان ہمسایہ کے اخوت اسلامی

www.waseemziyai.com

کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہوں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہمسائے تین ہیں، ایک ہمسایہ کا ایک حق، دوسرے کے دو حق اور تیسرے کے تین حق ہیں، جس ہمسایہ کے تین حقوق ہیں وہ رشتہ دار مسلمان ہمسایہ ہے، اس کا ہمسائیگی کا حق، اسلام کا حق اور رشتہ داری کا حق ہے، جس ہمسایہ کے دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے اس کیلئے ہمسائیگی کا حق اور اسلام کا حق ہے اور جس ہمسایہ کا ایک حق ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے، غور کیجئے کہ اسلام نے مشرک ہمسایہ کا بھی حق ہمسائیگی رکھا ہے۔

فرمان نبی کریم ﷺ ہے کہ اپنے ہمسائیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کر تب تو مسلمان ہوگا، اور فرمایا کہ جبریل مجھے ہمیشہ ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں سمجھا کہ عنقریب ہمسایہ کو بھی وارث بنا دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کی عزت کرے۔

مزید فرمایا کہ بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا ہمسایہ اسکی آفتوں سے محفوظ نہ ہو، ایک اور فرمان ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جھگڑا کرنے والے دو ہمسائے ہوں گے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب تو نے ہمسایہ کے کتے کو مارا تو گویا تو نے ہمسایہ کو تکلیف دی۔

مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا میرا ایک ہمسایہ ہے جو مجھے تکلیف دیتا ہے، گالیاں دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے، آپ نے یہ سن کر فرمایا جاؤ اگر وہ تمھارے متعلق اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو تم اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت کرو۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے، رات کو عبادت کرتی ہے مگر اپنے ہمسائیوں کو دکھ دیتی ہے، آپ نے یہ سن کر فرمایا وہ جہنم میں جائے گی۔

ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے ہمسایہ کا شکوہ کیا حضور ﷺ نے اس سے فرمایا صبر کر، تیسری یا چوتھی بار آپ نے فرمایا: اپنا سامان راستہ میں پھینک دے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے جب اس کے سامان کو باہر راستے پر پڑا دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا مجھے ہمسایہ ستاتا ہے، لوگ وہاں سے گزرتے رہے، پوچھتے رہے اور کہتے رہے اللہ تعالیٰ اس ہمسایہ پر لعنت کرے، جب اس ہمسایہ نے یہ بات سنی تو آیا اسے کہا اپنا سامان واپس لے آؤ، بخدا میں پھر تمہیں کبھی تکلیف نہیں دوں گا۔

زہری نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں ہمسایہ کی شکایت کی حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ ساتھ کے چالیس گھر ہمسائیگی میں داخل ہیں۔ زہری نے کہا چالیس ادھر، چالیس ادھر، چالیس ادھر، چالیس ادھر اور چاروں سمتوں کی طرف اشارہ کیا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں برکت اور نحوست ہے، عورت کی برکت تھوڑا مہر، آسان نکاح اور اس کا حسن خلق والا ہونا ہے، اس کی نحوست بھاری مہر مشکل نکاح اور بد خلقی ہے۔ گھر کی

www.waseemziyai.com

برکت اس کا کھلا ہونا اور اس کے ہمسائیوں کا اچھا ہونا ہے۔ اس کی نحوست۔ اس کا تنگ ہونا اور اس کے ہمسائیوں کا برا ہونا ہے۔ گھوڑے کی برکت اس کی فرمانبرداری اور اچھی عادتیں ہیں اور اس کی نحوست اس کی بری عادتیں اور سوار نہ ہونے دینا ہے۔

ہمسائے کے حقوق:

ہمسایہ کا حق یہ نہیں کہ آپ اس سے اس کی تکلیفیں دور کریں بلکہ ایسی چیزیں بھی اس سے دور کرنی چاہئیں کہ جن سے اسے دکھ پہنچنے کا احتمال ہو۔ ہمسایہ سے دکھ دور کرنا۔ اسے دکھ دینے والی چیزوں سے دور رکھنے کے علاوہ کچھ اور بھی حقوق ہیں اس سے نرمی اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس سے نیکی اور بھلائی کرتا رہے اس لئے کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن فقیر ہمسایہ مالدار ہمسائے کو پکڑ کر اللہ سے کہے گا اے اللہ! اس سے پوچھ، اس نے اپنے عطایا مجھ سے کیوں روکے تھے اور اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کیا تھا؟

ابن المقفع رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ تمہارا ہمسایہ سواری کے قرض کی وجہ سے اپنا گھر بیچ رہا ہے۔ ابن المقفع اس شخص کی دیوار کے سایہ میں بیٹھتا تھا، اس نے یہ سن کر کہا کہ اگر اس نے تنگدستی کی وجہ سے اپنا گھر بیچ دیا تو گویا میں نے اس کی دیوار کے سائے کی عزت نہیں کی چنانچہ اس کے پاس رقم بھیجی اور کہلا بھیجا گھر کو نہ بیچو۔

کسی شخص نے گھر میں چوہوں کی کثرت کی شکایت کی تو سننے والے نے کہا کہ تم ایک بلی رکھ لو، تو اس شخص نے جواب میں کہا مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ چوہے بلی کی آواز سن کر ہمسائیوں کے گھروں میں بھاگ جائیں گے تو گویا میں ایسا آدمی بن جاؤں گا جو خود تو ایک تکلیف کو پسند نہیں کرتا مگر دوسروں کو وہی دکھ پہنچانا چاہتا ہوں۔

ہمسایہ کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اسے دیکھتے ہی سلام کرے، اس سے طویل گفتگو نہ کرے، اس سے اکثر مانگتا نہ رہے، مرض میں اس کی عیادت کرے، مصیبت میں اسے تسلی دے، اگر آپ کے یہاں موت ہو جائے تو اس کے ساتھ رہے، خوشی میں اسے مبارک باد کہے اور اس کی خوشی میں برابر کا شریک رہے، اس کی غلطیوں سے درگذر کرے، چھت سے اس کے گھر میں نہ جھانکے، اپنے گھر کی دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھنے سے نہ روکے، اس کے پرنالے میں پانی نہ انڈیلے، اس کے گھر کے صحن میں مٹی نہ پھینکے، اس کے گھر کے راستہ کو تنگ نہ کرے، وہ گھر کی طرف جو کچھ لے کر جا رہا ہو اسے نہ گھورے، اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرے، جب اسے کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کی مدد کرے، اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر کی دیکھ بھال سے غافل نہ ہو، اس کی غیبت نہ سنے، اس کی عزت سے آنکھ بند کرے، اس کی لونڈی کو اکثر نہ دیکھتا رہے اس کی اولاد سے نرمی سے گفتگو کرے، جن دینی اور دنیاوی امور سے وہ ناواقف ہو ان

www.waseemziyai.com

میں اس کی رہنمائی کرے۔ یہ وہ حقوق ہیں جو عام وخاص ہر مسلمان کیلئے ضروری ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا جانتے ہو ہمسایہ کا کیا حق ہے؟ جب وہ تجھ سے مدد طلب کرے اس کی مدد کر، اگر وہ تیری امداد کا طالب ہو اس کی امداد کر، اگر تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے، اگر وہ مفلس ہو جائے تو اس کی حاجت روائی کر، اگر وہ بیمار ہو جائے تو تو اس کی عیادت کر، اگر مر جائے تو اس کا جنازہ اٹھا، اگر اسے خوشی حاصل ہو تو مبارک باد کہہ، اگر اسے مصیبت پیش آئے تو اسے صبر کی تلقین کر، اس کے مکان سے اپنا مکان اونچا نہ بنا تاکہ اس کی ہوا نہ رکے، اگر وہ اجازت دے دے تو کوئی حرج نہیں، اسے تکلیف نہ دے، جب میوے خرید کر لائے تو اس کے گھر بطور تحفہ بھیج ورنہ خفیہ لیکر آ، میوے اپنی اولاد کے ہاتھ میں دے کر باہر نہ بھیج تاکہ اس کے بچے ناراض نہ ہوں، ہانڈی کی خوشبو سے اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دے مگر یہ کہ ایک چلو شوربا اسے بھی بھیج دے۔

پھر آپ نے فرمایا: جانتے ہو ہمسایہ کا حق کیا ہے؟ بخدا ہمسایہ کے حقوق کو کوئی پورا نہیں کرسکتا مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ہو، اسی طرح عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ اور دادا سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

جناب مجاہد رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا اور آپ کا غلام بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ آپ نے کہا اے غلام! جب بکری کی کھال اتار لے تو سب سے پہلے ہمارے یہودی ہمسایہ کو گوشت دینا، آپ نے یہی بات متعدد بار کہی تو غلام نے کہا اور کتنی مرتبہ کہیں گے؟ تب آپ نے فرمایا حضور ﷺ ہمیں برابر ہمسائیوں کے متعلق وصیت فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ہمسائیوں کو وارث نہ بنا دیا جائے۔

جناب ہشام رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جناب حسن رضی اللہ عنہ اس بات میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے کہ تم اپنی قربانی کا گوشت یہودی یا نصرانی ہمسایہ کو کھلاؤ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے میرے حبیب ﷺ نے وصیت فرمائی کہ جب تم ہانڈی پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دو، پھر اپنے ہمسایوں کے گھر پر نگاہ دوڑاؤ اور انہیں چلو بھر شوربا بھیج دیا کرو۔

❁❁❁❁

باب ۹۱:

شرابی پر عذاب

اللہ تعالیٰ نے شراب کے بارے میں جو آیات نازل فرمائی ہیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؗ (پ ۲ البقرۃ ۲۱۹)

آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرمادیجئے۔ ان دونوں میں بڑا گناہ اور (بظاہر) لوگوں کیواسطے فائدے ہیں۔

یہ آیت سن کر کچھ لوگوں نے شراب پینا چھوڑ دیا اور کچھ اسی طرح پیتے رہے یہاں تک کہ ایک آدمی شراب پی کر نماز پڑھنے لگا تو اس کی زبان سے نامناسب کلمات نکلے) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى۔

اے مومنو! نماز کے قریب مت جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو۔

پس یہ آیت سن کر جس نے شراب پی اس نے پی اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار شراب پی اور اونٹ کا اوجھ اٹھا کر حضرتِ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سر پر مارا اور ان کا سر پھوڑ دیا۔ پھر بیٹھ کر بدر کے مقتولوں پر رونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے غصہ کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر قدم رنجہ فرمایا اور اپنے پاس جو چیز تھی اس سے انہیں مارا۔ تب حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔ (پ ۷ المائدہ ۹۱)

سوائے اس کے نہیں کہ شیطان ارادہ کرتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کی وجہ سے بغض و عداوت ڈالے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سن کر کہا ہم رک گئے، ہم رک گئے۔

شراب کی حرمت میں متفق علیہ احادیث بھی ہیں چنانچہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ عادی شرابخور جنت میں نہیں جائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بتوں کی عبادت کی ممانعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے سب سے پہلے شراب پینے اور لوگوں پر لعنتیں بھیجنے سے روکا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ کوئی جماعت ایسی نہیں ہے جو دنیا میں کسی نشہ آور چیز پر جمع ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں جمع کرے گا اور وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنا شروع کریں گے ایک، دوسرے کو کہے گا اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے بری جزا دے، تو نے ہی مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے اور دوسرا اس سے اسی طرح کہے گا۔

www.waseemziyai.com

حضورﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں شراب پی. اللہ تعالیٰ اسے جہنمی سانپوں کا زہر پلائے گا جسے پینے سے پہلے ہی اس کے چہرے کا گوشت گل کر برتن میں گر جائیگا اور جب وہ اسے پیئے گا تو اس کا گوشت اور کھال ادھڑ جائے گی جس سے جہنمی اذیت پائیں گے۔ شراب پینے والے. کشید کرنے والے. نچوڑنے والے، اٹھانیوالے. جس کیلئے لائی گئی ہو اور اس کی قیمت کھانے والے، سب کے سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں. اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کا نماز. روزہ اور حج قبول نہیں کرتا تا آنکہ وہ توبہ نہ کریں. پس اگر وہ توبہ کئے بغیر مر گئے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ انہیں شراب کے ہر گھونٹ کے عوض جہنم کی پیپ پلائے۔ یاد رکھیئے ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور ہر شراب حرام ہے (خواہ وہ کسی قسم کی ہو)

ابن ابی الدنیا رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کی نشہ میں دھت ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو ہاتھ پر پیشاب کر رہا تھا اور وضو کرنے والے کی طرح پیشاب سے ہاتھ دھو رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّالْمَآءَ طَهُوْرًا۔ حمد ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے اسلام کو نور بخشا اور پانی کو پاک فرمایا۔

عباس بن مرداس سے زمانہ جاہلیت میں کہا گیا کہ تم شراب کیوں نہیں پیتے، اس سے تمہارے اندر تیزی بڑھ جائے گی۔ اس نے جواب دیا میں اپنے ہاتھوں سے جہالت کو پکڑ کر خود اپنے پیٹ میں داخل کرنے والا نہیں ہوں اور نہ ہی میں اس بات پر راضی ہوں کہ میں صبح اپنی قوم کے سردار ہونے کی حیثیت سے کروں اور شام ان میں بیوقوف کی صفت سے متصف ہو کر کروں۔

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب سے بچو، تم سے پہلے لوگوں میں ایک عبادت گزار شخص تھا جو لوگوں سے علیحدہ رہتا تھا. ایک عورت نے اس کا پیچھا کیا اور اپنا ایک خادم بھیج کر اسے بلایا اور کہا کہ ہم تجھے گواہی کیلئے بلانے آئے ہیں چنانچہ عابد ان کے گھر میں داخل ہو گیا، وہ جوں ہی کسی دروازہ سے آگے بڑھتا وہ عورت اس دروازہ کو بند کر دیتی، یہاں تک کہ وہ عورت کے پاس پہنچا، وہ بدکردار عورت بیٹھی ہوئی تھی، اس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک برتن تھا جس میں شراب رکھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا میں نے تجھے کسی گواہی کیلئے نہیں بلکہ اس لڑکے کے قتل اور اپنے ساتھ جماع کیلئے بلایا ہے، یا پھر شراب کا یہ پیالہ پی لے، اگر تو نے انکار کر دیا تو چلاؤں گی اور تجھے رسوا کروں گی۔

جب اس عابد نے کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو کہا اچھا مجھے شراب پلا دے، چنانچہ اس نے شراب کا پیالہ پلا دیا۔ عابد پیالہ پی کر بولا، اور دے، یہاں تک کہ شراب سے بدمست ہو کر اس نے عورت سے زنا کیا اور اس لڑکے کو بھی قتل کر دیا. لہٰذا شراب سے بچو، پس بخدا ایمان اور دائمی شراب نوشی کسی شخص کے سینہ میں

www.waseemziyai.com

کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے البتہ ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔

قصہ ہاروت و ماروت:

احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اتارا گیا تو فرشتوں نے کہا "اے رب تو زمین پر اس شخص کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیج رہا ہے جو فساد کرے گا اور خون بہائے گا؟ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں" (لہٰذا ہم اس منصب کے زیادہ مستحق ہیں)۔ رب جلیل نے فرمایا بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، انہوں نے عرض کی اے اللہ! ہم تیری بنی آدم سے زیادہ اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میں سے دو فرشتے آئیں تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ کیسا عمل کرتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ ہاروت و ماروت حاضر ہیں۔ رب تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ تم زمین پر جاؤ، اور اللہ تعالیٰ نے زہرہ ستارہ کو ان کے سامنے حسین و جمیل عورت کے روپ میں بھیجا وہ دونوں اس کے ہاں آئے اور اس سے رفاقت کا سوال کیا مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا بخدا اس وقت تک نہیں جب تک تم دونوں یہ کلمہ شرک نہ کہو، انہوں نے کہا بخدا ہم کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

چنانچہ وہ عورت ان کے پاس سے اٹھ کر چلی گئی اور جب واپس آئی تو وہ بچہ اٹھائے ہوئے تھی۔ انہوں نے اس سے پھر وہی سوال کیا مگر اس نے کہا بخدا اس وقت تک نہیں جب تک تم دونوں اس بچے کو قتل نہ کرو۔ انہوں نے کہا بخدا ہم کبھی بھی اسے قتل نہیں کریں گے پھر وہ شراب کا پیالہ لے کر لوٹی اور ان دونوں نے اسے دیکھ کر پھر وہی سوال دہرایا، عورت نے کہا بخدا اس وقت تک نہیں جب تک تم یہ شراب نہ پی لو۔

چنانچہ انہوں نے شراب پی اور نشہ کی حالت میں اس سے جماع کیا اور بچے کو قتل کر دیا۔ جب ان کا نشہ اترا تو عورت نے کہا بخدا تم نے ایسا کوئی کام نہیں چھوڑا جس کے کرنے سے تم نے انکار کر دیا تھا، نشہ کی حالت میں تم سب کام کر گزرے۔

تب انہیں دنیاوی عذاب اور آخرت کے عذاب میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور انہوں نے دنیاوی عذاب کو پسند کر لیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری بیٹی بیمار ہو گئی تو میں نے پیالے میں نبیذ بنائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو وہ اُبل رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کردہ اشیاء میں شفا نہیں رکھی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام فرما دیا تو اس میں جتنے بھی فوائد تھے، سب چھین لئے۔

www.waseemziyai.com

باب ۹۲:

معراج شریف

بخاری نے قتادہ سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں معراج کی رات کا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں تھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں مقام حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ یکا یک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کچھ کہا، میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا پھر اس جگہ اور اس جگہ کے درمیان چاک کیا گیا (راوی کہتا ہے میں نے جارود رضی اللہ عنہ سے پوچھا، وہ میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ اس جگہ اور اس جگہ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا حلقوم سے ناف تک) پھر انہوں نے میرا دل نکالا اور میرے پاس ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے لبریز تھا، اس کے بعد میرا دل دھویا گیا پھر اسے علم و ایمان سے لبریز کر کے واپس رکھ دیا گیا، پھر میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا جو خچر سے پست اور گدھے سے اونچا تھا (جارود نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ! کیا وہ براق تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں، وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا) میں اس پر سوار ہوا اور جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا تک پہنچے جبریل نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبریل کہا گیا اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل نے کہا ہاں، کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا مبارک، ہو پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں آدم علیہ السلام موجود تھے جبریل نے کہا یہ آپ کے اَب (باپ) آدم ہیں، انہیں سلام کیجئے لہٰذا میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو۔

پھر جبریل میرے ساتھ اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور جبریل نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا، کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ جبریل نے کہا ہاں، کہا گیا ان کا آنا مبارک، ہو پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو وہاں پایا اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں، جبریل نے کہا یہ یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو۔

پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور جبریل نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا، کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل

www.waseemziyai.com

نے کہا ہاں. کہا گیا خوش آمدید ان کا آنا مبارک .ہو پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں یوسف علیہ السلام ملے. جبریل نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں, انہیں سلام کیجئے .میں نے سلام کیا. انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو۔

پھر جبریل مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور جبریل نے دروازہ کھلوایا. پوچھا گیا. کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل نے کہا ہاں. دربان نے کہا خوش آمدید ان کا آنا مبارک ہو پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام ملے. جبریل نے کہا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں. انہیں سلام کیجئے. میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو۔

پھر مجھے جبریل ساتھ لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور جبریل نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا، کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا، کیا بلایا گیا ہے، جبریل نے کہا ہاں، کہا گیا خوش آمدید، ان کا آنا مبارک ہو پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام ملے. جبریل نے کہا یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے، انہوں نے دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ انہوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پوچھا گیا: وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل نے کہا: ہاں۔ اس فرشتے نے کہا: انہیں خوش آمدید ہو، ان کا آنا مبارک ہو۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبریل نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو، پھر ہم آگے بڑھے تو وہ روئے، ان سے کہا گیا آپ کیوں روتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا اس لئے رویا ہوں کہ میرے بعد ایک نوجوان مبعوث کیا گیا ہے جس کی امت سے زیادہ جنت میں جائیں گے۔

پھر جبریل مجھے ساتویں آسمان پر لے کر چڑھ گئے اور اس کا دروازہ کھولا، پوچھا گیا، کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا، کیا بلایا گیا ہے، جبریل نے کہا ہاں، کہا گیا خوش آمدید، ان کا آنا مبارک، ہو پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے، جبریل نے کہا یہ آپ کے والد گرامی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے. میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو۔

www.waseemziyai.com

سدرۃ المنتہیٰ کی کیفیت: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لیجایا گیا. اس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے وہاں چار نہریں تھیں. دو ظاہر اور دو پوشیدہ ہیں میں نے جبریل سے پوچھا یہ نہریں کیسی ہیں. انہوں نے کہا: جو دو پوشیدہ ہیں وہ جنت کی نہریں ہیں اور جو دو ظاہر ہیں وہ نیل وفرات ہیں. پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا جس میں ستر ہزار فرشتے ہر روز داخل ہوتے ہیں۔ پھر ایک شراب (شربت) کا برتن. ایک دودھ کا اور ایک شہد کا برتن دیا گیا. میں نے دودھ کا انتخاب کرلیا. جبریل نے کہا یہی فطرت ہے. آپ اور آپ کی امت؛ اس پر قائم رہیں گے. اس کے بعد مجھ پر ہر روز کی پچاس پچاس نمازیں فرض قرار دے دی گئیں۔

پھر جب میں واپس ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کو کس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا ہر دن میں پچاس نمازوں کا. موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی. میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور میں نے بنی اسرائیل سے سخت برتاؤ کیا ہے لہٰذا اپنے رب کے پاس لوٹ جایئے اور اپنی امت کیلئے تخفیف کرایئے. چنانچہ میں لوٹا اور (دو باریوں میں) دس نمازیں معاف کردی گئیں. پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا. انہوں نے پہلے کی طرح کہا. میں پھر لوٹا اور پھر دس نمازیں معاف کردی گئیں. پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پہلے کی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا تو دس نمازیں معاف کردی گئیں. پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا. انہوں نے پہلے کی طرح کہا. میں پھر لوٹا اور پھر دس نمازیں معاف کردی گئیں. پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا. انہوں نے پہلے کی طرح کہا. میں پھر لوٹا اور پھر پانچ نمازوں کا حکم ملا ہے. موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی. میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے سخت برتاؤ کرچکا ہوں لہٰذا آپ پھر اپنے رب کے حضور جائیں اور اپنی امت کیلئے تخفیف کی درخواست کریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے کئی مرتبہ درخواست کرچکا ہوں اب مجھے شرم آتی ہے لہٰذا اب میں راضی ہوں اور رب کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں آگے بڑھا تو کسی پکارنے والے نے آواز دی کہ میں نے اپنا حکم جاری کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی ہے۔

❁❁❁❁

باب ۹۳:

فضائل جمعہ

جمعہ کا دن ایک عظیم دن ہے. اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اسلام کو عظمت دی اور یہ دن مسلمانوں

www.waseemziyai.com

کیلئے خاص کر دیا۔فرمانِ الٰہی ہے:

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط (پ ۲۸ ع ۱۲ الجمعۃ ۹)

جب جمعہ کے دن نماز کیلئے پکارا جائے پس جلدی کرو اللہ کے ذکر کی طرف اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے وقت دنیاوی شغل حرام قرار دئے ہیں اور ہر وہ چیز جو جمعہ کیلئے رکاوٹ بنے ممنوع قرار دی گئی ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم پر میرے اس دن اور اس مقام میں جمعہ کو فرض قرار دیا ہے اور ایک روایت میں ہے جو شخص بغیر عذر کے تین جمعہ کی نمازیں چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ”اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا“۔

ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس متعدد بار آتا رہا اور ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھتا رہا جو مر گیا اور نمازِ جمعہ اور جماعتوں میں شریک نہیں ہوتا تھا حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ جہنم میں ہے۔وہ شخص پورا ایک مہینہ یہی پوچھتا رہا اور آپ یہی کہتے رہے کہ وہ جہنم میں ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اہلِ کتاب کو جمعہ کا دن دیا گیا مگر انہوں نے اس میں اختلاف کیا لہٰذا یہ دن ان سے واپس لے لیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت کی۔اسے اس امت کیلئے موخر کیا اور ان کیلئے اسے عید کا دن بنایا لہٰذا یہ لوگ سب لوگوں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور اہل کتاب ان کے تابع ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے، ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا، انہوں نے کہا یہ جمعہ ہے، اللہ اسے آپ پر فرض کرتا ہے تاکہ یہ آپ کے اور آپ کے بعد آنے والے لوگوں کیلئے عید ہو، میں نے پوچھا اس میں کیا یمن و برکت ہے؟ جبریل نے کہا اس میں ایک عمدہ ساعت ہے جو شخص اس میں بھلائی کی دعا مانگتا ہے اگر وہ چیز اس شخص کے مقدر میں ہو تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے ورنہ اس سے بہتر چیز اس کیلئے ذخیرہ کر دی جاتی ہے یا کوئی شخص اس ساعت میں ایسی مصیبت سے پناہ مانگتا ہے جو اس کا مقدر ہو چکی ہے تو اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے بھی بڑی مصیبت کو ٹال دیتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک سب دنوں کا سردار ہے اور ہم آخرت میں ایک یوم مزید مانگتے ہیں، میں نے کہا وہ کیوں؟ جبریل نے عرض کی آپ کے رب نے جنت میں ایک ایسی وادی بنائی ہے جو سفید ہے اور مشک کی خوشبو سے لبریز ہے، جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ علیین سے کرسی پر نزول اجلال فرماتا ہے یہاں تک کہ سب اس کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے عمدہ دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اس

www.waseemziyai.com

دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے۔ اسی دن وہ جنت سے زمین کی طرف اتارے گئے، اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اسی دن ان کا وصال ہوا اسی دن قیامت قائم ہوگی اور وہ اللہ کے نزدیک یوم مزید ہے، آسمانی فرشتوں میں اس دن کا یہی نام ہے اور یہی جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا دن ہے۔

جمعہ کے دن جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے: حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ انسانوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نے جمعہ کو سالم کر لیا تو گویا تمام دنوں کو سالم کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم ہر روز ضحوۂ کبریٰ (نصف النہار میں زوال سے پہلے بھڑکایا جاتا ہے یعنی سورج جب عین آسمان کے دل میں ہوتا ہے لہٰذا اس ساعت میں نماز مت پڑھو مگر جمعہ کے دن یہ قید نہیں ہے کیونکہ جمعہ سارے کا سارا نماز ہے اور اس دن جہنم نہیں بھڑکایا جاتا۔[1]

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب شہروں سے مکہ معظمہ کو فضیلت دی ہے اور سب مہینوں میں رمضان کو فضیلت عطا کی ہے سب دنوں میں جمعہ کو فضیلت دی ہے اور سب راتوں میں لیلۃ القدر کو فضیلت عطا کی ہے، کہا گیا ہے کہ جمعہ کے دن حشرات الارض اور پرندے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نیک دن میں سلام ہو، سلام ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو فوت ہو، اللہ تعالیٰ اس کیلئے سو شہیدوں کا ثواب لکھتا ہے اور اسے قبر کے فتنہ سے بچالیتا ہے۔

❁❁❁❁

باب ۹۴:

خاوند پر بیوی کے حقوق

بیویوں کے شوہروں پر بہت سے حقوق ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں، ان کی عقل کی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے مہربانی کا سلوک کریں اور ان کے دکھ دور کریں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق کی عظمت میں فرمایا ہے:

1- شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے دو راویوں، ابو الخلیل اور ابوقتادہ کی ملاقات ثابت نہیں۔

وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ اور لیا ہے انہوں نے تم سے قول متحکم۔ (پ ۴ النساء ۲۱)

اور مزید فرمایا کہ "اور کروٹ کے ساتھی پر" کہا گیا ہے کہ اس ساتھی سے مراد عورت ہے۔

حضور ﷺ نے ان تین باتوں کی اس وقت وصیت فرمائی جبکہ آپ کی زبان اقدس وصال شریف کے وقت لڑکھڑا رہی تھی اور کلام انور میں ہلکا پن پیدا ہو چلا تھا آپ نے فرمایا نماز، نماز اور وہ تمہارے ہاتھ جن کے مالک ہوئے انہیں وہ تکلیف نہ دو جس کے برداشت کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتے، عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، وہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں یعنی وہ ایسی قید ہیں جنہیں تم نے اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے کلام سے ان کی شرم گاہیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کی بد خلقی پر صبر کیا اللہ اسے مصائب پر حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے اجر کے برابر اجر دے گا اور جس عورت نے خاوند کی بد خلقی پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اسے فرعون کی بیوی آسیہ کے ثواب کے مثل ثواب عطا فرمائے گا۔

بیوی سے حسن سلوک یہ نہیں کہ اس کی تکلیف کو دور کیا جائے بلکہ ایسی چیز کو اس سے دور کرنا بھی شامل ہے جس سے تکلیف پہنچنے کا خدشہ ہو اور اس کے غصہ اور ناراضگی کے وقت حلم کا مظاہرہ کرنا اور اس معاملہ میں حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو مدنظر رکھنا حضور ﷺ کی بعض ازواج مطہرات آپ کی بات کو (بتقاضائے قدرت) (صورۃً) نہ بھی مانتیں اور ان میں کوئی ایک رات تک گفتگو نہ کیا کرتی تھی مگر آپ ان سے حسن سلوک ہی سے پیش آیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے آپ کی بات کو نہ مانا تو آپ نے فرمایا کہ اے لونڈی! تو میرے سامنے بڑھ کر بات کرتی ہے، انہوں نے عرض کی کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات انہیں دے لیا کرتیں، حالانکہ وہ آپ سے بہتر تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حفصہ خائب و خاسر ہوئی اگر اس نے حضور ﷺ کی بات رد کر دی، پھر آپ نے حضرت حفصہ سے فرمایا ابن ابی قحافہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کی بیٹی پر غیرت نہ کرنا کیونکہ وہ حضور ﷺ کی محبوبہ ہیں اور پھر آپ نے انہیں حضور ﷺ کی بات کو رد کرنے سے ڈرایا۔

مروی ہے کہ ان ازواج مطہرات میں سے کسی نے حضور ﷺ کے سینۂ انور پر ہاتھ رکھ کر آپ کو پیچھے ہٹایا تو ان کی والدہ نے انہیں تہدید کی حضور ﷺ نے ان کی ماں کی باتیں سن کر فرمایا کہ ان سے درگذر کرو، یہ اس سے بھی زیادہ کچھ کیا کرتی ہیں۔

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضور ﷺ کے درمیان کچھ بات ہوگئی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور انہیں فیصل بنایا گیا۔ جب انہوں نے بات سننا چاہی تو حضور ﷺ سرور کائنات ﷺ

www.waseemziyai.com

نے حضرت عائشہ سے فرمایا تم بات کرو گی یا میں؟ حضرت عائشہ بولیں کہ بات آپ ہی کریں گے مگر درست۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ ان کے منہ سے خون جاری ہو گیا اور آپ نے کہا اے اپنی جان کی دشمن! کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناحق بات کہیں گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ تلاش کی اور آپ کی پشت مبارک کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہم نے تمہیں اس لئے نہیں بلایا تھا اور نہ ہی ہمارا یہ ارادہ تھا کہ ہم تم سے یہ بات چاہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی بات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خفا ہو گئیں اور کہا کہ کیا آپ وہی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں؟ آپ یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور حلم و کرم کی بنا پر یہ بات برداشت کر گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے کہ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی پہچانتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا جب تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا، میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا ابو زرعہ، ام زرعہ کیلئے تھے مگر میں تم کو طلاق نہیں دونگا اور آپ اپنی ازواج مطہرات سے یہ بھی فرماتے کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ بخدا اس کے سوا تم میں کسی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں اور بچوں پر سب لوگوں سے زیادہ مہربان تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے اور ان سے ان کی عقلوں کے مطابق اقوال و افعال فرمایا کرتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑ میں مقابلہ کرتے، کبھی حضرت عائشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نکل جاتیں اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبقت لے جاتے اور فرماتے کہ یہ اس دن کا بدلہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے سب سے زیادہ خوش طبعی فرمانے والے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک حبشی اور دوسرے لوگوں کی آوازیں سنیں جو عاشورہ کے دن کھیل رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا تم یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ آپ نے ان کی طرف آدمی بھیجا، اور جب وہ آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو دروازوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنا دست اقدس دروازہ پر رکھ دیا اور ہاتھ لمبا کر لیا، میں نے اپنی ٹھوڑی آپ کے ہاتھ پر جما دی، وہ کھیلتے رہے اور میں دیکھتی رہی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے پوچھتے بس کافی ہے؟ میں عرض کرتی ذرا چپ

رہیے، آپ نے دو تین مرتبہ پوچھا پھر فرمایا عائشہ! اب بس کرو. میں نے عرض کی ٹھیک ہے۔ تب حضور ﷺ نے انہیں اشارہ فرمایا تو وہ واپس چلے گئے اور حضور ﷺ نے فرمایا مومنوں میں کامل ترین ایمان والا وہ ہے جس کا خلق عمدہ ہو اور جو اپنے گھر والوں پر نہایت مہربان ہو۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہتر ہے اور میں اپنی ازواج کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غصے کے باوجود انسان کیلئے مناسب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بچوں جیسا ہو اور جب گھر والے اس سے کچھ طلب کریں جو اس کے پاس موجود ہو تو وہ اسے مرد پائیں (یعنی وہ مطلوبہ شے میں بخل نہ کرے)

جناب لقمان نے فرمایا عقلمند کیلئے مناسب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے بچے کی طرح ہو اور جب قوم میں ہو تو جوانوں کی طرح ہو۔

اس حدیث کی تفسیر میں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جعظری جواظ سے بغض رکھتا ہے، کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اپنے گھر والوں سے سختی کرنے والا اور خود بینی میں مبتلا ہے اور یہ انہیں معانی میں سے ایک معنیٰ ہیں جو فرمان الٰہی عتل کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بد خلق، زبان دراز، اپنے گھر والوں پر تشدد کرنے والا ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم نے باکرہ سے شادی کیوں نہ کی وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے خوش طبعی کرتے۔

ایک بدویہ نے اپنے مردہ خاوند کی ان الفاظ میں تعریف کی، بخدا جب وہ گھر میں داخل ہوتا تو سدا ہنستا رہتا، جب وہ باہر نکلتا تو چپ رہتا، جو کچھ ملتا کھالیتا اور جو کچھ موجود نہ ہوتا اس کے متعلق سوال نہ کرتا۔

انسان کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بذلہ سنجیوں، حسن خلق اور اس کی خواہشات کی موافقت میں اس حد تک نہ بڑھے کہ اس کی عادتیں بگڑ جائیں اور اس کے دل سے مرد کی ہیبت بالکل اٹھ جائے بلکہ ہر معاملہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھے اور اپنی ہیبت اور دبدبہ بالکلیہ ختم نہ کرے، مرد پر لازم ہے کہ اس سے کوئی نامناسب بات نہ سنے اور اسے برے کاموں میں دلچسپی نہ لینے دے بلکہ جب بھی اسے شریعت و مروت کے خلاف گامزن پائے اس کی سرزنش کرے اور اسے راہ راست پر لائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جو بھی مرد اپنی بیوی کی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اوندھا جہنم میں ڈالے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ ان کی مخالفت میں برکت ہے اور یہ بھی

www.waseemziyai.com

کہا گیا ہے کہ ان سے مشورہ کرو اور ان کی مخالفت کرو۔

حضور ﷺ نے فرمایا عورت کا غلام ہلاک ہوا اور آپ نے یہ اس لئے فرمایا کیوں کہ مرد جب عورت کی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے تو وہ اس کا غلام اور بندہ بن جاتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عورت کا مالک بنایا مگر اس نے عورت کو اپنا مالک بنا دیا گویا اس نے برعکس کام کیا اور خدائی فیصلہ کے خلاف شیطان کی اطاعت کی جیسا کہ اس نے کہا "اور البتہ حکم کروں گا ان کو پس پھیر ڈالیں گے، خدا کی پیدائش کو" اور مرد کا حق یہ ہے کہ وہ متبوع ہو، تابع مہمل نہ بنے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو یہ نام دیا ہے کہ:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ مرد عورتوں پر حکمران ہیں۔ (پ۵ النساء ۳۴)

اور شوہر کو سردار کا نام دیا گیا ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَّاَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَا الْبَابِ ط ان دونوں نے اس کے سردار (خاوند) کو دروازے کے قریب پایا۔ (پ۱۲ یوسف ۲۵)

اور جب سردار تابع فرمان ہو جائے تو گویا اس نے نعمت الٰہی کا کفران کیا۔

عورت کا نفس بھی تیرے نفس کی طرح ہے اگر تو اسے معمولی سی بھی ڈھیل دے گا تو وہ بالکل تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تین ہستیاں ایسی ہیں کہ اگر تو ان کی عزت کرے گا تو تجھے ذلیل کریں گے اور اگر تو ان کی اہانت کرے گا تو وہ تیری عزت کریں گے عورت، خادم اور گھوڑا۔ ان کی مراد یہ ہے کہ اگر تو نے ان سے صرف نرمی کا برتاؤ کیا اور نرمی کو سختی سے نہ ملایا اور مہربانی سے سرزنش کو نہ ملایا تو یہ تجھے نقصان دیں گے۔

باب ۹۵:

حقوق شوہر بذمہ زن

نکاح اطاعت کی ایک قسم ہے لہٰذا بیوی خاوند کی مطیع ہے اور اس پر لازم ہے کہ خاوند اس سے جو کچھ طلب کرے وہ اس کی اطاعت کرے بشرطیکہ وہ اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے۔ بیوی پر خاوند کے حقوق کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

ارشاد نبوی ہے کہ جو عورت اس حالت میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں جائیگی۔

ایک شخص سفر پر روانہ ہوا اور اس نے اپنی بیوی سے عہد لیا کہ وہ اوپر سے نہ اترے، اس کا باپ

www.waseemziyai.com

نیچے رہتا تھا، وہ بیمار ہو گیا، اس عورت نے حضور ﷺ کی خدمت میں آدمی بھیج کر باپ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کی اطاعت کر۔ پھر وہ مر گیا اور عورت نے پھر اجازت طلب کی تو حضور ﷺ نے فرمایا اپنے خاوند کی اطاعت کر۔ اس کے باپ کو دفن کر دیا گیا اور حضور ﷺ نے اسے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاوند کی اطاعت کی وجہ سے اس کے باپ کو بخش دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب عورت نے پانچ نمازیں پڑھیں ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کو اسلام کی عبادیات میں شامل فرمایا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں عورتوں کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا حاملہ، بچہ جننے اور دودھ پلانے والی، اپنی اولادوں پر مہربانی کرنے والی عورتیں، اگر اپنے شوہر کی نافرمانی نہ کریں تو ان میں جو نماز پڑھنے والی ہیں وہ جنت میں داخل ہوگی۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے جہنم کو دیکھا اس میں رہنے والی اکثر عورتیں تھیں، تو خواتین میں سے بعض نے عرض کیا یارسول اللہ! کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا کثرت سے لعنت کرتی ہیں اور خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں یعنی جو انہیں زندگی گزارنے میں مدد دیتا ہے، اس کے شکریے کی بجائے کفران کرتی ہیں۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میں نے جنت میں دیکھا، اس میں عورتیں کم تھیں، میں نے کہا کہ عورتیں کہاں ہیں؟ جبریل نے کہا انہیں دو سرخ چیزوں نے مشغول کر دیا ہے، سونے اور زعفران نے، یعنی زیورات اور رنگین کپڑوں نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک جوان عورت نے آ کر عرض کی یارسول اللہ! میں جوان عورت ہوں مجھے نکاح کے پیغام آتے ہیں میں شادی کو مکروہ سمجھتی ہوں، آپ مجھے بتائیں کہ بیوی پر خاوند کا کیا حق ہے؟

آپ نے فرمایا اگر خاوند کی چوٹی سے ایڑی تک پیپ ہو اور وہ اسے چاٹے تو خاوند کا حق ادا نہیں کر پائے گی، اس نے پوچھا تو میں شادی نہ کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم شادی کرو کیوں کہ اس میں بھلائی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو خثعم کی ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا میں غیر شادی شدہ عورت ہوں اور شادی کرنا چاہتی ہوں، خاوند کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے کہ جب وہ اس کا ارادہ کرے، اگر اس کے ارادے کے وقت وہ اونٹ کی پیٹھ پر بھی ہو تب بھی اسے نہ روکے۔

خاوند کا یہ بھی حق ہے کہ بیوی اس کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے، اگر اس نے

www.waseemziyai.com

بلا اجازت کچھ دے دیا تو گنہگار ہوگی اور خاوند کو ثواب ہوگا. بیوی پر یہ بھی حق ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے. اگر اس نے ایسا کیا تو وہ بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ قبول نہیں ہوگا اور اگر گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نکلی تو جب تک وہ واپس نہ ہو جائے یا توبہ نہ کرے. فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

شوہر کا مرتبہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی کو کسی کیلئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیوں کہ خاوند کے بیوی پر بہت حقوق ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے عورت اس وقت رب تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گھر کے اندر ہو اور عورت کا گھر کے صحن میں نماز پڑھنا، مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور گھر کے اندر والے گھر میں اس کی نماز گھر میں نماز سے افضل ہے، یہ آپ نے مزید پردہ نشینی کیلئے فرمایا، اسی لئے فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ عورت سراسر برہنگی ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے، نیز فرمایا کہ عورت کیلئے دس برہنگیاں ہیں جب وہ شادی کرتی ہے تو خاوند اس کی ایک برہنگی ڈھانپ لیتا ہے اور جب وہ مرتی ہے تو قبر اس کی تمام عریانیاں چھپا لیتی ہے۔

عورت پر خاوند کے بہت سے حقوق ہیں، ان میں سے دو باتیں اہم ہیں، ان میں سے ایک نگہبانی اور پردہ ہے، دوسرا حاجت کے علاوہ دیگر چیزوں کا مطالبہ نہ کرنا اور مرد کی حرام کی کمائی سے حاصل کردہ رزق سے پرہیز، گزشتہ زمانہ میں عورتوں کا یہی کردار تھا چنانچہ آدمی جب گھر سے باہر نکلتا تو اس کی بیوی یا بیٹی اسے کہتی کہ حرام کی کمائی سے بچنا کیونکہ ہم دکھ درد اور بھوک برداشت کر سکتے ہیں مگر جہنم کی آگ برداشت نہیں کر سکتے۔

گذشتہ لوگوں میں ایک آدمی نے سفر کا ارادہ کیا تو اس کے ہمسائیوں نے اس کے سفر کو اچھا نہ سمجھا اور انہوں نے اس کی بیوی سے کہا تو اس کے سفر پر کیسے راضی ہوئی حالانکہ اس نے تیرے لئے خرچ وغیرہ نہیں چھوڑا، عورت نے کہا میرا خاوند جب سے میں اسے جانتی ہوں میں نے اسے بہت کھانے والا پایا ہے، رزق دینے والا نہیں پایا میرا رب رزاق ہے کھانے والا چلا جائے گا اور رزق دینے والا باقی رہے گا۔

محترمہ رابعہ بنت اسماعیل نے حضرت احمد بن ابی الحواری کو نکاح کا پیغام دیا مگر انہوں نے اپنی عبادت گزاری کی وجہ سے شادی کو ناپسند کیا اور ان سے جواب میں کہا بخدا عبادت کی مشغولیت کی وجہ سے مجھے عورتوں سے محبت اور انس نہیں رہا۔ رابعہ نے کہا میں آپ کو اپنے شغل سے منحرف کرنے اور خواہشات کی تکمیل کیلئے نکاح کا پیغام نہیں دے رہی ہوں بلکہ میں نے اپنے سابق خاوند کے ورثہ میں سے مال کثیر پایا ہے میں چاہتی ہوں کہ یہ مال آپ کے نیک بھائیوں پر خرچ کروں اور آپ کے سبب

www.waseemziyai.com

مجھے آپ کے بھائیوں کا پتہ چل جائے گا۔ اور میں نیکوں کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کا راستہ پالوں گی۔

جنابِ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اپنے شیخ سے اجازت لے لوں چنانچہ آپ اپنے شیخ حضرت ابو سلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ کہتے ہیں کہ جناب ابو سلیمان اپنے مریدین کو شادی سے منع کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے ساتھیوں میں سے جس نے بھی شادی کی ہے اس کی حالت دگر گوں ہوئی ہے۔ جب انہوں نے رابعہ کی باتیں سُنیں تو مجھ سے فرمایا اس سے نکاح کرلو کیوں کہ یہ ولیہ ہے، بخدا ایسی باتیں صدیقین کی ہوتی ہیں۔ جناب احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رابعہ سے نکاح کر لیا گھر میں گج کا صرف ایک کونڈا تھا جو کھانا کھانے کے بعد جلدی سے ہاتھ دھو کر باہر جانے والوں کی وجہ سے ٹوٹ گیا، اشنانِ (ایک بوٹی جو صابن کا کام دیتی ہے) سے ہاتھ دھونے والے اس کے علاوہ ہوتے تھے۔ جناب احمد کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد تین اور عورتوں سے نکاح کیا، رابعہ مجھے خوب کھلاتی اور خوشبوئیں وغیرہ لگاتی اور کہا کرتی کہ اپنی خوشی اور قوت کے ساتھ اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔ اور یہ رابعہ شام میں ایسی پہچانی جاتی تھی جیسے بصرہ میں رابعہ عدویہ پہچانی جاتی تھیں۔

بیوی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خاوند کے مال کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کی حفاظت کرے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ عورت کیلئے حلال نہیں کہ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے ہاں ایسا کھانا کھا سکتی ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اگر بیوی خاوند کی رضامندی سے کھائے گی تو اسے خاوند کے برابر ثواب ملے گا ورنہ خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے گی تو خاوند کو اجر ملے گا مگر بیوی پر گناہ ہوگا۔

والدین پر حق ہے کہ وہ لڑکی کی بہترین تربیت کریں، اسے ایسی تعلیم دیں جس سے وہ عمدہ رہن سہن اور خاوند سے بہتر برتاؤ کے آداب سیکھ جائے جیسا کہ مروی ہے کہ اسماء بنت خارجہ الفراری نے اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اسے کہا، اب تم اس نشیمن سے نکل رہی ہو جو تمہارا ملجا و ماٴمن تھا، اب تم ایسے بستر پر جا رہی ہو جس سے تم نے کبھی بھی الفت نہیں کی تو اس کی زمین بن جاوہ تیرا آسمان ہوگا تو اس کا بچھونا بن جاوہ تیری عمارت بن جائے گا تو اس کی باندی بن وہ تیرا خادم ہوگا، اس سے کنارہ کش نہ رہنا ورنہ وہ تجھ سے دور ہو جائے گا، اس سے دور نہ ہونا ورنہ وہ تجھے بھول جائے گا، اگر وہ تیرا قرب چاہے تو اس کے قریب ہو، اگر وہ تجھ سے دور ہونا چاہے تو تو بھی دور ہو جا، اس کی ناک، کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تاکہ وہ تجھ سے عمدہ خوشبو کے علاوہ اور کچھ نہ سونگھے، عمدہ بات کے سوا اور کچھ نہ سنے اور وہ تجھے ہمیشہ خوب صورت ہی دیکھے۔

ایک شخص نے کہا بخاری و مسلم میں ہے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ انہوں نے بغیر حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت لئے غلام لڑکی کو آزاد کر دیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ ان کی باری پر ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو علم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر

دی ارشاد فرمایا کہ کیا تو نے آزاد کر دی عرض کیا ہاں فرمایا اگر تم اپنے بھائی بہنوں کو دے دیتی تو تجھے زیادہ ثواب ملتا۔

خُذِ الْعَفْوَ مِنِّیْ تَسْتَدِیْمِیْ مَوَدَّتِیْ ۔۔۔ وَلَا تَنْطِقِیْ فِیْ سُوْرَتِیْ حِیْنَ اَغْضِبُ
وَلَا تَنقرینی نقرك الدَّفِّ مَرَّةً ۔۔۔ فَاِنَّكِ لَا تَدْرِیْنَ كَیْفَ الْمَنِیْبُ
وَلَا تُكْثِرِیْ الشَّكْوٰی فَتَذْهَبُ بِالْهَوٰی ۔۔۔ وَیَابٰكَ قَلْبِیْ وَالْقُلُوْبُ تَقَلَّبُ
اِنْ رَاَیْتُ الْحُبَّ فِیْ الْقَلْبِ وَالْاَذٰی ۔۔۔ اِذَا اجْتَمَعَا لَمْ یَلْبَثِ الْحُبُّ یَذْهَبُ

❁❁❁❁

باب۹۶:

فضیلتِ جہاد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴿۱۵﴾

بیشک مومن وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔ (پ۲۶ الحجرات ۱۵)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے میں منبر رسول کے قریب تھا کہ ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے اسلام کے بعد بیت اللہ کی خدمت کے سوا کسی اور عمل کی تمنا نہیں ہے ایک اور بولا کہ تمہارے ان کاموں سے جہاد افضل ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا منبر کے قریب آوازیں بلند نہ کرو، وہ جمعہ کا دن تھا۔ جب جمعہ کی نماز ادا کر لی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کے متعلق پوچھا جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمان نازل فرمایا:

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴿۱۹﴾

کیا حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس شخص کے اعمال کی طرح ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا ہے اور وہ راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں فرماتا۔ (پ۱۰ التوبۃ ۱۹)

www.waseemziyai.com

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم چند ساتھی اکٹھے بیٹھے تھے. ہم نے کہا اگر ہم جانتے کہ کونسا عمل افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے تو ہم وہی کرتے. اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ (پ ۲۸ الصف ۱، ۴)

اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے جو چیز بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے. اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو نہیں کرتے تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو، آپ نے فرمایا میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا، پھر فرمایا کیا تم اس بات کی تاب رکھتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کیلئے روانہ ہو تو تم مسجد میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ عبادت میں رہو، کبھی وقفہ نہ کرو، ہمیشہ روزے سے رہو کبھی افطار نہ کرو، اس نے عرض کی یارسول اللہ! کون ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی کا ایسی گھاٹی سے گذر ہوا جس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا، انہوں نے کہا میں لوگوں سے گوشہ نشینی اختیار کر کے اس گھاٹی میں عبادت کروں گا اور یہیں قیام کروں گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر ایسا ہرگز نہیں کرونگا چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ تمہارا راہ خدا میں جہاد کیلئے کھڑا ہونا، گھر میں ستر سال کی نماز سے افضل ہے، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور تمہیں جنت میں داخل کرے، راہ خدا میں جہاد کرو جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقفہ کے برابر بھی جہاد کرتا ہے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی کو عبادت کیلئے عزلت نشینی کی اجازت نہیں دی حالانکہ ان کا شوق عبادت مسلم تھا اور نیکیوں میں ان کی موافقت شک و شبہ سے بالا تھی، بلکہ انہیں جہاد کی ترغیب دی، تو ہم جبکہ ہماری نیکیاں کم ہیں اور گناہ زیادہ، ہم حرام اور مشتبہ غذائیں کھاتے ہیں اور ہمارے عزائم اور نیتیں فاسد ہیں، ہمارے لئے جہاد کا ترک کرنا کس طرح مناسب ہو سکتا ہے۔

www.waseemziyai.com

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی مثال روزہ دار، خشوع وخضوع سے عبادت کرنے والے، قیام کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے جیسی ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کون اس کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند نہ آئی، عرض کی یارسول اللہ! ایک بار یہ بات مجھ سے پھر ارشاد فرمادیجئے چنانچہ آپ نے اسے مکرر فرمایا پھر فرمایا ایک اور عمل ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ بندے کے سو درجات بلند کرتا ہے اور ہر دو درجات کا درمیانی فاصلہ زمین وآسمان کے فاصلہ کے برابر ہوگا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ وہ کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: راہِ خدا میں جہاد کرنا۔

❀❀❀❀

باب ۹۷:

فریب کاری شیطان

کسی شخص نے جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ کیا شیطان سوتا بھی ہے؟ وہ مسکرائے اور کہا اگر وہ سوتا تو ہم راحت پاتے، معلوم ہوا کہ مومن کو شیطان سے رہائی پانی دشوار ہے، ہاں اسے اپنے سے دور کرنے اور اس کی قوت کو کمزور کرنے کی راہیں ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ مومن شیطان کو دبلا کر دیتا ہے جیسے تم میں سے کوئی (طویل) سفر میں اونٹ کو دبلا کر دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مومن کا شیطان لاغر ہوتا ہے حضرت قیس بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھ سے میرے شیطان نے کہا جب میں تیرے اندر داخل ہوا تو اونٹ کی طرح تھا اور اب میں چڑیا کی طرح ہوں، میں نے کہا وہ کیوں؟ شیطان نے کہا تو نے مجھے ذکر خدا سے لاغر کر دیا ہے۔

لہٰذا متقی بندوں پر شیطان کے ظاہری دروازوں کا بند کرنا اور ان راستوں کی نگہبانی کرنا جو گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں، کچھ دشوار نہیں تھا، ان کیلئے لغزش کا باعث وہ خفیہ شیطانی راستے بنتے تھے جن کی کھڑکیاں دل میں کھلتی ہیں، وہ ان راستوں کی نگہبانی سے معزور تھے کیوں کہ دل میں شیطان کے بہتر راستے ہیں۔ اور فرشتے کا صرف ایک دروازہ ہے اور یہ ایک دروازہ بھی ان بہت سارے دروازوں میں خلط ملط ہوگیا ہے اور بندے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مسافر ایسے جنگل میں بھٹک جائے جس میں بہت

www.waseemziyai.com

وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿٢١﴾ اور لیا ہے انہوں نے تم سے قول مستحکم۔ (پ ۴ النساء ۲۱)

اور مزید فرمایا کہ ''اور کروٹ کے ساتھی پر'' کہا گیا ہے کہ اس ساتھی سے مراد عورت ہے۔

حضور ﷺ نے ان تین باتوں کی اس وقت وصیت فرمائی جبکہ آپ کی زبان اقدس وصال شریف کے وقت لڑکھڑا رہی تھی اور کلام انور میں ہلکا پن پیدا ہو چلا تھا آپ نے فرمایا نماز، نماز اور وہ تمہارے ہاتھ جن کے مالک ہوئے انہیں وہ تکلیف نہ دو جس کے برداشت کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتے، عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، وہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں یعنی وہ ایسی قید ہیں جنہیں تم نے اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے کلام سے ان کی شرم گاہیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کی بد خلقی پر صبر کیا اللہ اسے مصائب پر حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے اجر کے برابر اجر دے گا اور جس عورت نے خاوند کی بد خلقی پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اسے فرعون کی بیوی آسیہ کے ثواب کے مثل ثواب عطا فرمائے گا۔

بیوی سے حسن سلوک یہ نہیں کہ اس کی تکلیف کو دور کیا جائے بلکہ ایسی چیز کو اس سے دور کرنا بھی شامل ہے جس سے تکلیف پہنچنے کا خدشہ ہو اور اس کے غصہ اور ناراضگی کے وقت حلم کا مظاہرہ کرنا اور اس معاملہ میں حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو مدنظر رکھنا حضور ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات آپ کی بات کو (بتقاضائے قدرت) (صورۃً) نہ بھی مانتیں اور ان میں کوئی ایک رات تک گفتگو نہ کیا کرتی تھی مگر آپ ان سے حسن سلوک ہی سے پیش آیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے آپ کی بات کو نہ مانا تو آپ نے فرمایا کہ اے لونڈی! تو میرے سامنے بڑھ کر بات کرتی ہے، انہوں نے عرض کی کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات انہیں دے لیا کرتیں، حالانکہ وہ آپ سے بہتر تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حفصہ خائب و خاسر ہوئی اگر اس نے حضور ﷺ کی بات رد کر دی، پھر آپ نے حضرت حفصہ سے فرمایا ابن ابی قحافہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کی بیٹی پر غیرت نہ کرنا کیونکہ وہ حضور ﷺ کی محبوبہ ہیں اور پھر آپ نے انہیں حضور ﷺ کی بات کو رد کرنے سے ڈرایا۔

مروی ہے کہ ان ازواج مطہرات میں سے کسی نے حضور ﷺ کے سینۂ انور پر ہاتھ رکھ کر آپ کو پیچھے ہٹایا تو ان کی والدہ نے انہیں تہدید کی حضور ﷺ نے ان کی ماں کی باتیں سن کر فرمایا کہ ان سے درگذر کرو، یہ اس سے بھی زیادہ کچھ کیا کرتی ہیں۔

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضور ﷺ کے درمیان کچھ بات ہوگئی یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور انہیں فیصل بنایا گیا۔ جب انہوں نے بات سننا چاہی تو حضور ﷺ سرور کائنات ﷺ

www.waseemziyai.com

نے حضرت عائشہ سے فرمایا تم بات کروگی یا میں؟ حضرت عائشہ بولیں کہ بات آپ ہی کریں گے مگر درست، یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ ان کے منہ سے خون جاری ہوگیا اور آپ نے کہا اے اپنی جان کی دشمن! کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناحق بات کہیں گے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ تلاش کی اور آپ کی پشت مبارک کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہم نے تمہیں اس لئے نہیں بلایا تھا اور نہ ہی ہمارا یہ ارادہ تھا کہ ہم تم سے یہ بات چاہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی بات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خفا ہوگئیں اور کہا کہ کیا آپ وہی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں؟ آپ یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور حلم و کرم کی بنا پر یہ بات برداشت کر گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے کہ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی پہچانتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا جب تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا، میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا ابو زرعہ، ام زرعہ کیلئے تھے مگر میں تم کو طلاق نہیں دونگا اور آپ اپنی ازواج مطہرات سے یہ بھی فرماتے کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو بخدا اس کے سوا تم میں کسی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں اور بچوں پر سب لوگوں سے زیادہ مہربان تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے اور ان سے ان کی عقلوں کے مطابق اقوال و افعال فرمایا کرتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑ میں مقابلہ کرتے، کبھی حضرت عائشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نکل جاتیں اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبقت لے جاتے اور فرماتے کہ یہ اس دن کا بدلہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے سب سے زیادہ خوش طبعی فرمانے والے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک حبشی اور دوسرے لوگوں کی آوازیں سنیں جو عاشورہ کے دن کھیل رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا تم یہ کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ آپ نے ان کی طرف آدمی بھیجا، اور جب وہ آگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو دروازوں کے درمیان کھڑے ہوگئے اور اپنا دست اقدس دروازہ پر رکھ دیا اور ہاتھ لمبا کرلیا، میں نے اپنی ٹھوڑی آپ کے ہاتھ پر جمادی، وہ کھیلتے رہے اور میں دیکھتی رہی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے پوچھتے بس کافی ہے؟ میں عرض کرتی ذرا چپ

www.waseemziyai.com

رہیے، آپ نے دو تین مرتبہ پوچھا پھر فرمایا عائشہ! اب بس کرو. میں نے عرض کی ٹھیک ہے۔ تب حضور ﷺ نے انہیں اشارہ فرمایا تو وہ واپس چلے گئے اور حضور ﷺ نے فرمایا مومنوں میں کامل ترین ایمان والا وہ ہے جس کا خلق عمدہ ہو اور جو اپنے گھر والوں پر نہایت مہربان ہو۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہتر ہے اور میں اپنی ازواج کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غصے کے باوجود انسان کیلئے مناسب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بچوں جیسا ہو اور جب گھر والے اس سے کچھ طلب کریں جو اس کے پاس موجود ہو تو وہ اسے مرد پائیں (یعنی وہ مطلوبہ شے میں بخل نہ کرے)

جناب لقمان نے فرمایا عقلمند کیلئے مناسب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے بچے کی طرح ہو اور جب قوم میں ہو تو جوانوں کی طرح ہو۔

اس حدیث کی تفسیر میں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جعظری جواظ سے بغض رکھتا ہے، کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اپنے گھر والوں سے سختی کرنے والا اور خود بینی میں مبتلا ہے اور یہ انہیں معانی میں سے ایک معنی ہیں جو فرمان الٰہی عتل کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بد خلق، زبان دراز، اپنے گھر والوں پر تشدد کرنے والا ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم نے باکرہ سے شادی کیوں نہ کی وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے خوش طبعی کرتے۔

ایک بدویہ نے اپنے مردہ خاوند کی ان الفاظ میں تعریف کی، بخدا جب وہ گھر میں داخل ہوتا تو سدا ہنستا رہتا، جب وہ باہر نکلتا تو چپ رہتا، جو کچھ ملتا کھا لیتا اور جو کچھ موجود نہ ہوتا اس کے متعلق سوال نہ کرتا۔

انسان کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بذلہ سنجیوں، حسن خلق اور اس کی خواہشات کی موافقت میں اس حد تک نہ بڑھے کہ اس کی عادتیں بگڑ جائیں اور اس کے دل سے مرد کی ہیبت بالکل اٹھ جائے بلکہ ہر معاملہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھے اور اپنی ہیبت اور دبدبہ بالکلیہ ختم نہ کرے، مرد پر لازم ہے کہ اس سے کوئی نا مناسب بات نہ سنے اور اسے برے کاموں میں دلچسپی نہ لینے دے بلکہ جب بھی اسے شریعت و مروت کے خلاف گامزن پائے اس کی سرزنش کرے اور اسے راہ راست پر لائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جو بھی مرد اپنی بیوی کی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اوندھا جہنم میں ڈالے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ ان کی مخالفت میں برکت ہے اور یہ بھی

www.waseemziyai.com

کہا گیا ہے کہ ان سے مشورہ کرو اور ان کی مخالفت کرو۔

حضور ﷺ نے فرمایا عورت کا غلام ہلاک ہوا اور آپ نے یہ اس لئے فرمایا کیوں کہ مرد جب عورت کی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے تو وہ اس کا غلام اور بندہ بن جاتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عورت کا مالک بنایا مگر اس نے عورت کو اپنا مالک بنا دیا گویا اس نے برعکس کام کیا اور خدائی فیصلہ کے خلاف شیطان کی اطاعت کی جیسا کہ اس نے کہا "اور البتہ حکم کروں گا ان کو پس پھیر ڈالیں گے، خدا کی پیدائش کو" اور مرد کا حق یہ ہے کہ وہ متبوع ہو، تابع مہمل نہ بنے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو یہ نام دیا ہے کہ:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ مرد عورتوں پر حکمران ہیں۔ (پ۵ النساء ۳۴)

اور شوہر کو سردار کا نام دیا گیا ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَّاَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَا الْبَابِ ط ان دونوں نے اس کے سردار (خاوند) کو دروازے کے قریب پایا۔ (پ۱۲ یوسف ۲۵)

اور جب سردار تابع فرمان ہو جائے تو گویا اس نے نعمت الٰہی کا کفران کیا۔

عورت کا نفس بھی تیرے نفس کی طرح ہے اگر تو اسے معمولی سی بھی ڈھیل دے گا تو وہ بالکل تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تین ہستیاں ایسی ہیں کہ اگر تو ان کی عزت کرے گا تو تجھے ذلیل کریں گے اور اگر تو ان کی اہانت کرے گا تو وہ تیری عزت کریں گے عورت، خادم اور گھوڑا۔ ان کی مراد یہ ہے کہ اگر تو نے ان سے صرف نرمی کا برتاؤ کیا اور نرمی کو سختی سے نہ ملایا اور مہربانی سے سرزنش کو نہ ملایا تو یہ تجھے نقصان دیں گے۔

❁❁❁❁

باب ۹۵:

حقوق شوہر بذمہ زن

نکاح اطاعت کی ایک قسم ہے لہٰذا بیوی خاوند کی مطیع ہے اور اس پر لازم ہے کہ خاوند اس سے جو کچھ طلب کرے وہ اس کی اطاعت کرے بشرطیکہ وہ اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے۔ بیوی پر خاوند کے حقوق کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

ارشاد نبوی ہے کہ جو عورت اس حالت میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں جائیگی۔

ایک شخص سفر پر روانہ ہوا اور اس نے اپنی بیوی سے عہد لیا کہ وہ اوپر سے نہ اترے، اس کا باپ

www.waseemziyai.com

نیچے رہتا تھا. وہ بیمار ہو گیا، اس عورت نے حضور ﷺ کی خدمت میں آدمی بھیج کر باپ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی. حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کی اطاعت کر. پھر وہ مر گیا اور عورت نے پھر اجازت طلب کی تو حضور ﷺ نے فرمایا اپنے خاوند کی اطاعت کر. اس کے باپ کو دفن کر دیا گیا اور حضور ﷺ نے اسے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاوند کی اطاعت کی وجہ سے اس کے باپ کو بخش دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب عورت نے پانچ نمازیں پڑھیں ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کو اسلام کی مبادیات میں شامل فرمایا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں عورتوں کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا حاملہ، بچہ جننے اور دودھ پلانے والی، اپنی اولادوں پر مہربانی کرنے والی عورتیں، اگر اپنے شوہر کی نافرمانی نہ کریں تو ان میں جو نماز پڑھنے والی ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گی۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے جہنم کو دیکھا اس میں رہنے والی اکثر عورتیں تھیں، تو خواتین میں سے بعض نے عرض کیا یارسول اللہ! کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا کثرت سے لعنت کرتی ہیں اور خاوند کی نافرمانی کرتی ہیں یعنی جو انہیں زندگی گزارنے میں مدد دیتا ہے، اس کے شکریے کی بجائے کفران کرتی ہیں۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میں نے جنت میں دیکھا، اس میں عورتیں کم تھیں، میں نے کہا کہ عورتیں کہاں ہیں؟ جبریل نے کہا انہیں دو سرخ چیزوں نے مشغول کر دیا ہے، سونے اور زعفران نے، یعنی زیورات اور رنگین کپڑوں نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک جوان عورت نے آ کر عرض کی یارسول اللہ! میں جوان عورت ہوں مجھے نکاح کے پیغام آتے ہیں میں شادی کو مکروہ سمجھتی ہوں، آپ مجھے بتائیں کہ بیوی پر خاوند کا کیا حق ہے؟

آپ نے فرمایا اگر خاوند کی چوٹی سے ایڑی تک پیپ ہو اور وہ اسے چاٹے تو خاوند کا حق ادا نہیں کر پائے گی، اس نے پوچھا تو میں شادی نہ کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم شادی کرو کیوں کہ اس میں بھلائی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو خثعم کی ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا میں غیر شادی شدہ عورت ہوں اور شادی کرنا چاہتی ہوں، خاوند کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے کہ جب وہ اس کا ارادہ کرے، اگر اس کے ارادے کے وقت وہ اونٹ کی پیٹھ پر بھی ہو تب بھی اسے نہ روکے۔

خاوند کا یہ بھی حق ہے کہ بیوی اس کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے، اگر اس نے

www.waseemziyai.com

بلا اجازت کچھ دے دیا تو گنہگار ہوگی اور خاوند کو ثواب ہوگا۔ بیوی پر یہ بھی حق ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ بھوکی پیاسی رہی اور اس کا روزہ قبول نہیں ہوگا اور اگر گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نکلی تو جب تک وہ واپس نہ ہو جائے یا توبہ نہ کرے۔ فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

شوہر کا مرتبہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی کو کسی کیلئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیوں کہ خاوند کے بیوی پر بہت حقوق ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے عورت اس وقت رب تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گھر کے اندر ہو اور عورت کا گھر کے صحن میں نماز پڑھنا، مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور گھر کے اندر والے گھر میں اس کی نماز گھر میں نماز سے افضل ہے، یہ آپ نے مزید پردہ نشینی کیلئے فرمایا، اسی لئے فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ عورت سراسر برہنگی ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے، نیز فرمایا کہ عورت کیلئے دس برہنگیاں ہیں جب وہ شادی کرتی ہے تو خاوند اس کی ایک برہنگی ڈھانپ لیتا ہے اور جب وہ مرتی ہے تو قبر اس کی تمام عریانیاں چھپا لیتی ہے۔

عورت پر خاوند کے بہت سے حقوق ہیں، ان میں سے دو باتیں اہم ہیں، ان میں سے ایک نگہبانی اور پردہ ہے، دوسرا حاجت کے علاوہ دیگر چیزوں کا مطالبہ نہ کرنا اور مرد کی حرام کی کمائی سے حاصل کردہ رزق سے پرہیز، گزشتہ زمانہ میں عورتوں کا یہی کردار تھا چنانچہ آدمی جب گھر سے باہر نکلتا تو اس کی بیوی یا بیٹی اسے کہتی کہ حرام کی کمائی سے بچنا کیونکہ ہم دکھ درد اور بھوک برداشت کر سکتے ہیں مگر جہنم کی آگ برداشت نہیں کر سکتے۔

گزشتہ لوگوں میں ایک آدمی نے سفر کا ارادہ کیا تو اس کے ہمسائیوں نے اس کے سفر کو اچھا نہ سمجھا اور انہوں نے اس کی بیوی سے کہا تو اس کے سفر پر کیسے راضی ہوئی حالانکہ اس نے تیرے لئے خرچ وغیرہ نہیں چھوڑا، عورت نے کہا میرا خاوند جب سے میں اسے جانتی ہوں میں نے اسے بہت کھانے والا پایا ہے، رزق دینے والا نہیں پایا میرا رب رزاق ہے کھانے والا چلا جائے گا اور رزق دینے والا باقی رہے گا۔

محترمہ رابعہ بنت اسماعیل نے حضرت احمد بن ابی الحواری کو نکاح کا پیغام دیا مگر انہوں نے اپنی عبادت گزاری کی وجہ سے شادی کو ناپسند کیا اور ان سے جواب میں کہا بخدا عبادت کی مشغولیت کی وجہ سے مجھے عورتوں سے محبت اور انس نہیں رہا۔ رابعہ نے کہا میں آپ کو اپنے شغل سے منحرف کرنے اور خواہشات کی تکمیل کیلئے نکاح کا پیغام نہیں دے رہی ہوں بلکہ میں نے اپنے سابق خاوند کے ورثہ میں سے مال کثیر پایا ہے میں چاہتی ہوں کہ یہ مال آپ کے نیک بھائیوں پر خرچ کروں اور آپ کے سبب

www.waseemziyai.com

مجھے آپ کے بھائیوں کا پتہ چل جائے گا۔اور میں نیکوں کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کا راستہ پالوں گی۔

جناب احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اپنے شیخ سے اجازت لے لوں چنانچہ آپ اپنے شیخ حضرت ابو سلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے. کہتے ہیں کہ جناب ابوسلیمان اپنے مریدین کو شادی سے منع کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے ساتھیوں میں سے جس نے بھی شادی کی ہے اس کی حالت دگر گوں ہوئی ہے. جب انہوں نے رابعہ کی باتیں سنیں تو مجھ سے فرمایا اس سے نکاح کرلو کیوں کہ یہ ولیہ ہے، بخدا ایسی باتیں صدیقین کی ہوتی ہیں. جناب احمد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رابعہ سے نکاح کرلیا گھر میں گچ کا صرف ایک کونڈا تھا جو کھانا کھانے کے بعد جلدی سے ہاتھ دھو کر باہر جانے والوں کی وجہ سے ٹوٹ گیا، اشانِ (ایک بوٹی جو صابن کا کام دیتی ہے) سے ہاتھ دھونے والے اس کے علاوہ ہوتے تھے۔

جناب احمد کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد تین اور عورتوں سے نکاح کیا، رابعہ مجھے خوب کھلاتی اور خوشبوئیں وغیرہ لگاتی اور کہا کرتی کہ اپنی خوشی اور قوت کے ساتھ اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔اور یہ رابعہ شام میں ایسی پہچانی جاتی تھی جیسے بصرہ میں رابعہ عدویہ پہچانی جاتی تھیں۔

بیوی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خاوند کے مال کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کی حفاظت کرے۔فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ عورت کیلئے حلال نہیں کہ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے ہاں ایسا کھانا کھا سکتی ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اگر بیوی خاوند کی رضامندی سے کھائے گی تو اسے خاوند کے برابر ثواب ملے گا ورنہ خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے گی تو خاوند کو اجر ملے گا مگر بیوی پر گناہ ہوگا۔

والدین پر حق ہے کہ وہ لڑکی کی بہترین تربیت کریں، اسے ایسی تعلیم دیں جس سے وہ عمدہ رہن سہن اور خاوند سے بہتر برتاؤ کے آداب سیکھ جائے جیسا کہ مروی ہے کہ اسماء بنت خارجہ الفزاری نے اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اسے کہا، اب تم اس نشیمن سے نکل رہی ہو جو تمہارا ملجا وماٴمن تھا، اب تم ایسے بستر پر جارہی ہو جس سے تم نے کبھی بھی الفت نہیں کی تو اس کی زمین بن جاوہ تیرا آسمان ہوگا تو اس کا بچھونا بن جاوہ تیری عمارت بن جائے گا تو اس کی باندی بن وہ تیرا خادم ہوگا، اس سے کنارہ کش نہ رہنا ورنہ وہ تجھ سے دور ہو جائے گا، اس سے دور نہ ہونا ورنہ وہ تجھے بھول جائے گا، اگر وہ تیرا قرب چاہے تو اس کے قریب ہو، اگر وہ تجھ سے دور ہونا چاہے تو تو بھی دور ہو جا، اس کی ناک، کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تاکہ وہ تجھ سے عمدہ خوشبو کے علاوہ اور کچھ نہ سونگھے، عمدہ بات کے سوا اور کچھ نہ سنے اور وہ تجھے ہمیشہ خوب صورت ہی دیکھے۔

ایک شخص نے کہا بخاری ومسلم میں ہے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔انہوں نے بغیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لئے غلام لڑکی کو آزاد کر دیا۔جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باری پر ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو علم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر

دی ارشاد فرمایا کہ کیا تو نے آزاد کردی عرض کیا ہاں فرمایا اگر تم اپنے بھائی بہنوں کو دے دیتی تو تجھے زیادہ ثواب ملتا۔

خُذِ الْعَفْوَ مِنِّیْ تَسْتَدِیْمِیْ مَوَدَّتِیْ — وَلَا تَنْطِقِیْ فِیْ سُوْرَتِیْ حِیْنَ اَغْضِبُ

وَلَا تَنْقرِینِی نقرك الدَّفِّ مَرَّةً — فَاِنَّكِ لَا تَدْرِیْنَ كَیْفَ الْمَنِیْبُ

وَلَا تُكْثِرِیْ الشِّكْوٰی فَتَذْهَبُ بِالْهَوٰی — وَیاْبٰكَ قَلْبِیْ وَالْقُلُوْبُ تَقَلُّبُ

اِنْ رَاَیْتُ الْحُبَّ فِی الْقَلْبِ وَالْاَذٰی — اِذَا اجْتَمَعَا لَمْ یَلْبَثِ الْحُبُّ یَذْهَبُ

❀❀❀❀

باب ۹۶:

فضیلتِ جہاد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

بیشک مومن وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔ (پ۲۶ الحجرات ۱۵)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے میں منبر رسول کے قریب تھا کہ ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے اسلام کے بعد بیت اللہ کی خدمت کے سوا کسی اور عمل کی تمنا نہیں ہے ایک اور بولا کہ تمھارے ان کاموں سے جہاد افضل ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا منبر کے قریب آوازیں بلند نہ کرو، وہ جمعہ کا دن تھا۔ جب جمعہ کی نماز ادا کرلی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کے متعلق پوچھا جس میں وہ اختلاف کررہے تھے، تب اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمان نازل فرمایا:

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹﴾

کیا حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس شخص کے اعمال کی طرح ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا ہے اور وہ راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں فرماتا۔ (پ۱۰ التوبۃ ۱۹)

www.waseemziyai.com

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم چند ساتھی اکٹھے بیٹھے تھے. ہم نے کہا اگر ہم جانتے کہ کونسا عمل افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے تو ہم وہی کرتے. اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ (پ ۲۸ الصف ۱،۴)

اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے جو چیز بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے، اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو نہیں کرتے تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ آیات پڑھ کر سنائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو، آپ نے فرمایا میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا، پھر فرمایا کیا تم اس بات کی تاب رکھتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کیلئے روانہ ہو تو تم مسجد میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ عبادت میں رہو، کبھی وقفہ نہ کرو، ہمیشہ روزے سے رہو کبھی افطار نہ کرو، اس نے عرض کی یارسول اللہ! کون ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی کا ایسی گھاٹی سے گذر ہوا جس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا، انہوں نے کہا میں لوگوں سے گوشہ نشینی اختیار کر کے اس گھاٹی میں عبادت کروں گا اور یہیں قیام کروں گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر ایسا ہرگز نہیں کرونگا چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کیوں کہ تمہارا راہ خدا میں جہاد کیلئے کھڑا ہونا، گھر میں ستر سال کی نماز سے افضل ہے، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھیں بخش دے اور تمھیں جنت میں داخل کرے، راہ خدا میں جہاد کرو جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقفہ کے برابر بھی جہاد کرتا ہے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی کو عبادت کیلئے عزلت نشینی کی اجازت نہیں دی حالانکہ ان کا شوق عبادت مسلم تھا اور نیکیوں میں ان کی موافقت شک وشبہ سے بالا تھی، بلکہ انہیں جہاد کی ترغیب دی، تو ہم جبکہ ہماری نیکیاں کم ہیں اور گناہ زیادہ، ہم حرام اور مشتبہ غذائیں کھاتے ہیں اور ہمارے عزائم اور نیتیں فاسد ہیں، ہمارے لئے جہاد کا ترک کرنا کس طرح مناسب ہو سکتا ہے۔

www.waseemziyai.com

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی مثال روزہ دار، خشوع وخضوع سے عبادت کرنے والے، قیام کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے جیسی ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کون اس کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند نہ آئی، عرض کی یارسول اللہ! ایک بار یہ بات مجھ سے پھر ارشاد فرماد یجئے چنانچہ آپ نے اسے مکرر فرمایا پھر فرمایا ایک اور عمل ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ بندے کے سو درجات بلند کرتا ہے اور ہر دو درجات کا درمیانی فاصلہ زمین وآسمان کے فاصلہ کے برابر ہوگا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ وہ کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: راہِ خدا میں جہاد کرنا۔

❀❀❀❀

باب ۹۷:

فریب کاری شیطان

کسی شخص نے جناب حسن رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ کیا شیطان سوتا بھی ہے؟ وہ مسکرائے اور کہا اگر وہ سوتا تو ہم راحت پاتے، معلوم ہوا کہ مومن کو شیطان سے رہائی پانی دشوار ہے، ہاں اسے اپنے سے دور کرنے اور اس کی قوت کو کمزور کرنے کی راہیں ہیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ مومن شیطان کو دبلا کر دیتا ہے جیسے تم میں سے کوئی (طویل) سفر میں اونٹ کو دبلا کر دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مومن کا شیطان لاغر ہوتا ہے حضرت قیس بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھ سے میرے شیطان نے کہا جب میں تیرے اندر داخل ہوا تو اونٹ کی طرح تھا اور اب میں چڑیا کی طرح ہوں، میں نے کہا وہ کیوں؟ شیطان نے کہا تو نے مجھے ذکر خدا سے لاغر کر دیا ہے۔

لہٰذا متقی بندوں پر شیطان کے ظاہری دروازوں کا بند کرنا اور ان راستوں کی نگہبانی کرنا جو گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں، کچھ دشوار نہیں تھا، ان کیلئے لغزش کا باعث وہ خفیہ شیطانی راستے بنتے تھے جن کی کھڑکیاں دل میں کھلتی ہیں، وہ ان راستوں کی نگہبانی سے معزور تھے کیوں کہ دل میں شیطان کے بہتر راستے ہیں۔ اور فرشتے کا صرف ایک دروازہ ہے اور یہ ایک دروازہ بھی ان بہت سارے دروازوں میں خلط ملط ہو گیا ہے اور بندے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مسافر ایسے جنگل میں بھٹک جائے جس میں بہت

سے راستے ہوں اور رات کی تاریکی نے ان سب راستوں پر سیاہ چادر تان دی ہو تو وہ بصیرت والی آنکھ اور چمکدار سورج کے سوا راستہ نہیں پا سکتا۔ یہاں بصیرت والی آنکھ اور چمکدار سورج سے وہ مقدس علم مراد ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا گیا ہو انہی سے انسان ان اندھیرے راستوں پر چل سکتا ہے ورنہ رات اندھیری اور راستے بے شمار ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس لکیر کے دائیں اور بائیں طرف بہت سی لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ وہ راستے ہیں کہ جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ

تحقیق یہ میری سیدھی راہ ہے پس اس کی پیروی کرو اور دیگر راہوں کی پیروی نہ کرو پس وہ تم کو اس کی راہ سے جدا کر دیں گے۔ (پ۸ الانعام ۱۵۴)

اور بلاشبہ ہم مختلف راستوں میں جس چھپے ہوئے راستہ کی مثال ذکر کر چکے ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے کہ جس پر علما اور وہ بندے جو گناہوں سے روکنے والے اور اپنی خواہشات کی نگہبانی کرنے والے ہیں دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

اب ہم ایسے واضح راستہ کی مثال بیان کر رہے ہیں جس پر چلنے کیلئے بعض اوقات آدمی مامور ہو جاتا ہے اور وہ مثال یہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا، شیطان نے ایک لڑکی کا قصد کیا اور اسے آسیب میں مبتلا کر دیا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس کا علاج راہب کے پاس ہے چنانچہ وہ لڑکی کو لے کر راہب کے پاس آئے مگر اس نے لڑکی کو ساتھ رکھنے سے انکار کر دیا لیکن انہوں نے بہت زیادہ اصرار کیا جس کی وجہ سے راہب لڑکی کو اپنے پاس رکھنے پر راضی ہو گیا جب وہ لڑکی علاج کیلئے راہب کے پاس ٹھہری تو شیطان راہب کے پاس لڑکی کے قرب کو حسین انداز میں پیش کر رہا تھا یہاں تک کہ راہب نے لڑکی سے جماع کر لیا اور وہ حاملہ ہو گئی، تب شیطان نے راہب کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اب جب کہ اس کے گھر والے آئیں گے تو تو بہت شرمندہ اور رسوا ہو گا لہٰذا اس کو قتل کر دے، اگر وہ تجھ سے پوچھیں تو کہہ دینا کہ وہ مر گئی، چنانچہ اس نے لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا۔

ادھر شیطان نے لڑکی کے گھر والوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ لڑکی راہب سے حاملہ ہو گئی ہے پھر راہب نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا ہے، لہٰذا وہ راہب کے پاس آئے اور اس سے لڑکی کے متعلق پوچھ گچھ کی، راہب نے کہا وہ مر گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے راہب کو پکڑ لیا تا کہ وہ اسے لڑکی کے بدلہ میں قتل کر دیں اس لمحے شیطان نے راہب کے پاس آ کر کہا، میں ہی وہ ہوں جس نے لڑکی کو آسیب زدہ کیا اور

www.waseemziyai.com

میں نے یہ لڑکی کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈالی ہے تو میری پیروی کر لے. میں تجھے ان سے رہائی اور نجات دلادوں گا. راہب بولا کیسے کروں. شیطان نے کہا مجھے دوسجدے کرے چنانچہ اس نے دوسجدے کر لئے. شیطان نے دوسجدے کرتے ہی کہا کہ اب میں تجھ سے بری ہوں. یہ وہی بات ہے جس کے متعلق فرمان الٰہی ہے کہ "شیطان کی طرح جس وقت اس نے انسان سے کہا کفر کر. پس جب اس نے کفر کیا تو شیطان نے کہا کہ تحقیق میں تجھ سے بری ہوں"۔

مروی ہے کہ شیطان نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہارا اس ذات کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے مجھے اپنی پسند پر پیدا کیا. جیسے چاہا مجھے استعمال کیا اور اس کے بعد اگر چاہے تو مجھے جنت میں داخل کرے اور چاہے تو جہنم میں داخل کرے کیا وہ اپنے اس عمل میں عدل کرنے والا ہے یا ظلم کرنے والا؟ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس کی بات میں غور فرمایا اور کہا اے شخص اگر اس نے تجھے تیری منشا پر پیدا کیا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کیا ہے اور اگر اس نے تجھے اپنی منشا پر پیدا کیا ہے تو اس سے اس چیز کے متعلق نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرتا ہے اور نہ اس سے سوال کئے جاسکتے ہیں. یہ سنتے ہی شیطان بکھرنے لگا یہاں تک کہ بالکل معدوم ہو گیا پھر کہا بخدا. اے شافعی! میں نے اس سوال سے ستر ہزار عابدوں کو عبودیت کے دفتر سے نکال کر بے دینی کی راہوں پر دھکیل دیا ہے۔

یہ بھی مروی ہے کہ شیطان ملعون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے آیا اور آپ کو کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا آپ نے کہا یہ کلمہ برحق ہے مگر میں تیرے کہنے سے نہیں کہوں گا کیوں کہ برائیوں کی طرح نیکیوں میں شیطان خلط ملط کرتا رہتا ہے اور انہی افعال سے وہ عابد، زاہد، غنی اور تمام قسم کے لوگوں کو ہلاکت میں ڈالتا رہتا ہے اس کی برائیوں سے وہی محفوظ رہتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمالے۔

اے رب ذوالجلال! ہمیں شیطان کے مکروں سے محفوظ رکھ تاکہ ہم ہدایت یافتہ لوگوں سے ملاقات کریں۔ آمین۔

❀❀❀❀

باب ۹۸:

سماع

قاضی ابو الطیب الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام مالک، حضرت سفیان رضی اللہ عنہم اور علماء کرام کی ایک جماعت سے ایسے الفاظ نقل کئے ہیں جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ حضرات سماع کے عدم جواز کے قائل تھے۔

www.waseemziyai.com

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب آداب القضاء میں کہا ہے کہ غنا ایک نامناسب اور مکروہ چیز ہے جو ایک لچر چیز کی طرح ہے. جو بکثرت اس میں مشغول ہو وہ بے سمجھ ہے اور اس کی گواہی روک دی جائے گی۔

قاضی ابو الطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شوافع حضرات نے کہا ہے کہ غیر محرم عورت سے کچھ سننا خواہ وہ پردہ میں ہو یا سامنے. وہ آزاد ہو یا باندی، ہر صورت میں ناجائز ہے قاضی صاحب نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ باندی کا مالک جب لوگوں کو اس سے کچھ سننے کیلئے جمع کرے تو وہ بیوقوف ہے. اس کی گواہی مردود ہے۔

مزید کہا کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ دو ٹہنیوں کو آپس میں مار کر بھی ساز کی سی آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کو بے دینوں نے ایجاد کیا ہے تاکہ اس کی وجہ سے لوگوں کی توجہ قرآن مجید سے ہٹ جائے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حدیث میں نہی وارد ہونے کے سبب میں دیگر تمام سازہائے نغمہ و طراب سے نرد کو زیادہ مکروہ سمجھتا ہوں. میں شطرنج کھیلنے کو مکروہ سمجھتا ہوں اور میں ہر کھیل کو مکروہ سمجھتا ہوں کیوں کہ یہ کھیل وغیرہ دیندار اور صاحب تقویٰ لوگوں کا شیوہ نہیں ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے غنا سے منع فرمایا ہے اور ان کا قول ہے کہ جب کسی نے لونڈی خریدی اور اسے پتہ چلا کہ وہ مغنیہ ہے تو اسے لونڈی واپس کرنے کا حق حاصل ہے اور ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تمام اہل مدینہ کا یہ مذہب ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی غنا کو مکروہ جانتے تھے اور غنا کا سننا گناہوں میں شمار کرتے تھے اور تمام اہل کوفہ حضرت سفیان ثوری، شیخ حماد، ابراہیم، شعبی رضی اللہ عنہم وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔

مذکورہ بالا تمام روایات قاضی ابو الطیب طبری نے نقل کی ہیں۔

جواز سماع کے دلائل:

جناب ابو طالب مکی نے ایک جماعت سے سماع کا جواز نقل کیا ہے اور ان کا یہ قول بھی ہے کہ صحابہ جیسے حضرت عبد اللہ بن جعفر، عبد اللہ بن زبیر، مغیرہ بن شعبہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے سماع منقول ہے۔

ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ سلف صالحین میں صحابہ اور تابعین کی کثیر جماعت نے اسے اچھا سمجھا ہے اور ہمارے یہاں اہلِ حجاز مکہ معظمہ میں سال کے بہترین ایام میں سماع سنتے تھے. بہترین ایام سے مراد وہ ایام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عبادت اور ذکر کا حکم دیا ہے جیسے ایام تشریق وغیرہ اور ہمارے زمانہ تک اہل مدینہ بھی اہل مکہ کی طرح ہمیشہ پابندی سے سماع سنا کرتے تھے۔

ہم نے ابو مروان القاضی کو اس حالت میں پایا کہ ان کے پاس چند لڑکیاں تھیں جو لوگوں کو خوش

www.waseemziyai.com

الحانی سے گا کر سناتی تھیں. قاضی صاحب نے انہیں صوفیاء کرام کیلئے تیار کیا تھا۔ مزید فرمایا کہ جناب عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو لڑکیاں تھیں اور آپ کے بھائی ان سے سماع کیا کرتے تھے۔

جناب ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ابو الحسن بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ تم سماع کا کیسے انکار کرتے ہو حالانکہ حضرت جنید، سری سقطی اور ذوالنون رحمہم اللہ اسے سنا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں سماع کا کیسے انکار کروں گا حالانکہ مجھ سے بہتر شخص نے اسے سنا اور اس کی اجازت دی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہ سماع سنا کرتے تھے. انہوں نے سماع میں صرف لہو ولعب کو منع فرمایا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے تین چیزوں کو گم کیا ہے، پھر ہم نے انہیں نہیں دیکھا اور جوں جوں دن گزرتے جاتے ہیں، ان کا فقدان فزوں ہوتا جاتا ہے حسین چہرہ جو پاکباز ہو، سچی بات جس میں دیانت کی جھلک نمایاں ہو اور بہترین بھائی چارہ جس میں وفا ہی وفا ہو، اور میں نے بعض کتابوں میں بعینہ یہ قول جناب حارث محاسبی سے منقول دیکھا ہے اور اس میں ایسی بات پائی جاتی ہے جو ان کے زہد، پاکبازی اور دینی معاملات میں ان کی جدو جہد اور اہتمام کے باوجود اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہ جواز سماع کے قائل تھے

ابن مجاہد کا سماع پر زور:

جناب ابن مجاہد رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ کبھی ایسی دعوت کو قبول نہیں فرماتے تھے جس میں سماع نہ ہو اور پھر ایک سے زیادہ لوگوں نے یہ بات بیان کی کہ وہ کسی دعوت میں جمع ہوئے اور ہمارے ساتھ ابو القاسم ابن بنت منیع، ابوبکر بن داؤد اور ابن مجاہد رحمہم اللہ اپنے ہم مشربوں کے ساتھ موجود تھے، تب محفل سماع منعقد ہوئی، ابن مجاہد، ابن بنت منیع کو اس بات پر برانگیختہ کرنے لگے کہ وہ ابن داؤد کو اس کے سننے پر آمادہ کریں۔ ابن داؤد بولے مجھے میرے باپ نے حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بتلایا ہے کہ آپ سماع کو مکروہ جانتے تھے، میرے والد بھی اسے مکروہ سمجھتے تھے اور میں بھی باپ کے مذہب پر ہوں اور ابو القاسم بن بنت منیع نے کہا میرے دادا احمد بن الخبازہ کا قول سنا کرتے تھے یہ سن کر ابن بنت منیع سے کہا مجھے چھوڑ دو، تم اپنے دادا کی باتیں مان لو! اے ابوبکر! تم مجھے اتنی سی بات بتاؤ کہ اگر کسی نے شعر پڑھا یا شعر کہا تو کیا وہ ناجائز ہے؟ ابن داؤد بولے اگر شعر کہنے والا حسین آواز والا ہو تو اس کیلئے شعر کہنا حرام ہے؟ وہ بولے نہیں ابن مجاہد نے کہا اچھا اگر وہ اس طور پر اشعار پڑھتا ہے کہ ممدود حرف کو مقصور اور مقصور کو ممدود کر دیتا ہے تو کیا یہ حرام ہے؟ ابن داؤد نے کہا کہ میں تو ایک شیطان پر قابو نہیں پا سکتا، دو شیطانوں کا مقابلہ کیسے کروں گا؟

حضرت امام عسقلانی کو سماع کا شوق:

حضرت ابو الحسن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جو اولیاء کے سردار تھے. سماع کا شوق فرمایا کرتے تھے اور بوقت سماع جذب و

شوق سے آشنا ہوتے تھے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں ایک کتاب بھی لکھی ہے جس میں انہوں نے منکرین سماع کی تردید کی ہے یونہی ایک جماعت نے سماع کے منکرین کے رد میں کتب لکھی ہیں۔

مشائخ میں سے کسی شیخ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوالعباس خضر علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے پوچھا اور کہا آپ کا سماع کے متعلق کیا خیال ہے؟ جس کے بارے میں ہمارے ساتھیوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ شیریں اور صاف وخوشگوار ہے۔ اس پر علماء کے سوا کسی کے قدم نہیں جم سکتے۔

جناب ممشاد دینوری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ اس سماع میں سے کسی چیز کو ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس میں سے کسی چیز کو ناپسند نہیں کرتا لیکن انہیں کہہ دو کہ سماع کا افتتاح قرآن مجید سے کریں اور اس کا اختتام بھی قرآن مجید پر کریں۔

جناب طاہر بن بلال صمدانی وراق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے جو اکابر علماء میں سے تھے، کہ میں سمندر کے کنارے جدہ کی جامع مسجد میں معتکف تھا کہ ایک دن میں نے ایسی جماعت کو دیکھا جو مسجد میں کچھ اشعار پڑھ رہے تھے اور دوسرے لوگ سن رہے تھے، مجھے یہ بات سخت ناپسند ہوئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ لوگ اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں اشعار پڑھ رہے ہیں جناب طاہر فرماتے ہیں کہ میں نے اسی رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ اسی کونے میں تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے دفعتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کچھ کہنے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سماعت فرما رہے تھے اور آپ نے وجد کرنے والے کی طرح اپنا دستِ مبارک سینۂ انور پر رکھا ہوا تھا میں نے اپنے دل میں کہا میرے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس جماعت کو ناپسند کرتا جو محفل سماع منعقد کئے ہوئے تھے حالانکہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سماعت فرما رہے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پڑھ رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ حق کے ساتھ حق ہے یا یہ حق سے حق ہے، میں یہ بھول گیا ہوں کہ آپ نے ان دو باتوں میں سے کونسی بات ارشاد فرمائی تھی۔

حضرت جنید رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس گروہ پر تین مواقع پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے، کھانے کے وقت کیونکہ یہ بغیر فاقہ کئے کچھ نہیں کھاتے، گفتگو کے وقت کیونکہ وہ صدیقوں کے مقامات کے علاوہ کوئی گفتگو نہیں کرتے، سماع کے وقت کیونکہ وہ جذب وشوق سے سنتے ہیں اور حق کی گواہی دیتے ہیں۔

حضرت ا ن جریج رضی اللہ عنہ سماع کی اجازت دیتے تھے، ان سے کہا گیا کہ یہ فعل قیامت کے دن نیکیوں میں ش   گا یا برائیوں میں؟ انہوں نے کہا نہ نیکیوں میں اور نہ ہی گناہوں میں کیوں کہ یہ لغویات کے مشابہ   انِ الٰہی ہے:

www.waseemziyai.com

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ ۔ (پ ۲ البقرۃ ۲۲۵) نہیں مواخذہ کرے گا اللہ تعالیٰ تمہارا فضول قسموں پر۔

اوپر ہم نے جو کچھ نقل کیا ہے۔ یہ مختلف اقوال کا مجموعہ ہے۔ جو شخص تقلید میں رہ کر حق کو تلاش کرے گا تو وہ ان اقوال میں تعارض پائے گا جس کے سبب وہ متحیر ہوگا۔ یا اپنی خواہشات کے زیر اثر کسی قول کو پسند کرے گا حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں، بلکہ حق کو صحیح طریقہ سے تلاش کرے اور یہ حضر واباحت کے ابواب کی تلاش کرنے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔

❀❀❀❀

باب ۹۹:

اتباع خواہشات و بدعت

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے آپ کو نئے امور سے بچاؤ کیوں کہ ہر نیا کام بدعت ہے ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی موجب نار ہے

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالی جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ بات مردود ہے۔

ایک اور ارشاد میں ہے کہ تم پر میرا طریقہ اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کے طریقہ کی پیروی لازم ہے۔

ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر وہ بات جو کتاب وسنت اور اجماع ائمہ کے مخالف ہو، وہ قابل تردید بدعت ہے (یعنی بدعتِ سیئہ)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے عمدہ طریقہ جاری کیا اسے اس کا اجر ملے گا اور قیامت تک جو بھی اس پر عمل کرے گا، طریقہ جاری کرنے والے کو اس کا ثواب ملے گا اور جس نے برا طریقہ جاری کیا، اس کو اس کا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس فرمانِ الٰہی:

اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ (پ ۸ الانعام ۱۵۴) اور تحقیق یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی اتباع کرو۔

کے بارے میں کہا جان لو راستہ صرف ایک راستہ ہے جس کی جڑ ہدایت اور جس پر پھرنا جنت کی طرف ہے اور شیطان نے متفرق راستے بنائے ہیں جن کا اصل گمراہی اور جن پر پھرنا جہنم کی طرف ہے۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے اپنے دست مبارک سے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی سیدھی راہ ہے. پھر آپ نے اس لکیر کے دائیں بائیں اور بہت سی لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ راستے ہیں. ان میں کوئی راستہ نہیں مگر ہر راستہ پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا رہتا ہے. پھر آپ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ گمراہی کے راستے ہیں۔

حضرت ابن عطیہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہی راستے ہیں جن کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشان دہی فرمائی ہے. ان میں یہودیت، نصرانیت، مجوسیت اور تمام پیروان مذاہب باطلہ، بدعتی، نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے گمراہ، اپنی الگ راہیں متعین کرنے والے وغیرہ سب شامل ہیں چاہے وہ جھگڑوں اور فتنہ و فساد میں دلچسپی لینے والے ہوں یا گفتگو میں بال کی کھال اتارنے والے ہوں، یہ تمام لغزش کے میدان اور بداعتقادی کے مناظر ہیں۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے نیز فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ایسی کوئی امت نہیں ہے جو اپنے نبی کے دین میں بدعات کو فروغ دیتی ہے اور اس بدعت کے برابر اس کی سنت ضائع ہو جاتی ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک آسمان کے نیچے ایسا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت کی جاتی ہو اور جو اس خواہش نفسانی کے مشابہ اور مساوی ہو جس کی بندہ اتباع کرتا ہے

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ سب سے عمدہ بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے عمدہ ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے اور سب سے بدترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت ضلالت ہے، میں تم پر تمہاری پشتوں، شرمگاہوں اور گمراہ کن خواہشات کی شہوات سے ڈرتا ہوں، تم ہر بدعت سے بچو کیوں کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدعتی سے توبہ کو پوشیدہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ بدعت کو ترک نہ کر دے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالی کسی صاحب بدعت کا روزہ، حج، عمرہ، جہاد، حیلہ اور انصاف کچھ بھی قبول نہیں کرتا وہ اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکلتا ہے، میں تمہیں سفید اور واضح دین پر چھوڑ رہا ہوں، اس کا دن رات کے برابر ہیں، اس سے وہی پھریگا جو ہلاک ہوگا، ہر زندگی کیلئے ایک ہمت ہے اور ہر ہمت کیلئے ایک سستی ہے جس کی ہمت میری سنت کی طرف ہے وہ ہدایت پا گیا اور جس کی دوسری طرف راغب ہوئی وہ ہلاک ہوا۔ میں اپنی امت پر تین چیزوں سے ڈرتا ہوں عالم کی لغزش، قابل تقلید خواہشات اور ظالم حاکم۔ یہ تینوں چیزیں میری امت کیلئے خطرناک ہیں۔

www.waseemziyai.com

آلاتِ لہو ولعب کی مذمت:

بخاری شریف میں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جوا کھیلیں۔ اسے چاہئے کہ صدقہ کرے۔

مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو نرد یا نردشیر سے کھیلا گویا اس نے خنزیر کے گوشت اور لہو میں ہاتھ کو ڈبویا۔

احمد وغیرہ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کی مثال جو نرد کھیلتا ہے اور نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے، ایسے ہے جیسے کوئی شخص پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کرتا ہے اور پھر نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے، یعنی اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تشریح موجود ہے۔

بیہقی نے یحییٰ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا ایسے لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جو نرد کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا کہ دل غافل ہیں، ہاتھ کرنے والے ہیں اور زبانیں فضول بجنے والی ہیں۔

دیلمی نے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں سے گزرو جو ان فال کے تیروں، شطرنج، نرد اور ان سے مشابہ ہر اس چیز میں جو حرام کر دی گئی ہیں لگے ہوں تو انہیں سلام نہ کرو، اگر وہ تمہیں سلام کریں تو ان کے سلام کا جواب نہ دو۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ تین چیزیں جوا ہیں، شرطیہ بازیاں، چھوٹے چھوٹے تیروں کو پھینک کر جوا کھیلنا اور سیٹیاں بجا بجا کر کبوتر اڑانا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایسے لوگوں کے پاس سے گذر ہوا جو شطرنج کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا کیا یہ وہ صورتیں ہیں جن کے واسطے تم اعتکاف کرنے والے ہو؟ تم میں کسی ایک کے ہاتھوں میں انگارے اٹھا لینا یہاں تک کہ وہ بجھ جائیں انہیں چھونے سے بہتر ہے، پھر فرمایا بخدا تم اس کے علاوہ کسی اور کام کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔

مزید ارشاد نبوی ہے کہ شطرنج کھیلنے والے بہت جھوٹے ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے میں نے قتل کر دیا اور مارا حالانکہ اس نے نہ کسی کو قتل کیا ہوتا ہے اور نہ مارا ہوتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شطرنج ہمیشہ خطا کار ہی کھیلتا ہے۔

اور یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ آلات نغمہ وطراب یا تو حرام ہیں جیسے سارنگی طنبورہ، رباب، طبلہ، بانسری اور ہر وہ ساز جو انفرادی طور پر گانے والے کی آواز سے ہم آہنگ ہو یا پھر مکروہ ہیں اور وہ ایسے ساز ہیں جو غناء میں طربیہ کیفیت کو نمایاں کرتے ہیں مگر انفرادی طور پر ان سے نغمات کا کام نہ لیا جا سکے جیسے زر کل، چنگ وغیرہ، ان کا غنا کے ساتھ سننا مکروہ ہے، بغیر نغمات کے نہیں اور جو ساز جائز ہیں وہ ایسے ہیں جو نغمہ وطرب کیلئے نہیں بلکہ اطلاع کیلئے بجائے جاتے ہیں، جیسے بگل، طبل جنگ یا مجمع اکٹھا کرنے کا طبل یا

www.waseemziyai.com

نکاح کے اعلان کیلئے دف بجانا وغیرہ۔

❋❋❋❋

باب ۱۰۰:

فضائل ماہِ رجب

رجب ترجیب سے مشتق ہے جس کے معنی تعظیم کے ہیں اسے اصب بھی کہا گیا ہے کیوں اس میں توبہ کرنے والوں پر رحمت انڈیلی جاتی ہے اور نیک عمل کرنیوالوں پر قبولیت کے انوار کا فیضان ہوتا ہے اسے اصم بھی کہا گیا ہے کیوں کہ اس میں جنگ اور قتال وغیرہ محسوس نہیں کیا جاتا ایک قول یہ ہے کہ رجب جنت کی ایک نہر کا نام ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے، اس کا پانی وہی پیئے گا جو رجب میں روزے رکھتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ، شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے رمز شناس لوگوں کا کہنا ہے کہ رجب تین حروف ہیں ر ا: جیم اور با: "را" سے رحمت الٰہی "جیم" سے بندے کے جرم اور "با" سے اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں مراد ہیں، گویا اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گناہوں کو اپنی رحمت اور مہربانیوں میں سمولیتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رجب کی ستائیسویں کا روزہ رکھا اس کیلئے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، پہلا دن ہے جس میں حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کیلئے پیغامِ الٰہی لے کر نازل ہوئے اور اسی ماہ میں حضور ﷺ کو معراج شریف کا شرف حاصل ہوا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ باخبر ہو جاؤ، رجب اللہ کا ماہِ اصم ہے، جس نے رجب میں ایک دن ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس نے اللہ تعالیٰ کی عظیم رضامندی کو اپنے لئے واجب کرلیا۔

کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہینوں میں سے چار مہینوں کو زینت بخشی ہے: ذیقعدہ، محرم، ذی الحجہ، رجب۔ اسی لئے فرمان الٰہی ہے کہ "ان میں سے چار مہینے حرام ہیں" ان میں سے تین ملے ہوئے ہیں اور ایک تنہا ہے اور وہ ہے ماہ رجب المرجب۔

حکایت: بیت المقدس میں ایک عورت رجب کے ہر دن میں بارہ ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتی تھی اور ماہ رجب المرجب میں اونی لباس پہنتی تھی، ایک بار وہ بیمار ہوگئی اور اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اسے بکری کے پشمیں لباس سمیت دفن کیا جائے۔ جب وہ مرگئی تو اس کے فرزند نے اسے عمدہ کپڑوں کا کفن پہنایا، رات کو اس نے خواب میں ماں کو دیکھا کہ وہ کہہ رہی تھی، میں تجھ

www.waseemziyai.com

سے راضی نہیں ہوں کیوں کہ تو نے میری وصیت کے خلاف کیا ہے وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اپنی ماں کا وہ لباس اٹھایا تاکہ اسے بھی قبر میں دفن کر آئے۔ اس نے جا کر ماں کی قبر کھودی مگر اسے قبر میں کچھ نہ ملا۔ وہ بہت حیران ہوا تب اس نے یہ ندا سنی کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جس نے رجب میں ہماری اطاعت کی۔ ہم اسے تنہا اور اکیلا نہیں چھوڑتے۔

روایت ہے کہ جب رجب کے اولین جمعہ کی ایک تہائی رات گزرتی ہے تو کوئی فرشتہ باقی نہیں رہتا مگر سب رجب کے روزہ داروں کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ماہ حرام (رجب) میں تین روزے رکھے اس کیلئے نو سال کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے دونوں کان بہرے ہوں اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہ سنی ہو۔

نکتہ: ماہ حرام چار ہیں، افضل ترین فرشتے چار ہیں، نازل کردہ کتابوں سے افضل کتابیں چار ہیں، وضو کے اعضاء چار ہیں۔ افضل ترین کلمات تسبیح چار ہیں: (یعنی سُبۡحٰن اللہ والحمد للہ ولآ الٰہ الا اللہ واللہ اکبر) حساب کے اہم ارکان چار ہیں: اکائیاں، دہائیاں، سینکڑے اور ہزار۔ اوقات چار ہیں: ساعت، دن، مہینہ اور سال۔ سال کے موسم چار ہیں: سرما، گرما، بہار، خزاں۔ طبائع چار ہیں: حرارت، برودت، یبوست اور رطوبت۔ بدن کے حکمران چار ہیں: صفراء، سوداء، خون اور بلغم اور خلفائے راشدین بھی چار ہیں: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر و برکت کی بارش کرتا ہے عید الاضحیٰ کی رات، عید الفطر کی رات پندرہ شعبان کی رات اور رجب المرجب کی پہلی رات۔

دیلمی نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی، رجب کی پہلی رات پندرہ شعبان کی رات، جمعہ کی رات اور دو راتیں عیدین کی۔

باب ۱۰۱:

فضائل شعبان المبارک

شعبان، شعب سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ہیں گھاٹی وغیرہ کیونکہ اس ماہ میں خیر و برکت کا عمومی

www.waseemziyai.com

ورود ہوتا ہے. اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے. جسطرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اسی طرح یہ مہینہ خیر و برکت کی راہ ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب ماہِ شعبان آجائے تو اپنے جسموں کو پاکیزہ رکھو اور اس ماہ میں اپنی نیتیں اچھی رکھو. انہیں حسین بناؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر روزہ کے نہیں رہیں گے اور پھر آپ روزہ رکھنا چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم کہتے اب آپ کبھی روزے نہیں رکھیں گے اور آپ شعبان میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

نسائی کی حدیث میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے آپ کو سال کے کسی مہینہ میں (رمضان کے فرض روزوں کے سوا) شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا لوگ رجب اور رمضان کے اس درمیانی مہینے سے غافل ہوتے ہیں حالانکہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اللہ کے حضور اعمال لائے جاتے ہیں لہٰذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل اللہ کی بارگاہ میں لایا جائے تو میں روزہ سے ہوں۔

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ماہِ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینے کے مکمل روزے رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا اور آپ کو شعبان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں بہت زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا، ایک روایت میں ہے کہ آپ شعبان کے پورے روزے رکھا کرتے تھے۔ مسلم کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کے چند دن چھوڑ کر سارا ماہ روزے رکھا کرتے تھے۔ یہ روایت پہلی روایت کی تفسیر ہے، پورے شعبان سے مراد اکثر شعبان ہے۔

کہا گیا ہے کی آسمان کے فرشتوں کیلئے دو راتیں عید اور مسرت کی ہیں جیسے دنیا میں مسلمانوں کیلئے دو عید کی راتیں عید و مسرت کی ہیں، فرشتوں کی عید رات براءت کی رات یعنی پندرہ شعبان کی رات اور لیلۃ القدر ہیں اور مومنوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحی کی راتیں ہیں۔ اسی لئے پندرہ شعبان کی رات کو فرشتوں کی عید رات کا نام دیا گیا ہے۔ علامہ سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ رات سال بھر کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے، جمعرات ہفتہ کے گناہوں کا کفارہ اور لیلۃ القدر عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے یعنی ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور یادِ الٰہی میں ساری رات جاگ کر گذار دینا گناہوں کے کفارہ کا سبب ہوتا ہے اسی لئے اس رات کو کفارے کی رات بھی کہا جاتا ہے اور اسے زندگی کی رات بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ المنذری نے مرفوعاً یہ حدیث نقل کی ہے کی جس نے دو عید راتیں اور پندرہ

www.waseemziyai.com

شعبان کی رات جاگ کر گذار دی تو ایسے دن میں جبکہ تمام دل مرجائیں گے، اس انسان کا دل نہیں مرے گا۔

اسے شفاعت کی رات بھی کہتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے تیرہویں کی رات اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کی دعا مانگی، اللہ نے ایک تہائی امت کی شفاعت مرحمت فرمائی اور آپ نے چودھویں کی رات پھر امت کی شفاعت کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دو تہائی امت کی شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائی، پھر آپ نے پندرہویں کی رات اپنی امت کی شفاعت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے تمام امت کی شفاعت منظور فرمائی مگر وہ شخص جو رحمتِ الٰہی سے اونٹ کی طرح بھاگ گیا اور گناہوں پر اصرار کر کے خود ہی دور سے دور ہوتا گیا، (اس شفاعت سے محروم رہے گا)

اسے بخشش کی رات بھی کہتے ہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں پر ظہور فرماتا ہے اور دو شخصوں کے علاوہ دنیا میں رہنے والے تمام انسانوں کو بخش دیتا ہے، ان دو میں سے ایک مشرک اور دوسرا کینہ پرور ہے۔

اسے آزادی کی رات بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ ابن اسحٰق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام کیلئے بھیجا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی جلدی کیجئے میں حضور ﷺ کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ آپ پندرہ شعبان کی رات کے سلسلے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا اے انس! بیٹھ میں تجھے شعبان کی پندرہویں رات کی بات سناؤں، ایک مرتبہ رات کو میری باری تھی، حضور ﷺ تشریف لائے اور میرے ساتھ لحاف میں لیٹ گئے، رات کو میں بیدار ہوئی تو میں نے آپ کو نہ پایا میں نے اپنے دل میں کہا شاید حضور ﷺ اپنی لونڈی قبطیہ کی طرف تشریف لے گئے ہوں، میں اپنے گھر سے باہر نکلی، جب مسجد سے گذری تو میرا پاؤں آپ پر پڑا، آپ فرما رہے تھے کہ میرے جسم اور خیال نے تجھے سجدہ کیا، میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور یہ میرا ہاتھ ہے، میں نے اس ہاتھ سے کبھی اپنے جسم کو گناہ سے آلودہ نہیں کیا اے ربِ عظیم! تجھ سے ہی ہر عظیم کام کی امید کی جاتی ہے، میرے گناہوں کو بخش، میرے چہرے نے تجھے سجدہ کیا جسے تو نے پیدا فرمایا، اسے صورت بخشی، اس میں کان اور آنکھ پیدا کی۔ پھر آپ نے سر اٹھا کر کہا اے اللہ! مجھے ڈرنے والا دل عطا فرما جو شرک سے بری اور منزہ ہو، کافر اور بد بخت نہ ہو، پھر آپ سجدہ میں گر گئے اور میں نے سنا آپ اس وقت فرما رہے تھے اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیرے عفو کے طفیل تیرے عذاب سے، اور تیرے طفیل تیری گرفت سے پناہ مانگتا ہوں، میں تیری مکمل تعریف نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے، میں وہی کچھ کہتا ہوں جو کچھ میرے بھائی داؤد علیہ السلام نے کہا، میں اپنا چہرہ اپنے آقا کیلئے خاک آلود کرتا ہوں اور میرا آقا اس لائق ہے کہ اس کے آگے چہرہ

www.waseemziyai.com

خاک آلود کیا جائے۔

پھر آپ نے سر اٹھایا تو میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ یہاں تشریف فرما ہیں اور میں وہاں تھی۔ آپ نے فرمایا اے حمیرا کیا تم نہیں جانتیں کہ پندرہ شعبان کی رات ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ بنوکلب کے ریوڑوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو آگ سے نجات فرماتا ہے مگر چھ آدمی اس رات بھی محروم رہتے ہیں، شرابخور، والدین کا نافرمان، عادی زانی قاطع رحم، چنگ و رباب بجانے والا اور چغلخور، ایک روایت میں رباب بجانے والے کی جگہ مصور کا لفظ ہے۔

اسے قسمت اور تقدیر کی رات کا نام بھی دیا گیا ہے کیونکہ عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ جب شعبان کی پندرھویں رات آتی ہے تو ملک الموت کو ہر اس شخص کا نام لکھوا دیا جاتا ہے جو اس شعبان سے آئندہ شعبان تک مرنیوالا ہوتا ہے، آدمی پودے لگاتا ہے، عورتوں سے نکاح کرتا ہے، عمارتیں بناتا ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں میں ہوتا ہے اور ملک الموت اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اسے کب حکم ملے اور وہ اس کی روح قبض کرے۔

❀❀❀❀

باب ۱۰۲:

فضائل رمضان المعظم

ارشادِ خداوندی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔

(پ ۲ البقرۃ ۱۸۳)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہم سے پہلے والے لوگوں پر عشاء سے لیکر دوسری رات کے آنے تک روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ابتدائے اسلام میں بھی یہی دستور تھا۔

اہلِ علم کی ایک جماعت کا قول ہے کہ نصاریٰ پر اسی طرح روزہ فرض کیا گیا تھا، کبھی تو روزوں کا مہینہ شدید گرمی اور کبھی سخت سردی میں آجاتا جس کی وجہ سے انہیں سفر اور اپنے کاروبار میں سخت دشواری پیش آتی چنانچہ ان کے بڑے اکٹھے ہوئے اور باہم مل کر یہ طے کیا گیا کہ روزے سردیوں اور گرمیوں کے علاوہ سال کے کسی اور موسم میں رکھے جائیں چنانچہ انہوں نے روزوں کیلئے بہار کا موسم مقرر کیا اور اپنے اس ہیر پھیر کے کفارہ کے طور دس روزوں کا اضافہ کر دیا، پھر ان کا ایک بادشاہ بیمار پڑ گیا، اس نے نذر مانی اگر

www.waseemziyai.com

وہ اس بیماری سے تندرست ہوگیا۔تو ایک ہفتہ کے روزوں کا اضافہ کریگا چنانچہ جونہی وہ تندرست ہوا اس نے لوگوں کیلئے ایک ہفتہ کے روزے بڑھا دیئے۔جب بادشاہ مرا اور دوسرا بادشاہ ان کا حکمران بنا تو اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم پورے پچاس روزے پورے کرو، پھر انہیں دو موتیں پہنچیں اور وہ جانوروں کی موت تھی اس بادشاہ نے کہا اپنے روزوں کو زیادہ کرو چنانچہ دس روزے ان روزوں سے پہلے اور دس بعد میں بڑھا دیئے گئے۔

بغوی کا قول ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ رمضان، مہینے کا نام ہے اور یہ رمضاء سے مشتق ہے جس کے معنی گرم پتھر کے ہیں کیونکہ وہ شدید گرمی کے موسم میں روزے رکھا کرتے تھے۔عرب قبیلوں نے جب مہینوں کے نام رکھنا چاہے تو ان ایام میں یہ مہینہ انتہائی گرمی کے موسم میں آیا چنانچہ اس کا نام رمضان رکھا گیا۔کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ اس ماہ کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ماہِ مقدس گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

فرضیتِ روزہ: روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض کئے گئے، یہ دین کا ایک اہم رکن ہے، اس کے وجوب کے منکر کی تکفیر کی جائے گی، احادیثِ مقدسہ میں اس ماہ کے بہت سے فضائل منقول ہیں جن میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو جنت کے تمام دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور پورا رمضان ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور اللہ تعالیٰ پکارنے والے کو حکم دیتا ہے جو ندا کرتا ہے کہ اے نیکی طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے گناہوں کے طلبگار رک جا، پھر وہ کہتا ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے جسے بخش دیا جائے؟ کوئی سائل ہے جسے عطا کیا جائے؟ کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی توبہ قبول کی جائے؟ اور صبح ہونے تک یہ ندا ہوتی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عید الفطر کی رات دس لاکھ ایسے بندوں کو بخشتا ہے جن پر عذاب واجب ہو چکا ہوتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہے جس میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض اور اس کی راتوں میں عبادت کو سنت قرار دیا ہے، جو شخص اس ماہ کسی نیکی سے قرب حاصل کرتا ہے اسے دیگر مہینوں میں فرض کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے اور جس نے فرض ادا کیا وہ ایسے ہے جیسے اس نے دوسرے مہینوں میں ستر فرائض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے، یہ بھائی چارے اور ہمدردی کا مہینہ ہے کہ جس میں مومن کا رزق زیادہ ہوتا ہے، جس شخص نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

www.waseemziyai.com

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص ایسی چیز نہیں پاتا جس سے وہ روزہ دار کا روزہ افطار کرائے. آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو عطا کرتا ہے جو کسی روزہ دار کا روزہ دودھ کے گھونٹ یا کھجور سے افطار کراتا ہے اور جس نے کسی روزہ دار کو سیر کیا تو یہ اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا سیراب کریگا کہ وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اسے بھی روزہ دار کے برابر اجر ملے گا لیکن روزہ دار کے اجر سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت، درمیان مغفرت اور آخر جہنم سے آزادی دے گا۔ اس میں چار کام بہت زیادہ کرو، دو کاموں سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے اور دو کاموں سے تمہیں بے نیازی نہیں ہے۔ وہ دو کام جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ لاالٰہ الااللہ کی شہادت اور استغفار کرنا ہے اور دو کام جن سے تمہارے لئے مفر نہیں ہے وہ اپنے رب سے جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنا ہے۔

ان احادیثِ فضائل میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایمان اور طلبِ ثواب کیلئے روزے رکھے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان کا ہر عمل اسی کیلئے ہے سوائے روزہ کے پس تحقیق روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں اور تجھے ایسی عبادت کافی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے منسوب کیا ہے۔

روزہ دار کی منہ کی بُو مشک سے برتر ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ماہِ رمضان میں میری امت کو پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو اس سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ عمدہ ہے، ان کے افطار تک فرشتے ان کیلئے بخشش طلب کرتے ہیں، اس ماہ سرکش شیطان قید کر دئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر دن جنت کو سنوارتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ عنقریب میرے بندے اس میں داخل ہوں گے، ان سے تکلیف اور اذیت دور کر دے جائے گی۔

اور اس مہینہ کی آخری رات میں انہیں بخشا جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا اس سے مراد لیلۃ القدر ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن کام کرنے والا کام پورا کر کے اپنا اجر پاتا ہے

اس سے یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ منہ اور دانت صاف کرنے سے سستی برتی جائے بلکہ رمضان میں مسواک کرنا دیگر ایام سے دس گنا زیادۃ ثواب کا موجب ہے۔

www.waseemziyai.com

باب ۱۰۳:

فضائل لیلۃ القدر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بنی اسرائیل کے ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جس نے ہزار ماہ راہِ خدا میں اپنے کندھے پر ہتھیار اٹھائے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اظہارِ تعجب فرمایا اور اپنی امت کیلئے ایسی نیکی کی تمنا فرمائی اور کہا اے رب تو نے میری امت کو سب امتوں سے کم عمر والا بنایا ہے اور اعمال میں سب امتوں سے کم کیا ہے، تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے، جتنی مدت بنی اسرائیل کے اس آدمی نے راہِ خدا میں ہتھیار اٹھائے تھے، آپ کو اور آپ کی امت کو اس طویل مدت کے مقابلہ میں ایک رات بخشی گئی۔ یہ نعمتِ عظمیٰ (لیلۃ القدر) اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس شخص کا نام شمعون تھا، اس نے کامل ہزار ماہ دشمنوں سے جہاد کیا اور کبھی بھی اس کے گھوڑے کا نمدہ (پسینہ سے) خشک نہ ہوا، اسے اللہ تعالیٰ نے جو قوت اور دلیری عطا فرمائی تھی اس کے بل بوتے پر اس نے دشمنوں کو مغلوب کیا تا آنکہ ان کے دل بہت تنگ ہوئے اور انہوں نے اس کی عورت کی طرف ایک قاصد بھیجا اور اس بات کے ضامن ہوئے کہ وہ عورت کو سونے کا تھال پیش کریں گے، اگر وہ اپنے شوہر کو قید کرلے تاکہ وہ اس مردِ مجاہد کو اپنے تیار کردہ مکان میں قید کردیں اور سب لوگ راحت اور سکون پائیں چنانچہ جب وہ سو گیا تو عورت نے اسے کھجور کے چھال سے بٹے ہوئے مضبوط رسوں میں باندھ دیا، جب وہ بیدار ہوا تو اس نے اپنے جسم کو حرکت دی جس سے اس نے رسیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور عورت سے پوچھا تو نے ایسے کیوں کیا؟ عورت بولی میں تمہاری قوت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی،

جب کافروں کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے عورت کی طرف ایک موٹی زنجیر بھیجی، عورت نے اسے پھر باندھ دیا اور اس مردِ مجاہد نے پہلے کی طرح اسے بھی توڑ دیا۔ تب ابلیس کافروں کے پاس آیا اور انہیں یہ بات سمجھائی کہ وہ عورت سے کہیں کہ وہ مرد ہی سے پوچھے کہ کونسی چیز ایسی ہے جس کے توڑنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا، چنانچہ انہوں نے عورت کی طرف آدمی بھیجا اور اسے یہی کہلا بھیجا چنانچہ عورت نے اس سے سوال کیا تو اس مردِ مجاہد نے کہا میرے گیسو، اس کے اٹھارہ طویل گیسوؤں سے اس کے پاؤں اور چار سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے، پھر کافر آ گئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے اپنی قربان گاہ کی طرف لے گئے، وہ چار سو ہاتھ بلند تھی مگر اتنی بلندی اور فراخی کے باوجود اس میں صرف ایک ستون تھا، کافروں نے اس

www.waseemziyai.com

کے کان اور ہونٹ کاٹ دیے اور وہ تمام وہیں جمع تھے۔تب اس مردِ مجاہد نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اسے ان بندھنوں کو توڑنے کی قوت بخشے اور ان کافروں پر یہ ستون مع سقف کے گرا دے اور اسے ان کے چنگل سے نجات دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت بخشی وہ ہلا تو اس کے تمام بندھن ٹوٹ گئے۔تب اس نے ستون کو ہلایا جس کی وجہ سے چھت کافروں پر آ گری اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور اسے نجات بخشی۔

جب صحابہ رسول نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم بھی اس جیسا ثواب پا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں، پھر آپ نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا کی جیسا کہ پہلے مذکور ہوا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے پر رحمت بھیجتے ہیں اور بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول و مصروف ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر میں بیشمار رحمتوں کا نزول:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں زمین پر بیشمار فرشتے اترتے ہیں اور ان کے اترنے کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔تب انوار چمکتے ہیں، عظیم تجلی ہوتی ہے جس میں ملکِ عظیم منکشف ہو جاتا ہے، لوگ اس میں مختلف درجات پر فائز ہوتے ہیں، بعض ایسے ہوتے ہیں جن پر زمین و آسمان کے ملکوت منکشف ہوتے ہیں اور جب ان پر آسمانوں کے ملکوت منکشف ہوتے ہیں تو وہ آسمانوں میں فرشتوں کو ان صورتوں میں دیکھتے ہیں جن میں وہ مشغول عبادت ہوتے ہیں، بعض قیام میں، بعض قعود میں، بعض رکوع میں، بعض سجدہ میں، بعض ذکر میں، بعض شکر میں اور بعض تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔

بعض لوگوں پر جنت کے احوال منکشف ہوتے ہیں اور وہ جنت کے محلات، گھر، حوریں، نہریں، درخت اور جنت کے پھل وغیرہ دیکھتے ہیں اور عرشِ اعظم کا نظارہ کرتے ہیں، جو کہ جنت کی چھت ہے، انبیاء، اولیاء، شہداء اور صدیقین کے مقامات دیکھتے ہیں، بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی آنکھوں سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور وہ ربِ ذوالجلال کے جمال کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھ پاتے۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ماہِ رمضان کی ستائیسویں شب، صبح ہونے تک عبادت میں گزاری وہ مجھے رمضان کی تمام راتوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے۔حضرتِ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے ابا جان! وہ ضعیف مرد اور عورتیں کیا کریں جو قیام پر قدرت نہیں

www.waseemziyai.com

رکھتے. آپ نے فرمایا کیا وہ تکیے نہیں رکھ سکتے جن کا سہارا لیں اور اس رات کے لمحات میں سے کچھ لمحات بیٹھ کر گزاریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں مگر یہ بات اپنی امت کے تمام ماہِ رمضان کو قیام میں گزارنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے لیلۃ القدر بیدار ہو کر گزاری اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے، اسے اپنی رحمت میں جگہ دیتا ہے اور جبریل علیہ السلام نے اس پر اپنے پَر پھیرتے اور جس پر جبریل نے اپنے پَر پھیرے ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

❀❀❀❀

باب ۱۰۴:

فضائل عید الفطر

عید نام ہے ماہِ شوال کے پہلے دن اور ذی الحجہ کے دسویں دن کا ان دنوں کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں لوگ اطاعت الٰہی یعنی ماہِ رمضان کے فرض روزے اور حج سے فارغ ہوئے اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹ آئے یعنی انہوں نے شوال کے چھ روزے رکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تیاری کی، یا انہیں عید اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ دن ہر سال لوٹ آتے ہیں۔

یا اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ بار بار فضل و کرم کرتا ہے، یا اس لئے کہ ان کے آنے سے خوشیاں لوٹ آتی ہیں، بہر حال تمام توجیہات میں عَود کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔

پہلی نمازِ عید: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی نمازِ عید ۲ھ میں نمازِ عید الفطر ادا کی اور پھر اسے کبھی ترک نہیں فرمایا لہٰذا یہ سنت موکدہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اپنی عیدوں کو تکبیروں سے زینت بخشو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے عید کے دن تین سو مرتبہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھی اور مسلمان موتیٰ کی روحوں کو اس کا ثواب ہدیہ کیا تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ مرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ شیطان ہر عید پر نوحہ وزاری کرتا ہے اور تمام شیاطین اس کے ارد گرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں اے آقا! آپ کیوں غضبناک اور اداس ہیں؟ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا ہے لہٰذا تم انہیں لذتوں اور خواہشات نفسانی میں مشغول کرو۔

www.waseemziyai.com

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا فرمایا اور درخت طوبیٰ عید الفطر کے دن بویا۔ جبریل کا وحی کیلئے عید الفطر کے دن انتخاب کیا اور فرعون کے جادوگروں کی توبہ بھی اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن قبول فرمائی۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس نے عید کی رات طلب ثواب کیلئے قیام کیا، اس دن اس کا دل نہیں مرجائے گا، جس دن تمام دل مرجائیں گے۔

حکایت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عید کے دن اپنے بیٹے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے، بیٹے نے کہا اباجان! آپ کس لئے روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے بیٹے! مجھے اندیشہ ہے کہ آج کے دن جب لڑکے تجھے اس پھٹے پرانے قمیص میں دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا، بیٹے نے جواب دیا، دل تو اس کا ٹوٹے جو رضائے الٰہی کو نہ پا سکا یا اس نے ماں یا باپ کی نافرمانی کی ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضامندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے، بیٹے کو گلے لگایا اور اس کیلئے دعا کی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

قَالُوْا غَدًا الْعِيْدُ مَاذَا اَنْتَ لَا بِسُه ۔۔۔ قُلْتُ خِلْعَةً سَاقَ عَبْدَه الْحَرَعَا

فَقْرٌ وَّصَبْرٌ ثَوْبَانِ بَيْنَهُمَا ۔۔۔ قَلْبٌ يَّرٰى رَبَّه اَعْيَادًا وَالْجُمُعَا

اَلْعِيْدُ لِيْ مَاتِمٌ اِنْ غِبْتِ يَا اَمَلِيْ ۔۔۔ وَالْعِيْدُ اِنْ كُنْتِ لِيْ تُرَاءً وَمُسْتَمَعَا

1- انہوں نے کہا کل عید ہے تم کیا پہنو گے؟ میں نے کہا ایسی پوشاک جس نے بندے کو رفتہ رفتہ بہت کچھ دیا۔

2- فقر اور صبر دو کپڑے ہیں اور ان کے درمیان دل ہے جس کو اس کا مالک عیدوں اور جمعوں میں دیکھتا ہے۔

3- تب میری عید نہیں ہوگی، اے امید اگر تو مجھ سے غائب ہو جائے، اور اگر تو میرے سامنے اور کانوں کے قریب ہوئی تو پھر میری عید ہے۔

یہ بات بھی وارد ہے کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو زمین پر اترتے ہیں اور وہ گلی کوچوں اور راستوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں جسے جن و انسان کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے، وہ کہتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اپنے رب کریم کی طرف آؤ، وہ تمہیں عطائے عظیم دیگا اور تمہارے بہت بڑے گناہ معاف فرمائے گا اور جب لوگ عید گاہوں میں آجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے، مزدوری کا بدلہ کیا ہے جب وہ اپنا کام مکمل کر لے۔ فرشتے کہتے ہیں اس کا بدلہ

www.waseemziyai.com

یہ ہے کہ اسے پورا اجر دیا جائے. تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں. میں نے ان لوگوں کیلئے اپنی بخشش اور رضا کو ان کا اجر بنایا ہے۔

❀❀❀❀

باب ۱۰۵:

فضائل عشرہ ذی الحجہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور ایام ایسے نہیں ہیں جن میں عمل اللہ تعالیٰ کو ان دنوں یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں کے عمل سے زیادہ پسند ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کیا راہِ خدا میں جہاد بھی ایسا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں راہِ خدا میں جہاد بھی مگر یہ کہ آدمی اپنا مال و جان لے کر راہِ خدا میں نکلا اور ان میں سے کچھ بھی سلامت نہ لایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو ان ایام سے زیادہ محبوب اور کوئی دن نہیں اور ان دس دنوں سے افضل اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی دن نہیں ہے، کہا گیا کہ راہِ خدا میں جہاد کے دن بھی ایسے نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ راہِ خدا میں جہاد کے دن بھی ان جیسے نہیں مگر جس شخص نے راہِ خدا میں اپنے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور خود بھی زخمی ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک جوان جو احادیثِ رسول اللہ کو سنا کرتا تھا، جب ذی الحجہ کا چاند نظر آیا تو اس نے روزہ رکھ لیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے اسے بلایا اور پوچھا تجھے کس نے اس بات پر آمادہ کیا کہ تو نے روزہ رکھ لیا؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ حج و قربانی کے دن ہیں، شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان کی دعاؤں میں شامل فرمالے۔ آپ نے فرمایا تیرے ہر دن کے روزہ کا اجر سو غلام آزاد کرنے کے برابر، سو اونٹوں کی قربانیوں اور راہِ خدا میں دئے گئے سو گھوڑوں کے اجر کے برابر ہے جب آٹھویں ذی الحجہ کا دن ہوگا تو تجھے اس دن کے روزہ کا ثواب ہزار غلام آزاد کرنے، ہزار اونٹ کی قربانی کرنے اور راہِ خدا میں سواری کیلئے ہزار گھوڑے دینے کے برابر حاصل ہوگا۔ جب نویں کا دن ہوگا تو تجھے اس دن کے روزہ کا ثواب دو ہزار غلام آزاد کرنے، دو ہزار اونٹوں کی قربانی اور راہِ خدا میں سواری کیلئے دئے گئے دو ہزار گھوڑوں کے اجر کے برابر ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نویں ذی الحجہ کا روزہ دو سال کے روزوں کے برابر اور عاشورہ کا روزہ ایک سال کے روزہ کے برابر ہے۔

مفسرین کرام اس فرمانِ الٰہی:

www.waseemziyai.com

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ ۔ (پ۹الاعراف ۱۴۲)

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تیس راتوں کا وعدہ دیا اور اس کو دس سے پورا کیا۔

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دن، مہینوں میں چار مہینے، عورتوں میں سے چار عورتیں پسند فرمائی ہیں، چار آدمی جنت میں سب سے پہلے جائیں گے اور چار آدمیوں کی جنت مشتاق ہے، دنوں میں سے پہلا جمعہ کا دن ہے، اس میں ایسی ساعت ہے کہ جب کوئی بندہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کسی نعمت کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔ دوسرا نویں ذی الحجہ (عرفہ) کا دن ہے، جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں میں فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے اے فرشتو! میرے بندوں کو دیکھو جو بکھرے بال، غبار آلود چہرے لئے مال خرچ کر کے اور جسموں کو مشقت میں ڈال کر حاضر ہوئے ہیں، تم گواہ ہو جاؤ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔ تیسرا قربانی کا دن ہے۔ جب قربانی کا دن ہوتا ہے اور بندہ قربانی سے قرب الٰہی طلب کرتا ہے تو جونہی قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ بندے کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے چوتھا عید الفطر کا دن ہے، جب بندے ماہِ رمضان کے روزے رکھ لیتے ہیں اور عید کی نماز پڑھنے باہر نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ ہر کام کرنے والا اجرت طلب کرتا ہے، میرے بندوں نے مہینہ بھر روزے رکھے اور اب عید کیلئے آئے ہیں اور اپنا اجر طلب کر رہے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے، اور پکارنے والا پکار کر کہتا ہے اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم لوٹ جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔

چار پسندیدہ مہینے: چار پسندیدہ مہینے یہ ہیں، رجب الفرد، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام۔ عورتیں یہ ہیں: مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، جو جہان کی عورتوں میں سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور جنتی عورتوں کی سردار فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہن۔

سب سے سبقت لے جانے والے: ہر قوم میں سے ایک سبقت لے جانے والا ہوتا ہے، عرب میں سے سبقت لے جانے والے ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، فارس سے حضرت سلمان، روم سے حضرت صہیب اور حبشہ سے حضرت بلال رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور وہ چار جنت جن کی مشتاق ہے وہ یہ ہیں حضرت علی بن طالب، حضرت سلمان الفارسی، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہم ہیں۔

www.waseemziyai.com

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اسے حضرت ایوب علیہ السلام کے مصائب پر صبر کرنے کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور جس نے یوم عرفہ (ذی الحجہ کی نویں) کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے، اس دن سے زیادہ کسی دن میں بھی لوگ آگ سے آزاد نہیں ہوئے اور جس نے عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی حاجت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت کو پورا کر دیا ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال گذشتہ اور ایک آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اس میں یہ حکمت ہے واللہ اعلم کہ یہ دن دو عیدوں کے درمیان ہے اور عیدین مومنوں کیلئے مسرت کے دن ہوتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی مسرت نہیں کہ ان لوگوں کے گناہ بخش دیئے جائیں۔

عاشوراء کا دن عیدین کے بعد ہوتا ہے لہٰذا اس کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ یوم عاشوراء، موسیٰ علیہ السلام کیلئے تھا اور یوم عرفہ حضور ﷺ کیلئے ہے اور آپ کی عزت و عظمت دیگر انبیاء علیہم السلام سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

باب ۱۰۶:

فضیلتِ عاشوراء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے دیکھ کر پوچھا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم پر غلبہ عطا فرمایا تھا لہٰذا ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری نسبت زیادہ قریب ہیں چنانچہ آپ نے بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

خصوصیاتِ یومِ عاشوراء: عاشوراء کے دن کے ساتھ بہت سی باتیں مخصوص ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن انہیں پیدا کیا گیا، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن عرش، کرسی، آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے اور جنت پیدا کئے گئے، اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن انہیں آگ سے نجات ملی، اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت کو نجات ملی اور فرعون اپنی قوم سمیت غرق ہوا، اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا کئے گئے، اسی دن انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا، اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو مقامِ بلند

www.waseemziyai.com

کی طرف اٹھایا گیا. اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری. اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملکِ عظیم عطا کیا گیا. اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے. اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی گئی. اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام گہرے کنوئیں سے نکالے گئے. اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف رفع کی گئی. آسمان سے زمین پر سب سے پہلی بارش اسی دن نازل ہوئی اور اسی دن کا روزہ امتوں میں مشہور تھا یہاں تک کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس دن کا روزہ ماہِ رمضان سے پہلے فرض تھا پھر منسوخ کر دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے اس دن کا روزہ رکھا۔

جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اس دن کی جستجو کی تاکید کی تا آنکہ آپ نے آخر عمر شریف میں فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو آئندہ نویں اور دسویں محرم کو روزہ رکھوں گا مگر آپ نے اسی سال وصال فرمایا اور نویں کے سوا دسویں کا روزہ نہ رکھ سکے مگر آپ نے اس دن یعنی نویں اور دسویں اور گیارہویں محرم کے دنوں میں روزہ رکھنے کو پسند فرمایا جیسا کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس دن سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد روزہ رکھو اور یہود کے طریقہ کی مخالفت کرو کیونکہ وہ ایک دن ہی کا روزہ رکھتے تھے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے کہ جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں اور اہل وعیال پر وسعت کی اللہ تعالیٰ اس کے سارے سال میں وسعت اور برکت عطا فرماتا ہے۔

طبرانی کی ایک منکر روایت میں ہے کہ اس دن میں ایک درہم کا صدقہ سات لاکھ درہم کے برابر ہے اور وہ حدیث جس میں ہے کہ جس نے اس دن سرمہ لگایا وہ اس سال آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہے گا اور جس نے اس دن غسل کیا وہ بیمار نہیں ہوگا، موضوع ہے۔ حاکم نے اس کی تصریح کی ہے کہ اس دن سرمہ لگانا بدعت ہے، ابن قیم نے کہا ہے کہ سرمہ لگانے، دانے بھننے، تیل لگانے اور عاشوراء کے دن خوشبو وغیرہ لگانے کی حدیث جھوٹوں کی وضع کردہ ہے۔

واضح ہوا کہ عاشوراء کے دن حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ بیتی وہ اس دن کی عظمت، رفعت، اللہ کے نزدیک اس کے درجہ اور اہلِ بیتِ اطہار کے مراتب سے اس دن کا تعلق اس دن کی رفعت وعظمت کی بین شہادت ہے لہٰذا جو شخص اس دن آپ کے مصائب کا ذکر کرے اسے یہ مناسب نہیں کہ سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کچھ کہے کیونکہ اسی میں حکمِ الٰہی کی متابعت اور فرمان الٰہی کی محافظت ہوگی جس میں ارشاد ہوتا ہے:

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ (پ ۲ البقرۃ ۱۵۷)

یہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

www.waseemziyai.com

خاص طور پر خیال کرو کہ کہیں روافض کی بدعتوں میں مشغول نہ ہو جاؤ جیسا کہ وہ لوگ اور ان کے ہم مثل رونا، پیٹنا اور غم کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ یہ کام مومنوں کے اخلاق سے بعید ہیں، اگر یہ چیزیں اچھی ہوتیں تو ان کے نانا ﷺ کا یوم وصال ان امور کا بطریق اولیٰ مستحق ہوتا اور ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی عمدہ مددگار۔

❁❁❁❁

باب ۱۰۷:

فضیلتِ مہمانیٔ فقراء

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ مہمان کیلئے تکلف نہ کرو، تم اسے دشمن سمجھو گے اور جس نے اسے دشمن سمجھا اس نے اللہ کو دشمن سمجھا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو دشمن سمجھا اللہ تعالیٰ نے اسے دشمن سمجھا۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ اس شخص کے پاس خیر و برکت نہیں جس میں مہمان نوازی نہیں۔ حضور ﷺ کا ایسے شخص سے گذر ہوا جس کے پاس بہت سے اونٹ اور گائیں تھیں مگر اس نے مہمانی نہ کی، اور حضور ﷺ کا ایسی عورت سے گذر ہوا جس کے پاس چھوٹی چھوٹی بکریاں تھیں اس نے حضور ﷺ کیلئے ایک بکری ذبح کی تب آپ نے فرمایا ان دو کو دیکھو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اخلاق ہیں۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے غلام تھے، فرماتے ہیں کہ آپ کے ہاں ایک مہمان اترا، حضور نے فرمایا جاؤ فلاں یہودی سے کہو کہ میرا مہمان آیا ہے، مجھے رجب کے مہینے تک کیلئے کچھ آٹا بھیج دو، یہودی یہ پیغام سن کر بولا بخدا میں ان کو کچھ نہیں دوں گا مگر یہ کہ کچھ رہن رکھا جائے۔ میں نے جا کر حضور ﷺ کو خبر دی، آپ نے فرمایا بخدا میں آسمانوں میں امین ہوں، زمین میں امین ہوں، اگر وہ مجھے ادھار دیتا تو میں ضرور ادا کر دیتا، جاؤ میری زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس رہن رکھ دو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کھانا کھانے کا ارادہ فرماتے تو میل دو میل مہمان کی تلاش میں نکل جایا کرتے تھے۔ آپ کی کنیت ابو الضیفان تھی اور آپ کی صدقِ نیت کی وجہ سے آج تک ان کی جاری کردہ ضیافت موجود ہے، کوئی رات نہ گذرتی مگر آپ کے ہاں تین سے لے کر دس اور سَو کے درمیان جماعت کھانا نہ کھاتی ہو، ان کے گھر کے نگہبان نے کہا کہ ان کی کوئی رات مہمان سے خالی نہیں رہتی۔

حضور ﷺ سے پوچھا گیا ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور سلام کرنا۔ حضور ﷺ نے کفارات اور درجات کے متعلق ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلانا اور رات کو نماز پڑھنا درآنحالیکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

حضور ﷺ سے حجِ مبرور کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور شیریں گفتاری۔

حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں مہمان داخل نہیں ہوتے اس گھر میں فرشتے بھی

www.waseemziyai.com

داخل نہیں ہوتے۔

مہمان کی فضیلت اور کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں بے شمار حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔کسی نے کیا خوب کہا ہے:

لِمَ لَا اُحِبُّ الضَّیفَ اَوْ اَرْتَاحُ مِنْ طَرَبٍ اِلَیہ
وَالضَّیفُ یَاْکُلُ رِزْقَہٗ عِنْدِیْ وَ یَشْکُرُنِیْ عَلَیْہِ

1- میں مہمان کو کیوں نہ محبوب سمجھوں اور اس کی خوشی سے راحت محسوس کیوں نہ کروں؟
2- وہ میرے پاس اپنا رزق کھاتا ہے اور اس پر میرا شکریہ ادا کرتا ہے۔

حکماء کا قول ہے کہ کوئی بھلائی، خوش روئی، خوش گفتاری اور خندہ پیشانی کے بغیر پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتی۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اُضَاحِكُ ضَیفِیْ قَبْلَ اِنْزَالِ رَاحِلِہٖ وَیُخْصِبُ عِنْدِیْ وَالْمَحَلُّ جَدِیْبُ
وَمَا الْخِصْبُ لِلْاَضْیَافِ فِیْ کَثْرَۃِ الْقِرٰی وَلٰکِنَّمَا وَجْہُ الْکَرِیْمِ خَصِیْبُ

1- میرا مہمان سواری سے اترنے سے پہلے مجھے خوش کر دیتا ہے اور قحط سالی کی جگہ مجھے شادابی آ لیتی ہے۔
2- اکثر مہمانی شادابی نہیں ہوتی لیکن کریم کا چہرہ پھر بھی شاداب رہتا ہے۔

دعوت کرنیوالے کیلئے مناسب یہ ہے کہ اپنے کھانے میں پرہیز گاروں کو بلائے اور فاسقوں سے احتراز کرے چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم کچھ لوگوں کو کھانے کی دعوت دو تو نیکوں کو اپنے کھانے میں بلاؤ۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ نیک کے کھانے کے علاوہ کسی کا کھانا نہ کھا اور نیک پرہیز گار کو کھلانے کے علاوہ کسی اور کو نہ کھلا۔

دعوت میں مالداروں کی بجائے فقراء کو بلاؤ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدترین کھانا وہ ولیمہ ہے جس میں فقیروں کی بجائے امراء کو بلایا جائے۔

نیز دعوت کرنے والے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ضیافت میں اپنے رشتہ داروں کو نظر انداز نہ کرے کیونکہ انہیں نظر انداز کرنا ویرانی اور قطع رحمی ہے اسی طرح اپنے دوستوں اور جان پہچان والوں کی ترتیب کا بھی خیال رکھے کیونکہ اس میں بعض کو مختص کرنا دوسروں کے دلوں کیلئے وحشت ہوتی ہے۔

نیز یہ بھی ضروری ہے کہ دعوت کرنے والا اپنی دعوت فخر اور خود بینی جیسی برائیوں کیلئے نہ کرے بلکہ اس سے اپنے بھائیوں کے دلوں کا میلان اور کھانا کھلانے اور مومن بھائیوں کے دلوں میں خوشی و مسرت کے دخول کیلئے نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرے۔ایسے آدمی کو دعوت نہ دے جس کے متعلق اسے

www.waseemziyai.com

معلوم ہو کہ اس کا آنا باعثِ تکلیف ہوگا یا اس کا آنا مدعوین کے آنے کیلئے کسی سبب سے باعث رنج ہوگا۔

اور یہ بھی مناسب ہے کہ وہ اس شخص کو دعوت دے جس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اسے قبول کرلے گا۔

جناب سفیان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے کسی ایسے شخص کو دعوت میں بلایا جو اسے ناپسند کرتا ہے تو اس پر گناہ ہے اور اگر مدعو نے اس کی دعوت قبول کرلی تو اس پر دوہرا گناہ ہے کیونکہ اس دعوت کرنے والے نے مدعو کو ناپسندیدگی کے باوجود لا گھسیٹا ہے، اگر اسے اس بات کی خبر ہوئی ہوتی تو وہ کبھی بھی اسے کھانا نہ کھلاتا۔ متقی کو کھانا کھلانا اس کی اطاعت میں اعانت اور بدکار کو کھلانا اس کی بدکاری کو تقویت دینا ہے۔

جناب ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے ایک درزی نے کہا میں بادشاہوں کے کپڑے سیتا ہوں، کیا آپ کو میرے متعلق اندیشہ ہے کہ میں ظلم وعدوان کے مددگاروں میں گنا جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا نہیں ظلم کے مددگار تو وہ ہیں جو تیرے ہاتھ کپڑا بیچتے ہیں اور سوئی وغیرہ، بہرحال تم توبہ کرو۔

دعوت قبول کرنا سنتِ مؤکدہ ہے:

دعوت کو قبول کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، بعض مواقع پر تو اسے واجب بھی کہا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر مجھے گائے یا بکری کی پتلی سی پنڈلی کی بھی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا اور اگر مجھے جانور کا دست ہدیہ کیا جائے گا تو میں قبول کرلوں گا۔

دعوت قبول کرنے کیلئے پانچ آداب ہیں جو "احیاء علوم الدین" وغیرہ میں مذکور ہیں۔

باب ۱۰۸:

جنازہ اور قبر

جنازے، دیکھنے والوں کیلئے سامانِ عبرت ہوتے ہیں، اس میں عقلمندوں کیلئے یاددہانی اور تنبیہ ہوتی ہے مگر غافل اس سے غافل ہی ہوتے ہیں، ان کا مشاہدہ ان کے دلوں کی سختی کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہمیشہ دوسروں کے جنازے دیکھتے رہیں گے اور یہ نہیں سمجھتے کہ انہیں بھی ایک دن لامحالہ اسی طرح اٹھایا جائے گا یا وہ اس پر غور وفکر کریں لیکن وہ قرب کے باوجود غور وفکر نہیں کرتے اور نہ ہی سوچتے ہیں کہ آج جو لوگ جنازوں پر اٹھائے جارہے ہیں یہ بھی ان کی طرح گنتی وشمار میں لگے رہتے تھے مگر ان کے سب حساب باطل ہوگئے ہیں اور عنقریب ان کی میعاد ختم ہوگی لہٰذا کوئی بندہ جنازے کو نہ دیکھے مگر خود کو اسی حالت میں دیکھے کیونکہ عنقریب وہ بھی اسی طرح اٹھا کر لیجایا جائے گا، وہ اٹھ گیا، یہ کل یا پرسوں اس دنیا سے اٹھ جائے گا۔

www.waseemziyai.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ جب جنازہ دیکھتے تو فرماتے چلو ہم بھی تمہارے پیچھے آنیوالے ہیں۔

جناب مکحول الدمشقی رضی اللہ عنہ جب جنازہ دیکھتے تو فرماتے تم صبح کو جاؤ اور ہم آئندہ شام کو آنیوالے ہیں، یہ زبردست نصیحت اور تیز غفلت ہے، پہلا چلا جاتا ہے اور دوسرا اس حال میں رہتا ہے کہ اس میں عقل نہیں ہوتی۔

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے میں کسی جنازہ میں حاضر نہیں ہوا مگر میرے نفس نے مجھے ایسی باتوں میں لگائے رکھا جو اس کے انجام کار اور جو کچھ میرے ساتھ ہوگا اس سے علاوہ تھیں۔

جب جناب مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کا بھائی فوت ہوا تو آپ روتے ہوئے اس جنازہ میں نکلے اور فرمایا بخدا اس وقت تک میری آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہونگی جب تک کہ مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ میرا ٹھکانہ کونسا ہے؟ اور میں زندگی بھر اسے جان نہیں سکوں گا۔

جناب اعمش رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہم جنازوں میں جاتے اور تمام کو غمگین دیکھ کر یہ نہ جانتے کہ ہم کس سے تعزیت کریں۔

جناب ثابت البنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جنازوں میں جاتے تو ہر شخص کو کپڑا لپیٹے روتا دیکھتے، واقعی وہ لوگ موت سے انتہائی خوفزدہ ہوتے تھے مگر آج ہم ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو جنازوں میں شامل ہوتے ہیں مگر ان میں سے اکثر ہنستے رہتے ہیں، لہو ولعب میں مشغول رہتے ہیں اور اس کی میراث کی باتیں کرتے اور اس کے ورثاء کی باتیں کرتے ہیں اور مرنے والے کے عزیز واقارب ایسی راہوں کی جستجو میں ہوتے ہیں جن کے ذریعہ وہ اس کے چھوڑے ہوئے مال سے کچھ حاصل کر سکیں اور ان میں سے کوئی بھی اپنے جنازے کے متعلق نہیں سوچتا جب وہ بھی اسی طرح اٹھایا جائے گا اور اس بارے میں وہ غور وفکر نہیں کرتا۔

اس غفلت کا سبب ان کے دلوں کی سختی ہے جو گناہوں اور نافرمانیوں کی کثرت سے پیدا ہوئی ہے یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ، قیامت اور ان وحشت ناکیوں کو بھی بھول گئے ہیں جو ہمیں پیش آنیوالی ہیں، ہم لہو ولعب میں مشغول ہو گئے جو ہمارے لئے بیکار ہیں، پس ہم اللہ سے اس غفلت سے بیداری کا سوال کرتے ہیں کیونکہ جنازوں کے حاضرین کی سب سے عمدہ صفت یہ ہے کہ وہ جنازوں میں میت پر روئیں حالانکہ اگر انہیں عقل ہوتی تو وہ میت کی بجائے اپنی حالت پر روتے۔

جناب ابراہیم الزیات رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو مردہ پر اظہارِ رحم کر رہے تھے، آپ نے فرمایا اگر تم میت کی بجائے اپنے آپ پر رحم کرتے تو تمہارے لیے بہتر تھا کیونکہ وہ تین وحشتناکیوں سے نجات پا گیا ہے، اس نے عزرائیل کا چہرہ دیکھ لیا ہے، موت کے ذائقہ کی تلخی چکھ چکا ہے اور خاتمہ کے خوف سے

باامن ہوگیا ہے۔

جناب ابوعمرو بن علاء کا قول ہے کہ میں جریر کے ہاں بیٹھا ہوا تھا اور وہ اپنے کاتب سے شعر لکھوار ہے تھے۔ تب ایک جنازہ آیا تو وہ رُک گئے اور کہا کہ بخدا مجھے ان جنازوں نے بوڑھا کر دیا ہے اور انہوں نے یہ شعر پڑھے:

تُرَوِّعنَا الْجَنَائِزُ مُقْبِلَاتٍ ۔۔۔ وَنَلْهُوْا حِيْنَ تَذْهَبُ مُدْبِرَاتٍ

كَرَوْعَةِ ثُلَّةٍ لِمَغَارِ ذِئْبٍ ۔۔۔ فَلَمَّا غَابَ عَادَتْ رَاتِعَاتٍ

1- جنازے ہمیں آتے ہوئے خوف زدہ کر دیتے ہیں اور جب چلے جاتے ہیں تو ہم ان کے پیٹھ پھیرتے ہی لہو ولعب میں لگ جاتے ہیں۔

2- بھیڑوں کے گلے کی طرح جو بھیڑیئے کے غار میں خوف زدہ ہوتا ہے اور جب بھیڑیا غائب ہو جاتا ہے تو وہ چرنے لگتی ہے۔

جنازے کے آداب: جنازے کے آداب میں سے تفکر، تنبیہ، مستعدی اور متواضع ہو کر اس کے آگے چلنا ہے جیسا کہ فقہ میں اس کے آداب اور طریقے مذکور ہیں۔

ان آداب میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی سب سے حسن ظن رکھے اگر چہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو اور برے خیالات کو اپنی طرف سے سمجھے کیونکہ اگر چہ وہ ظاہری طور پر اچھا کیوں نہ ہو، خاتمہ ایسی چیز ہے جس کا خطرہ جاری و ساری رہتا ہے۔ اسی لئے جناب عمر بن ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کا ایک ہمسایہ فوت ہو گیا جو بدکردار تھا تو بہت سے لوگ اس کے جنازے سے رک گئے، آپ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے، اس کی نماز جنازہ پڑھی، جب اسے قبر میں اتارا جانے لگا تو آپ نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا اے پدر فلاں! اللہ تجھ پر رحم کرے۔ یقیناً تو نے اپنی زندگی توحید میں بسر کی اور اپنے چہرے کو سجدوں سے غبار آلود کیا اور اگر لوگوں نے تجھے گنہگار اور بدکردار کہا تو ہم میں ایسا کون ہے جو گنہگار اور بدکردار نہیں۔

ایک گنہگار کا عجیب وغریب واقعہ: ایک آدمی جو گناہوں میں منہمک رہتا تھا، مر گیا، وہ بصرہ کے قریب رہتا تھا مگر جب وہ مرا تو اس کی عورت نے ایسا کوئی آدمی نہ پایا جو جنازہ اٹھانے میں اس کا ہاتھ بٹاتا کیونکہ اس کے ہمسائے اس کے کثرتِ گناہ کے سبب کنارہ کش ہو گئے چنانچہ اس نے دو مزدور اجرت پر لئے اور وہ اسے جناز گاہ میں لے گئے مگر کسی نے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور وہ اسے صحرا میں دفن کرنے کیلئے لے گئے۔ اس علاقے کے نزدیک پہاڑ میں ایک بہت بڑا زاہد رہتا تھا، عورت جب اپنے شوہر کا جنازہ اٹھوا کر لے گئی تو زاہد کو منتظر پایا چنانچہ زاہد نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا ارادہ کیا تو شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ زاہد پہاڑ سے اترا ہے تا کہ فلاں شخص کی

www.waseemziyai.com

نمازِ جنازہ پڑھائے چنانچہ شہر کے سب لوگ وہاں روانہ ہوگئے اور انہوں نے زاہد کی اقتداء میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

لوگوں کو زاہد کے اس فعل سے سخت حیرت ہوئی۔ زاہد نے کہا کہ مجھ سے خواب میں کہا گیا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک جنازہ نظر آئے گا جس کے ساتھ صرف ایک عورت ہوگی تم اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھو کیونکہ وہ مغفور ہے۔ یہ بات سن کر لوگوں کے تعجب میں اور اضافہ ہوا۔

زاہد نے عورت سے اس مرد کے حالات دریافت کئے اور اس کی بخشش کے اسباب کی تحقیق کرنا چاہی تو عورت نے کہا جیسا کہ مشہور ہے اس کا سارا دن شراب خانے میں گذرتا تھا اور شراب میں مست رہتے گذرتا تھا۔ زاہد نے کہا کہ کیا تم اس کی کسی نیک عادت کو بھی جانتی ہو؟ عورت نے کہا ہاں تین چیزیں جانتی ہوں، جب وہ صبح کے وقت مدہوشی سے افاقہ پاتا تو کپڑے تبدیل کرتا، وضو کرتا اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھا کرتا تھا پھر شراب خانہ میں جاتا اور بدکاریوں میں مشغول رہتا، دوسرے یہ کہ اس کے گھر میں ہمیشہ ایک یا دو یتیم رہا کرتے تھے، ان سے وہ اولاد سے بھی زیادہ مہربانی سے پیش آیا کرتا تھا۔ تیسرے یہ کہ جب وہ رات کی تاریکی میں نشہ کی مدہوشی سے افاقہ پاتا تو روتا اور کہتا اے ربّ کریم! جہنم کے کونوں میں سے کونسے کونے کو میرے اس خبیث نفس سے تو پُر کرے گا؟ زاہد یہ سنتے ہی لوٹ گیا اور اس کی بخشش کا راز کھل گیا۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو قبر اور مصائب کو نہ بھولا، دنیاوی زیب و زینت کی عمدہ چیزوں کو ترک کر دیا، فانی چیزوں پر دائمی چیزوں کو ترجیح دی، آئندہ کل کو اپنی زندگی میں شمار نہ کیا اور خود کا اہلِ قبور میں سے شمار کیا۔

حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کیا وجہ ہے کہ آپ قبرستان کے قریب رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے انہیں عمدہ ہمسایہ پایا ہے، سچے ہمسائے جو زبانیں بند رکھتے ہیں اور آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔

حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب قبروں پر کھڑے ہوتے تو رویا کرتے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا اور کہا گیا کہ آپ جنت اور جہنم کا تذکرہ کرتے ہیں اور نہیں روتے لیکن قبروں پر کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے، اگر صاحبِ قبر اس سے نجات پالیتا ہے تو بعد کی منزلیں اس کیلئے آسان ہو جاتی ہیں اور اگر اس سے نجات نہیں پاتا تو بعد کی منزلیں اور زیادہ سخت ہوتی ہیں۔

کہا گیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے قبرستان کو دیکھا تو سواری سے اتر پڑے اور دو

www.waseemziyai.com

رکعت نماز ادا کی. پھر ان سے کہا گیا کہ پہلے تو آپ ایسے نہیں کیا کرتے تھے. آپ نے فرمایا میں نے قبرستان والوں کو اور اس چیز کو یاد کیا جو ان کے اور میرے درمیان حائل کی گئی ہے تو میں نے اس بات کو پسند کیا کہ دو رکعتیں ادا کر کے میں رب کا قرب چاہوں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے قبر انسان سے یہ کلام کرتی ہے کہ میں کیڑوں، تنہائی، غربت اور اندھیرے کا گھر ہوں. میں نے تیرے لئے یہی کچھ تیار کیا ہے. تو میرے لئے کیا تیار کر کے لایا ہے؟

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کیا میں تمہیں اپنے فقر کا دن بتاؤں؟ یہ وہ دن ہو گا جب مجھے قبر میں رکھا جائے گا۔

❀❀❀❀

باب ۱۰۹:

عذابِ جہنم کا خوف

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ (پ ۲، البقرۃ ۲۰۱)

اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عطا فرما اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

ابو یعلیٰ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور فرمایا دو عظیم چیزوں جنت اور جہنم کو نہ بھولو پھر آپ روئے یہاں تک کہ آنسو جاری ہو گئے یا آپ کے مبارک آنسوؤں نے آپ کی ریش مبارک کے دونوں پہلوؤں کو تر کر دیا اور آپ نے فرمایا اگر تم جانتے جو کچھ آخرت کے بارے میں مَیں جانتا ہوں تو تم مٹی پر چلتے اور اپنے سروں پر خاک ڈالتے۔

طبرانی نے اوسط میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جبریل علیہ السلام ایسے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے جس وقت میں وہ کبھی نہیں آیا کرتے تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جبریل کیلئے کھڑے ہوئے اور پوچھا جبریل کیا بات ہے کہ میں تمہارا رنگ متغیر دیکھتا ہوں۔ جبریل نے کہا میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو مزید دہکانے کا حکم دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے جبریل! مجھے جہنم کی حقیقت بتلاؤ یا جہنم کے اوصاف بیان کرو۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے جہنم کو حکم دیا اور اسے ایک ہزار سال روشن کیا گیا اور بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی۔ پھر حکم ہوا اور اسے پھر ایک ہزار سال تک

www.waseemziyai.com

بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی. پھر مزید ایک ہزار سال اسے بھڑکانے کا حکم ملا یہاں تک کہ وہ وہ تاریک ہوگئی. اب وہ سیاہ و تاریک ہے. اس میں کوئی چنگاری بھی روشن نظر نہیں آتی اور نہ ہی کبھی اس کا بھڑکنا ختم ہوتا ہے۔ قسم ہے رب ذوالجلال کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے. اگر جہنم کو سوئی کے سوراخ کے برابر کھول دیا جائے تو اس کی گرمی سے دنیا کی تمام مخلوق مر جائے.. بخدا جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے. اگر جہنم کے نگہبان فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ دنیا میں ظاہر ہو جائے تو تمام اہلِ دنیا اس کی بدصورتی دیکھ کر اور اس کی بدبو سونگھ کر مر جائیں۔ بخدا جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر جہنم کی زنجیروں کا ایک حلقہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں ذکر کیا ہے دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ پگھل جائیں اور وہ حلقہ سب سے نچلی زمین پر جا ٹھہرے۔

حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا اے جبریل! مجھے اتنا ہی کافی ہے میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو کہ میں انتقال کر جاؤں۔ تب آپ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا، وہ رو رہے تھے، آپ نے فرمایا جبریل تم روتے ہو حالانکہ تمہارا اللہ کے ہاں ایک خاص مرتبہ ہے، جبریل نے کہا میں کیسے نہ روؤں حالانکہ میں رونے کا زیادہ حقدار ہوں، شاید کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اس حال سے کسی دوسرے حال میں لکھا گیا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کہیں مجھے بھی آزمائش میں نہ ڈال دیا جائے جیسا کہ ابلیس کو آزمائش میں ڈال کر ذلیل و رسوا کر دیا گیا ہے، وہ بھی تو فرشتوں میں تھا اور میں نہیں جانتا کہ مجھے بھی کہیں ہاروت ماروت کی طرح مصائب میں مبتلا نہ کر دیا جائے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ یہ سن کر رونے لگے اور جبریل علیہ السلام بھی رونے لگے۔ دونوں حضرات برابر روتے رہے تا آنکہ ندا کی گئی اے جبریل اور محمد! اللہ تعالیٰ نے تمہیں مامون کر دیا ہے تم اس کی نافرمانی نہیں کرو گے۔ جبریل علیہ السلام یہ سنتے ہی پرواز کر گئے اور حضور ﷺ انصار کے ایسے لوگوں کے پاس سے گذرے جو بذلہ سنجیوں میں مصروف تھے اور ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم ہنستے ہو اور تمہارے پیچھے جہنم ہے، پس اگر تم جان لیتے جو میں جان چکا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے، کھانا پینا چھوڑ دیتے اور بلند پہاڑوں کی طرف نکل جاتے تا کہ اللہ کی رضامندی کیلئے خود پر ریاضت و محنت کو مسلط کر سکو، تب ندا کی گئی کہ اے محمد! ﷺ میرے بندوں کو ناامید نہ کرو، میں نے آپ کو خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے آپ کو مشقتوں میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا، تب حضور ﷺ نے فرمایا اپنے اعمال درست کرو اور قرب الٰہی حاصل کرو۔

مروی ہے کہ حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کیا بات ہے میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب سے آگ کو پیدا کیا گیا ہے میکائیل کبھی نہیں ہنسے۔

www.waseemziyai.com

ابن ماجہ اور حاکم کی حدیث ہے جسے اس نے صحیح کہا ہے کہ تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں جزء ہے اور اگر وہ دو مرتبہ رحمت کے پانی سے نہ بجھائی جاتی تو تم اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکتے اور یہ آگ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتی ہے کہ مجھے دوبارہ جہنم میں نہ بھیجنا۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ جب گل جائیں گے ان کے چمڑے تو ہم بدل دیں گے ان کیلئے دوسرے چمڑے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔

(پ ۵ النساء ۵۶)

اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے اس کی تفسیر بتلاؤ۔ اگر آپ نے سچ کہا تو میں آپ کی تصدیق کروں گا ورنہ آپ کی بات رد کر دوں گا۔ حضرت کعب بولے کہ انسان کا چمڑہ جلے گا اور اسی لمحے نیا ہو جائے گا یا ہر دن میں چھ ہزار مرتبہ نیا ہوگا، حضرت عمر نے کہا واقعی آپ نے سچ کہا۔

بیہقی نے اس آیت کے تحت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہیں ہر دن میں ستر ہزار مرتبہ آگ کھائے گی اور ہر مرتبہ جبکہ انہیں آگ جلائیگی وہ پھر پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ دنیاوی نعمتیں پانیوالے جہنمی کو لایا جائے گا، اسے جہنم میں ایک غوطہ دیکر پوچھا جائے گا کہ اے انسان! تو نے کبھی عیش بھی دیکھی ہے یا تجھ پر کبھی انعامات کی بارش بھی ہوئی ہے؟ وہ کہے گا نہیں، بخدا اے اللہ کبھی بھی نہیں۔ پھر دنیا میں سب سے زیادہ مصائب برداشت کرنے والے جہنمی کو لایا جائے گا اور اسے جنت کا چکر لگوا کر پوچھا جائیگا اے انسان! تو نے کبھی تنگدستی دیکھی ہے یا تجھ پر کبھی مصائب بھی آئے تھے؟ وہ کہے گا نہیں، بخدا اے اللہ کبھی بھی میں نے تنگدستی اور دکھ تکلیف نہیں دیکھے۔

دوزخیوں پر رونا مسلط کر دیا جائے گا: ابن ماجہ کی روایت ہے کہ جہنمیوں پر رونا مسلط کیا جائیگا وہ روئیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر وہ خون روئیں گے یہاں تک کہ ان کے چہروں میں گڑھوں جیسے گڑھے ہوں گے کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ چلنے لگیں۔

ابو الیعلیٰ کی حدیث ہے اے لوگو! روؤ، اگر تمہیں رونا نہیں آتا رونے کی سی صورت بناؤ، کیونکہ جہنمی جہنم میں روئیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے رخساروں پر ایسے بہیں گے جیسے ان کے رخسار نہریں ہوں، پھر آنسو ختم ہو جائینگے اور وہ خون روئیں گے تا آنکہ ان کی آنکھیں زخموں سے لہولہان ہو جائیں گی۔

❀❀❀❀

www.waseemziyai.com

باب ۱۱۰:

میزان اور صراط

ابو داؤد نے حضرت حسن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ وہ روئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا عائشہ! کیوں روتی ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ میں جہنم کو یاد کر کے روئی ہوں، کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا، میزانِ عمل کے وقت یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اس کا میزان ہلکا ہوا یا بھاری، نامۂ اعمال کے اڑنے کے وقت یہاں تک کہ وہ یہ جان لے کہ اس کا صحیفۂ اعمال دائیں ہاتھ میں آتا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے۔ اور جب پل صراط کو جہنم پر رکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ وہ اسے عبور کر سکتا ہے یا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دستگیریٔ امت کیلئے پل صراط پر تشریف فرما ہونگے: ترمذی شریف میں ہے کہ حضرتِ انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ قیامت کے دن میری سفارش فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا میں انشاء اللہ ایسا کروں گا۔ میں نے عرض کی میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا، میں نے عرض کی کہ اگر میں پل صراط پر آپ کو نہ پاسکوں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے میزان کے قریب تلاش کرنا، میں نے عرض کی کہ اگر میں آپ کو میزان کے قریب بھی نہ پاسکوں تو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا پھر مجھے حوض کے قریب تلاش کرنا کیونکہ میں ان تین مقامات کے علاوہ کہیں نہیں ہوں گا۔

حاکم کی روایت ہے کہ قیامت کے دن میزان رکھا جائے گا، اگر اس میں وزن کیا جائے یا زمین و آسمان میں اس میں رکھ دیئے جائیں تو وہ رکھے جاسکیں گے، تب فرشتے عرض کریں گے اے اللہ! اس میں کس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا؟ رب تعالیٰ فرمائے گا اپنی مخلوق میں سے جس کیلئے چاہوں گا، فرشتے عرض کریں گے:

سُبْحٰنَكَ مَا عَبَدْنٰكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ اے رب پاک ہے تو، ہم تیری کما حقہ عبادت نہیں کر سکے۔

اور پل صراط رکھا جائے گا جو اُسترے کی دھار جیسا ہوگا۔ فرشتے عرض کریں گے اسے کون عبور کرے گا؟ رب تعالیٰ فرمائے گا میری مخلوق سے جس کو میں چاہونگا، فرشتے عرض کریں گے:

سُبْحٰنَكَ مَا عَبَدْنٰكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ اے رب پاک ہے تو، ہم تیری کما حقہ عبادت نہیں کر سکے۔

www.waseemziyai.com

پل صراط جہنم کے اوپر رکھا جائے گا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پل صراط کو جہنم کے اوپر رکھا جائے گا جو پتلی تلوار کی دھار کی طرح ہوگا جو پھسلنے کی جگہ ہوگی۔ اس پر آگ کے کانٹے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو اچک لے گی۔ اس پر رکنے والا اس میں گرے گا اور کچھ تیز چلنے والے ہوں گے جن میں سے بعض بجلی کی طرح گذریں گے اور وہ اس سے گذر کر ہی رکیں گے۔ بعض اس سے ہوا کی طرح گزریں گے یہاں تک کہ وہ نجات پالیں گے۔ بعض گھڑ سوار کی طرح جائیں گے۔ پھر بعض لوگ دوڑتے ہوئے آدمی کی طرح۔ پھر اس سے کچھ کم رفتار میں دوڑتے ہوئے۔ پھر پیدل چلنے والے آدمی کی طرح لوگ گذریں گے۔ پھر ان سب کے آخر میں ایسا آدمی گذرے گا کہ جسے آگ نے جھلسا دیا ہوگا اور تکلیف اٹھا کر آیا ہوگا۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت اور فضل و کرم کے طفیل جنت میں داخل کرے گا اور اسے کہا جائیگا کہ آرزو کر اور مانگ، وہ شخص کہے گا تو رب العزت ہو کر مجھ سے مزاح کرتا ہے؟ پھر اسے کہا جائے گا کہ تمنا کر اور مانگ۔ یہاں تک کہ اس کی تمام تمنائیں ہی پوری ہو جائیں گی، رب تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے وہ بھی ہے جو تو نے مانگا اور اس کے برابر اور بھی اس کے ساتھ ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے حضرت ام بشر انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے، انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے، جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ! آپ نے انہیں جھڑک دیا تو وہ بولیں:

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ — تم میں سے کوئی نہیں مگر اس پر وارد ہونے والا ہے۔

(پ۱۶ مریم ۷۱)

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝ — پھر نجات دیں گے ہم ان کو جو پرہیزگاری کرتے ہیں، اور چھوڑ دیں گے اس میں ظالموں کو گرا ہوا۔

(پ۱۶ مریم ۷۲)

جناب احمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جماعت نے ورد کے معنیٰ میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس میں مومن داخل نہیں ہونگے اور بعض نے کہا ہے کہ تمام لوگ اس میں وارد ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نجات دے گا جو تقویٰ رکھتے ہیں

بعض لوگوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تمام لوگ اس میں وارد

www.waseemziyai.com

ہوں گے۔

پھر انگلیوں کو کانوں کے قریب لے جا کر کہا کہ یہ دو بہرے ہوں اگر میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو کہ وِرد سے مراد دخول ہے. کوئی نیک اور برا باقی نہ رہے گا مگر سب اس میں داخل ہوں گے. تب وہ جہنم مومنوں پر حضرت ابرہیم علیہ السلام کی طرح ٹھنڈا اور سلامتی والا ہو جائیگا یہاں تک کہ اس آگ یا جہنم کیلئے آپ نے فرمایا مومنوں کی سردی کی وجہ سے فریاد نکلے گی پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نجات دے گا جو پرہیز گاری کرتے ہیں اور ظالموں کو جہنم میں گرا ہو چھوڑ دے گا۔

حاکم کی روایت ہے کہ لوگ جہنم میں وارد ہوں گے اور اپنے اعمال کی بدولت اس سے نکلیں گے. پہلے بجلی کی چمک کی طرح، پھر ہوا کی طرح، پھر گھڑ سوار کی طرح، پھر اونٹ سوار کی طرح، پھر دوڑتے ہوئے آدمی کی طرح اور پھر پیدل آدمی کی طرح نکلیں گے۔

❁❁❁❁

باب ۱۱۱:

حضور ﷺ کا وصالِ مبارک

حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر اس وقت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب جدائی کی گھڑی قریب تھی، حضور ﷺ نے ہمیں دیکھا، آپ کی آنکھیں نمناک ہوگئیں، پھر فرمایا تمہیں خوشخبری ہو، تمہیں اللہ تعالیٰ نے زندگی دی، اللہ نے تمہیں پناہ دی، اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی، میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ سے متعلق کرتا ہوں، بے شک میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلا ہوا نذیر ہوں، یہ کہ اللہ تعالیٰ کے شہروں اور بندوں میں اللہ تعالیٰ سے سرکشی نہ کرو، موت قریب آئی اور اللہ تعالیٰ، سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ اور لبریز جاموں کی طرف پلٹنا ہے پس تم اپنے نفسوں پر اور اس شخص پر جو میرے بعد تمہارے دین میں داخل ہو میری طرف سے سلام کہو۔

حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد بھی اللہ تعالیٰ امتِ حبیب کا والی ہے:

مروی ہے کہ حضور ﷺ نے وصال کے وقت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بعد میری امت کا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ جبریل کی طرف وحی فرمائی کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشخبری دے دو کہ میں انہیں امت کے بارے میں شرمندہ نہیں کرونگا اور انہیں اس بات کی بھی خوشخبری دے دو کہ جب لوگ محشر کیلئے اٹھائے جائیں گے تو وہ سب

سے جلدی اٹھیں گے. جب وہ جمع ہوں گے تو میرا حبیب ان کا سردار ہوگا اور بے شک جنت دیگر امتوں پر اس وقت تک حرام ہوگی جب تک کہ آپ کی امت اس میں داخل نہ ہوگی۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ مجھے سات کنوؤں کے سات پانیوں سے غسل دو چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا تو آپ نے راحت پائی، پھر باہر تشریف لے گئے،لوگوں کو نماز پڑھائی. شہدائے احد کیلئے بخشش کی دعا کی، انصار کیلئے وصیت کی اور فرمایا:

امابعد! اے گروہِ مہاجرین! تم بڑھتے جاتے ہو اور انصار اس دن والی ہیئت پر باقی ہیں، وہ نہیں بڑھے ہیں، انصار میرے راز دار ہیں جن کی طرف میں نے پناہ لی ہے لہٰذا ان کے کریم یعنی نیک کی عزت کرو، ان کے برے سے درگزر کرو۔

پھر فرمایا بے شک بندہ کو دنیا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے درمیان اختیار دیا گیا تو اس نے اس چیز کو پسند کرلیا جو اللہ کے ہاں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور سمجھ گئے کہ اس بندہ سے مراد خود حضور ﷺ ہیں۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! تسلی رکھو، ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد کی طرف کھلنے والے تمام گھروں کے دروازے بند کردو کیونکہ میں ایسا کوئی آدمی نہیں جانتا جو دوستی میں میرے نزدیک ابوبکر سے افضل ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ حضور ﷺ نے میرے گھر، میرے دن، میرے دل اور میرے حلقوم کے درمیان وصال فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت میرے اور آپ کے لعابِ دہن کو جمع کیا، میرے گھر میرا بھائی عبدالرحمن آیا اس کے ہاتھ میں مسواک تھی، حضور ﷺ مسواک کی طرف دیکھنے لگے، میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک پسند فرماتے ہیں لہٰذا میں نے کہا یہ آپ کیلئے لے لوں؟ آپ نے سر سے اشارہ فرمایا یعنی ہاں چنانچہ میں عبدالرحمن سے مسواک لے لی اور حضور ﷺ کے دہن اقدس میں دے دی مگر وہ آپ کو سخت محسوس ہوئی تو میں نے کہا کہ میں اسے آپ کیلئے نرم کردوں؟ آپ نے سر کے اشارے سے ہاں فرمایا چنانچہ میں نے اسے نرم کیا اور حضور ﷺ کے سامنے پانی کا برتن رکھا تھا، آپ اس میں ہاتھ داخل کرتے تھے اور فرماتے تھے لا الٰہ الا اللہ، البتہ موت کیلئے سکرات ہیں، پھر آپ نے اپنا ہاتھ بلند فرمایا اور فرمانے لگے "الرفیق الاعلیٰ"۔ تب میں نے عرض کی بخدا آپ نے ہمیں ترجیح نہیں دی ہے۔

انصار کا اجتماع: حضرت سعید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب انصار نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے طبع شریف میں گرانی بڑھتی جارہی ہے تو وہ مسجد کے ارد گرد آگئے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں انصار کے ارادہ اور خوف

www.waseemziyai.com

کے متعلق بتایا پھر حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے آپ سے وہی بات عرض کی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور آپ نے بھی وہی بات عرض کی جو پہلے کر چکے تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک لمبا کیا اور فرمایا اسے پکڑو، پس انہوں نے آپ کو تھام لیا اور آپ نے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی ہمیں ڈر ہے کہ آپ وصال فرما جائیں گے۔ ان کی عورتیں اپنے جوانوں کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو بلانے لگیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور حضرت علی اور فضل رضی اللہ عنہما کا سہارا لے کر چلے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر انور لپیٹے ہوئے نکلے، آپ کے پیر مبارک گھسٹتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ منبر شریف کی سب سے نچلی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے۔ لوگ آپ کی طرف اٹھ آئے، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میری موت سے خوفزدہ ہو، گویا تم موت کو نہیں پہچانتے اور تم اپنے نبی کی موت کو اچھا نہیں سمجھتے، کیا میں نے اور تمہارے نفسوں نے تمہیں موت کی خبر نہیں دی؟ کیا مجھ سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیائے کرام میں سے کوئی نبی ہمیشہ رہا کہ میں بھی ہمیشہ رہوں؟ باخبر ہو جاؤ، میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم بھی اس سے ملنے والے ہو، میں تمہیں مہاجرین اولین کے متعلق نیکی کی وصیت کرتا ہوں اور میں مہاجرین کو ایک دوسرے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے: ”قسم ہے زمانہ کی تحقیق انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے“۔ الآیۃ۔

اور تمام امور اللہ تعالیٰ کی منشا سے پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں، تمہیں کسی کام کی دیر، عجلت پسندی پر آمادہ نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی عجلت سے عجلت نہیں کرتا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو غالب مانا وہ خود غالب ہوا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے فریب کیا اس نے خود سے فریب کیا، پس تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں والی بنایا جائے تو تم زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔

انصار کے بارے میں وصیت:

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے بارے میں فرمایا اور میں تمہیں انصار سے نیکی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے مدینہ طیبہ میں ہجرت کے گھر میں ٹھکانہ بنایا ہے اور تم سے پہلے ایمان لائے ہیں، تم ان سے احسان کرو، کیا انہوں نے تمہارے لئے پھلوں کو دو حصے نہیں کیا؟ کیا انہوں نے اپنے گھروں کو تمہارے لئے وسیع نہیں کیا؟ کیا انہوں نے تمہیں خود پر ترجیح نہیں دی حالانکہ وہ خود تنگدست تھے؟ باخبر رہو جو شخص اس بات کا والی بنایا جائے کہ وہ دو آدمیوں میں فیصلہ کرے پس چاہیے کہ وہ ان کے نیک کو قبول کرے اور ان کے برے سے درگزر کرے باخبر ہو جاؤ ان پر خود کو ترجیح نہ دو! باخبر رہو میں تمہارے لئے پہلے جانے والا ہوں اور تم مجھے ملنے والے ہو، باخبر رہو، تمہارے اترنے کی جگہ میرا حوض ہے، میرا حوض شام کے شہر بصرہ اور صنعاء یمن

www.waseemziyai.com

کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہے. اس میں کوثر کے پرنالہ سے ایسا پانی انڈیلا جاتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے. جس نے اس سے پی لیا وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا. اس کی کنکریاں موتیوں کی اور اس کی زمین مشک کی ہے کل کھڑے ہونے کے دن جو اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

میں اس بات کیلئے قریش کو وصیت کرتا ہوں لوگ قریش کے تابع ہیں، ان کا بھلا ان کے بھلے کیلئے اور ان کا بُرا ان کے بُرے کیلئے ہے۔ اے آلِ قریش! لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو. اے لوگو! گناہ نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں، اور قسمت کو بدل دیتے ہیں لہٰذا جب لوگ نیک ہوتے ہیں تو ان کے حاکم بھی نیک ہوتے ہیں اور جب لوگ نافرمانیاں کرتے ہیں تو وہ نافرمان قرار پاتے ہیں یعنی ان کے حاکم ظالم ہوتے ہیں، فرمانِ الٰہی ہے کہ "اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں کا ولی بنا دیتے ہیں بسبب ان کے اعمال کے۔"

حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابو بکر پوچھو! حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! وقت قریب آگیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں وقت قریب آگیا ہے اور بہت ہی قریب آگیا ہے۔ حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی! جو کچھ اللہ کے ہاں ہے آپ کو مبارک ہو، کاش ہم اپنے ٹھکانے کو جانتے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی طرف، سدرۃ المنتہیٰ کی طرف، پھر جنت الماویٰ کی طرف، پھر فردوسِ اعلیٰ کی طرف. شرابِ طہور سے بھرے ہوئے پیالے اور رفیق اعلیٰ کی جانب، مبارک زندگی اور حفظِ الٰہی کی امان میں۔

حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے نبی! آپ کے غسل کیلئے انتظام کس کا ہوگا؟ فرمایا میرے قریبی، پھر ان کے قریبی، انہوں نے عرض کی ہم آپ کو کن کپڑوں کا کفن دیں؟ آپ نے فرمایا میرے ان کپڑوں، یمنی چادر اور سفید مصری چادر میں۔ پھر حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہم آپ پر نماز کیسے پڑھیں؟ چنانچہ ہم رو پڑے اور وہ بھی رو دیئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چھوڑو، اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہارے نبی سے تمہیں بہتر جزا دے۔ جب تم مجھے غسل دے لو، کفن پہنا لو تو مجھے میرے اسی گھر میں میری چارپائی پر میری قبر کے کنارے رکھ دینا، پھر تم کچھ دیر کیلئے مجھے تنہا چھوڑ کر باہر نکل جانا، سب سے پہلے اللہ عزوجل مجھ پر رحمت بھیجے گا، وہ جو تم پر رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ پھر فرشتوں کو مجھ پر درود کی اجازت دیجائیگی اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جبرائیل میرے پاس آئیں گے اور وہ مجھ پر درود پڑھیں گے، پھر میکائیل پھر اسرائیل اور پھر ایک کثیر جماعت کے ساتھ عزرائیل علیہم السلام درود پڑھیں گے، پھر تمام فرشتے آئیں گے، اور اس کے بعد تم گروہ در گروہ مجھ پر

داخل ہونا اور گروہوں کی صورت میں مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا اور خوب سلام بھیجنا اور مجھے گھر بھر کر، آوازیں بلند کر کے، چیخ و پکار سے تکلیف نہ دینا اور چاہیے کہ تم میں سے امام سب سے پہلے آئے اور میرے قریبی گھر والے، پھر ان سے قریب والے، پھر عورتوں کی جماعتیں اور پھر بچوں کی جماعتیں آئیں۔

حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ کو قبر انور میں کون اتارے گا؟ فرمایا میرے انتہائی قریب گھر والوں کی جماعت، پھر ان سے قریبی، فرشتوں کی کثیر تعداد کے ساتھ، تم انہیں نہیں دیکھتے ہو مگر وہ تمہیں دیکھتے ہیں، کھڑے ہو جاؤ اور میرے بعد آنے والوں تک پہنچادو۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا، لوگوں نے دن کے ابتدائی حصہ میں آپ کی طبیعت کو ہلکا پایا چنانچہ وہ خوشی خوشی اپنے گھروں اور کاموں کیلئے لوٹ گئے اور آپ کو عورتوں کے درمیان تنہا چھوڑ گئے، ہم اسی طرح خوشی و مسرت میں تھے کہ اتنی خوشی ہمیں پہلے کبھی نہیں ملی تھی، اچانک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سب عورتیں باہر چلی جاؤ کیونکہ یہ فرشتہ مجھ سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے، چنانچہ گھر سے میرے سوا سب عورتیں باہر چلی گئیں اور آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا، آپ بیٹھ گئے اور میں گھر کے ایک کونے میں ہو گئی۔

اس فرشتہ نے طویل سرگوشی کی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا اور اسی طرح سر مبارک میری گود میں رکھ دیا اور عورتوں سے فرمایا کہ اندر آجاؤ، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے یہ آہٹ جبریل کی نہیں لگی تو آپ نے فرمایا ہاں عائشہ! یہ ملک الموت تھا جو میرے پاس آیا تھا اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے پاس نہ آؤں، اگر آپ اجازت دیں تو اندر آؤں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر روحِ مقدس کو قبض نہ کروں، اب آپ کی کیا رائے ہے؟ چنانچہ میں نے کہا ابھی ٹھہرو تا آنکہ میرے پاس جبریل آجائے، یہ جبریل کے آنے کا وقت ہے۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم پر ایسا امر وارد ہوا کہ جس کے بارے میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ تھا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی رائے تھی، ہم سب خوفزدہ ہو کر خاموش تھے، گویا اہلِ بیت میں سے کوئی ایک بھی اس عظیم امر کی وجہ سے بول نہیں سکتا تھا، اس کی ہیبت نے ہمارے جسموں کو خون سے بھر دیا تھا۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس ساعت میں جبریل امین حاضر ہوئے، میں نے ان کی آہٹ و پہچان لیا، گھر والے باہر نکل گئے، جبریل اندر داخل ہوئے اور عرض کی اے نبی! اللہ آپ پر سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے متعلق آپ سے زیادہ جانتا ہے لیکن

www.waseemziyai.com

اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ کی عزت و وقار میں اضافہ فرمائے اور مخلوق پر آپ کی عزت و وقار پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے اور آپ کی امت میں مثال ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ میں رنج و درد پاتا ہوں، جبریل نے عرض کی آپ کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپ کو ان انعامات میں پہنچائے جو اس نے آپ کیلئے تیار کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا جبریل! ملک الموت نے مجھ سے اجازت چاہی اور مجھے بات بتلا گیا ہے۔ جبریل نے عرض کی اے محمد ﷺ! آپ کا رب آپ سے کس چیز کا ارادہ فرماتا ہے، بخدا ملک الموت نے ہرگز کسی سے کبھی بھی اجازت طلب نہیں کی، اور نہ ہی وہ آئندہ کسی سے اجازت طلب کرے گا، باخبر ہو جائیے! اللہ تعالیٰ آپ کے عزت و شرف کو پورا فرمانے والا ہے اور وہ آپ کا مشتاق ہے۔

آپ نے فرمایا تب تو میں اس وقت تک چین نہیں پاؤں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نہ پہنچ جاؤں، آپ نے عورتوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے قریب آؤ چنانچہ وہ آپ پر گر گئیں، حضور ﷺ نے ان سے سرگوشی فرمائی۔ جب انہوں نے سر اٹھایا تو ان کی آنکھیں نمناک تھیں اور وہ شدتِ غم سے کلام نہ کر سکتی تھیں، پھر فرمایا اپنا سر میرے قریب کرو چنانچہ حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر آپ سے لپٹ گئیں، آپ نے ان سے سرگوشی فرمائی اور جب انہوں نے سر اٹھایا تو ہنس رہی تھیں اور بات کرنے کی تاب نہ تھی۔

ہم نے جب یہ عجیب بات دیکھی تو ہم نے بعد میں حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے حضور ﷺ نے جب یہ خبر دی کہ میں آج وصال کرنیوالا ہوں تو میں رو دی اور پھر جب فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تجھے میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملائے گا اور تمہیں میرے ساتھ رکھے گا تو میں ہنس پڑی۔

پھر آپ نے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کو بلایا اور انہیں پیار کیا، حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر ملک الموت آئے، انہوں نے اجازت مانگی تو آپ نے اسے اجازت دے دی، ملک الموت نے عرض کی کہ میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اب میرے رب کے پاس لے چلو۔ ملک الموت نے عرض کی آج آپ کی اجازت سے ایسا ہی ہوگا اور آپ کا رب آپ کا مشتاق ہے اور میں نے آپ کے سوا کسی اور کے پاس بار بار آمد و رفت نہیں کی اور نہ آپ کے سوا مجھے کسی کے پاس جانے کیلئے اجازت لینے کا حکم ملا لیکن آپ کی ساعت آپ کے سامنے ہے اور وہ نکل گئے۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر جبریل آئے اور عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ! یہ آخری پیغامات تھے جو زمین پر بھیجے گئے، اور اب ہمیشہ کیلئے سلسلۂ وحی منقطع کر دیا گیا ہے اور دنیا لپیٹ دی جائے

www.waseemziyai.com

گی اور زمین میں میرے لئے آپ کے بغیر اور کوئی حاجت نہیں اور زمین میں آپ کے پاس آنا ہی میری ضرورت تھی اور اب میں اپنے مقام پر رہوں گا اور وہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔ بخدا جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میں حضور ﷺ کے پاس گئی اور آپ کا سرِ انور اپنے سینہ پر رکھ کر اسے تھام لیا اور آپ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی اور آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگا۔ میں نے ایسا پسینہ کسی انسان کی پیشانی پر نہیں دیکھا، پھر یہ پسینہ مبارک بہنے لگا اور میں نے اس سے زیادہ عمدہ خوشبو کسی چیز میں نہیں پائی، پس میں کہنے لگی جونہی آپ کو افاقہ ہوا میرے ماں باپ اور جان و گھر آپ پر قربان ہوں، آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ کیوں جاری ہے؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ! مومن کا نفس پسینہ میں نکلتا ہے اور کافر کی جان دونوں باچھوں سے گدھے کی طرح نکلتی ہے۔ پھر ہم لوگ گھبرا گئے اور اپنے گھر والوں کی طرف آدمی بھیجے، پس سب سے پہلا آدمی جو ہمارے پاس آیا اور حضور ﷺ کو نہ پایا، میرا بھائی تھا جسے میرے باپ نے میری طرف بھیجا تھا، چنانچہ حضور ﷺ نے کسی کے آنے سے قبل وصال فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اس لئے روک دیا تھا کہ اس وقت جبریل و میکائیل حضور ﷺ کی خدمت میں تھے، گویا آپ کو اختیار دیا جا رہا تھا، اور جب آپ کلام کرتے تو فرماتے نماز، نماز، تم ہمیشہ ایک دوسرے کے معاون رہو گے جب تک تم سب پڑھتے رہو گے نماز، نماز گویا حضور ﷺ یہ وصیت کرتے ہوئے اس جہان سے تشریف لے گئے کہ نماز نہیں چھوڑنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے سوموار کے دن چاشت اور عین دوپہر کے درمیانی وقت میں وصال فرمایا۔

حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں سوموار کے دن تنہا مصیبت نہیں دیکھی بلکہ بخدا اس دن امت کو بہت مصائب ملے ہیں۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو لوگ ٹوٹ پڑے اور ان کے رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور فرشتوں نے دو کپڑوں میں حضور ﷺ کو لپیٹ دیا۔ لوگوں نے بہت اختلاف کیا، بعض نے آپ کی موت کو جھٹلایا اور بعض لوگ گونگے بن کر رہ گئے اور طویل مدت کے بعد بولنے لگے اور بعض کی حالت خلط ملط ہوگئی اور انہوں نے بغیر کسی بیان کے باتیں کرنا شروع کیں اور بعض اپنی عقول لے کر بیٹھ گئے اور دوسروں کو بھی بٹھا دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کی موت کا انکار کیا اور حضرتِ علی رضی اللہ عنہ بیٹھنے والوں میں سے تھے اور حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے۔

www.waseemziyai.com

مسلمانوں میں سے کسی ایک کی حالت بھی حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما جیسی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق مرحمت فرمائی اور گفتار و کردار کی راستی بخشی اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قول سے بہت گھبرا گئے یہاں تک کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے اور آپ نے تمہیں اپنی موجودگی میں کہہ دیا تھا:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ (پ ۲۳ الزمر ۳۰، ۳۱)

تحقیق تو بھی فوت ہونے والا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنے والے ہیں، پھر تحقیق تم قیامت کے دن اپنے رب کے نزدیک جھگڑو گے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی درانحالیکہ وہ بنو الحارث بن الخزرج کے ہاں تھے، وہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس داخل ہوئے، آپ کی طرف دیکھا پھر آپ کی طرف دیکھا اور آپ پر جھک گئے، چوما اور عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو دو مرتبہ موت کا ذائقہ نہیں چکھائے گا پس البتہ بخدا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحلت فرما گئے ہیں پھر آپ لوگوں کی طرف آئے اور کہا اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا ہے پس بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحلت فرما گئے ہیں اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی عبادت کرتا ہے تو اس کا رب زندہ ہے، وہ کبھی نہیں مرے گا، فرمانِ الٰہی ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ (پ ۴ آل عمران ۱۴۴)

اور نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رسول، تحقیق گزرے ہیں اس سے پہلے بہت پیغمبر، پس اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم پھر جاؤ گے اپنی ایڑیوں پر۔

گویا لوگوں نے اس دن سے پہلے یہ آیت نہیں سنی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر داخل ہوئے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، ان کی ہچکی بندھی ہوئی تھی جیسے پانی سے بھرا ہو گھڑا اچھلتا ہے اور انہوں نے اس کے باوجود قول و فعل میں صبر کا دامن نہ چھوڑا، پس وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھک گئے اور آپ کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا، آپ کی پیشانی اور رخساروں کو چوما، آپ کے چہرۂ اقدس پر ہاتھ پھیرا اور رونا شروع ہو گئے اور کہنے لگے میرے ماں باپ، جان اور گھربار آپ پر قربان ہوں، آپ زندگی اور موت دونوں طاہر و پاکیزہ ہیں، آپ کے وصال سے وہ سلسلہ منقطع ہو گیا ہے جو دیگر انبیائے کرام سے منقطع نہیں ہوا تھا، آپ ہر وصف سے بالاتر اور رونے دھونے سے برتر ہیں، آپ تسلی کا باعث ہو گئے، آپ کا جود و کرم سب کو عام ہے، اگر آپ کا وصال آپ کے اپنے ایثار سے نہ ہوتا تو ہم مر

www.waseemziyai.com

جاتے اور اگر ہمارے رونے سے کچھ ہوسکتا تو ہم آپ پر اپنی آنکھوں کو خشک کر دیتے۔ بہر حال ہم جس چیز کو اپنے سے الگ نہیں کر سکتے وہ غم اور آپ کی یاد ہے جو ہمیشہ برقرار نہیں رہیں گے، اے اللہ! ہمارا پیغام اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دے۔

اے محمد! ﷺ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمائیں اور اپنے دل میں ہمارا خیال رکھیں، آپ اگر سکون کے اسباب مہیا نہ فرماتے تو وحشت کیوجہ سے ہم میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکتا۔ اے اللہ! تو اپنے نبی کی خدمت میں ہمارے یہ جذبات پہنچا دے اور ان کا فضل و کرم ہمارے شامل حال فرما، یہ ہے وہ جو ہماری طاقت میں ہے اور یہ ہیں ہمارے جذبات و احساسات، خدا کرے کہ ہم رسولِ اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں، ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ وہ ہماری خطاؤں کو نیکیوں میں تبدیل فرمائے گا اور ایمان کے ساتھ بارگاہِ نبوت میں شرفِ باریابی فرمائے گا، خالق عالم کی ذاتِ گرامی ہی بہترین مسئول اور اعلیٰ ترین امیدوں کا ملجاء و ماویٰ ہے۔ والحمدللہ رب العٰلمین۔

"الحمدللہ کہ کتاب مستطاب "مکاشفۃ القلوب" از افادات علامہ فہامہ امام ہمام حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ کا ترجمہ آج ۲ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ کو پایۂ تکمیل کو پہنچا اللہ رب العٰلمین اس سعی کو قبول فرمائے، مترجم، ناشر اور محرک کو جزائے خیر عطا فرمائے"۔

آمین بجاہ سید المرسلین،

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com